مسائل الشریعه
ترجمه
وسائل الشیعه
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(جلد پنجم)

مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت علیہم السلام آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	پنجم
تالیف	:	محدث، متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل: 0346-5927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	شوال المکرم ۱۴۲۷ھ۔ نومبر ۲۰۰۶ء
طبع دوم	:	شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ۔ جولائی ۲۰۱۲ء
قیمت	:	۲۵۰ روپے
تعداد	:	۱۰۰۰

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون: 051-2602155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل: 0346-5927378

ای میل: maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد پنجم)

﴿ سورج گرہن اور دیگر نمازِ آیات کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل سولہ باب ہیں)

﴿ نمازِ طلب باران کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

ماہِ رمضان کے نوافل کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

جنابِ جعفر طیارؑ کی نماز کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل نو باب ہیں)

❀❀❀❀❀

نمازِ جمعہ اوراس کے آداب کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ساٹھ باب ہیں)

باب ۱

یہ نماز ہر مکلّف پر واجب عینی ہے سوائے بہت بوڑھے یا مسافر، غلام، عورت، بیمار، اندھے کے اوراس کے جو دو فرسخ سے زائد مسافت پر موجود ہو۔

(اس باب میں کل تیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی انیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں پر پینتیس نمازیں فرض کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک نماز ایسی ہے جو باجماعت پڑھنی واجب ہے اور وہ نماز جمعہ ہے۔ اور نو قسم کے لوگوں سے اس کا وجوب ساقط کر دیا ہے: (۱) نابالغ سے۔ (۲) بہت بوڑھے سے۔ (۳) دیوانہ سے۔ (۴) مسافر سے۔ (۵) غلام سے۔ (۶) عورت سے۔ (۷) بیمار سے۔ (۸) اندھے سے۔ (۹) اور جو مقام جمعہ سے دو فرسخ سے زائد مسافت پر موجود ہو یعنی تیسرے فرسخ کی ابتداء میں موجود ہو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب وغیرہا)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس سابقہ حدیث کو اپنی کتاب الخصال میں بھی درج کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی موجود ہے فرمایا: اور اس نماز میں قرأت بالجہر کی جائے گی، اور اس میں غسل واجب ہے، اور اس میں پیشنماز دو قنوت پڑھائے گا۔ یعنی ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔

۳۔ حضرت شیخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایمان اور قصد قربت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرے وہ از سر نو عمل بجالائے (یعنی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے ہیں)۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: عورتوں کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت اور نہ جمعہ ہے اور نہ جماعت (یعنی ان کے لیے وہ تاکید نہیں ہے جو مردوں کے لیے ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو قدم چل کر نماز جمعہ کی طرف جائے گا۔ خدا اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۶۔ نیز باسنادِ خود زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جمعہ فرض ہے اور امام (پیشنماز) کے ہمراہ اکٹھا ہونا فرض ہے اور جو شخص کسی عذر و علت کے بغیر تین جمعے ترک کر دے تو اس نے تین فریضے ترک کیے ہیں اور کسی عذر و علت کے بغیر تین فریضے ترک نہیں کرتا مگر منافق۔ (ایضاً)

۷۔ چند یہودی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور سات مسئلے دریافت کیے جن میں سے ایک نماز جمعہ کے بارے میں تھا آپؐ نے فرمایا: جمعہ کا دن وہ ہے جس میں خداوند عالم اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا (یعنی قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی) لہٰذا جو بندۂ مومن چل کر نماز جمعہ کی طرف جائے گا تو خداوند عالم اس پر شدائد قیامت کو آسان کرے گا۔ اور پھر اسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔

۸۔ باسنادِ خود ابوبصیر اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی عذر کے بغیر مسلسل تین جمعے ترک کرے تو خدا اس کے دل پر (منافقت کی) مہر لگا دیتا ہے۔ (عقاب الاعمال)

۹۔ انہی حضرتؑ سے مروی ہے فرمایا: جو شخص نماز باجماعت اور اہل ایمان کی جماعت سے بلا عذر شرعی روگردانی کرے اس کی (فرادیٰ) نماز نہیں ہے (نامکمل ہے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ہر سات دنوں میں پینتیس (۳۵) نمازیں فرض کی ہیں ان میں سے ایک نماز فریضہ ایسی بھی ہے جس پر مسلمان کے حاضر ہونا واجب ہے (یعنی نماز جمعہ)۔ ہاں البتہ پانچ قسم کے لوگوں پر حاضری واجب نہیں ہے: (۱) بیمار۔ (۲) غلام۔ (۳) مسافر۔ (۴) عورت۔ (۵) اور بچہ۔ (الفروع)

۱۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نمازِ جمعہ ہر شخص پر واجب ہے اور پانچ شخصوں کے علاوہ اس میں کوئی معذور نہیں ہے: (۱) عورت۔ (۲) غلام۔ (۳) مسافر۔ (۴) بیمار۔ (۵) اور بچہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام

کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ قلیب نامی ایک شخص بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے اتنی بار حج بیت اللہ پر جانے کی کوشش کی ہے مگر موفق نہیں ہو سکا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے قلیب! تجھ پر نمازِ جمعہ پڑھنا لازم ہے کیونکہ وہ مسکینوں کی حج ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: اگر میں عید الاضحیٰ پر دس بار حاضر نہ ہوں۔ تو یہ بات مجھے کسی عذر کے بغیر نماز جمعہ میں ایک بار حاضر نہ ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنعہ میں فرماتے ہیں کہ صادقینؑ سے روایت پہنچی ہے کہ خداوند عالم ایک جمعہ سے دوسری جمعہ تک پینتیس (۳۵) نمازیں واجب قرار دی ہیں مگر جماعت صرف ایک نماز جمعہ میں واجب قرار دی ہے چنانچہ فرماتا ہے: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی ندا دی جائے تو تیز چل کر ذکر خدا کی طرف جاؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو۔ یہ بات تمہارے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (کتاب المقنعہ)

۱۵۔ جناب محقق حلیؒ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تم پر نماز جمعہ کو فرض قرار دیا ہے۔ جو قیامت کے دن تک فریضۂ واجبہ ہے۔ (کتاب المعتبر)

۱۶۔ نیز فرمایا: نماز جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ جناب شہید ثانیؒ اپنے رسالہ جمعہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں فرمایا: نماز جمعہ ہر مسلمان پر واجب و لازم ہے سوائے چار قسم کے لوگوں کے: (۱) غلام۔ (۲) عورت۔ (۳) بچہ۔ (۴) بیمار۔

۱۸۔ نیز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک طویل خطبہ کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے تم پر نمازِ جمعہ کو واجب قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص میرے حین حیات میں یا میرے بعد اسے معمولی سمجھ کر یا اس کا انکار کر کے نہیں پڑھے گا تو خدا بھی پراگندی دور نہیں کرے گا۔ اور اس کے کسی کام میں برکت نہیں دے گا۔ خبردار! نہ اس کی کوئی نماز ہوگی اور نہ زکوٰۃ۔ نہ اس کی کوئی حج ہوگی اور نہ روزہ۔ اور نہ کوئی اور نیکی یہاں تک کہ توبہ کرے (اور نماز جمعہ ادا کرے)۔ (رسالۂ جمعہ شہید ثانی)

۱۹۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں نماز جمعہ، نمازِ عید الاضحیٰ اور نمازِ عید الفطر (واجب) نہیں ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب اعداد الصلوٰۃ وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب ۲ و ۴ و ۵ وغیرہ میں اور نمازِ عیدین میں اور احکام ماہِ رمضان اور آداب سفر کے اثنا میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

نمازِ جمعہ اس وقت واجب ہوتی ہے کہ جب سات آدمی حاضر ہوں اور اگر امام (پیشنماز) سمیت صرف پانچ افراد حاضر ہوں تو پھر یہ نماز مستحب ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ جمعہ میں کمترین تعداد سات یا پانچ افراد ہے۔ (الفروع، کذافی التہذیب والاستبصار)

۲۔ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ افراد سے کم تر پر نہ نماز جمعہ واجب ہے اور نہ اس کا خطبہ (یعنی کم از کم پانچ افراد ضروری ہیں۔ چار مقتدی اور ایک پیشنماز)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ عیدین میں جب پانچ یا سات آدمی اکٹھے ہو جائیں تو وہ نماز جمعہ کی طرح نماز عیدین بھی باجماعت پڑھیں گے۔ (الفقیہ)

۴۔ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کتنے آدمیوں پر نماز جمعہ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: سات عدد مسلمانوں پر۔ اور جب ان کی تعداد پانچ سے کم ہو تو ان پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب سات آدمی اکٹھے ہو جائیں اور کوئی خوف بھی نہ ہو تو ان میں سے کوئی ایک خطبہ دے گا اور نماز جمعہ پڑھائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگ نماز جمعہ پڑھیں گے جبکہ ان کی تعداد پانچ یا اس سے زیادہ ہو۔ اور اگر ان کی تعداد پانچ سے کم ہو تو پھر ان پر جمعہ واجب نہیں ہے اور ویسے ہر ایک پر نماز جمعہ واجب ہے (تا کہ جمع ہو کر ادا کریں)۔

(التہذیب والاستبصار)

۶۔ نیز باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جمعہ سات عدد مسلمانوں پر واجب ہوتی ہے اور ان سے کمتر پر واجب نہیں ہے۔ (اور وہ سات یہ ہیں) امام۔ ان کا قاضی، مدعی، مدعا علیہ۔ دو گواہ اور امام کے سامنے حدود جاری کرنے والا۔ (ایضاً والفقیہ)

۷۔ جناب کشیؒ باسنادِ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پانچ افراد جمع ہو جائیں جن میں ایک امام (پیشنماز) ہو وہ نمازِ جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔ (رجال کشی)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور علماء کی ایک جماعت نے سات افراد پر مشتمل حدیثوں کو وجوب پر اور پانچ والی حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے۔[1]

باب ۳

نمازِ جمعہ شہریوں، دیہاتیوں وغیرہ پر برابر واجب ہے اور اس کی ادائیگی میں بڑے شہر کی کوئی شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا دیہاتی لوگ نماز جمعہ باجماعت پڑھیں گے؟ فرمایا: جب کوئی خطبہ دینے والا خطیب نہ ہو تو پھر چار رکعت (ظہر) پڑھیں گے۔ (مطلب یہ کہ جب خطیب موجود ہو تو پھر دو رکعت شامل جمعہ پڑھیں گے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: نماز جمعہ نہیں ہوتی مگر اس شہر میں جس میں حدود الٰہی جاری کئے جاتے ہوں۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے کیونکہ وہ عامہ کے مذہب کے موافق ہے۔

باب ۴

جو شخص جمعہ والے مقام سے دو فرسخ سے زیادہ مسافت پر موجود ہو اس پر حاضری واجب نہیں ہے ہاں البتہ جو شخص دو فرسخ یا اس سے کم مسافت پر ہو اس پر حاضری واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو اگر صبح کی نماز اپنے گھر میں پڑھے تو نماز جمعہ پر پہنچ سکے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام دنوں میں نماز عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھتے تھے تاکہ لوگ آپ کے ہمراہ نماز عصر پڑھ کر رات ہونے سے پہلے اپنی اپنی اقامت گاہ تک پہنچ سکیں۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس ہدایت میں جو اجمال ہے وہ آنے والی تفصیل پر محمول ہے یا پھر استحباب پر۔

---

[1] مگر اقویٰ یہ ہے کہ پانچ پر بھی نماز جمعہ کی ادائیگی واجب ہے۔ ہاں البتہ سات پر واجب مؤکد ہے تفصیل کے لیے ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو دو فرسخ کی مسافت پر رہتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چھ شخص ایسے ہیں کہ میں ان کی جنت کا ضامن ہوں ان میں سے ایک وہ ہے جو نماز جمعہ پڑھنے کے لیے گھر سے نکلے اور راستہ میں اس کی موت واقع ہو جائے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز جمعہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو پورے دو فرسخ کی مسافت پر رہتا ہے۔ اور جو اس سے زائد مسافت پر رہتا ہے اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

جمعہ کے وجوب میں سلطان عادل یا اس کے نائب خاص کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ عادل پیشنماز کا ہونا کافی ہے جبکہ وہ دو خطبہ پڑھ سکتا ہے اور کوئی خوف و خطر نہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں نمازِ جمعہ پڑھنے پر اس قدر آمادہ کیا کہ میں نے خیال کیا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوں (اور نماز جمعہ پڑھیں) چنانچہ میں نے عرض کیا: کیا ہم صبح کو حاضر ہوں؟ فرمایا: نہ! میرا مقصد یہ ہے کہ تم اپنے ہاں پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ باسناد خود عبد الملک سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: (کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ) تم جیسا مر جائے اور وہ نماز فریضہ نہ پڑھے جسے خدا نے (باجماعت) فرض کیا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں کیا کروں؟ فرمایا: جماعت کے ساتھ پڑھو یعنی نمازِ جمعہ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جمعہ کے دن نماز کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر امام (پیشنماز) کے ساتھ پڑھے تو دو رکعت پڑھے اور اگر فرادیٰ پڑھے تو پھر چار رکعت ظہر پڑھے یعنی ایسا پیشنماز موجود ہو جو خطبہ پڑھ سکے تو دو رکعت

پڑھے اور جب ایسا خطیب نہ ہو تو پھر چار رکعت پڑھیں گے اگرچہ جماعت کے ساتھ ہی پڑھیں۔
(الفروع، کذا فی التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات عدد مسلمانوں پر نماز جمعہ واجب ہے اور پانچ مسلمانوں سے کمتر پر واجب نہیں ہے جن میں سے ایک امام (پیشنماز) ہے۔ پس جب سات آدمی اکٹھے ہو جائیں اور کوئی خوف و ہراس نہ ہو تو ان میں سے بعض ان کو نماز پڑھائے گا اور خطبہ دے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کے وجوب پر قرآن کی آیات اور معصومین علیہم السلام کی متواتر روایات اپنے عموم و اطلاق دلالت کرتی ہیں اور ان میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو سلطان عادل یا اس کے نائب خاص کے وجود پر دلالت کرے اور جن احادیث میں لفظ امام وارد ہے اس سے بھی امام معصوم مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے امام جماعت مراد ہے صرف اس میں عام نماز پڑھانے سے زیادہ شرط یہ ہے کہ وہ دو خطبے پڑھ سکے اور وہاں کوئی خوف و خطر بھی نہ ہو۔ اور اس لفظ سے اسی طرح امام جماعت مراد ہے جس طرح کہ نماز باجماعت کے سلسلہ میں وارد شدہ احادیث میں اس سے مراد پیشنماز ہے۔

باب ۶

نماز جمعہ کی کیفیت اور اس کے احکام کا بیان

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں آیت شریفہ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ کے بارے میں فرمایا کہ نماز وسطیٰ سے نماز ظہر مراد ہے۔ فرمایا: یہ آیتیں جمعہ کے دن نازل ہوئیں جب کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت سفر میں تھے۔ پس آپؐ نے اس نماز میں دو (۲) قنوت پڑھے اور پھر اسے سفر و حضر میں دو رکعت ہی رہنے دیا۔ اور مقیم کے لیے (نماز ظہر میں) دو رکعتوں کا اضافہ کیا اور نماز جمعہ میں اس کے دو خطبوں کی وجہ سے یہ اضافہ نہیں کیا لہذا جو شخص یہ نماز جمعہ کے دن جماعت کے بغیر پڑھے وہ چار رکعت پڑھے جس طرح عام دنوں میں چار رکعت پڑھی جاتی ہے (اور جو باجماعت پڑھے وہ نماز جمعہ دو رکعت پڑھے)۔ (الفقیہ)

۲۔ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جمعہ پیشنماز کے ساتھ دو رکعت ہے۔ اور جو فرادیٰ پڑھے تو اس کے لیے چار رکعت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز جمعہ دو خطبوں کی وجہ سے دو رکعت قرار دی گئی ہے پس وہ خطبے بھی بمنزلہ نماز کے ہیں یہاں تک کہ خطیب ممبر سے نیچے اتر آئے۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جمعہ کے دن سات آدمی اکٹھے ہو جائیں تو پھر جماعت کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھیں اور پیشنماز کو چاہیئے کہ کاندھوں پر چادر ڈالے اور سر پر عمامہ باندھے اور کمان یا عصا پر ٹیک لگائے اور دو خطبوں کے درمیان تھوڑا سا بیٹھے۔ اور قرأت میں جہر کرے اور پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے (اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے نماز جمعہ (کی کیفیت) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اذان اور اقامت کہی جائے اور پیشنماز اذان کے بعد منبر پر جا کر خطبہ پڑھے اور جب پیشنماز منبر پر خطبہ پڑھ رہا ہو تب تک لوگ نماز نہ پڑھیں۔ پھر پیشنماز (پہلے خطبہ کے بعد) منبر پر سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھنے کی مقدار تک بیٹھ جائے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ پڑھے۔ بعد ازاں اتر کر لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقین پڑھے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۶۔ جناب محقق حلیؒ جامع بزنطی کے حوالہ سے ابو العباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ نماز جمعہ خطبہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور یہ دو رکعت دو خطبوں کی وجہ سے ہی قرار دی گئی ہے (جو دو رکعتوں کے قائم مقام ہیں)۔ (المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں ابوابِ قرأت میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو نماز جمعہ میں قرأت کے اندر جہر کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

دو جمعوں کے درمیان کم از کم تین میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو جمعوں کے درمیان تین میلوں کا فاصلہ ہونا چاہیئے تا کہ تین میلوں میں ایک جمعہ ہو۔ اور نمازِ جمعہ خطبہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ فرمایا: پس جب دو جمعوں کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ یہ الگ جمعہ

پڑھیں اور وہ الگ۔ (الفروع، کذافی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو مقام جمعہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہتا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب پڑھانے والا پیشنماز عادل موجود ہو۔ اور جب دو جماعتوں کے درمیان تین میل کا فاصلہ موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ علیحدہ جماعت کرائیں اور وہ علیحدہ۔ اور دو جماعتوں کے درمیان تین میل سے کم فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ (التہذیب، کذافی الفقیہ)

باب ۸

مستحب مؤکد ہے کہ نماز جمعہ کو اول وقت پر ادا کیا جائے اور اس سلسلہ میں مؤذنین پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ و فضیل بن سیار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا وقت وسیع ہوتا ہے اور کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا وقت تنگ ہوتا ہے چنانچہ عام نماز موسّع ہے جو کبھی مقدم اور کبھی مؤخر کی جا سکتی ہے مگر نماز جمعہ مضیق ہے کیونکہ جمعہ کے دن اس کا وقت اول زوال ہے اور اس دن عصر کا وقت وہ ہے جو عام دنوں میں ظہر کا ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابو سیار مسمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جمعہ کے دن سفر کی حالت میں ظہر کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: زوال آفتاب! اور یہی سفر کے علاوہ جمعہ کے دن اس کا وقت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز جمعہ پڑھتے تھے جب سورج بقدر تسمہ سورج ڈھل جاتا تھا اور (زوال سے) پہلے سایہ میں شروع کر دیتے تھے اور جب زوال ہو جاتا تو جبرئیلؑ کہتے: یا محمدؐ! سورج ڈھل گیا ہے منبر سے نیچے اترو اور نماز پڑھو۔ فرمایا: اور نماز جمعہ دو خطبوں کی وجہ سے دو رکعت قرار دی گئی ہے لہٰذا وہ بھی نماز ہی میں یہاں تک پیشنماز نیچے اترے۔ (التہذیب)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نصف النہار کے وقت کوئی نماز نہیں ہوتی سوائے جمعہ کے دن کے (کہ اس کا کلیہ نصف النہار کو شروع ہو جاتا ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن نماز

جمعہ کا وقت زوال آفتاب ہے اور سفر و حضر میں اس کا وقت ایک ہی ہے اور اس کا وقت بالکل تنگ ہے اور جمعہ کے دن نمازِ عصر کا وہی وقت ہے جو عام دنوں میں نمازِ ظہر کا ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ نیز باسنادِ خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کا اول وقت زوال ہے یہاں تک کہ ایک گھنٹہ گزر جائے پس اس کے وقت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس وقت میں بندہ جو چیز خدا سے طلب کرتا ہے خدا اسے عطا کرتا ہے۔ (ایضاً، کذا فی المصباح)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ جمعہ کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جبرئیلؑ اس کا تنگ وقت لے کر آئے! پس جب سورج ڈھل جائے تو فوراً نماز پڑھو۔ راوی نے دریافت کیا کہ جب سورج ڈھل جائے تو کیا میں پہلے دو رکعت نماز (نافلہ) پڑھ کر نمازِ جمعہ پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو زوال آفتاب کے بعد نمازِ فریضہ سے پہلے کچھ نہیں پڑھوں گا۔ (الفروع)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن سورج ڈھل جائے تو سب سے پہلے نمازِ فریضہ پڑھو۔ (ایضاً)

۹۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جمعہ کے دن جب سورج ڈھل جائے تو میں پہلے نمازِ فریضہ پڑھتا ہوں اور دو رکعت (نافلہ) کو مؤخر کرتا ہوں۔ اگر پہلے نہ پڑھی ہو۔ (المصباح)

۱۰۔ جناب برقی" باسنادِ خود عبدالاعلیٰ بن اعین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض چیزوں کا وقت تنگ ہوتا ہے اور وہ ایک ہی طرح بجا لائی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ نمازِ جمعہ بھی انہی چیزوں میں سے ہے۔ اور اس کا ایک ہی وقت ہے اور وہ زوال آفتاب ہے۔ (المحاسن للبرقی")

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جمعہ کے دن نمازِ جمعہ یا ظہر کے بعد فوراً نمازِ عصر کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سفیان بن سمط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے جمعہ کے دن نماز عصر کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جمعہ کے علاوہ جو نماز ظہر کا وقت ہے (وہی جمعہ کے دن عصر کا وقت ہے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں اس قسم کی بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

جمعہ کے دن نماز ظہرین کا اول وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار جمعہ کے دن نماز جمعہ اور عصر پڑھ کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امامؑ کو غسل جنابت کی حاجت ہے لہٰذا وہ ایک چادر میں لپٹے ہوئے برآمد ہوئے اور کنیز کو حکم دیا کہ غسل کے لیے پانی رکھ۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! کیا آپ نے ابھی تک غسل نہیں کیا؟ فرمایا: ہاں۔ نہ ہنوز غسل کیا ہے اور نہ ہی نماز پڑھی ہے۔ ابوبصیر نے عرض کیا کہ میں تو ظہر و عصر دونوں پڑھ چکا ہوں۔ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے عذر پر محمول کیا ہے اور احکام عصر کے نماز جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ واضح ہے کہ پیشنماز مخالف بھی تھا اور فاسق بھی (اور خود امام مبسوط الید نہ تھے)۔

باب ۱۱

جمعہ کے نوافل کا زوال سے مقدم کرنا جائز ہے نیز ان کا پوری بیس رکعت کرنا بھی مستحب ہے اور چھ چھ رکعت کے (تین بار) پڑھنا اور پھر دو رکعت پڑھنا اور ظہرین کے (سولہ رکعت) پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے اور سب کو یا بعض کو زوال کے بعد پڑھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو چھوڑ کر باقی نو (۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جمعہ کے دن (ظہرین کے نوافل میں) چار رکعت کا اضافہ اس دن کی عظمت کے پیش نظر کیا گیا ہے تاکہ اس دن اور دوسرے دنوں میں امتیاز ہو جائے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جمعہ کے دن دو رکعت نماز زوال آفتاب اذان سے پہلے پڑھی جائیں یا اس کے

بعد؟ فرمایا: اذان سے پہلے۔ (التہذیب)

۳۔ انہی حضرتؑ سے مروی ہے، فرمایا: جمعہ کے دن دس رکعت نماز (نافلہ) نماز (جمعہ) سے پہلے پڑھ اور دس رکعت اس کے بعد۔ (ایضاً)

۴۔ ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے جمعہ کے دن مستحبی نوافل کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: چھ رکعت تو دن کے اول میں پڑھو۔ اور چھ رکعت زوال سے پہلے اور دو رکعت زوال کے بعد اور چھ رکعت نماز جمعہ کے بعد۔ یہ کل ہو گئیں بیس رکعتیں فریضہ کے علاوہ۔ (ایضاً)

۵۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم جمعہ کے نوافل کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: چھ رکعت زوال سے پہلے، دو رکعت زوال کے وقت اور نماز فریضہ کے بعد آٹھ رکعت پڑھو۔ اور نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقین پڑھو۔ (ایضاً)

۶۔ عبدالرحمٰن بن عجلان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر زوال ہونے میں شک ہو تو دو رکعت نافلہ پڑھ لو اور جب اس کا یقین ہو جائے تو پھر نماز فریضہ (جمعہ) پڑھو۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن نوافل ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھ رکعت تو صبح سویرے پڑھی جائیں (طلوع آفتاب کے بعد) اور چھ رکعت دن کے اوائل میں (چاشت کے وقت)۔ اور دو رکعت زوال کے وقت اور باقی چھ رکعت نماز فریضہ (جمعہ) کے بعد پڑھی جائیں۔ (الفروع، کذا فی التہذیب والاستبصار)

۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بحوالہ کتاب حریز بن عبداللہ ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ہو سکے تو جمعہ کے دن بیس رکعت نماز (نافلہ) بایں ترتیب پڑھو۔ چھ رکعت طلوع آفتاب کے بعد۔ اور چھ رکعت زوال سے پہلے جبکہ سورج خوب بلند ہو جائے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرو۔ اور دو رکعت زوال سے قبل۔ اور چھ رکعت نماز جمعہ کے بعد۔ (السرائر ابن ادریس)

۹۔ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جمعہ کے دن افضل طریقہ کیا ہے؟ آیا میں دو رکعت نافلہ نماز فریضہ سے پہلے پڑھوں یا اس کے بعد؟ فرمایا: نماز فریضہ (جمعہ) کے بعد پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) ذکر کی جائیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جب کسی وجہ سے نماز جمعہ نہ پڑھی جا سکے تو پھر نماز ظہر کا باجماعت پڑھنا جائز ہے اور نماز جمعہ کے قنوت اور شب و روز جمعہ میں قرأت کرنے اور اس میں جہر کرنے کا حکم؟ اور نماز ظہر میں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بستی میں کچھ لوگ موجود ہیں مگر ان کو نماز جمعہ پڑھانے والا خطیب نہیں ہے تو کیا وہ نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں جبکہ کوئی خوف و تقیہ نہ ہو۔

(التہذیب والاستبصار، کذافی قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب القرأتہ اور باب القنوت میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جو شخص جمعہ کے دن اس کے مقررہ نوافل نماز جمعہ سے پہلے نہ پڑھ سکے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ انہیں دونوں فرض (نماز جمعہ و عصر) کے بعد پڑھے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں جمعہ کے دن زوال سے پہلے کچھ رکعتیں پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں چھ رکعت! عرض کیا: افضل کیا ہے؟ زوال سے پہلے پڑھوں یا نماز فریضہ کے بعد؟ فرمایا: اگر فریضہ کے بعد پڑھو تو یہ افضل ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ باسناد خود زریق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بعض اوقات جمعہ کے دن بیس رکعت دن کے اوائل میں پڑھ لیتے تھے اور تھوڑا سا بیٹھ کر اقامت کہتے اور نماز ظہر پڑھتے تھے۔ اور وہ جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز فریضہ کے علاوہ کوئی نماز روا نہیں جانتے تھے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نماز کا اول و آخر ہے (یعنی اس کے دو وقت ہیں) سوائے نماز جمعہ کے۔ (ایضاً)

۳۔ باسناد خود زریق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج نکل آئے تو کوئی نافلہ نہیں ہے اور جب جمعہ کے دن سورج ڈھل جائے تو پھر کوئی نافلہ نہیں ہے۔ اور یہ اس لیے کہ جمعہ کا دن تنگ دن ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب خمیس سے جمعہ کے لیے تیاری کرتے تھے۔ کیونکہ اس

کا وقت تنگ ہے۔

۳۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب جمعہ کے دن زوال ہو جائے تو میں پہلے نماز فریضہ پڑھتا ہوں اور اگر دو رکعت نافلہ پہلے نہ پڑھی ہوں تو انہیں مؤخر کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ زرارہ کی روایت میں ہے کہ ان نوافل کو مؤخر کرنا افضل ہے اور ابو بصیر کی روایت میں مقدم کرنا افضل وارد ہے۔ (المقنع)

اور حقیقت حال یہ ہے کہ ان کا زوال سے پہلے پڑھنا افضل ہے اور اگر پہلے نہ پڑھے جائیں اور زوال ہو جائے تو پھر ان کا مؤخر کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی افادہ فرمایا ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

دو خطبوں کا توجہ سے سننا واجب ہے اور ان کے اثنا میں کلام کرنے کا حکم؟ ہاں البتہ ان کے درمیان اور ان کے بعد نماز کے درمیان کلام کرنا جائز ہے اور ان کے اثنا میں ادھر اُدھر دیکھنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم؟ اور اگر ماموم قرأت نہ بھی سن سکے تو نماز جمعہ کافی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جمعہ کے دن امام (پیشنماز) خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کی فراغت تک کسی کو کلام نہیں کرنا چاہیئے ہاں البتہ جب وہ خطبہ پڑھ چکے تو پھر اس کے بعد نماز شروع ہونے سے پہلے کلام کیا جا سکتا ہے اور ماموم قرأت سنے یا نہ سنے اس کے لیے جمعہ کافی ہے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیشنماز خطبہ پڑھ رہا ہو۔ تو پھر نہ کلام کرنا جائز ہے اور نہ ادھر اُدھر توجہ کرنا۔ فرمایا: جمعہ دو رکعت مقرر ہی دو خطبوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہٰذا یہ دو خطبے آخری دو رکعتوں کے قائمقام ہیں اور یہ خطیب کی فراغت تک بمنزلہ نماز کے ہیں۔ (الفقیہ، المقنع)

۳۔ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مناہی میں جمعہ کے دن اس وقت کلام کرنے سے منع فرمایا ہے جبکہ خطیب خطبہ پڑھ رہا ہو۔ اور جو ایسا کرے اس نے ایک بے ہودہ کام کا ارتکاب کیا ہے اور جو ایسا کرے اس کی نمازِ جمعہ نہیں

ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام چند مقامات پر کلام کرنا مکروہ جانتے تھے (ناپسند کرتے تھے)۔ جمعہ کے دن جبکہ خطیب خطبہ پڑھ رہا ہو۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور نمازِ طلب باران کے دوران۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۵

جمعہ کے دونوں خطبوں کا نماز جمعہ سے پہلے پڑھنا واجب ہے اور ان کا زوال سے پہلے بایں طور کے پڑھنا بھی جائز ہے کہ جب خطیب ان سے فارغ ہو تو زوال ہو جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز جمعہ پڑھتے تھے جب سورج تسمہ کی مقدار ڈھل جاتا تھا اور خطبہ پہلے سایہ میں (زوال سے پہلے) پڑھتے تھے۔ اور جب زوال ہو جاتا تو جبرائیلؑ کہتے: یا محمدؐ! زوال ہو گیا ہے۔ اترو اور نماز پڑھو۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابومریم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ (جمعہ) نماز سے پہلے تھا یا اس کے بعد؟ فرمایا: نماز سے پہلے ہوتا تھا اور اس کے بعد نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرتِ شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلا شخص جس نے جمعہ کا خطبہ نماز پر مقدم کیا وہ عثمان ہے۔ (الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: ﴿ھٰذا غریب لم یروہ غیر الصدوق﴾ یہ بات بڑی عجیب وغریب ہے جسے صرف جنابِ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ہی روایت کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات خطبۂ عید کے بارے میں درست ہے اور شاید یہ راوی یا کاتب کی غلطی ہے کہ عید کی جگہ لفظ جمعہ لکھ دیا گیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جس عید میں ایسا کیا گیا تھا وہ جمعہ کے دن ہو۔ واللہ العالم۔

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (اعداد الفرائض میں اور یہاں باب ۳ و ۴ و ۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶، ۲۵ اور ۵۳ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۶

خطیب کے لیے خطبہ پڑھتے وقت کھڑا ہونا اور دو خطبوں میں ایک جلسہ کا فاصلہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پہلا شخص جس نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا وہ معاویہ تھا اور اس نے لوگوں سے یہ کہہ کر بیٹھنے کی اجازت چاہی کہ اس کے گھٹنے میں درد ہے۔ چنانچہ وہ کبھی بیٹھ کر خطبہ پڑھتا تھا اور کبھی کھڑے ہو کر۔ اور ان کے درمیان بیٹھتا تھا۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے جاتے ہیں جن کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا جاتا ہے جس میں کوئی کلام نہیں کیا جاتا۔ (التہذیب)

۲۔ باسنادِ خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خطیب کو چاہیئے کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ خطیب کس طرح خطبہ پڑھے؟ فرمایا: کھڑے ہو کر۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ تَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ کہ (لوگ تمہیں کھڑا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں)۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۷

نمازِ جمعہ وغیرہ میں اس ماموم کے حکم کا بیان جس کو لوگوں کا اژدہام پوری متابعت سے روکے اور اس کا رکوع یا سجود چھوٹ جائے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جمعہ کے دن پیشنماز کے ساتھ نماز باجماعت پڑھ رہا تھا کہ جب پیشنماز رکوع میں گیا تو اسے لوگوں نے دیوار یا ستون کی طرف دھکیل دیا اور وہ رکوع نہ کر سکا۔ پھر صف میں کھڑا ہوا مگر سجدہ نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سجدہ سے سر اٹھا لیے۔ اب وہ کیا کرے؟ آیا رکوع و سجود کر کے لوگوں کے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہو یا کیا کرے؟ فرمایا: وہ پہلے رکوع کرے پھر سجدہ کرے (پھر ان کے

ساتھ شامل ہو جائے) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، کذافی التہذیب)

۲۔ باسنادخود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نماز جمعہ پڑھ رہا تھا اور رکوع بھی اس کے ساتھ کیا مگر لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ پیشماز اور لوگ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے اور یہ وہیں کھڑا رہا۔ اور جب پیشماز رکوع میں گیا تو یہ اس کے ساتھ رکوع نہ کر سکا مگر سجدہ اس کے ہمراہ کیا۔ اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس کی پہلی رکعت رکوع تک تو مکمل تھی (البتہ اس میں سجدہ کی کمی تھی) لہٰذا چونکہ اس نے اس کا سجدہ نہیں کیا تھا یہاں تک کہ دوسری رکعت میں داخل ہوگیا جبکہ اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہ تھا۔ بہرحال اب دوسری رکعت میں جو دوسجدہ کئے ہیں تو اگر وہ یہ نیت کرے کہ یہ سجدے پہلی رکعت کے ہیں تو اس طرح پہلی رکعت مکمل ہو جائے گی اور جب پیشماز سلام پھیرے گا تو یہ اٹھ کر فرادیٰ دوسری رکعت پڑھ لے۔ اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر لے۔ اور اگر ان سجدوں سے پہلی رکعت کے سجدوں کی نیت نہ کرے تو پھر نہ پہلی رکعت ہوگی اور نہ دوسری۔ اور اسے چاہیئے کہ دوسجدے کرے اور ان سے قصد پہلی رکعت کا کرے اور بعد ازاں ایک رکعت نماز پڑھے جس میں سجدہ بھی کرے۔ (ایضاً، کذافی الفروع والتہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایسے پیشماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے کہ جس کی وہ اقتداء کرتا ہے اور جب پیشماز رکوع کرتا ہے تو یہ رکوع کرنا بھول جاتا ہے یہاں تک کہ پیشماز رکوع سے سر اٹھا لیتا ہے اور سجود کے لیے جھک جاتا ہے تو اب یہ کیا کرے؟ آیا رکوع کر کے سجدہ میں ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائے؟ فرمایا: ہاں رکوع کرے اور پھر سجدہ میں ان کے ساتھ شامل ہو جائے اور نماز مکمل کرے۔ اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۱۸

غلام، عورت اور مسافر جب مقام جمعہ پر حاضر ہو جائیں تو پھر ان پر واجب ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض موالیان اہل بیتؑ سے سنا کہ اس نے ابن ابی لیلیٰ (عامہ کے قاضی) سے پوچھا کہ آیا غلام، عورت اور مسافر پر نماز جمعہ واجب ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! پھر پوچھا کہ اگر ان میں سے کوئی حاضر ہو جائے اور نماز جمعہ پڑھے تو آیا اس کی یہ نماز اس کی نماز ظہر سے کفایت کرے گی؟ کہا: ہاں کافی ہے۔ موالی نے کہا کہ جو نماز (جمعہ) اس پر واجب

نہیں ہے وہ واجبی نماز (ظہر) سے کس طرح کفایت کر سکتی ہے؟ اس ایراد کا ابن ابی لیلیٰ کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس سے اس کی وضاحت چاہی مگر موالی نے انکار کر دیا۔ مگر میرے سوال پر یوں وضاحت کی کہ خداوند عالم تمام یہ نماز (جمعہ) تمام مؤمنین و مؤمنات پر فرض قرار دی ہے۔ ہاں البتہ غلام، عورت اور مسافر کو یہ رعایت دی کہ ان پر حاضری واجب قرار نہیں دی۔ لیکن جب خود حاضر ہو جائیں تو پھر وہ رعایت ختم ہو جائے گی اور پہلا فریضہ عائد ہو جائے گا۔ اس لیے وہ نماز ظہر سے کفایت کرے گی۔ میں نے پوچھا: یہ بات کہاں سے حاصل کی؟ کہا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ (التہذیب، کذا فی الفروع والفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ آیا عورتوں پر نمازِ عیدین اور نمازِ جمعہ اسی طرح واجب ہے جس طرح مردوں پر؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ خود بخود حاضر ہو جائیں۔ یا پھر یہ استحباب پر محمول ہے۔

باب ۱۹

مسافر جب مقام جمعہ پر حاضر نہ ہو تو اس پر جمعہ واجب نہیں ہے ہاں البتہ مستحب ضرور ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں نہ جمعہ ہے، نہ عید الفطر اور نہ عید قربان۔ (الفقیہ)

۲۔ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مسافر نماز جمعہ سے الفت کرتے ہوئے اور اس کے ثواب میں رغبت کرتے ہوئے پڑھے خدا اسے حاضر کے ایک سو جمعہ پڑھنے کے برابر ثواب دے گا۔ (ثواب الاعمال والامالی)

باب ۲۰

جب خلیفہ (برحق) کسی شہر میں حاضر ہو تو پھر کسی کیلئے اس سے آگے بڑھ کر نماز پڑھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خلیفہ کسی شہر

میں حاضر ہو تو پھر وہی لوگوں کو جمعہ و جماعت کرائے گا۔ اس کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے۔

(التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس میں جمعہ اور جماعت کا احتمال برابر ہے بلکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ عموم پر محمول ہے اور یہ بات خلیفہ (برحق) کی حاضر و حضوری کے ساتھ مخصوص ہے۔

باب ۲۱

جو لوگ قرضہ (وغیرہ) کے سلسلہ میں قید ہوں ان کو نماز جمعہ اور عیدین کے لیے باہر اور نماز باجماعت پڑھانا واجب ہے۔ اس کے بعد پھر قید خانہ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (وقت کے) امام پر لازم ہے کہ جو لوگ قرضہ کے سلسلہ میں قید ہیں ان کو جمعہ اور عیدین کے دن قید خانہ سے باہر نکالے اور ان کے ہمراہ محافظ بھیجے چنانچہ وہ نماز پڑھ چکیں تو پھر انہیں قید خانہ میں لوٹا دے۔

(التہذیب)

باب ۲۲

عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ نماز جمعہ پڑھنے پر گھر میں نماز ظہر ادا کرنے کو ترجیح دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو ہمام سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر عورت مسجد میں حاضر ہو کر پیشنماز کے ساتھ دو رکعت نماز جمعہ پڑھے تو بھی اس کی نماز ناقص ہے اور اگر مسجد میں چار رکعت (نمازِ ظہر) پڑھے تو بھی اس کی نماز ناقص ہے۔ اسے چاہیئے کہ اپنے گھر میں چار رکعت پڑھے یہ افضل ہے۔ (التہذیب)

باب ۲۳

(سخت) بارش میں جمعہ کا ترک کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر بارش میں جمعہ ترک کر دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، کذا فی التہذیب)

باب ۲۴

پیشنماز کے لیے مستحب ہے کہ سردی و گرمی کے موسم میں سر پر عمامہ باندھے اور چادر اوڑھے اور خطبہ دیتے وقت قوس یا عصا پر ٹیک لگائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کو چاہیئے کہ جمعہ کے دن جب خطبہ پڑھے تو سردی ہو یا گرمی سر پر عمامہ باندھے اور یمنی یا عونی چادر اوڑھے الحدیث۔ (التہذیب، کذا فی الفروع)

۲۔ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن جب سات آدمی اکھٹے ہو جائیں تو نماز جمعہ باجماعت پڑھیں اور پیشنماز چادر اوڑھے اور سر پر عمامہ باندھے اور قوس یا عصا پر ٹیک لگائے۔ (ایضاً)

باب ۲۵

دو خطبوں کی کیفیت اور یہ کہ ان میں کیا ضروری ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جمعہ کا ایک خطبہ بیان کیا جو اللہ کی حمد و ثنا اور تقوائے الٰہی اختیار کرنے کی وصیت اور وعظ و نصیحت پر مشتمل تھا۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ (خطبہ کے اختتام پر) قرآن مجید کی ایک سورہ پڑھو اور اپنے پروردگار سے دعا مانگو اور نبیؐ (و آل نبیؐ) پر درود پڑھو اور مؤمنین و مؤمنات کے لیے دعا کرو۔ بعد ازاں تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ جاؤ۔ پھر اٹھو اور دوسرا خطبہ پڑھو۔ پھر یہاں ایک خطبہ ذکر کیا ہے جو اللہ کی حمد و ثنا اور تقوائے الٰہی اختیار کرنے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنے اور سارے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے نام بنام ذکر کرنے اور تعجیل فرج کی دعا کرنے پر مشتمل ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ خطیب کا آخری کلام یہ ہونا چاہیئے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ..... الآیۃ﴾۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اکثر منقول خطبے انہی مذکورہ بالا باتوں پر مشتمل ہیں۔

۲۔ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ امام جمعہ کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے جس میں اللہ کی حمد و ثنا کرے، تقوائے الٰہی اختیار کرنے کی لوگوں کو وصیت کرے پھر قرآن کی کوئی چھوٹی سی

سورہ پڑھے بعد ازاں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائے پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ پڑھے جس میں پہلے اللہ کی حمد وثنا کرے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۃ المسلمین علیہم السلام پر درود وسلام پڑھے۔ بعد ازاں مؤمنین ومؤمنات کے لیے دعائے خیر کرے۔ پس جب خطیب خطبہ سے فارغ ہو تو مؤذن اقامت کہے اور وہ لوگوں کو دو رکعت نماز (جمعہ) پڑھائے۔ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقین کی تلاوت کرے۔ (ایضاً)

۳۔ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ﴿کل واعظ قبلۃ﴾ یعنی جب جمعہ کے دن خطیب خطبہ دے تو لوگوں کو چاہیئے کہ اس کی طرف منہ کرے (اور توجہ سے اس کی بات سنیں)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضل بن شاذان اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کا خطبہ اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ جمعہ ایک ایسا دن ہے کہ اس میں عام لوگ شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا امیر کو لوگوں کو پند وموعظہ کرنے، نیکی کی رغبت دلانے اور بدی سے نفرت دلانے کا اچھا موقع ملتا ہے اور انہیں دینی اور دنیوی معاملات سے اور کائنات میں واقع ہونے والے مختلف واقعات سے آگاہ کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آتا ہے جن سے حاضرین کا نفع ونقصان وابستہ ہے اور وہ ان حالات وواقعات سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتے اور پھر یہ خطبے دو اس لیے مقرر کئے گئے ہیں کہ ان میں سے ایک تو اللہ کی حمد وثنا اور اس کی تقدیس وتمجید کے لیے مخصوص ہو اور دوسرا لوگوں کے ضروریات، ان کے امر ونہی، عذر ونذر اور ان کے دوسرے اصلاح افساد سے متعلقہ امور کے لیے مخصوص ہو۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲، ۱۵، ۱۶ اور ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

جو شخص جمعہ کا خطبہ نہ سن سکے اس پر بھی نماز جمعہ واجب ہے اور کافی ہے اسی طرح جس سے ایک رکعت فوت ہو جائے اور ایک کو درک کرے اگرچہ دوسری رکعت کا رکوع ہی درک کرے اس پر بھی جمعہ واجب ہے اور کافی ہے ہاں البتہ جو آخری رکوع بھی درک نہ کر سکے تو وہ چار رکعت نماز ظہر پڑھے گا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم پیش نماز کو آخری رکعت کا رکوع کرنے سے پہلے درک کر لو تو تم نے نماز کو درک کر لیا ہے اور اگر اسے

آخری رکعت کے رکوع کے بعد درک کرو تو پھر (نماز جمعہ نہیں ہو سکتی) چار رکعت نماز ظہر پڑھو۔ (الفقیہ)

۲۔ باسناد خود فضل بن عبد الملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایک رکعت کو درک کر لے تو اس نے نماز جمعہ کو درک کر لیا۔ اور اگر وہ ایک رکعت بھی فوت ہو جائے تو پھر نماز جمعہ فوت ہو گئی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن العرزمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم نماز جمعہ میں اس وقت شامل ہو کہ جب پیشنماز ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ تو (ایک رکعت اس کے ہمراہ پڑھ کر) ایک اور رکعت کا اضافہ کرو۔ اور اس میں قرأت بالجہر کہو۔ (نماز جمعہ ہو جائے گی)۔ اور اگر اس وقت شامل ہو کہ جب وہ تشہد پڑھ رہا ہو تو پھر (ظہر) کی چار رکعت پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جمعہ نہیں ہوتی مگر اس کی جو دونوں خطبوں کو درک کر سکے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو نفی کمال پر محمول کیا ہے یعنی اس کی نماز مکمل نہیں ہے ورنہ ویسے صحیح ہے۔

باب ۲۷

جمعہ کے دن مسجد میں جانے میں سبقت کرنا اور سویرے جانا بالخصوص ماہِ رمضان میں مستحب ہے۔

(اس باب میں میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو آسمان سے کچھ ملائکہ مقربین نازل ہوتے ہیں جن کے چاندی کے کاغذ اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں جو مسجدوں کے دروازوں پر آکر نور کی کرسیاں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور مساجد میں داخل ہونے والوں کے نام درجہ بدرجہ لکھتے ہیں کہ اول کون آیا اور دوسرے نمبر پر کون آیا۔ یہاں تک کہ پیشنماز باہر نکلتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور پھر صرف جمعہ کے دن ہی نازل ہوتے ہیں۔

(الفروع، کذا فی الفقیہ والتہذیب)

۲۔ باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جمعہ کے صبح سویرے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے یعنی جب سورج نیزے کے برابر نکل آتا تھا اور جب ماہِ رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو آپؑ اس سے پہلے تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ماہ رمضان کے جمعوں کو دوسرے عام جمعوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو خود ماہِ رمضان کو عام مہینوں پر حاصل ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۸

جب خطیب منبر پر چڑھے اور اس پر بیٹھے تو اس کے لیے لوگوں کو سلام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا یہ بات سنت میں سے ہے کہ جب خطیب منبر پر چڑھے اور لوگوں کی طرف منہ کرے تو ان کو سلام کرے۔ (التہذیب)

۲۔ باسناد خود عبد اللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ نماز جمعہ کے لیے تشریف لاتے تھے تو منبر پر بیٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتے تھے (اس کے بعد کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے)۔(ایضاً)

باب ۲۹

امام جمعہ عادل ہونا اور فاسق نہ ہونے کی شرط ہے اور جو شخص ایسے شخص کے پیچھے نماز جمعہ پڑھے جس کی اقتداء جائز نہیں ہے تو وہ اپنی نماز ظہر اس سے مقدم یا مؤخر کر کے پڑھے یا نماز جمعہ کی ادائیگی کے وقت نیت ہی ظہر کی کرے (فرادیٰ) اور سلام کے بعد چار رکعت پوری کرے۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جو نماز ظہر میں اس وقت شامل ہو جب اس کی دو رکعتیں پہلے پڑھی جا چکی ہوں۔ کہ وہ سلام کے بعد چار رکعت مکمل کرے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہوا ہے جب وہ لوگ (مخالفین) نماز جمعہ پڑھیں تو تم بھی ان کے ساتھ پڑھو۔ اور (سلام کے بعد) اپنی جگہ سے نہ اٹھو جب تک (ظہر کی) اور دو رکعت نماز نہ پڑھ لو۔ راوی نے عرض کیا: تو اس طرح میں اپنی چار رکعت نماز (فرادیٰ) پڑھوں گا جس میں کسی کی اقتداء نہیں کروں گا؟ فرمایا: ہاں! (التہذیب)

۲۔ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ جمعہ کے دن کیا کرتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے یہی سوال مجھ سے کیا کہ تم کیا کرتے ہو؟ میں

نے عرض کیا کہ پہلے اپنے گھر میں نماز (ظہر) پڑھتا ہوں اور پھر باہر آ کر ان کے ہمراہ جمعہ پڑھتا ہوں! امامؑ نے فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے نماز جمعہ کے بعد چار رکعت نماز پڑھی تھی جس کے درمیان (دو رکعت پر) سلام نہیں پھیرا تھا؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک فاسق کے پیچھے نماز پڑھی تھی اور جب وہ سلام پھیر کر اور نماز پڑھا کر چلا گیا تھا تو حضرت نے اٹھ کر چار رکعت نماز پڑھی۔ چنانچہ آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے آپ سے کہا: یا اباالحسنؑ! آپؑ نے چار رکعت نماز پڑھی ہے جس کے دوران سلام نہیں پھیرا؟ آپؑ نے فرمایا: یہ چار رکعت مشبہات ہیں اور خاموش ہو گئے۔ بخدا اس شخص نے کچھ نہیں سمجھا تھا کہ جناب امیرؑ نے کیا کہا؟ (الفروع، کذافی التہذیب)

۴۔ باسناد خود حمران بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان جاؤں! یہ لوگ اپنے وقت پر نماز جمعہ پڑھتے ہیں تو ہم کیا کریں؟ فرمایا: ان کے ساتھ پڑھو۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ وہ زرارہ کے پاس گئے۔ اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا کہ امامؑ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں جمعہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ زرارہ نے کہا: اس کی کوئی تاویل ہوگی۔ حمران نے کہا: چلو امامؑ کی خدمت میں چلیں اور سنیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے اور زرارہ نے ماجرا بیان کیا؟ امامؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ان (مخالفین) کے ساتھ دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور جب وہ لوگ فارغ ہو جاتے تو امامؑ اٹھ کر اور دو رکعت کا اضافہ کرتے (اور اس طرح ظہر کی چار رکعت نماز مکمل کرتے)۔ (ایضاً)

باب ۳۰

جمعہ کے دن خطیب کے خطبہ سے فارغ ہوتے اور صفوں کو سیدھا کرنے کے درمیان دعا کرنا اور جمعہ کے دن آخری ساعت میں دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے ایک تو وہ ہے جب خطیب خطبہ سے فارغ ہوتا ہے اور صفیں سیدھی ہوتی ہیں۔ اور دوسری وہ ہے جو آخری ساعت ہے غروب آفتاب تک۔

(الفروع، کذافی التہذیب)

۲۔ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جمعہ کے دن وہ کون سی ساعت ہے جس میں مؤمن کی ہر دعا قبول ہوتی ہے؟ فرمایا: جب پیشنماز برآمد ہو۔ عرض کیا: وہ تو کبھی جلدی کرتا ہے اور کبھی دیر تو؟ فرمایا: جب سورج ڈھل جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جمعہ کے وہ بعض آداب جن کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو ان کو خمیس کے دن جلدی بجا لانا اور اسی دن جمعہ کی تیاری کرنا مستحب ہے اور ایسی دوا خمیس کے دن استعمال کرنا مکروہ ہے جو جمعہ میں حاضری سے کمزور کر دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر بن یزید سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشادِ خداوندی ﴿فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ یہ عمل کرو اور جلدی کرو۔ کیونکہ وہ (جمعہ کا دن) مسلمانوں کے لیے تنگ ہے اور ان عملوں کا ثواب انہیں اس کی تنگی کے مطابق ملے گا۔ اس میں نیکی اور بدی دوگنی ہوتی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: بخدا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب خمیس کے دن جمعہ کے لیے تیاری کیا کرتے تھے کیونکہ وہ ان مسلمانوں کے لیے تنگ ہے۔

(الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم خمیس کے دن کوئی دوائی استعمال نہ کرو۔ عرض کیا گیا: یا امیر المومنینؑ! کیوں؟ فرمایا: تاکہ جمعہ میں حاضر ہونے سے کمزور نہ ہو جائے۔

(الفقیہ)

۳۔ نیز جناب شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خمیس کے دن جمعہ کیلئے تیاری کرتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۳۲

جمعہ کے دن خطمی سے سر دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: ہر جمعہ کے دن خطمی سے سر دھونا پھلبہری اور دیوانگی سے امان کا باعث ہے۔
(الفروع، کذا فی الفقیہ والتہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن مونچھیں کٹوائے، اور ناخن لے اور خطمی سے سر دھوئے وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن طلحہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر جمعہ کے دن ناخن لینا اور مونچھیں کٹوانا اور خطمی سے سر دھونا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آداب حمام میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

جمعہ کے دن ناخن لینا یا اگر ضرورت نہ ہو تو صرف اسے رگڑنا اور مونچھوں کو کٹوانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جمعہ کے دن ناخن لینا، جذام، جنون، برص اور اندھے پن سے باعث امان ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو پھر صرف رگڑ دو یعنی ان پر ناخن گیر یا قینچی پھیر دو۔ (الفقیہ، کذا فی الفروع)

۲۔ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کہا جاتا ہے کہ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان تعقیبات پڑھنے سے بہتر رزق طلب کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں! مگر تمہیں اس سے بھی بہتر طریقہ بتاتا ہوں اور وہ جمعہ کے دن مونچھیں کٹوانا اور ناخن لینا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص جمعہ کے دن مونچھیں کٹوائے اور ناخن لے اس کا ثواب کیا ہے؟ فرمایا: وہ آنے والے جمعہ تک مسلسل پاک و صاف رہے گا۔ (ایضاً)

۴۔ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن لے تو خدائے تعالیٰ اس کی انگلیوں سے بیماری کو نکال لیتا ہے اور دواء کو داخل کر دیتا ہے۔ (ثواب الاعمال، الخصال)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکن خزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر بالغ (مسلمان) پر لازم ہے کہ ہر جمعہ کے دن اپنی مونچھیں کٹوائے اور ناخن لے اور کچھ خوشبو لگائے۔ (الفروع، کذافی الخصال)

۶۔ باسنادِ خود علی بن عقبہ اور وہ اپنے باپ (عقبہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ طلب رزق کے سلسلہ میں مجھے کوئی دعا تعلیم دیں۔ کہا: یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ تَوَلَّ اَمْرِیْ وَلَا تُوَلِّ اَمْرِیْ غَیْرَکَ﴾۔ اس کے بعد میں نے یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی۔ امامؑ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ عمل نہ بتاؤں جو اس سلسلہ میں اس سے زیادہ فائدہ مند ہے؟ عرض کیا: ہاں ضرور بتائیں! فرمایا: ہر جمعہ کے دن اپنے ناخن لیا کریں اگرچہ رگڑ کر اور مونچھیں کٹوایا کریں۔
(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۴

مستحب یہ ہے کہ یہ ناخن جمعرات کے دن لئے جائیں اور ایک ناخن جمعہ کے دن کے لیے چھوڑ دیا جائے اور اگر اس دن رہ جائے تو پھر ہفتہ کے دن لیا جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود خلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار خراسان میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے دیکھا جبکہ میری آنکھ میں تکلیف تھی! فرمایا: کیا میں تجھے ایک ایسا طریقۂ کار نہ بتاؤں کہ اگر اس پر عمل کرو تو تمہیں آنکھ کی تکلیف نہ ہو؟ عرض کیا: ضرور! فرمایا: اپنے ناخن خمیس کے دن لیا کر۔ خلف بیان کرتے ہیں کہ میں ایسا کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد آج تک آنکھ میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہر جمعرات کو اپنے ناخن لے اس کی اولاد کی بھی آنکھ نہیں آئے گی۔ (الفقیہ)

۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کے دن ناخن لے اور ایک جمعہ کے دن کے لیے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر و فاقہ کو دور فرمائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہفتہ اور خمیس کے دن اپنے ناخن لے

اور مونچھیں بھی کٹوائے تو وہ دانت اور آنکھ کے درد سے محفوظ ہو جائے گا۔ (الفقیہ، الخصال، ثواب الاعمال)

۵۔ جناب حسین بن بسطام بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر جمعرات کو اپنے ناخن لیتے تھے اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے آغاز کرتے تھے (اس کے انگوٹھے تک) اور پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ابتداء کرتے تھے (اس کے انگوٹھے تک) اور فرماتے تھے کہ جو ایسا کرے تو اس نے گویا آنکھ کے درد سے امان حاصل کر لی ہے۔ (طب الائمہ)

باب ۳۵

جمعہ کے دن ناخن لیتے وقت اور مونچھیں کٹواتے وقت کیا دعا پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنی مونچھیں کٹوائے اور ناخن لے اور یہ دعا پڑھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ تو اس کے نامۂ اعمال میں ہر ہر بال اور ہر ہر ناخن کے عوض ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور مرض الموت کے سوا کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (الفروع، کذا فی المقنعہ والتہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن ناخن لینا جذام، برص اور اندھے پن سے امان کا باعث ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو صرف رگڑ دو۔ نیز امامؑ نے فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کے دن اپنے ناخن لے اور مونچھیں کٹوائے اور پھر یہ دعا پڑھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ عَلٰى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ اسے ہر ہر ناخن کے تراشہ اور ہر ہر بال کے اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ (ثواب الاعمال، الخصال)

باب ۳۶

بدھ اور جمعہ کے دن پچھنا لگوانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں دانتوں سے ناخن کاٹنے سے اور بدھ اور جمعہ کے دن پچھنا لگوانے سے منع فرمایا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۳۷

جمعہ کے دن اور ہر دن یا دو دن میں ایک بار خوشبو لگانے کے مستحب مؤکد ہونے اور اس کے ترک کے مکروہ ہونے کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کو ہر روز خوشبو لگانا ترک نہیں کرنا چاہئے اور اگر طاقت نہ ہو تو ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن لگائے۔ اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر ہر جمعہ کے دن لگانا تو ترک نہ کرے۔ (الفروع، کذا فی الفقیہ وعیون الاخبار)

۲۔ سکن خزاز والی روایت صادقی کے ضمن میں وارد ہے کہ جمعہ کے دن اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی خوشبو نہیں ہوتی تھی تو وہ اپنی بعض ازواج کی اوڑھنی منگوا کر اور اسے پانی میں بھگو کر اپنے چہرہ پر رکھتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ عثمان بن مظعون بیان کرتے ہیں کہ میں نے خوشبو لگانے اور بعض اور چیزیں ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ خوشبو لگانا ترک نہ کرو کیونکہ فرشتے مؤمن کی خوشبو سونگھتے ہیں لہٰذا ہر جمعہ کے دن خوشبو لگانا ترک نہ کرو۔ (ایضاً)

۴۔ باسناد خود یاسر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے حبیب جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک دن خوشبو لگاؤ اور ایک دن نہ۔ اور جمعہ کے دن تو ضرور لگاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اپنے ناخن منگل کے دن لو۔ اور بدھ کے دن حمام جاؤ۔ اور پچھنے خمیس کے دن لگواؤ اور جمعہ کے دن بہترین خوشبو لگاؤ۔ (عیون الاخبار، الفقیہ، الخصال وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آداب حمام میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۳۸

جمعہ کے دن نورہ (پوڈر) لگانے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابوعبداللہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نورہ (پوڈر) لگانا مکروہ ہے؟ فرمایا: ایسا نہیں ہے جمعہ کے دن نورہ لگانے سے بہتر کون سی پاکیزگی ہے؟ (الفروع)

۲۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کے دن زیر ناف اور زیر البغین نورہ لگاتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بدھ کے دن نورہ لگانے سے آدمی کو بچنا چاہیئے کیونکہ وہ مستقل نحس دن ہے اور باقی سب دنوں میں جائز ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن نورہ لگائے اور پھر اسے برص کا عارضہ لاحق ہوجائے تو وہ اپنے سوا اور کسی کی ملامت نہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ ابن عباس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمس چیزیں برص (پھلبہری) کا باعث ہوتی ہیں: (۱) جمعہ اور بدھ کے دن نورہ لگانا۔ (۲) دھوپ میں گرم شدہ پانی سے وضو یا غسل کرنا۔ (۳) جنابت کی حالت میں کچھ کھانا۔ (۴) ایام حیض میں عورت سے مقاربت کرنا۔ (۵) شکم پُری کی حالت میں کھانا۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان آخری حدیثوں کو (جن میں جمعہ کے دن نورہ لگانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے) تقیہ پر محمول کرنا ممکن ہے کہ "کچھ لوگوں" سے عامہ مراد ہیں۔

باب ۳۹

جمعہ کے دن ان نمازوں کا پڑھنا ہے جن کی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور پھر بعض نمازوں کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالزبیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت نماز بایں ترتیب پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ دس بار اور سورۂ فلق و سورۂ ناس، سورۂ اخلاص اور آیۃ الکرسی دس دس بار پڑھے۔ الخ۔۔۔ (المصباح المتہجد)

۲۔ دوسری روایت میں ان سورتوں کے علاوہ سورۂ قدر دس بار اور آیت شہد اللہ دس بار بھی وارد ہے۔ اور سلام کے بعد استغفر اللہ سو بار پڑھے اور پھر ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ

وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ﴾ سو بار اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود سو بار پڑھے۔ فرمایا: جو شخص یہ نماز پڑھے گا خدا اس سے اہل آسمان اور اہل زمین کے شر کو دور فرمائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ **نماز اعرابی**:۔ زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم مدینہ سے دور بادیہ نشین ہیں ہم ہر جمعہ کو آپؐ کے ہاں حاضر نہیں ہو سکتے لہٰذا آپؐ مجھے کوئی عمل بتائیں جس کے کرنے سے ہمیں نماز جمعہ کا ثواب مل جائے تا کہ میں واپس جا کر اپنے اہل و عیال کو بتا سکوں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: (جمعہ کے دن) جب کچھ سورج بلند ہو جائے تو اس طرح دو رکعت نماز پڑھ کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل برب الفلق سات بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل اعوذ برب الناس سات بار پڑھ اور سلام کے بعد آیت الکرسی سات بار پڑھ اس کے بعد اٹھ کر آٹھ رکعت نماز بدو سلام (یعنی چار چار رکعت کر کے) پڑھ ہر رکعت میں الحمد ایک بار۔ اور سورۂ اذا جاء نصر اللہ ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچیس (۲۵) بار پڑھ اور سلام کے بعد ستر (۷۰) بار یہ ذکر کر ﴿ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (الْعَظِيْمِ) وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ﴾۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے نبوت کے ساتھ میرا انتخاب کیا ہے کہ جو مؤمن مرد یا مؤمن عورت جمعہ کے دن ہر نماز اس طرح پڑھے گا تو میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔ اور وہ اپنی جگہ سے اٹھنے نہیں پائے گا کہ خدا اس کے اور اس کے والدین کے گناہ معاف کر دے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حمید بن المثنّٰی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جمعہ کا دن ہو تو دو رکعت نماز پڑھ، ہر رکعت میں (الحمد ایک بار اور) سورۂ اخلاص ساٹھ بار اور جب رکوع میں جائے تو تین بار یا سات بار کہہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ ﴾ پھر سجدہ میں بھی پڑھنے کی ایک دعا ذکر کی ہے۔ راوی نے پوچھا: کب پڑھوں؟ فرمایا: جب کچھ سورج بلند ہو جائے اس سے لے کر زوال آفتاب تک۔ پھر فرمایا: جو شخص یہ نماز پڑھے تو اس نے گویا چالیس بار قرآن ختم کیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حارث حضرت امام علی علیہ السلام سے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز جمعہ کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جمعہ کے دن زوال سے پہلے چار رکعت نماز (بدو سلام) پڑھے ہر رکعت میں سورۂ الحمد ایک بار اور آیت الکرسی پندرہ بار، قل ھو اللہ احد پندرہ بار اور جب اس سے فارغ ہو تو استغفار ستر بار۔ اور ﴿لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ﴾ پچاس بار اور ﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ ﴾ پچاس بار پڑھے پس جو شخص یہ عمل کرے گا وہ ابھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ خدا اسے دوزخ سے آزاد کر

دے گا۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد، آیت الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق پچیس (۲۵) بار اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد، قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس پچیس (۲۵) بار اور جب اس سے فارغ ہو تو پانچ بار کہے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ تو وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک خدا اسے جنت میں اسے اس کا مکان نہیں دکھائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جس شخص کو کوئی اہم حاجت درپیش ہو جس سے دل تنگ ہو تو وہ اسے خدا کی بارگاہ میں پیش کرے۔ راوی نے عرض کیا: کس طرح کرے؟ فرمایا: بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھے۔ پھر جمعہ کے دن غسل کرے اور خطمی سے سر دھوئے اور پاکیزہ ترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے اور پھر کسی مسلمان کو کچھ صدقہ دے پھر زیر آسمان نکل کر اور روبقبلہ ہو کر اس طرح دو رکعت نماز پڑھے: سورۂ فاتحہ ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار۔ پھر رکوع میں جائے اور اس میں پندرہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے اس کے بعد سر اٹھا کر پھر پندرہ بار بعد ازاں سجدہ میں جائے اور اس میں یہی سورہ پندرہ بار سر اٹھا کر پھر پندرہ بار پھر دوسرے سجدہ میں جائے اور پھر اس میں پندرہ بار اور اس کے سر اٹھا کر پھر پندرہ بار۔ بعد ازاں دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور بدستور سابق دوسری رکعت پڑھے۔ الغرض جب تشہد کے لیے بیٹھے تو پھر پندرہ بار پھر تشہد وسلام پھیر کر پندرہ بار بعد ازاں سجدہ میں سر رکھ کر اور اس میں پھر پندرہ بار پھر دایاں رخسار زمین پر رکھ کر پندرہ بار۔ بعد ازاں بایاں رخسار زمین پر رکھ کر پندرہ بار پھر سر بسجدہ ہو کر پندرہ بار۔ بعد ازاں سر اٹھا کر دوبارہ سجدہ میں جائے اور اس میں روتے ہوئے یہ ذکر کرے: ﴿یا جواد یا ماجد یا واحد یا احد یا صمد، یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد، یا من ھو ھکذا ولا ھکذا غیرہ، أشھد أن کل معبود مما لدن عرشک الی قرار أرضک باطل الاّ وجھک، جل جلالک، یا معز کل ذلیل، و یا مذل کل عزیز، تعلم کربتی، فصل علی محمد و آل محمد و فرج عنی﴾ پھر اپنا دایاں رخسار بدل اور یہی دعا تین بار پڑھ پھر بایاں رخسار بدل اور یہی ذکر تین بار کر۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آدمی یہ عمل کرے گا تو خدا اس کی حاجت پوری فرمائے گا اور اسے چاہیئے کہ اللہ کی بارگاہ میں سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے وسیلہ سے نام بنام متوجہ ہو۔ (ایضاً)

نوٹ:۔ وہ نمازیں یہاں چھوڑ دی گئی ہیں جن میں پڑھی جانے والی دعائیں مذکور نہیں ہیں جبکہ وہ اصل کتاب

المصباح المتہجد میں مذکور ہیں۔ تو جو دعا وہاں سے دیکھ کر پڑھے گا وہ نماز بھی وہیں دیکھ لے گا۔

باب ۴۰

جمعہ کے دن کا احترام کرنا اور اسے متبرک سمجھنا اور اسے عید قرار دینا واجب ہے اور اس میں تمام محرمات الٰہیہ سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ہر چیز میں سے کسی چیز کو منتخب کیا ہے تو ہفتہ کے پورے دنوں سے جمعہ کے دن کو منتخب کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سورج کسی ایسے دن پر طلوع نہیں ہوا جو جمعہ سے افضل ہو۔ (ایضاً)

۳۔ باسناد خود ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن کا حق ہے اور اسکی حرمت ہے! خبردار! اس میں اللہ کی عبادت اور عمل صالح کرنے اور حرام کاموں سے اجتناب کر کے اس کا تقرب حاصل کرنے کو ترک کر کے اس کی حرمت کو پائمال نہ کرنا۔ کیونکہ اس دن میں نیکیوں کا ثواب دوگنا کرتا ہے، برائیاں مٹاتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے اور فرمایا: اس کا دن بھی (افضلیت میں) اس کی رات کی مانند ہے لہٰذا اگر ہو سکے تو شب جمعہ نماز پڑھنے اور دعا کرنے میں بسر کرو۔ کیونکہ خداوند عالم اس میں نیکیوں کو دوگنا کرتا ہے اور برائیوں کو مٹاتا ہے اور وہ بڑا وسعت و کرم والا ہے۔ (ایضاً، کذافی المصباح والتہذیب)

۴۔ ابن ابونصر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں نیکیاں دوگنی کرتا ہے، برائیاں مٹاتا ہے، درجات بلند کرتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے، رنج و غم کو دور کرتا ہے اور اس میں بڑی بڑی حاجتیں بر لائی جاتی ہیں اور اس میں خدا بہت سے بندوں کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو شخص اس میں اللہ سے دعا کرے اور اس کے حق و حرمت کو۔۔؟۔۔ پہچانے تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کرے اور اگر شب یا روز جمعہ میں مر گیا تو شہادت کی موت مرے گا اور امن و امان کے ساتھ محشور ہوگا اور جو اس کے حق و حرمت کو ضائع کرے گا تو اللہ پر لازم ہوگا کہ اسے واصل جہنم کرے مگر یہ کہ توبہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ باسناد خود یعقوب بن جعفر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک

طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ وہ دن جس میں جناب مریمؑ کو حمل ہوا وہ جمعہ کا دن اور زوال آفتاب کا وقت تھا۔ اور اسی میں روح الامین (جبرئیلؑ) نازل ہوا تھا اور اس سے بڑی مسلمانوں کی کوئی عید نہیں ہے خدا و رسولؐ نے اس کی تعظیم کی ہے اور اسے عید قرار دیا ہے۔ (اصول کافی)

۶۔ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ خداوند عالم نے میثاق میں اپنی مخلوق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وصی (علیؑ) کی ولایت کے لیے جمع کیا تھا اس لیے اس کا نام جمعہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ ﴿شَاهِدٍ﴾ سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ (الفقیہ، کذا فی المصباح)

۸۔ نیز باسناد خود خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن کو پائے اسے چاہیئے عبادت کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہ ہو کیونکہ اس میں بندوں کی مغفرت ہوتی ہے اور ان پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کی رات بڑی روشن رات ہے اور اس کا دن بھی روشن ہے اور جو شخص جب جمعہ کو یا جمعہ کے دن مرے اس کے لیے جہنم سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کوئی نیکی کرنا چاہے جیسے صدقہ دینا اور (مستحبی) روزہ رکھنا وغیرہ تو اسے چاہیئے کہ وہ جمعہ کے دن کرے کیونکہ اس میں عمل کا ثواب دوگنا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن نیکی اور بدی دوگنی ہوتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۲۔ دارم بن قبیصہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن ظہر و عصر کے درمیان قائم ہوگی۔ (الخصال)

۱۳۔ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہفتہ کا دن ہمارا ہے

اور اتوار ہمارے شیعوں کا ہے اور سوموار ہمارے دشمنوں کا ہے اور منگل بنی امیہ کا ہے اور بدھ دوا پینے کے لیے ہے اور خمیس حاجت برآری کے لیے ہے اور جمعہ صفائی ستھرائی کے لیے ہے اور وہ مسلمانوں کی عید ہے جو عید الفطر اور عید قربان سے بھی افضل ہے۔ اور ۱۸ ذی الحجہ یعنی عید غدیر تمام عیدوں سے افضل ہے اور ہمارے قائم آلِ محمدؑ جمعہ کے دن ظہور فرمائیں گے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی اور جمعہ کے دن سب سے افضل عمل سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے سارے دنوں سے جمعہ کو منتخب فرمایا اور مہینوں میں سے ماہِ رمضان کو اور راتوں میں سے لیلۃ القدر کو اور سارے انبیاء میں سے مجھے اور مجھ سے حضرت علی علیہ السلام کو اور ان کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی۔ (اکمال الدین)

۱۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ شریف بندے ہوتے ہیں جن کو خدا شب جمعہ سے مخصوص فرماتا ہے لہٰذا تم ان میں بکثرت خدا کی تہلیل، تسبیح اور خدا کی مدح و ثنا کرو اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھو۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱، ۴۲ اور ۴۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

جمعہ کے دن بکثرت دعا کرنا بالخصوص اس کی آخری ساعت میں مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقی اپنی کتاب محاسن میں باسناد خود ابن محبوب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مؤمن اللہ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے مگر اللہ اس کی حاجت برآری کو جمعہ کے دن تک مؤخر کر دیتا ہے تاکہ اسے جمعہ کی فضیلت کے ساتھ مخصوص کرے۔
(المحاسن، کذا فی المقنعہ والمصباح)

۲۔ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن (خدا سے) بہت سوال اور دعا کرو۔ کیونکہ اس میں کچھ ایسی ساعتیں ہیں جن میں سوال و دعا قبول ہوتی ہے جب قطع رحمی، گناہ اور عقوق کی دعا نہ کی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ باسنادِ خود حسین بن جعفر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن حور العین کو اجازت دی جاتی ہے اور وہ جنت سے دنیا پر جھانکتی ہیں اور کہتی ہیں کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو ہمارے پروردگار سے ہمارا رشتہ مانگتے ہیں؟ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین کے سلسلۂ سند سے حضرت خاتون قیامت سلام اللہ علیہا سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں کوئی مسلمان خدا سے جو خیر و خوبی طلب کرتا ہے تو خدا اسے عطا کرتا ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! وہ کون سی ساعت ہے؟ فرمایا: جب آدھا سورج غروب ہو جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا اپنے غلام کو حکم دیا کرتی تھیں کہ کوٹھہ کی چھت پر چڑھ جا اور جب آدھا سورج غروب ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں دعا کروں۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸، ۳۰ و ۴۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

جمعہ کے دن نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے سبقت کرنا مستحب ہے اور اس شخص کا حکم جو مسجد میں کسی جگہ سبقت کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جمعہ کو دوسرے دنوں پر فضیلت عطا کی ہے اور جمعہ کے دن جنتوں کو آنے والوں کے لیے سجایا جاتا ہے اور تم (کل) جنتوں میں اسی قدر سبقت کرو گے جس قدر (آج) نماز جمعہ کی طرف جانے میں سبقت کرتے ہو۔ اور (جمعہ کے دن) آسمان کے دروازے لوگوں کے اعمال کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن خدا لوگوں کو محشور فرمائے گا تو ایام ہفتہ کو بھی لایا جائے گا جن میں سب لوگ نام اور شکل سے پہچانتے ہوں گے (کہ یہ فلاں دن ہے اور یہ فلاں) اور ان سب کے آگے آگے جمعہ کا دن ہے جس سے نور پھوٹ رہا ہوگا اور اس کے پیچھے دوسرے دن ہوں گے جیسے وہ کوئی بڑی ذی وقار دلہن ہے جسے کسی بردبار و مالدار بزرگوار کی طرف

پہنچایا جا رہا ہے۔ پھر وہ جمعہ کا دن ان لوگوں کے لیے گواہ ہوگا جو نماز جمعہ کی طرف سبقت لے جاتے تھے۔ پھر وہ اہل ایمان کو اپنی نماز جمعہ کی طرف سبقت کی مقدار کے مطابق جنت میں داخل کرے گا۔ (امالی شیخ صدوق ؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۲ از ابواب مساجد میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

شب و روز جمعہ میں سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر بکثرت درود و سلام بھیجنا مستحب ہے اور ویسے ہر روز ایک سو مرتبہ اور جمعہ کے روز ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمیس کی شام اور شب جمعہ کو آسمان سے کچھ فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کے صحیفے ہوتے ہیں جو خمیس کی شام سے لے کر جمعہ کے دن غروب آفتاب تک صرف سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام لکھتے ہیں۔ (الفقیہ، کذا فی المقنعہ والخصال)

۲۔ باسناد خود محمد بن فضیل سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر ایک سو مرتبہ درود پڑھے خدا اس کی ساٹھ حاجتیں بر لاتا ہے۔ تیس (۳۰) دنیا کی اور تیس آخرت کی۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! جب شب جمعہ ہوتی ہے تو آسمان سے (ریگ کے) ذروں کے برابر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں جو ہفتہ کی شب تک صرف سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام لکھتے ہیں لہٰذا زیادہ سے زیادہ درود پڑھو۔ پھر فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ہزار بار اور عام دنوں میں ایک سو بار درود پڑھا جائے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۴۔ باسناد خود مفضل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن کوئی عمل و عبادت سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنے سے زیادہ مجھے پسند نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۴۰ میں اور اس سے پہلے باب ۳۴ از ذکر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ اور ۵۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

شب جمعہ میں بکثرت دعا و استغفار اور عبادت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابی مسعود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپؑ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو عام لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم شب جمعہ آسمان سے دنیا پر اترتا ہے اور (فرماتا ہے) فرمایا: خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو الفاظ و عبارات میں تحریف کرتے ہیں آنحضرتؐ نے یوں نہیں فرمایا تھا بلکہ یوں فرمایا تھا کہ خداوند عالم ایک فرشتے کو ہر شب میں اس کے آخری ثلث میں اور شب جمعہ میں اس کے ابتدائی حصہ میں آسمان سے دنیا پر اتارتا ہے جو خدا کی طرف سے ندا کرتا ہے کہ آیا کوئی سائل ہے؟ تاکہ میں اسے عطا کروں! کوئی توبہ کرنے والا ہے تاکہ میں اس کی توبہ قبول کروں! کوئی طلب مغفرت کرنے والا ہے تاکہ اس کی مغفرت کردوں؟ (پھر کہتا ہے) اے طالب خیر! متوجہ ہو۔ اور اے طالب شر رک جا۔ چنانچہ وہ طلوع فجر تک برابر یہ ندا کرتا رہتا ہے اور جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو وہ ملکوت السماء کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے۔ (الفقیہ، کذا فی المجالس، التوحید، عیون الاخبار و الاحتجاج)

۲۔ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں جو انہوں نے اپنے (گنہگار) بیٹوں سے کہا تھا کہ میں عنقریب تمہارے لیے خدا سے مغفرت کروں گا۔ فرمایا کہ انہوں نے شب جمعہ کی سحر تک اس طلب مغفرت کو مؤخر کیا تھا۔

(ایضاً)

۳۔ جناب مفسر قمیؒ نے بھی پہلی حدیث سے ملتی جلتی ایک روایت اپنی تفسیر قمی میں درج کی ہے۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ از دعا اور یہاں باب ۴۱ و ۴۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

شب جمعہ میں ان نمازوں کا پڑھنا مستحب ہے جن کی رغبت دلائی گئی ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مصباح المتہجد میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص شب جمعہ مغرب وعشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد چالیس بار پڑھے تو میں اس سے پل صراط پر ملاقات کروں گا اور اس سے مصافحہ کروں گا اور جس سے میں نے پل صراط پر ملاقات کی اور مصافحہ کیا تو میں حساب و کتاب اور میزان سے اس کی کفایت کروں گا۔ (المصباح)

۲۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص شب جمعہ نماز مغرب وعشاء کے درمیان بیس رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار تو خدا اس کی جان اور اس کے مال اور اس کے دین و دنیا اور آخرت کی حفاظت کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اذا زلزلت الارض پندرہ بار پڑھے تو خدا اسے عذاب قبر اور قیامت کے اہوال و شدائد سے محفوظ فرمائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا کہ جو شخص شب یا روز جمعہ میں دو سو بار سورۂ قل ھو اللہ احد چار رکعت نماز میں یعنی ہر رکعت میں پچاس بار پڑھے تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد اور پچاس بار نماز کے اختتام پر کہے: ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْعَرَبِیِّ﴾ تو خدا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت احادیث وارد ہوئے ہیں (جنہیں بنظر اختصار نظر انداز کیا جاتا ہے)۔

باب ۴۶

ہر شب میں اور بالخصوص شب جمعہ میں نماز مغرب کے نوافل کے آخری سجدہ میں کیا پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شب جمعہ میں نماز مغرب کے نوافل کے آخری سجدہ یہ ذکر سات بار پڑھے اور اگر ہر شب ایسا کرے تو افضل ہے تو خدا اس کی مغفرت فرمائے گا۔ اور وہ ذکر یہ ہے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ وَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ﴾۔ (الفقیہ، الخصال، کذا فی الفروع والتہذیب)

باب ۴۷

مردوں اور عورتوں کے لیے جمعہ کے دن زینت کرنا اور غسل کرنا، خوشبو لگانا اور ڈاڑھی میں کنگھی کرنا اور سب سے زیادہ صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا اور جمعہ کے لیے تیاری کرنا اور سکینہ و وقار اور زیادہ سے زیادہ کارِ خیر کی انجام دہی کو لازم پکڑنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی کہ ﴿خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (ہر نماز کے وقت زینت کرو) فرمایا: اس سے نماز عیدین اور نماز جمعہ ہے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

۲۔ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاہیئے کہ تم جمعہ کے دن زینت کرو یعنی غسل کرو، خوشبو لگاؤ، ڈاڑھی میں کنگھی کرو اور تم پر سکینہ و وقار ہونا چاہیئے اور احسن طریقہ پر اپنے پروردگار کی عبادت کرنی چاہیئے اور حتی الامکان نیکی کرنی چاہیئے کیونکہ اس دن خدا دنیا پر نگاہ ڈالتا ہے تاکہ نیکیوں کو دوگنا کرے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ آیا جمعہ اور عیدین میں عورتوں پر بھی اسی طرح زینت کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے جس طرح مردوں پر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (اغسال مسنونہ میں اور یہاں باب ۳۲، ۳۳، ۳۴

اور ۳۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ نماز عیدین اور یہاں باب ۵۰ و ۵۵ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

نماز جمعہ اور نماز عصر کے آخر میں کیا پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز جمعہ سے فارغ ہو کر الحمد ایک بار، قل ھو اللہ احد سات بار، قل اعوذ برب الفلق سات بار، قل اعوذ برب الناس سات بار اور آیت الکرسی اور آیت السخرہ اور اس کا آخری حصہ ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ تا آخر ایک ایک بار پڑھے تو یہ جمعہ سے جمعہ تک (کے گناہوں کا) کفارہ ہوگا۔ (التہذیب، کذا فی ثواب الاعمال)

۲۔ باسناد خود ناجیہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن جب نماز عصر پڑھ چکو تو سات بار یہ صلوات پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ الْاَوْصِیَاءِ الْمَرْضِیِّیْنَ بِاَفْضَلِ صَلَوٰاتِکَ وَ بَارِکْ عَلَیْھِمْ بِاَفْضَلِ بَرَکَاتِکَ وَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَ عَلٰی اَرْوَاحِھِمْ وَ اَجْسَادِھِمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ﴾۔ فرمایا: جو ایسا کرے گا تو خدا اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ ایک لاکھ برائیاں مٹائے گا۔ ایک لاکھ حاجت برلائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے بلند کرے گا۔

(التہذیب، المجالس، ثواب الاعمال، المحاسن، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ جو شخص سات بار یہ صلوات پڑھے گا تو خداوند عالم اسے بندہ کی تعداد کے مطابق نیکیاں عطا فرمائے گا۔ اور اس دن اس کا عمل مقبول ہوگا اور قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور ساطع ہوگا۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جمعہ کے دن افضل الاعمال کیا ہے؟ فرمایا: نماز عصر کے بعد ایک سو بار سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا اور جس قدر زیادہ ہو افضل ہے۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جناب احمد بن محمد بن ابونصر کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نماز ظہر و عصر کے درمیان سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا ستر (۷۰) رکعت نماز کے برابر ہے اور جو شخص نماز عصر کے بعد سات بار یہ صلوات

پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ الْاَوْصِيَاءِ الْمَرْضِيِّيْنَ﴾ (وہی صلوات جو اوپر حدیث نمبر۲ میں مذکور ہے) تو اسے اس عمل ثقلین (سب جن و انس) کے عمل کے برابر ثواب ملے گا۔

(سرائر ابن ادریس حلیؒ)

باب ۴۹

جمعہ کے دن تیسری اذان دینا حرام ہے اور مستحب یہ ہے کہ نمازِ جمعہ اور عصر کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن تیسری اذان کہنا بدعت ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ محقق حلیؒ نے فرمایا ہے کہ یہاں تیسری اذان سے دوسری اذان مراد ہے اور بعض اصحاب اس لیے اسے تیسری اذان کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ ایک اذان اور دوسری امامت کو مشروع قرار دیا ہے تو اس پر جو اضافہ کیا جائے گا (جیسے دوسری اذان) وہ تیسری کہلائے گی۔ (المعتبر للمحقق الحلی رحمۃ اللہ) اور بعض اصحاب نے اسے عصر کی اذان پر محمول کیا ہے۔

باب ۵۰

جمعہ کے دن گھر والوں کے لیے کچھ پھل اور گوشت خریدنا مستحب ہے اور اس دن جاہلیت کے دور والی باتیں کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے اہل و عیال کو جمعہ کے دن کچھ پھل اور گوشت پیش کرو تاکہ وہ جمعہ کی آمد پر خوش ہوں۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بزرگ کو جمعہ کے دن جاہلی دور کی باتیں کرتے ہوئے سنو تو اس کے سر پر کنکریاں مارو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے احکام مساجد میں بیان کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

جمعہ کے دن شعر پڑھنا اگرچہ شعر حق ہی ہو اور ایک ہی مصرعہ ہو مکروہ ہے اور دوسرے وہ مقامات جہاں شعر پڑھنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ روزہ دار، احرام باندھے ہوئے شخص کے لیے اور جمعہ کے دن اور رات کے وقت شعر پڑھنا مکروہ ہے۔ راوی نے عرض کیا: اگرچہ وہ شعر حق ہو؟ فرمایا: ہاں اگرچہ شعر حق ہو۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص دن میں غنائی شعر کا ایک بیت پڑھے اس کی اس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور جو ایسا شعر رات کے وقت پڑھے اس کی رات کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۳۔ جناب کشیؒ باسناد خود محمد بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور معروف بن خربود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور ہم شعر و شاعری کا مشغلہ کر رہے تھے یعنی معروف مجھے شعر سنا رہے تھے۔ اور میں ان کو سنا رہا تھا اور (اس سلسلہ میں) میں ان سے پوچھ گچھ کرتا اور وہ مجھ سے کرتے اور امام علیہ السلام ہماری باتیں سن رہے تھے۔ پس امامؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ (فضول) شعروں سے بھرا ہوا ہو! (یہ سن کر) معروف نے کہا کہ آپؑ کی مراد وہ شخص ہے جو خود شعر کہتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے تم پر۔ یہ بات آنحضرتؐ نے کہی ہے۔ (رجال کشی والسرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت بکثرت شعر پڑھنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے (لہٰذا اکا دکا اور وہ بھی حکمت آمیز شعر پڑھنے کی کراہت پر دلالت نہیں کرتی) جیسا کہ "پیٹ بھرنے" کا لفظ اس کا قرینہ ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مختصر کلمات میں سے جو آپؐ سے پہلے کسی نے نہیں کہے ایک یہ بھی ہے کہ فرمایا: "شعر ابلیس لعین کی طرف سے ہے۔" بعض شعر حکمت

آمیز ہوتے ہیں اور بیان وکلام بھی جادو کی ایک قسم ہے۔ (الفقیہ، المجازات النبویہؐ)[1]

۵۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن شعر کا ایک مصرعہ کہتا ہے اس دن اس کا حصہ صرف وہی شعر ہوگا (یعنی اسے اور کسی عمل کا ثواب نہیں ملے گا)۔ (الفقیہ، الخصال)

۶۔ محمد بن موسیٰ الحجازی ایک شخص سے نقل کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ ایک دن مامون عباسی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کہا کہ آپؑ کو کچھ شعر یاد ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بہت! مامون نے خواہش کی کہ کچھ سنائیں۔ چنانچہ آپؑ نے اسے بہت سے (حکمت آمیز) شعر سنائے۔ (عیون الاخبار)

۷۔ محمد بن یحییٰ بن عباد اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو شعر پڑھتے ہوئے سنا جبکہ بہت ہی کم شعر پڑھتے تھے۔ پھر اس راوی نے امام کے تین بیت نقل کئے ہیں۔

(ایضاً)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: قیامت کے دن شعراء کا علم امرء القیس کے ہاتھ میں ہوگا جو ان کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔ (المجازات النبویہؐ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل آداب مسجد میں مسجد کے اندر شعر پڑھنے کی کراہت پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد سفر حج کے آداب اور روزہ دار کے آداب اور زیارات کے بیان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد سفر کرنا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ نماز (جمعہ) کے بعد یا ہفتہ کے دن سفر کیا جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سرّی سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن صبح سویرے سفر کرنا اور (دنیوی) حاجات میں سعی وکوشش کرنا بوجہ نماز جمعہ مکروہ ہے ہاں البتہ نماز کے بعد نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ (الفقیہ، الخصال)

۲۔ ابوایوب الخزاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی کہ

---

[1] جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مجازات نبویہ میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد اس کی یوں تشریح کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ شعر و شاعری انسان کے دل ودماغ پر اس طرح غالب ہو کہ اسے قرآن اور علوم دین اسلام کے یاد کرنے سے باز رکھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (جب نماز پڑھی جا چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور خدا کا فضل (زرق) تلاش کرو) کے بارے میں فرمایا کہ یہاں نماز سے مراد نماز جمعہ ہے اور "پھیل جانے" سے مراد ہفتہ کے دن سفر کرنا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: ہفتہ کا دن بنی ہاشم کا دن ہے اور اتوار بنی امیہ کا دن ہے لہٰذا اس کی گرفت سے بچو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: یا اللہ! میری امت کو ہفتہ اور خمیس کی صبح میں برکت دے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ ابراہیم کفعمی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن نماز (جمعہ پڑھنے) سے پہلے سفر کرتا ہے اس کے لیے اندیشہ ہے کہ خدا سفر میں اس کی حفاظت نہ کرے۔ اور اس کے اہل و عیال میں اس کی جانشینی نہ کرے۔ اور اسے اپنے فضل وکرم سے روزی نہ دے۔ (المصباح للکفعمیؒ)

۶۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے حارث ہمدانی کے نام خط میں لکھا کہ جمعہ کے دن نماز (جمعہ) پڑھنے سے پہلے سفر نہ کرو۔ مگر جہاد فی سبیل اللہ کے لیے یا کسی ایسے امر کے لیے جس کے لیے تم معذور ہو۔ (نہج البلاغہ)

باب ۵۳

(جمعہ کے) خطیب کیلئے مستحب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کرے اور لوگ اس کی طرف منہ کریں اور جمعہ کی اذان کے وقت (سے لے کر نماز جمعہ سے فراغت تک) خرید وفروخت حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر واعظ قبلہ ہوتا ہے یعنی جب جمعہ کے دن پیشنماز خطبہ دے تو لوگوں کو چاہیئے کہ لوگ اس کی طرف منہ کر کے (بیٹھیں اور توجہ سے اس کا خطاب سنیں)۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد جناب علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جمعہ اور عیدین کے دن جب خطیب خطبہ دے رہا ہو تو لوگ کس طرح بیٹھیں؟ یعنی امام و پیشنماز کی طرف منہ کریں یا قبلہ کی طرف؟ فرمایا: پیشنماز کی طرف۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ ہر وعظ کرنے والا اور ہر وہ شخص جسے وعظ کیا جائے (یعنی وعظ سننے والا) ایک دوسرے کے لیے قبلہ ہوتے ہیں یعنی نمازِ جمعہ اور عیدین اور نمازِ طلب باران میں خطبہ دیتے وقت چاہیئے کہ پیشنماز لوگوں کی طرف رخ کرکے کھڑا ہو اور لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے فارغ ہونے تک اس کی طرف رخ کرکے بیٹھیں۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز حضرت شیخ "فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں یہ رسم تھی کہ جب جمعہ کی اذان ہوتی تھی تو ایک منادی ندا کرتا تھا کہ اب خرید و فروخت حرام ہے، خرید و فروخت حرام ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْا۟ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُوا۟ ٱلْبَيْعَ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۴

شب و روز جمعہ میں کن کن سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل چندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جمعہ کے دن نماز صبح کے بعد مستحب ہے کہ تم سورۂ رحمٰن پڑھو اور ہر ﴿فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کے بعد کہو: ﴿لَا بِشَيْءٍ مِنْ آلَائِكَ رَبِّ أُكَذِّبُ﴾۔ (التہذیب، المقنعہ، الفروع)

۲۔ محمد بن ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر شب جمعہ کو سورۂ کہف کی تلاوت کرے وہ اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس کے (گناہوں) کا کفارہ بن جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے بعد میں سورۂ کہف پڑھے اسے بھی یہی ثواب ملے گا۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زر بن حبیش سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کے دن سورۂ نساء پڑھے گا وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر ماہ میں ایک بار سورۂ اعراف پڑھے گا وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر بروز قیامت کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور وہ مامون و محفوظ ہوں گے۔ اور جو ہر جمعہ کے دن اسے پڑھے گا اس کا بروز قیامت حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ آگاہ باشید! اس

سورہ میں محکم آیات ہیں لہٰذا اس کی تلاوت ترک نہ کرو۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے حق میں گواہی دے گی۔ (ایضاً)

۶۔ فروہ احمری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھے گا اسے خداوند عالم بروز قیامت نبیوں کے زمرہ میں محشور فرمائے گا (اور اس کا حساب آسان لیا جائے گا) اور اس نے (دارِ دنیا میں) جو خطا و لغزش کی ہوگی وہ قیامت کے دن پہنچائی نہیں جائے گی۔ (ایضاً و مجمع البیان)

۷۔ عنبسہ بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن دو رکعتوں کے اندر (ایک میں) سورۂ ابراہیم اور (دوسری میں) سورۂ حجر پڑھے گا اسے نہ کبھی فقر و فاقہ لاحق ہوگا اور نہ ہی دیوانگی اور کسی بلا و مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

۸۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ ہر شب جمعہ کو سورۂ بنی اسرائیل پڑھے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کو نہیں پالے گا اور ان کے اصحاب میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۹۔ حسن بن علی اپنے اب (علی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا وہ نہیں مرے گا مگر شہادت کی موت اور شہیدوں کے ساتھ ہی محشور ہوگا۔ اور بروز قیامت شہیدوں کے ہی ساتھ کھڑا ہوگا۔ (ثواب الاعمال و مجمع البیان)

۱۰۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ المؤمنون کی تلاوت کرے گا خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے گا۔ اور جو شخص ہر جمعہ اس کی تلاوت پر مداومت کرے گا تو اس کا مقام فردوسِ اعلیٰ میں انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

۱۱۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کے دن سورۂ احقاف کی تلاوت کرے گا۔ اسے خدا زندگانی دنیا میں کبھی خوف و ہراس میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اور قیامت کی جزع وفزع سے محفوظ رکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو تینوں طواسین (جن سورتوں کے آغاز میں ط، س، م وارد ہے جیسے سورۂ قصص وغیرہ) کی ہر شب جمعہ میں تلاوت کرے گا وہ اولیاء اللہ میں سے ہوگا۔ اور خدا (کی رحمت) کے پڑوس اور اس کی امان میں ہوگا۔ اور اسے دنیا میں کبھی فقر و فاقہ لاحق نہ ہوگا اور آخرت میں اسے اس قدر جاگیر جنت عطا کی جائے گی کہ وہ راضی ہو جائے گا بلکہ اس کی خواہش سے بھی بڑھ کر دی جائے گی

اور ایک سو حور العین کے ساتھ اس کا عقد وازدواج کرے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حسین (بن ابو العلاء) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ السجدہ کو ہر شب جمعہ میں پڑھے گا (بروزِ قیامت) خدا اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دے گا اور اس کے اعمال کا جو کچھ بھی ہوں گے اس سے حساب نہیں لے گا اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اہل بیت علیہم السلام کے رفیقوں میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز حسین بن العلاء انہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعہ میں سورۂ والصافات پڑھے گا وہ ہر آفت سے برابر محفوظ رہے گا، زندگانی دنیا میں اس سے ہر بلا و مصیبت دور رہے گی، اسے زندگی میں رزق وسیع عطا کیا جائے گا اور اس کے مال، اولاد اور اس کے بدن میں شیطان رجیم اور کسی سرکش جبار سے کوئی برائی اور نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور اگر وہ اس شب و روز میں مر گیا تو خدا اسے شہید کی موت مارے گا۔ اور شہید ہی محشور کرے گا۔ اور شہیدوں کے ساتھ ہی ان کے درجہ میں جنت میں داخل کرے گا۔ (ایضاً)

۱۵۔ عمرو بن جُبیر العزرمی اپنے باپ (جُبیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شب جمعہ میں سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھے گا اسے دنیا و آخرت کی اس قدر خیر و برکت عطا کی جائے جس قدر کسی نبی مرسل یا ملک مقرب کے سوا اور کسی کو عطا نہیں کی جائے گی۔ اور خدا اسے اور اس کے گھر والوں میں سے جسے وہ چاہے گا حتیٰ کہ وہ اس کے خدمت گزاروں کو بھی جنت میں داخل کرے گا اگرچہ وہ اس کے اہل و عیال اور ان لوگوں میں بھی شامل نہ ہو جن کی وہ سفارش کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (قرأت، باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں بقدر ایک دینار یا جس قدر ممکن ہو صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اقتداء میں مدینہ کے اندر جمعہ کے دن نماز صبح پڑھی۔ جب آپؑ نماز اور تسبیح سے فارغ ہوئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ تو آپؑ نے اپنی سکینہ نامی کنیز کو بلا کر فرمایا: جو سائل میرے دروازہ سے گزرے اسے کھانا کھلائے بغیر نہ گزرنے دو کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ (علل الشرائع)

۲۔ ابو محمد الوابشی و عبداللہ بن بکیر وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) مالی لحاظ سے اپنے تمام خانوادہ میں سب سے کم مال اور اخراجات کے اعتبار سے سب سے زیادہ تھے (اس کے باوجود) ہر جمعہ کو ایک دینار صدقہ دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کے دن صدقہ دینا جمعہ کی وجہ سے دوگنا شمار ہوتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ جناب احمد بن ابی عبداللہ البرقی باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن صدقہ دینا دوگنا ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام (جمعہ کے دن) ایک دینار صدقہ دیا کرتے تھے۔ (المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جمعہ کی رات یا اس کے دن ایک درہم صدقہ دینا ایک ہزار درہم کے برابر ہے۔ اور شب جمعہ میں سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا ایک ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ اور اس رات صدقہ دینا ایک ہزار گناہ مٹاتا ہے اور ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے (فرمایا) جو شخص شب جمعہ کو حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجتا ہے قیامت تک اس کا نور آسمانوں میں چمکتا رہے گا۔ اور آسمانی فرشتے اس کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے وہ فرشتہ بھی قیامت تک مغفرت طلب کرتا رہے گا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مقدس پر مؤکل ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ و ۴۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۶ میں اور صدقہ کے باب ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

شب و روز جمعہ میں (حلال سے) مجامعت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے جمعہ کے دن اپنے ایک صحابی سے فرمایا: کیا تو نے آج روزہ رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: اٹھ اور جا کر اپنی زوجہ سے ہمبستری کر کہ یہ تیری طرف سے اس کے لیے صدقہ ہے۔ (قرب الاسناد، الفقیہ)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱۰ میں) ابوبصیر والی وہ روایت گزر چکی ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں ایک بار جمعہ کے دن نماز ظہر و عصر پڑھ کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو محسوس ہوا کہ آپ نے مباشرت کی ہے (پھر پانی طلب کر کے غسل کیا۔ اور بعد ازاں نماز ادا فرمائی)۔۔۔۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں باب النکاح میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

جمعہ کے دن طلوع آفتاب سے پہلے اہل قبور کی زیارت کرنا، شب و روز جمعہ میں انار کھانا، زوال آفتاب کے وقت کاسنی کے سات پتے کھانا مستحب ہے۔ اور جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قبروں کی زیارت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب جمعہ کا دن ہو تو ان کی زیارت کرو۔ کیونکہ ان قبروں والوں میں سے جو تنگی (اور تکلیف) میں بھی ہوتے ہیں تو طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ان کو آسائش دی جاتی ہے۔ پس جو شخص (اس دوران) کسی بھی دن ان کے پاس جاتا ہے تو انہیں اس کا علم ہوتا ہے اور جب سورج نکل آئے تو پھر آزاد ہو جاتے ہیں! راوی نے عرض کیا: کیا ان کو آنے والے کا علم ہوتا ہے اور اس سے خوش بھی ہوتے ہیں؟ فرمایا: ہاں ۔۔۔ اور جب وہ واپس لوٹ جاتا ہے تو وہ گھبراتے ہیں۔

(امالی شیخ طوسیؒ)

۲۔ نیز حضرت شیخؒ مصباح المتہجد میں فرماتے ہیں کہ شب و روز جمعہ میں انار کھانے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

(المصباح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں زیارت قبور کے جواز پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم مستحبی روزہ کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ اور انار اور کاسنی کھانے کا مسئلہ کتاب الاطعمہ و الاشربہ میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۸

جب امام (پیشنماز جمعہ کا) خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ پہلے ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو پھر اس کے ساتھ ایک اور رکعت کا اضافہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود بکر بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جمعہ کے سلسلہ میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) پہلا وہ شخص ہے جو امام (پیشنماز) کے برآمد ہونے سے پہلے بڑے آرام و

سکون اور خاموشی سے نماز جمعہ میں حاضر ہو جائے اس کا یہ عمل اگلے جمعہ تک اور تین دن اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی بجالاتا ہے اسے دس گنا کا ثواب ملتا ہے)۔ (۲) دوسرا شخص وہ ہے جو شور و شغب کرتے ہوئے اور بے آرامی و بے قراری کے ساتھ آتا ہے تو (ثواب میں سے) اس کا یہی حصہ ہے وبس۔ (۳) تیسرا شخص وہ جو اس وقت آتا ہے جب پیشنماز خطبہ دے رہا ہوتا ہے اور یہ اگر (خطبہ سننے کی بجائے) نماز پڑھنے لگ جاتا ہے۔ یہ سنت کے مخالف ہے۔ اور یہ شخص جب خدا سے سوال کرتا ہے تو (یہ اس کی مشیت پر منحصر ہے کہ) اگر چاہے تو اسے عطا کرے اور چاہے تو اسے محروم رکھے۔ (قرب الاسناد، امالی صدوقؒ)

۲۔ عبداللہ بن الحسن اپنے جد جناب علی بن جعفرؒ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ جب امام (جمعہ) برآمد ہو۔ تو اس کا برآمد ہونا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ یا جب وہ خطبہ دے رہا ہو تو لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: جب وہ خطبہ دے رہا ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے مگر یہ کہ وہ پہلے ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ تو پھر اس کے ساتھ ایک اور رکعت کا اضافہ کر سکتا ہے۔ فرمایا: جب تک وہ خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے اس وقت تک یہ نماز نہ پڑھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۹

ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانچ سو رکعت کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانچ سو رکعت نفل پڑھے تو وہ جو چاہے گا خدا اسے عطا فرمائے گا۔ مگر یہ کہ کسی حرام کام کی خواہش کرے۔ (الفروع)

۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود ابوزیاد سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص جمعہ سے جمعہ تک پانچ سو (۵۰۰) رکعت نماز پڑھے تو وہ خدا سے جو اچھی چیز طلب کرے گا وہ پائے گا۔

(المحاسن، ثواب الاعمال)

باب ۶۰

جمعہ کے دن امام (پیشنماز) کے برآمد ہونے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھلانگنا (اور آگے بڑھنا) مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ آخری صف میں جگہ تنگ ہو۔ اور اس سے اگلی صف میں زیادہ گنجائش ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر کوئی شخص جمعہ کے دن لوگوں کی صفوں کو چیرتا ہوا اپنی جگہ پر جانا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں جب امام برآمد ہو جائے تو تب کوئی شخص ہرگز لوگوں کی گردنوں کو نہ پھلانگے بلکہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے۔ مگر یہ کہ کوئی شخص دروازہ پر بیٹھا ہو اور لوگوں کو اندر کھلی جگہ میں داخل ہونے میں حارج ہو تو اس کی گردن کے آگے گزر کر جانا حرام نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

نمازِ عید کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انتالیس باب ہیں)

باب ۱

نمازِ عید واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دونوں عیدوں کی نماز فرض ہے اور سورج و چاند گہن کی نماز بھی فرض ہے۔

(الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ عیدین امام (پیشنماز) کے ساتھ سنت ہے اور اس (عید والے) دن اس نماز سے پہلے یا اس کے بعد سوائے نماز ظہر کے اور کوئی نماز نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ "سنت" کو حضرت شیخ طوسی قدس سرہ القدوسی نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس کا وجوب بطریق سنت ثابت ہے۔ قرآن سے ثابت نہیں ہے۔

۳۔ یہی روایت بروایت حماد بن عیسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح مروی ہے۔ ہاں البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا اگر رات کے وقت تم سے نماز وتر فوت ہو جائے تو زوال کے بعد اس کی قضا کرو (یعنی عید والے دن)۔ (ایضاً)

باب ۲

نمازِ عیدین کے واجب ہونے میں اس کا باجماعت پڑھنا شرط ہے لہٰذا فرادیٰ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ والے دن کوئی نماز (نماز عید واجب) نہیں ہے۔ مگر عادل امام (پیشنماز) کے ساتھ۔ (الفقیہ)

(نوٹ):۔ الفروع، التہذیب والاستبصار اور ثواب الاعمال میں صرف فقط امام وارد ہے۔ عادل کی صفت مذکور نہیں ہے۔ فراجع۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن یحییٰ اور زرارہ سے اور وہ دونوں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص نمازِ عید جماعت میں امام (پیشنماز) کے ساتھ نہ پڑھے اس کی کوئی نماز (واجب) نہیں ہے اور نہ ہی اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، ثواب الاعمال)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے نمازِ عیدین کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کوئی نماز (واجب) نہیں ہے مگر امام (یعنی جماعت میں پیشنماز) کے ساتھ۔ (التہذیبین)

۴۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ عیدین (واجب) نہیں ہے مگر امام (پیش نماز) کے ساتھ اور اگر فرادیٰ بھی پڑھو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ وثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ فرادیٰ مستحب ہے۔

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (عید الاضحیٰ میں) قربانی کا جانور کب ذبح کیا جائے؟ فرمایا: جب امام (پیشنماز) (نماز پڑھا کر) واپس ہو۔ راوی نے عرض کیا: اگر میں ایسی جگہ (دیہات وغیرہ) پر ہو جہاں کوئی امام نہ ہو تو آیا ان لوگوں (مخالفین کے ساتھ) نماز باجماعت پڑھ لوں؟ فرمایا: جب سورج تھوڑا سا بلند ہو جائے (تو ذبح کرو) پھر فرمایا: فرادیٰ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر نماز (میں واجب) نہیں ہے مگر امام (پیشنماز) کے ساتھ۔ (التہذیب)

۶۔ زرارہ امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ عیدین صرف مقیم آدمی پر فرض ہے اور کوئی نماز (عید) نہیں ہے۔ مگر امام (پیشنماز) کے ساتھ۔ (ایضاً)

۷۔ ہارون بن حمزہ غنوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں صحراء کی طرف جانا اچھا ہے جو وہاں جا سکے! راوی نے عرض کیا: اگر کوئی شخص بیمار ہو اور صحراء کی طرف نہ جا سکے تو گھر میں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! (التہذیبین، الفقیہ)

۸۔ ابن (ابو) قیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید والے دن نمازِ عید صرف وہ شخص پڑھے جو صحراء کی طرف جا سکے اور جو نہ جا سکے اس پر نماز (عید) واجب نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ والے دن (یعنی نمازِ عید میں) اذان واقامت نہیں ہے۔ فرمایا: جو شخص یہ نماز امام (پیشنماز)

کے ساتھ جماعت میں نہ پڑھے نہ اس پر یہ نماز ادا واجب ہے اور نہ اس کی قضا لازم ہے۔

(الفروع، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے نماز عید مستحب ہے۔

باب ۳

جو شخص جماعت کے ساتھ نمازِ عیدین نہ پڑھ سکے اس پر فرادیٰ دو رکعت (نمازِ عید) پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص نماز عیدین لوگوں کے ہمراہ جماعت میں نہ پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور جو مل جائے وہ خوشبو لگائے اور اپنے گھر میں تنہا اس طرح نماز پڑھے جس طرح جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے۔

(الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ہے کہ ایک شخص باہر نماز عید (باجماعت) پڑھنے نہیں جاتا۔ آیا وہ تنہا نماز عید پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیبین)

۳۔ منصور (بن حازم) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) عید قربان کے دن بیمار ہو گئے اس لیے گھر میں ہی دو رکعت نماز (عید) پڑھی اور اس کے بعد قربانی کی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن ابی قرہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز عیدین کے متعلق پوچھا گیا؟ فرمایا: دو رکعت پڑھو، خواہ جماعت کے ساتھ پڑھو اور خواہ فرادیٰ۔

(الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز یہ حدیثیں نماز عید کے فرادیٰ پڑھنے کے استحباب اور دوسرے باب والی حدیثیں وجوب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں اس لیے ان کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

باب ۴

اس شخص کا حکم جو صرف عید کا خطبہ درک کر سکے مگر نماز (باجماعت) نہ پڑھ سکے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے امام (پیشنماز) کو خطبہ دیتے ہوئے پایا (جو کہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے) تو میں کیا کروں؟ فرمایا: بیٹھ جاؤ، یہاں تک کہ وہ خطبہ سے فارغ ہو جائے! پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ عرض کیا کہ اپنی نماز کی ابتداء کی قضا کروں یا آخر کی؟ فرمایا: اول کی۔ اور یہ صرف اسی نماز (عید) کے ساتھ مختص ہے! عرض کیا کہ میں نے جو کچھ امام کے ساتھ پایا اور جو کچھ قضا کی، یہ کیا ہے؟ فرمایا: جو کچھ امام کے ساتھ پایا وہ تمہاری نماز کی ابتداء تھی اور جو قضا کی یہ اس کی آخر تھی۔ (التہذیب)

باب ۵

جو شخص نماز عید فرادیٰ پڑھے اسے اختیار ہے کہ دو رکعت پڑھے یا چار رکعت۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ السلام باسناد خود عبداللہ بن المغیرہ سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عیدین کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ دو رکعت نماز پڑھو۔۔۔ اور (پہلی رکعت میں) سات اور (دوسری میں) پانچ بار تکبیر کہو۔

(التہذیبین والفقیہ)

۲۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی نماز عید (جماعت کے ساتھ) فوت ہو جائے وہ چار رکعت (فرادیٰ) پڑھے۔

(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے نماز عید کی طرح دو رکعت پڑھنے اور چار رکعت پڑھنے میں تخییر پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اول (یعنی دو رکعت پڑھنا) افضل ہے۔

باب ۶

(مخالف مذہب کے ہمراہ) نماز عید پڑھنے کے بعد (مخصوص) چار رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جناب سلمان فارسی (محمدی) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص پیشنماز کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعت نماز بایں ترکیب پڑھے کہ پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے تو اس نے گویا وہ تمام کتابیں پڑھی ہیں جو خدا نے نازل کی ہیں۔ دوسری رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ والشمس وضحٰہا پڑھے تو اسے ہر اس چیز کے برابر ثواب ملے گا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، تیسری رکعت میں (الحمد کے بعد) والضحیٰ پڑھے تو اسے اس قدر ثواب ملے گا کہ گویا اس نے تمام مسکینوں کو کھانا کھلایا ہے، ان کو تیل گایا ہے اور انہیں صاف کیا ہے! اور چوتھی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ قل ھو اللہ احد تیس بار پڑھے تو خدا اس کے پچاس سال کے گزشتہ اور پچاس سال کے آئندہ گناہ معاف کر دے گا۔ (ثواب الاعمال)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کے لیے ہے جس نے مخالف مذہب پیشنماز کے ساتھ تقیۃً نمازِ عید پڑھی ہے۔ لیکن اگر امام (پیشنماز) اس کا ہم مذہب ہے اگرچہ واجب الاطاعہ (امام معصوم) نہیں ہے تو پھر زوالِ آفتاب تک نمازِ عید کے بعد کوئی نماز نہ پڑھے۔ اور انہوں نے اپنے اس نظریہ پر ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے جو بعد ازیں (باب ۷ میں) آرہی ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت میں عموم کا احتمال ہے (کہ مخالف کے پیچھے پڑھے یا موافق کے) وھو الاقرب۔ بنابریں نمازِ عید کے بعد جو نماز پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اس نماز کے علاوہ دوسری نماز سے حاصل ہوگی۔ یا مطلب یہ ہوگا کہ زوال کے بعد یہ نماز پڑھی جائے۔۔۔ یا نہی کو کراہت اور اسے رخصت پر محمول کیا جائے گا لہٰذا ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۷

نمازِ عید دو رکعت ہے۔ اس کے لیے اذان و اقامت کہنا مستحب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے صرف تین بار "الصلوٰۃ" کہا جائے گا اور اس سے پہلے یا بعد زوال تک کوئی نافلہ خواہ ادا ہو یا قضا پڑھنا مکروہ ہے سوائے مدینۂ منورہ کے کہ وہاں عید کے لیے نکلنے سے پہلے مسجد نبویؐ میں دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلم انداز کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نمازِ عید میں اذان و اقامت ہے؟ فرمایا: نہیں۔ ان میں اذان و اقامت نہیں ہے! لیکن ان میں تین بار ندا دی جائے: "الصلوٰۃ" (لوگو! نماز کے لیے حاضر ہو)۔

(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر عیدین کی رات تمہاری نماز وتر فوت ہو جائے تو عید کے دن جب تک نماز ظہر نہ پڑھ لو ان کی قضا نہ کرو۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب شیخؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام (عیدین کے دن) جب جائے نماز تک پہنچتے تھے تو آگے بڑھ کر اذان واقامت کہے بغیر نماز پڑھاتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز عیدین کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: ان میں اذان واقامت نہیں ہے اور عید کی دو رکعت سے پہلے یا ان کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔

(ثواب الاعمال)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نہ اذان ہے اور اقامت (یعنی عیدین کے لیے) ان کی اذان طلوع آفتاب ہے کہ جب سورج طلوع ہوگا تو لوگ عیدگاہ کی طرف نکل کھڑے ہوں گے اور اس نماز سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔

(ثواب الاعمال، الفروع، التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نماز عید بغیر اذان واقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی چیز (نماز) ہے اور نہ اس کے بعد! (التہذیبین و ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الفضل الہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دو رکعت نماز عید والے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے پڑھنا سنت ہے مگر یہ دو رکعت سوائے مدینہ منورہ کی مسجد نبویؐ کے اور کسی جگہ نہیں پڑھی جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صرف وہاں) ایسا کیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نماز عیدین کے متعلق سوال کیا کہ آیا امام (پیشنماز) کے ساتھ نماز (عید) پڑھنے سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ہے؟ فرمایا: پیشنماز کے ساتھ دو رکعت (نماز عید) کے علاوہ (اس دن) کوئی (سنتی) نماز نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ از نماز جمعہ اور یہاں باب ۱ و ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

مسافر کے لیے نماز عید پڑھنا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سفر میں نماز جمعہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر (واجب) نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیدین کی نماز صرف مقیم پر ہے اور کوئی نماز (عید) نہیں ہے مگر امام (پیشنماز اور جماعت) کے ساتھ۔ (التہذیب)

۳۔ سعد بن سعد اشعری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مکہ یا کسی اور شہر کے مسافر کے متعلق سوال کیا کہ آیا اس پر نماز عیدین ہے؟ فرمایا: ہاں۔ صرف بمقام منیٰ قربانی والے دن نہیں ہے۔
(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے نماز عید کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: تمام شہروں میں پڑھی جائے گی۔ سوائے بمقام منیٰ عید الاضحیٰ کے دن۔۔۔ کیونکہ وہاں اس دن نہ نماز ہے اور نہ تکبیر ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ان حدیثوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ جن حدیثوں میں وارد ہے کہ مسافر پر نماز عیدین ہے ان کا مطلب ہے کہ مستحب ہے اور جن میں وارد ہے کہ اس پر عیدین نہیں ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ واجب نہیں ہے۔

باب ۹

اگر زوال سے پہلے یا اس کے بعد شوال کا چاند ثابت ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب دو (شرعی) شاہد امام کے پاس شہادت دیں کہ انہوں نے تیس (۳۰) ماہ (رمضان کو) چاند دیکھا ہے تو یہ شہادت اگر زوال آفتاب سے پہلے ہو تو امام لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دے گا (اور نماز بھی پڑھا جائے گا) اور اگر زوال آفتاب کے بعد ہو تو روزہ افطار کرنے کا حکم تو دے گا مگر نماز عید کو دوسرے دن تک مؤخر کر دے گا اور

دوسرے دن پڑھائے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن احمد مرفوعاً امامؑ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب لوگ (متوقع عید کا) چاند نہ دیکھیں اور صبح روزہ رکھیں۔ اور (زوال آفتاب کے بعد) کچھ عادل لوگ آجائیں اور چاند دیکھنے کی شہادت دیں تو لوگ روزہ افطار کر دیں اور دوسرے دن صبح سویرے نماز عید پڑھانے کے لیے (صحراء کی طرف) نکل جائیں۔ (ایضاً)

باب ۱۰

نماز عیدین کی کیفیت، قرأت، قنوت، تکبیر اور دیگر چند احکام؟

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نماز عیدین میں دوسری نمازوں سے اس لیے تکبیریں زیادہ ہیں کہ تکبیریں خدا کی عطا کردہ ہدایت و عافیت پر اس کی تعظیم و تمجید ہوتی ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (خدا نے جو تمہیں ہدایت دی ہے اس خدا کی کبریائی بیان کرو تا کہ تم شکرگزار بندے قرار پاؤ) اور اس نماز میں کل بارہ تکبیریں اس لیے مقرر کی گئی ہیں کہ ہر دو رکعتی نماز میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں اور پہلی میں سات اور دوسری میں پانچ اس لیے مقرر کی گئی ہیں اور برابر برابر مقرر نہیں کی گئیں کیونکہ نماز فریضہ میں سنت ہے کہ اس کا افتتاح سات تکبیروں سے کیا جائے۔ اس لیے یہاں بھی پہلی رکعت میں سات تکبیریں مقرر کی گئی ہیں۔ اور دوسری میں اس لیے پانچ معیّن کی گئی ہیں کہ شب و روز میں پانچ مرتبہ پانچ تکبیروں سے تحریم (نماز ہائے فریضہ کی) ابتداء کی جاتی ہے اور تا کہ ایسا کرنے سے ہر دو رکعت میں تکبیریں طاق طاق ہوں۔

(الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (آئمہ علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے نماز عیدین کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ کل دو رکعت ہیں۔ ان سے پہلے اور بعد (زوال تک) کوئی چیز (نماز نافلہ وغیرہ) نہیں ہے اور نہ ہی ان میں کوئی اذان و اقامت، ان دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں کہو اس کی ابتداء اس طرح کرو۔ کہ تکبیر کہو۔ اور نماز شروع کر دو۔ پہلے سورۂ الحمد اور اس کے بعد سورۂ والشمس وضحٰہا پڑھو۔ پھر پانچ تکبیریں کہو (اور تین قنوت پڑھو)۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ۔۔۔۔ اس طرح تمہارا رکوع ساتویں تکبیر سے ہوگا۔ بعد ازاں دو سجدے کرو۔۔۔۔ پھر کھڑے ہو کر سورۂ الحمد اور اس کے بعد سورۂ ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھو۔۔۔۔ اس کے بعد چار تکبیریں کہو (اور دو قنوت پڑھو)۔ پھر دو سجدے

کر کے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز اسی طرح پڑھی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ علی بن ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز عیدین کے متعلق فرمایا: تکبیرۃ الاحرام کہہ کر قرأت کرے (حمد وسورہ پڑھے) پھر پانچ بار تکبیر کہے اور ہر دو تکبیر کے درمیان قنوت پڑھے (اس طرح کل تین قنوت ہو جائینگے) پھر ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دو سجدے کرے۔ پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھے اور (حمد وسورہ کے بعد) چار تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیر کے درمیان قنوت پڑھے۔ (اس طرح کل دو قنوت ہو جائینگے) پھر (پانچویں) تکبیر کہہ کر رکوع کرے (بعد ازاں سجدے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز عیدین کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: (پہلی رکعت میں) سات اور (دوسری رکعت میں) پانچ ہیں۔ فرمایا: نماز عیدین فرض ہے۔ راوی نے عرض کیا: ان میں کیا پڑھا جائے؟ فرمایا: والشمس و ضحٰہا اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ یا ان جیسی کوئی اور دو سورتیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ محمد (بن مسلم) امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز عیدین کے بارے میں فرمایا کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے اور تکبیریں قرأت کے بعد ہیں جو کہ پہلی میں سات اور دوسری میں پانچ ہیں۔ (التہذیب)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کل بارہ تکبیریں ہیں۔ بایں ترتیب کہ پہلی رکعت میں تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز شروع کرو، پھر قرأت کرو (حمد وسورہ پڑھو)۔ اور قرأت کے بعد پانچ تکبیریں کہو۔ (پہلی اور یہ پانچ، یہ ہو گئیں چھ) پھر ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ۔ پھر اٹھ کر دوسری رکعت پڑھو اور قرأت (حمد وسورہ کے بعد) چار تکبیریں کہو اور پانچویں کہہ کر رکوع کرو۔ (اور سجدہ کر کے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرو) اور فرمایا: امام (پیشنماز) کو چاہئے کہ حلّہ زیب بدن کرے اور سردی ہو یا گرمی سر پر عمامہ باندھے۔ (التہذیبین)

۷۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز عیدین کے بارے میں فرمایا: چھ تکبیریں (تکبیرۃ الاحرام اور قنوت والی تکبیروں سمیت) کہو اور پھر ساتویں کہہ کر رکوع کرو۔ پھر اٹھ کر دوسری رکعت پڑھو۔ قرأت (حمد وسورہ کے بعد) پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔ (پھر سجدہ کر کے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرو) اور اس نماز میں خطبہ نماز کے بعد ہے۔ (بخلاف نماز جمعہ کے کہ اس میں خطبہ نماز سے پہلے

ہے)۔(ایضاً)

۸۔ اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نمازِ عیدین کے بارے میں فرمایا: پہلی تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز کا افتتاح کرے! پھر سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی ایک سورہ پڑھ کر پانچ تکبیریں کہے اور ان کے درمیان (تین) قنوت پڑھے۔ پھر (ساتویں) تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے (بعد ازاں سجدہ کرے) اور پھر اٹھ کر دوسری رکعت پڑھے۔ الحمد اور ایک سورہ پڑھے پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں والشمس وضحٰہا (یا اس کے برعکس) پڑھے۔ پھر چار تکبیریں کہے اور ان کے درمیان (دو) قنوت پڑھے۔ پھر پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے (اور بعد ازاں سجدہ کر کے اور تشہد پڑھ کے سلام پھیرے)۔(ایضاً)

۹۔ ہارون بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: پانچ اور چار ہیں۔ اور جب طاق تکبیریں کہہ کر نماز ختم کر دو تو اس میں کوئی ضرر نہیں ہے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تعداد تکبیرۃ الاحرام اور رکوع کی دو تکبیروں کے علاوہ ہے (ورنہ ان سمیت تو پوری بارہ تکبیریں ہو جاتی ہیں)۔

۱۰۔ عیسیٰ بن عبداللہ اپنے اب و جد سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: پہلے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عیدین میں صرف ایک تکبیر کہتے تھے ہاں البتہ جب حسین (علیہ السلام) کی زبان سے دیر و درنگ ہوئی اور وہ اس طرح کہ ایک بار حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے حسین (علیہ السلام) کو (نئے) کپڑے پہنا کر اپنے نانا جان کے ہمراہ (نماز پڑھنے کے لیے) بھیجا۔ اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے پہلو میں کھڑا کر کے) تکبیر کہی اور امام حسین علیہ السلام نے بھی (اپنی توتلی زبان میں) کہی۔ (مگر صاف نہ تھی) یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات بار کہی۔ اور جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی اور (امام) حسین علیہ السلام نے بھی کہی۔ یہاں تک کہ پانچ تکبیریں کہیں۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سنت قرار دے دیا جو برابر آج تک جاری و ساری ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہی (بارہ عدد تکبیر والی حدیثیں) قابل اعتماد ہیں۔ اور جو حدیثیں ان کے خلاف ہیں جو بعد میں بیان کی جائیں گی وہ تقیہ پر محمول ہیں جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔!

۱۱۔ عبدالملک بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نمازِ عیدین کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان دونوں

عیدوں کی نماز یکساں ہے۔ پیشنماز کھڑے ہو کر اس طرح تکبیرۃ الاحرام کہے گا جس طرح نماز فریضہ کے لیے کہتا ہے۔ پھر پہلی رکعت میں تین تکبیروں کا اور دوسرے میں بھی تین تکبیروں کا اضافہ کرے گا۔ علاوہ تکبیرۃ الاحرام اور رکوع و سجود کی تکبیروں کے۔ اور اگر چاہے تو تین اور پانچ (پہلی میں تین دوسری میں پانچ) اور چاہے تو پانچ اور سات کہے۔ خلاصہ یہ کہ طاق تکبیریں کہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز عیدین کی تکبیروں کے بارے میں فرمایا کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں قرأت سے پہلے۔ اور دوسری میں پانچ ہیں۔ قرأت کے بعد۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں کی توجیہ پہلے بیان ہو چکی ہے (کہ یہ محمول بر تقیہ ہیں)۔

۱۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عیدین اور نمازِ طلب باران میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے تھے اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے اور قرأت میں جہر کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ و ۳۲ میں اور نماز طلب باران باب ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

نماز عید کے دونوں خطبوں کو نماز عید کے بعد مؤخر کرنے، ان کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے بیٹھنے کا بیان۔ اور پیشنماز کیلئے مستحب ہے کہ چادر یا حلّہ پہنے اور سردی و گرمی میں عمامہ باندھے اور خطبہ دیتے وقت کسی ایسی چھڑی پر ٹیک لگائے جس کو پھل لگا ہوا ہو۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ (بن عمار) سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (ائمین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے نماز عیدین کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: دو رکعت ہے اور خطبہ نماز کے بعد ہے۔ نماز سے پہلے عید کا خطبہ دینے کی بدعت عثمان نے ایجاد کی۔ اور جب امام (پیشنماز) خطبہ دے تو دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ جائے اور پیشنماز کو چاہیئے کہ عیدین کے موقع پر چادر اوڑھے اور سردی کا موسم ہو یا گرمی کا سر پر عمامہ بہر حال باندھے۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب)

۲۔ محمد (بن مسلم) امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نمازِ عیدین کے بارے میں فرمایا: یہ نماز دو خطبوں سے پہلے ہے۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں۔ اور پہلا وہ شخص جس نے خطبہ کے بعد نمازِ عید پڑھی وہ عثمان تھا۔ جب کہ انہوں نے کئی بدعات ایجاد کیں۔ (اور لوگ ان سے متنفر ہو گئے) تو جب وہ نماز ختم کرتے تھے تو لوگ اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ پس جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو دونوں خطبوں کو نماز پر مقدم کر دیا تاکہ لوگوں کو نماز کے بہانے روک سکے۔ (التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردی ہوتی یا گرمی، عیدین میں عمامہ ضرور باندھتے تھے اور زرہ بھی پہنتے تھے اور پیشنماز کو بھی چاہیئے کہ ایسا ہی کرے اور قرأت میں اسی طرح جہر کرے جس طرح نمازِ جمعہ میں کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں عمامہ اور چادر بہت ضروری ہیں۔ البتہ نمازِ جمعہ ان کے بغیر بھی ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں وعظ و نصیحت نماز کے بعد ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام عید والے دن جب مقامِ نماز تشریف لے جاتے تو آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو منبر پر تشریف لے جاتے اور یہ خطبہ دیتے۔ پھر وہ خطبہ ذکر کیا ہے۔۔۔ (پہلے خطبہ کے آخر میں) سورۂ قل یاایھا الکافرون یا الھاکم التکاثر یا والعصر پڑھتے۔ مگر جس سورہ پر (بالعموم) مداومت کرتے تھے وہ سورۂ قل ھو اللہ احد تھی۔ اور ان سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھتے۔ تو اس طرح تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتے جس طرح انتہائی عجلت والا کوئی انسان بیٹھتا ہے۔ پھر (دوسری خطبہ کے لیے) اسی طرح کھڑے ہوتے اور آنجنابؑ پہلے وہ بزرگوار ہیں جن سے دو خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے بیٹھنا منقول ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا عمامہ کے بغیر نمازِ عیدین پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں، مگر عمامہ باندھ کر پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا ایک ڈنڈا تھا جس کے نیچے پھل لگا ہوا تھا۔ جس پر ٹیک لگاتے تھے اور عیدین کے دن اسے باہر نکالتے اور اس پر ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ (ایضاً)

۹۔ ابو الصباح الکنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نمازِ عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ یہاں بحوالہ علل الشرائع وعیون الاخبار حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی وہ حدیث درج ہے جس میں نماز جمعہ کے خطبوں کا نماز سے پہلے اور نمازِ عیدین میں نماز کے بعد ہونے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ حدیث نقل ازیں نماز جمعہ کے باب ۱۵ حدیث نمبر ۴ میں ذکر کی جا چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۸ و ۹ و ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

عید الفطر میں نمازِ عید کے لیے باہر جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور عید الاضحیٰ میں نماز سے واپسی پر قربانی کے گوشت سے کچھ کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الفطر والے دن اس وقت تک نماز پڑھنے کے لیے (گھر سے) باہر نہ نکلو جب تک کچھ کھا نہ لو۔ اور عید قربان والے دن کچھ نہ کھاؤ مگر (نماز کے بعد) اپنی قربانی (کے گوشت) سے۔ اور اگر (اتنی دیر تک بھوک برداشت کرنے کی) طاقت نہ ہو تو پھر تم معذور ہو۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام عید قربان والے دن (نماز سے پہلے) کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ (نماز کے بعد) اپنی قربانی کا گوشت کھاتے تھے اور عید الفطر والے دن اس وقت تک نماز کے لیے نہیں نکلتے تھے جب تک کچھ کھا نہیں لیتے تھے اور اپنا فطرانہ ادا نہیں کر لیتے تھے۔ پھر فرمایا: اور ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الفطر کے دن کچھ کھا لو قبل اس کے کہ نماز پڑھنے کے لیے عیدگاہ کی طرف جاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: چاہیئے کہ آدمی عید الفطر کے دن نماز

پڑھنے سے پہلے کچھ کھائے اور عید قربان کے دن اس وقت کچھ نہ کھائے جب تک امام (پیشنماز نماز پڑھا کر) واپس نہ لوٹ جائے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید کے دن عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھایا جاتا ہے اور اگر کچھ نہ کھایا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۱۳
عید الفطر کے دن کھجور اور تربتِ حسینیؑ پر یا ان میں سے ایک پر فاقہ شکنی کرنا اور حاضرین کو کھجوریں کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد نوفلی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے عید الفطر کے دن تربت[1] (حسینیؑ) اور کھجور پر فاقہ شکنی کی؟ فرمایا: تم نے برکت اور سنت دونوں کو اکٹھا کر دیا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی قرہ باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: عید الفطر کے دن کھجور کے چند دانے کھاؤ اور اگر تمہارے پاس کچھ مومنین موجود ہوں تو ان کو بھی کھجوریں کھلاؤ۔ (الاقبال)

باب ۱۴
عید الفطر کی رات اور عیدین کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا، زینت کرنا اور اگر غسل کے بغیر نماز پڑھی جائے تو غسل کر کے اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص عیدین کے دن لوگوں کے ہمراہ باجماعت نماز نہ پڑھ سکے۔ تو اسے چاہیئے کہ غسل کرے اور جو خوشبو مل سکے وہ لگائے۔ اور اسی طرح فرادیٰ نماز پڑھے جس طرح جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے۔ پھر یہ

---

[1] مگر مطبوعہ فروع کافی میں "طین" کی بجائے "تین" موجود ہے جس کے معنی انجیر کے ہیں۔ ہاں البتہ الفقیہ میں "طین القبر" کی لفظ موجود ہے۔ جس کا مطلب مخصوص قبر کی تربت اور ظاہر ہے کہ وہ تربتِ حسینیؑ یعنی خاکِ شفاء ہی ہو سکتی ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آیتِ مبارکہ ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ پڑھ کر فرمایا کہ اس سے مراد عیدین اور جمعہ کا دن ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ جب عید الفطر کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خوشبو لائی جاتی تھی تو وہ پہلے اپنی ازواج کو پیش کرتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ ارشاد خداوندی ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اپنے وہ مخصوص کپڑے پکڑو جن سے تم عیدوں اور جمعوں میں زینت حاصل کرتے ہو۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے یہاں اور نماز جمعہ (باب ۲۷ میں) اور اغسال مسنونہ (باب ۱۵ اور ۱۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

جب بھی کوئی عید اور جمعہ اکھٹے ہو جائیں تو شہر والوں میں سے جو لوگ نماز عید میں حاضر ہوں ان کو اختیار ہے کہ جمعہ میں حاضر ہوں یا نہ ہوں۔ اور امام (پیشنماز) کے لیے مستحب ہے کہ لوگوں کو یہ مسئلہ (عید کے اجتماع میں) بتا دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں سے کوئی عید جمعہ کے ساتھ اکھٹی ہو جائے تو؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے دور میں ایک بار ایسا ہوا تھا۔ تو آپؑ نے (عید کے اجتماع میں) فرمایا تھا کہ جو شخص چاہے وہ نماز جمعہ میں حاضر ہو اور جو چاہے وہ گھر میں بیٹھ جائے اور نماز ظہر پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور خود آنجنابؑ نے اس دن دو خطبے دیئے تھے۔ ایک عید کا اور دوسرا جمعہ کا۔ (الفقیہ، المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں دو عیدیں (جمعہ و عید قربان) اکھٹی ہو گئیں۔ تو آپؑ نے (عید کا) خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ وہ دن ہے جس میں دو عیدیں اکھٹی ہو گئی ہیں۔ پس جو شخص چاہے ہمارے ساتھ جمعہ پڑھے وہ پڑھے اور جو نہ پڑھنا چاہے اور الگ تھلگ رہنا چاہے تو اس کیلئے رخصت ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو جائیں تو (نماز عید کے) امام (پیشنماز) کو چاہیئے کہ وہ پہلے خطبہ (یعنی عید کے خطبہ) میں یہ وضاحت کر دے کہ آج دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں تو میں بہرحال دونوں پڑھوں گا لیکن جس کی رہائش دور ہے اور وہ (عید پڑھ کر) واپس جانا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ (التہذیب)

باب ۱۶

نمازِ عیدین میں اسلحہ لے کر جانا مکروہ ہے مگر یہ کہ دشمن (کے حملہ) کا خوف ہو اور جو لوگ قرضہ کے سلسلہ میں قید ہوں ان کو نمازِ عیدین کے لیے باہر نکالنا اور نماز کے بعد واپس جیل بھجوانا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدین میں ہتھیار نکالنے (ہمراہ لے جانے) کی ممانعت فرمائی ہے۔ مگر یہ کہ دشمن حاضر ہو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل نماز جمعہ (باب ۲۱ میں) دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

نمازِ عیدین میں صحراء کی طرف نکلنا مستحب ہے سوائے مکۂ مکرمہ کے کہ وہاں نمازِ عید مسجد الحرام میں پڑھی جائے گی اور زمین پر ہی نماز پڑھنا اور اسی پر ہی سجدہ کرنا مستحب ہے نہ فرش پر یا کسی چھوٹی یا بڑی چٹائی پر۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میرے والد ماجد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) جب نماز عید کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے تو فرش فروش پر نماز پڑھنے سے انکار کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تھے اور زیر آسمان فرش خاک پر پیشانی رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر یعنی لیث المرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نمازِ عیدین کسی چھت دار مسجد یا کسی (چھتے ہوئے) مکان کے اندر نہیں پڑھنی چاہیئے بلکہ کسی صحراء یا (بغیر چھت کے) کسی کھلے مکان میں پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عام شہروں کے رہنے والوں کے لیے سنت یہ ہے کہ عیدین میں (نمازِ عید پڑھنے کے لیے) باہر (کسی صحراء میں) جائیں سوائے اہل مکہ کے کہ وہ مسجد الحرام میں ہی پڑھیں گے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشادِ ربانی ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (وہ شخص فلاح پا گیا جس نے زکوٰۃ دی) کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اس سے مراد فطرانہ ادا کرنا ہے۔ پھر آیت کے اس جملہ ﴿وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ (اور اپنے پروردگار کا ذکر کیا اور نماز پڑھی) کے متعلق آپؑ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا: مطلب یہ ہے کہ کسی صحراء کی طرف نکل گیا اور نماز (عید) پڑھی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الفطر کے دن میرے والد ماجد کے پاس (نماز پڑھنے کے لیے) چھوٹی سی چٹائی لائی گئی۔ تو آپؑ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ نظر اٹھا کر آفاقِ سماوی کو دیکھیں اور اپنی پیشانی زمین پر رکھیں۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ معاویہ (بن عمار) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ عیدین کے بارے میں سوال کیا اور آپؑ نے فرمایا کہ وہ دو رکعت ہے۔ کسی بیابان کی طرف نکل جائے جہاں آفاقِ سماوی نظر آئے اور چٹائی پر نماز نہ پڑھے اور نہ ہی اس پر سجدہ کرے (بلکہ خالی زمین پر پڑھے)، پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع کی طرف نکل جاتے تھے اور وہاں نماز پڑھاتے تھے۔

(الفروع)

۷۔ لیث مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید ماہِ رمضان اور عید قربان کے موقع پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر آپؐ اپنی مسجد (نبویؐ) میں نماز پڑھ لیتے تو اچھا نہ ہوتا؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کھلے آسمان کے نیچے باہر جا کر پڑھوں۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ کسی ایسے شخص کو اپنا قائم مقام کیوں نہیں بناتے جو

لوگوں کو نمازِ عیدین پڑھائے؟ فرمایا: میں (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) سنت کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا (کیونکہ آنحضرتؐ خود پڑھاتے تھے)۔ (التہذیب)

۹۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عیدین کے دن) باہر تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ آسمانی آفاق کو دیکھتے تھے اور فرمایا: اس (عید والے) دن کسی فرش یا چٹائی پر ہرگز نماز نہ پڑھو۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب سید بن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن ابی قرہ باسناد خود سلیمان بن حفص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ عید الفطر کے دن نماز (عید) ایسی جگہ پڑھنی چاہیئے کہ جہاں آسمان کے سوا کوئی چھت نہ ہو۔ (الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۱۹ اور نماز طلب باران، باب ۱ و ۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

طلوع آفتاب کے بعد نماز عید پڑھنے کے لیے باہر نکلنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید ابن طاؤسؒ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز عید کے لیے) طلوع آفتاب کے بعد (گھر سے) باہر نکلتے تھے۔ (الاقبال)

۲۔ ابو محمد ہارون بن موسیٰ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: (عید والے دن) اپنے گھر سے نہ نکلو مگر طلوع آفتاب کے بعد۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

نماز عید کی طرف نکلنے کی کیفیت اور اس کے آداب کا بیان؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادم (الرضاؑ) اور ریان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ جب امین عباسی

کا معاملہ ختم ہو گیا اور مامون عباسی کی حکومت مستحکم ہو گئی تو اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں آپؑ سے خراسان تشریف لانے کی استدعا کی۔ پھر امامؑ کے تشریف لانے اور آپؑ کی ولی عہدی کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا۔۔۔ جب عید کا دن تھا تو مامون نے امام علیہ السلام سے آدمی بھیج کر خواہش کی کہ آپؑ سوار ہو کر عید گاہ تشریف لائیں اور لوگوں کو نماز عید پڑھائیں اور خطبہ دیں۔ امامؑ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس معاملہ (ولی عہدی) میں داخل ہوتے وقت میرے اور آپ کے درمیان کیا شرطیں طے پائی تھیں؟ لہٰذا اگر آپ مجھے اس سے معاف رکھیں تو بہتر ہے ورنہ بصورت دیگر میں عید گاہ کی طرف اس طرح جاؤں گا جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام تشریف لے جاتے تھے۔ مامون نے (یہ شرط منظور کرتے ہوئے) کہا کہ آپؑ جس طرح چاہیں تشریف لے جائیں!۔۔۔۔ بالآخر تمام سپاہ سالار اور لشکر اور دیگر تمام زعماء امام رضا علیہ السلام کے دروازہ پر جمع ہوئے۔ پس جب سورج نکلا تو امامؑ اٹھے اور غسل (عید) کیا اور کپاس کے کپڑے کا سفید عمامہ باندھا جس کا ایک سرا اپنے سینہ پر اور دوسرا اپنے کاندھوں پر ڈالا۔ پھر (پائجامہ) سکیڑا۔ پھر اپنے تمام غلاموں سے کہا کہ تم بھی اسی طرح کرو جس طرح میں نے کیا ہے! پھر اپنے ہاتھ میں ایک ڈنڈا پکڑا جسے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا۔ بعد ازاں برآمد ہوئے اور ہم ان کے آگے آگے تھے۔ امامؑ کے پاؤں ننگے تھے اور نصف ساق تک شلوار اٹھائی ہوئی تھی۔ اسی طرح آپؑ نے دوسرے کپڑے بھی سکیڑے ہوئے تھے۔ جب آپؑ اور ہم تھوڑی دیر چلے تو آپؑ نے آسمان کی طرف سر بلند کر کے چار بار کہا: "اللہ اکبر" ہم نے یہ خیال کیا کہ آسمان (وزمین) اور درودیوار بھی امامؑ کی تکبیر کا جواب دے رہے ہیں۔ فوج کے سربراہ اور عام فوجی اسلحہ سے مسلح اور بہترین زینت سے مزین آمادہ کھڑے تھے۔ جب امام علیہ السلام (سابقہ بیان کردہ) ہیئت کے ساتھ برآمد ہوئے تو تھوڑی دیر کے لیے دروازہ پر رکے پھر یہ تکبیر پڑھی: ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدٰانَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا﴾ ادھر ہم نے بھی بآواز بلند یہی تکبیریں پڑھیں۔ یاسر خادم بیان کرتے ہیں کہ مرو کا شہر گریہ و بکاء کے شور سے ہلنے لگا۔ جب لشکر کے سربراہوں نے امامؑ کو پیدل چلتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو گھوڑوں سے گرا دیا۔ اور امامؑ کو پاؤں ننگے دیکھ کر انہوں نے بھی اپنے موزے اتار کے پھینک دیئے۔ امامؑ ہر دس قدم چلنے کے بعد ٹھہرتے اور تین بار (چار بار) تکبیر کہتے۔ ہم نے خیال کیا کہ تمام زمین وآسمان اور سب درودیوار امامؑ کی تکبیروں کا جواب دے رہے ہیں۔ اس طرح مرو کا پورا شہر لوگوں کے گریہ و بکاء اور چیخ و پکار کی آوازوں سے گونج اٹھا اور جب مامون کو اس کیفیت کی اطلاع ملی تو (وزیر اعظم) فضل بن سہل ذوالریاستین نے مامون سے

کہا: اے امیر! اگر حضرت امام علی رضا علیہ السلام اسی کیفیت کے ساتھ عیدگاہ تک پہنچ گئے تو لوگ فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے اس لیے مصلحت یہ ہے کہ آپ امامؑ سے خواہش کریں کہ وہ واپس لوٹ آئیں۔ چنانچہ مامون نے امامؑ کی خدمت میں آدمی بھیج کر خواہش کی کہ آپؑ واپس آ جائیں۔۔۔۔۔ چنانچہ آپؑ نے موزہ پہنا، گھوڑے پر سوار ہوئے اور واپس پلٹ آئے۔ (الاصول، عیون الاخبار، الارشاد)

۲۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ امام (پیشنماز) کو چاہیئے کہ وہ عید کے دن پیدل چلے، اور سوار ہوکر عیدگاہ کی طرف نہ جائے، فرش پر نماز نہ پڑھے، زمین پر سجدہ کرے اور جب پیدل چلے تو آسمان کی طرف منہ کر کے چار بار تکبیر کہے اور پھر چلے۔ (المقنعہ)

باب ۲۰

عیدالفطر میں چار نمازوں کے بعد یعنی مغرب وعشاء، صبح اور نمازِ عید کے بعد یا پانچ نمازوں کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے اور اس تکبیر کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیدالفطر کی رات اور اس کی صبح اسی طرح تکبیر کہو جس طرح (عیدالاضحیٰ میں) دس نمازوں کے بعد کہتے ہو۔ (الفروع)

۲۔ سعید النقاش بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ عیدالفطر میں تکبیر ہے۔ لیکن وہ سنت ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ کب ہے؟ فرمایا: عیدالفطر کی رات نمازِ مغرب وعشاء کے بعد، نمازِ صبح اور نمازِ عید کے بعد! بعد ازاں ختم کر دے۔ راوی نے عرض کیا کہ کس طرح کہوں؟ فرمایا: کہو: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا﴾۔ پھر فرمایا: یہ ہے خداتعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب ﴿وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾ (اور تاکہ تعداد مکمل کرو) یعنی روزوں کی۔ ﴿وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ﴾ (اور خدا کی ہدایت وراہنمائی پر اس کی کبریائی بیان کرو) یعنی نمازِ عیدین پر۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سعید کے علاوہ دوسرے راویوں کی روایت میں ظہر وعصر کے بعد (تکبیر کہنا بھی) وارد ہوا ہے اور ﴿هَدَانَا﴾ کے بعد ﴿وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا﴾ بھی وارد ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ عیدالفطر کی تکبیروں میں یہ جملہ نہ کہا جائے ﴿وَ رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ

الْاَنْعَامِ﴾ کیونکہ یہ جملہ صرف ایام تشریق (ذی الحجہ کی ۱۰، ۱۱، ۱۲، اور ۱۳) میں کہا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون کو لکھا کہ نماز عیدین میں تکبیر کہنا واجب ہے۔ عید الفطر میں پانچ نمازوں کے بعد جس کی ابتداء شب عید کی نماز مغرب کے بعد سے کی جائے (اور اختتام بروز عید نماز عصر پر کیا جائے)۔

(عیون الاخبار، تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں وجوب سے مراد سنت مؤکدہ ہے۔

۶۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیدین میں تکبیر کہنا واجب ہے۔ عید الفطر میں پانچ نمازوں کے بعد یعنی شب عید کی نماز مغرب سے ابتداء کرے اور روز عید کی نماز عصر پر اختتام کرے۔ اس طرح کہ: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا﴾ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ﴾ اور عید الاضحیٰ میں عام شہروں میں دس نمازوں کے بعد بروز عید نماز ظہر سے شروع کرے اور تیسرے دن (۱۲ ذی الحجہ) کی نماز صبح پر ختم کرے۔ اور بمقام منیٰ پندرہ نمازوں کے بعد جس کی ابتداء بروز عید نماز ظہر سے کرے اور چوتھے دن (۱۳ ذی الحجہ) کی نماز صبح پر اختتام کرے اور (عید الاضحیٰ کی) تکبیرات میں اس جملہ کا اضافہ کیا جائے: ﴿وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

عید الاضحیٰ میں بمقام منیٰ پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے سوائے اس کے جو نفر اول میں (۱۰ ذی الحجہ کو) مکہ چلا جائے اور دوسرے شہروں میں اس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید قربان کی نماز ظہر ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی ﴿وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ (کہ چند گنے چنے دنوں میں خدا کو یاد کرو) کی تفسیر پوچھی۔ فرمایا: اس سے مراد ایام تشریق ہیں (۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذی الحجہ) عید قربان کے دن نماز ظہر سے لے کر ۱۳ تاریخ کی نماز صبح تک اور عام شہروں میں دس نمازوں تک تکبیر کہنا مراد ہے۔ پس جب

لوگ پہلی نفر میں (بروز عید) (مکہ) چلے جائیں تو عام شہروں والے تو یہ سلسلہ قطع کر دیں گے مگر جو منیٰ میں رہ جائیں اور وہاں ظہر و عصر پڑھیں تو ان کو تکبیر کہنی چاہیئے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایام تشریق میں کتنی نمازوں کے بعد تکبیر کہنی چاہیئے؟ فرمایا: بمقام منیٰ پندرہ نمازوں کے بعد۔ اور دوسرے عام شہروں میں دس نمازوں کے بعد۔ اور دس تکبیر کہنے کی ابتداء عید کے دن نماز ظہر سے کی جائے گی اور یوں کہو: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ عام شہروں میں صرف دس نمازوں کے بعد یہ تکبیر اس لیے مقرر کی گئی ہے کیونکہ جب لوگ پہلی پہلی نفر (دس ذی الحجہ) میں مکہ چلے جائیں گے تو وہ تو تکبیر کا سلسلہ قطع کر دیں گے اور منیٰ والے جب تک منیٰ میں آخری نفر (۱۳ ذی الحجہ) تک کہتے رہیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، العلل، الخصال)

۳۔ منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ کی تفسیر پوچھی؟ آپ نے فرمایا: اس سے ایام تشریق (میں تکبیر کہنا) مراد ہے (زمانہ جاہلیت میں دستور یہ تھا کہ) جو لوگ قربانی کرنے کے بعد منیٰ میں رہ جاتے تھے وہ اپنے بزرگوں پر باہمی فخر و مباہات کیا کرتے تھے کوئی کہتا کہ میرا باپ یہ کرتا تھا اور دوسرا کہتا کہ میرا باپ یہ کرتا تھا اور وہ کرتا تھا۔ تو خدا نے یہ حکم نازل فرمایا: ﴿فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا﴾ (کہ جب مقام عرفات سے (منیٰ کی طرف) لوٹو تو خدا کا اسی طرح ذکر کرو جس طرح اپنے آباء و اجداد کا ذکر کرتے ہو۔ یا اس سے بھی بڑھ کر) اور وہ تکبیر یوں ہے: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾۔ (الفروع)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم منیٰ میں ٹھہرو (اور ۱۳ تاریخ کی نماز ظہر بھی وہیں پڑھو) تو ایام تشریق میں عید والے دن کی نماز ظہر سے شروع کر کے تشریق کے آخری دن (یعنی ۱۳ ذی الحجہ) کی نماز عصر تک تکبیر کہو گے اور اگر وہاں سے (نفر اول میں بروز عید نماز ظہر سے پہلے) چلے جاؤ تو پھر تم سے تکبیر ساقط ہے۔ اور وہ تکبیر یہ ہے: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیا

جس میں یہ پڑھا: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا وَ لَهُ الشُّكْرُ فِيْمَا اَبْلاَنَا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾۔
(الفقیہ)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام عید قربان کے دن نماز ظہر پڑھ کر تکبیر کہنے کا سلسلہ شروع کرتے تھے اور ایام تشریق میں آخری دن (۱۳ ذی الحجہ) نماز صبح کے بعد ختم کرتے تھے۔ اور اس اثناء میں ہر نماز کے بعد یہ تکبیر کہتے تھے: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ﴾ اور جب نماز (عید) پڑھانے کے لیے اس جگہ پہنچتے تھے تو اذان واقامت کہے بغیر آگے بڑھ کر نماز پڑھاتے تھے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو منبر پر تشریف لے جاتے تھے اور یوں خطبہ دیتے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عام شہروں والے لوگ ایام تشریق میں کتنی نمازوں کے بعد تکبیر کہیں گے؟ فرمایا: بروز عید نماز ظہر سے لے کر دس نمازوں کے اختتام تک (یعنی ۱۲ ذی الحجہ کی نماز صبح تک) اور منیٰ والے پندرہ نمازوں کے اختتام تک (۱۳ کی نماز صبح تک)۔ اور اگر وہ اس دن نماز ظہر وعصر بھی وہیں پڑھیں تو ان کے بعد بھی (یعنی برابر سترہ نمازوں تک) کہیں گے۔ (الخصال)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص دو دن کے اندر اندر جلدی منیٰ سے چلا جائے آیا وہ تکبیر کہنا قطع کر دے؟ فرمایا: ہاں، نماز صبح کے بعد۔ (التہذیب)

۹۔ علی بن جعفرؑ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایام تشریق میں تکبیر کہنا واجب ہے یا نہ؟ فرمایا: مستحب ہے۔ اور اگر بھول جائے تو اس پر کچھ (قضا وغیرہ) نہیں ہے۔
(التہذیب وقرب الاسناد، ربی الانوار)

۱۰۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تکبیر کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ایام تشریق میں ہر نماز فریضہ ونافلہ کے بعد واجب ہے۔ (ایضاً)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس وجوب کو سنت مؤکدہ پر محمول کیا ہے۔ (وھو فی محلہ)

۱۱۔ غیلان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایام حج میں تکبیر کس دن شروع ہوتی ہے؟ اور کس دن ختم ہوتی ہے؟ اور آیا وہ منیٰ اور دوسرے شہروں میں برابر ہے یا منیٰ میں زیادہ؟ فرمایا: تکبیر منیٰ میں نماز ظہر کے بعد شروع ہوتی ہے جو نفر (مکہ جانے) کے دن (۱۳ ذی الحجہ) کی نماز صبح تک برابر جاری رہتی

ہے۔ اور اگر ظہر تک وہاں ٹھہرے تو ظہر کے بعد بھی اور اگر عصر تک ٹھہرے تو اس کے بعد بھی! لیکن اگر مغرب تک ٹھہرے تو پھر تکبیر نہیں کہے گا۔ اور عام شہروں میں تکبیر عرفہ (۹ ذی الحجہ) کے دن نمازِ صبح سے شروع ہوتی ہے جو نفر اول کی نماز ظہر تک جو کہ ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) کا وسط ہے (یعنی ۱۲ ذی الحجہ) تک کہی جاتی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت عامہ (مخالفین) کے نظریہ کے موافق ہے (لہٰذا تقیہ پر محمول ہے) اس لیے ہم اس کے مطابق عمل نہیں کرتے بلکہ ہمارا عمل سابقہ حدیثوں کے مطابق ہے۔

۱۴۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ بمقام منیٰ پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر ہے جن کے آغاز عید قربان کے دن نماز ظہر سے ہوتا ہے اور انتہا چوتھے دن (۱۳ ذی الحجہ) کی نماز صبح پر۔ اور دوسرے تمام شہروں میں دس نمازوں کے بعد ہے جن کی ابتداء عید کے دن نماز ظہر سے ہوتی ہے اور اختتام تیسرے دن (۱۲ ذی الحجہ) کی نماز صبح پر ہوتا ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲، ۲۳، ۲۴ و ۲۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

عیدین میں نماز کے بعد تکبیر کہنا مردوں، عورتوں، فرادیٰ کی اور باجماعت نماز پڑھنے والوں کے لیے یکساں مستحب ہے مگر عورتیں بآوازِ بلند نہیں کہیں گی ہاں البتہ تکبیر کہتے وقت رفع یدین کرنا یا ہاتھوں کو حرکت دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایام تشریق میں عورتوں کے لیے بھی تکبیر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر وہ بآوازِ بلند نہیں کہیں گی۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عورتوں، مردوں پر لازم ہے کہ ایام تشریق میں نمازوں کے بعد تکبیر کہیں اور جو فرادیٰ نماز پڑھے یا نافلہ اس پر بھی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص ایام تشریق میں فرادیٰ نماز پڑھے اسے بھی تکبیر کہنی چاہیئے؟ فرمایا: ہاں۔ اور اگر بھول جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۴۔ نیز یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ آیا ایام تشریف میں تکبیر کہتے وقت رفع یدین بھی کرنا چاہیئے یا نہ؟ فرمایا: ہاں تھوڑا سا رفع یدین کرنا چاہیئے۔ یا (کم از کم) ہاتھوں کو حرکت ہی دے دی جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۰ و ۲۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۲۴ میں) میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

جو شخص عیدین میں تکبیر کہنا بھول جائے یہاں تک کہ اپنی جائے نماز سے اٹھ جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایام تشریق میں تکبیر کہنا واجب ہے؟ فرمایا: (نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور اگر بھول جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، بحار الانوار، قرب الاسناد)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص ایام تشریق میں تکبیر کہنا بھول جائے تو؟ فرمایا: اگر بھول جائے یہاں تک کہ اپنی جائے نماز سے اٹھ جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی (باب ۲۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

مذکورہ بالا نمازوں کے بعد بقدر امکان ان تکبیروں کی تکرار کرنا مستحب ہے اور جس شخص کے سلام پھیرنے سے پہلے کچھ تکبیر کہی جا چکی ہو وہ نماز مکمل کر کے تکبیر کہے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایام تشریق میں اس وقت جماعت کے ساتھ شامل ہوا جبکہ پیشماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا۔ (اس طرح وہ تکبیر بھی اس سے پہلے ہی کہے گا) تو؟ فرمایا: یہ شخص اپنی نماز مکمل کر کے تکبیر کہے گا۔ راوی نے پھر سوال کیا کہ ہر نماز کے بعد تکبیر کس قدر ہے؟ فرمایا: جس قدر چاہو! کیونکہ

اس کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے۔ (الفروع، التھذیب، السرائر)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایام تشریق میں اس وقت جماعت کے ساتھ شامل ہوا جب کہ پیشنماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا۔ اور اس نے سلام پھیرتے ہی تکبیر کہنا شروع کر دی۔ تو اب یہ شخص کیا کرے؟ فرمایا: کھڑے ہو کر پہلے تو اپنی نماز مکمل کرے اور جب اس سے فارغ ہو جائے تو پھر تکبیر کہے۔

(قرب الاسناد، بحار الانوار)

باب ۲۵

عیدین میں نماز فریضہ اور نافلہ ہر دو کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایام تشریق میں ہر نماز فریضہ اور نافلہ کے بعد تکبیر کہنا واجب ہے۔ (التھذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ مستحب مؤکد پر محمول ہے۔ کما تقدم۔

۲۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: (ایام تشریق میں) تکبیر صرف نماز فریضہ کے بعد ہے اور نافلہ کے بعد نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نافلہ کے بعد مستحب مؤکد نہیں ہے۔ اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ بالکل جائز ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ سابقہ اور آئندہ حدیثوں سے ظاہر ہے۔

۳۔ جناب علی بن جعفرؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایام تشریق میں مستحبی نمازوں کے بعد بھی تکبیر ہے؟ فرمایا: ہاں۔۔۔ اور اگر بھول جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (مسائل علی بن جعفرؑ مندرجہ بحار الانوار)

باب ۲۶

نمازِ عیدین کو بارہ (۱۲) تکبیروں کے درمیان (بطور دعاءِ قنوت) منقولہ یا غیر منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے نمازِ عیدین کے اندر ہر دو تکبیر کے درمیان کئے جانے والے کلام (دعا)

کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جو چاہو اچھا کلام کرو (یعنی کوئی دعا مانگو)۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن عیسیٰ بن ابو منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نمازِ عیدین میں ہر دو تکبیر کے درمیان یہ دعا (قنوت) پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الْكِبْرِيَآءِ وَ الْعَظَمَةِ وَ اَهْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَ اَهْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَةِ وَ اَهْلَ التَّقْوٰى وَالْمَغْفِرَةِ اَسْئَلُكَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْداً وَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذُخْراً وَّ مَزِيْداً اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ وَ صَلِّ عَلٰى مَلَائِكَتِكَ وَ رُسُلِكَ وَ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا سَئَلَكَ عِبَادُكَ الْمُرْسَلُوْنَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نمازِ عیدین میں بارہ (۱۲) تکبیریں کہتے تھے اور ہر دو تکبیر کے اندر یہ دعا (قنوت) پڑھتے تھے: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ﴾ تا آخر دعا۔ جیسا کہ اوپر والی روایت میں مذکور ہے۔ (ایضاً)

۴۔ بشر بن سعید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نمازِ عیدین کے اندر ہر دو تکبیر کے درمیان یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُ رَبِّيْ اَبَدًا وَ الْاِسْلَامُ دِيْنِيْ اَبَدًا وَ الْقُرْاٰنُ كِتَابِيْ اَبَدًا وَ الْاَوْصِيَاءُ اَئِمَّتِيْ اَبَدًا﴾ (یہاں پورے بارہ اماموں کے نام لو)۔ ﴿وَلَا اَحَدَ اِلَّا اللّٰهُ﴾۔ (ایضاً)

۵۔ ابو الصباح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ عیدین کی تکبیروں (اور ان کے درمیان پڑھی جانے والی دعاؤں) کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: کل بارہ تکبیریں ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ پس جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو پہلی تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) کہو اور پھر یہ دعا پڑھو: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلَ الْكِبْرِيَآءِ وَ الْعَظَمَةِ وَ اَهْلَ الْجُوْدِ وَ الْجَبَرُوْتِ وَ اَهْلَ الْقُدْرَةِ وَ السُّلْطَانِ وَ الْعِزَّةِ اَسْئَلُكَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْداً وَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ ذُخْراً وَّ مَزِيْداً اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ اَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اِنْ تَغْفِرَ لَنَا وَ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ

وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا سَئَلَكَ عِبَادُكَ الْمُرْسَلُوْنَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِكَ مِنْهُ عِبَادُكَ المخلصون الله اكبر اول كل شيئ و آخره و بديع كل شيئ و معاده و مصير كل شيئ اليه و مردّه مدبر الامور و باعث من في القبور قابل الاعمال و مبدئ الخفيّات معلن السرائر. الله اكبر. عظيم الملكوت، شديد الجبروت حي لا يموت دائم لا يزول اذا قضى امراً فانما يقول له كن فيكون الله اكبر خشعت لك الاصوات و عنت لك الوجوه و حارت دونك الابصار و كلّت الالسين عن عظمتك و النواصي كلها بيدك و مقاديرا الامور كلها اليك لا يقضي فيها غيرك ولا يتم منها شيئ دونك الله اكبر احاط بكل شيئ حفظك و قهر كل شيئ غيرك و نفذ كل شيئ امرك و قام كل شيئ بك و تواضع كل شيئ لعظمتك و ذل كل شيئ لعزتك و استسلم كل شيئ لقدرتك و خضع كل شيئ لملكك﴾

اللہ اکبر اور سورۂ الحمد اور سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھو۔ اور ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔ بعد ازاں دو سجدے کرو اور کھڑے ہوکر سورۂ حمد اور والشمس وضحٰہا پڑھو اور کہو: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ﴾ تا آخر جس طرح اوپر مذکور ہے۔ ہر تکبیر کے بعد اسی طرح پڑھتے جاؤ۔ یہاں تک کہ پانچ تکبیریں مکمل کرو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۶۔ ابوالصباح کی دوسری صادقی روایت میں بھی یونہی وارد ہے۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ اس روایت میں تکبیروں کے درمیان مذکورہ بالا دعاؤں کے بعد یہ الفاظ نہیں ہیں کہ "اور سورۂ الحمد اور سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھو اور ساتویں تکبیر کے بعد رکوع کرو، سجدہ کرو، اور کھڑے ہوکر دوسری رکعت پڑھو" بلکہ اس میں یوں وارد ہے کہ "الحمد، والشمس وضحٰہا پڑھ کر اور ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ۔ اور دوسری رکعت میں کہو: اللہ اکبر الخ۔۔۔ آخر میں یوں وارد ہے کہ نمازِ عیدین میں خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔ (ایضاً)

(یہ روایت بظاہر چونکہ ہماری دوسری مسلّمہ روایات اور عمل اصحاب کے خلاف ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تو اسے تقیہ پر محمول کرتے ہوئے ناقابل عمل قرار دیا ہے۔۔۔ مگر مؤلف علام نے اس کی ایک یہ تاویل بھی کی ہے کہ حرف واو چونکہ صرف دو چیزوں کو جمع کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اس میں ترتیب ملحوظ نہیں ہوتی۔ اس لیے حدیث میں پہلے دعاؤں اور تکبیروں کے تذکرہ اور پھر یہ کہنے سے کہ "اور الحمد و والشمس وضحٰہا پڑھے" سے یہ لازم نہیں آتا کہ تکبیریں اور دعائیں پہلے کہی اور پڑھی جائیں اور ان کے بعد الحمد و سورہ پڑھی جائے۔ بلکہ ممکن

ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہو۔ تا کہ یہ روایت کیفیت میں دوسری روایتوں کے مطابق ہو جائے۔ (واللہ اعلم)

باب ۲۷

عید کے دن طلوع فجر کے بعد اور نماز عید پڑھنے سے پہلے سفر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر عید کے دن سفر کرنے کا ارادہ ہو اور پو پھٹ جائے اور ہنوز تم شہر میں ہو تو جب تک نماز عید نہ پڑھ لو اس وقت تک سفر کے لیے گھر سے نہ نکلو۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۸

نماز عید پڑھنے کے لیے عورتوں کا باہر نکلنا جائز ہے مگر واجب نہیں ہے
ہاں البتہ اچھی وضع قطع اور حسن و جمال والی عورتوں کا باہر نکلنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بوڑھی عورتوں کے لیے نماز عیدین میں نکلنے کی اجازت اس لیے دی ہے تا کہ وہ اس بہانے روزی کما سکیں۔ (التہذیب)

۲۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص اپنی اہلیہ کو اپنے گھر کی چھت پر یا مکان کے اندر نماز عیدین پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ وہ ان کو پڑھائے اور نہ وہ باہر جائیں کیونکہ عورتوں پر (نماز عید پڑھنے کے لیے) باہر جانا واجب نہیں ہے اور فرمایا: ان کو بننے سنورنے کی مہلت تھوڑی دو تا کہ (بن سنور کر) باہر نکلنے کی خواہش ہی نہ کریں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن شریح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا دونوں عیدوں میں عورتیں (نماز عید پڑھنے کے لیے) باہر جا سکتی ہیں؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ صرف بوڑھی عورت جا سکتی ہے جس نے موزے پہنے ہوئے ہوں۔

(عیون الاخبار والفروع)

۴۔ جناب شہید اولؒ باسناد خود حماد بن عثمان اور ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امامؑ جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیدین میں عورتوں کے باہر نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس بہانے سے (خرید و

فروخت کر کے) روزی کما سکتی ہے۔ (کتاب الذکریٰ)

۵۔ یہی بزرگوار فرماتے ہیں کہ ابواسحاق ابراہیم ثقفی نے باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، فرمایا کہ عورتوں کو نمازِ عیدین کے لیے باہر جانے نہ دو کیونکہ یہ ان پر واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے یا ان کے طبعی میلان و رجحان پر محمول ہے کہ انہیں اس نماز کی پڑھنے کا اس قدر شوق دامن گیر ہوتا ہے جس طرح کسی واجب کے ادا کرنے کا۔

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورتوں پر بھی نمازِ عیدین اور نمازِ جمعہ اسی طرح لازم ہے جس طرح مردوں پر؟ فرمایا: ہاں! (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث یا تو اس صورت پر محمول ہے کہ جب عورتیں خود بخود وہاں پہنچ جائیں جہاں عیدین یا جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے تو پھر ان پر واجب ہو جاتی ہے یا پھر اس سے مراد استحباب ہے جیسا کہ یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں آداب النکاح (باب ۱۳۶ میں میں بھی) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

نمازِ عید کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر زوال آفتاب تک ہے اور مستحب ہے کہ نمازِ عید پڑھنے کے بعد قربانی کی جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں اذان و اقامت نہیں ہے ان کی اذان طلوع آفتاب ہے پس جب سورج نکل آئے تو لوگ نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے نکل پڑیں گے۔ الخ ـــــ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ نمازِ عیدین کے لیے صبح کس وقت باہر نکلنا چاہیئے؟ فرمایا: طلوع آفتاب کے بعد۔ (التہذیب)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قربانی کا جانور کب ذبح کیا جائے؟ فرمایا: جب پیشنماز نماز پڑھا چکے۔ الخ ـــــ (ایضاً)

باب ۳۰

نماز عید کی بارہ (۱۲) تکبیروں میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا اور خطبہ کا توجہ سے سننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ نماز عیدین کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین مستحب ہے یا صرف پہلی تکبیر کے ہمراہ رفع یدین کرنا کافی ہے؟ فرمایا: ہر تکبیر کے ساتھ ایسا کرنا چاہیئے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن السائد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں عید کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ نماز پڑھا چکے تو فرمایا کہ جو شخص خطبہ سننا چاہے وہ سنے اور جو واپس جانا چاہے وہ بے شک چلا جائے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۳۱

عیدین کے دن آل محمد علیہم السلام کے حقوق غصب ہونے کی وجہ سے اپنے دل میں حزن و ملال پیدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ذبیان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اے عبداللہ! مسلمانوں کی کوئی ایسی عید نہیں ہے خواہ پہلے قربان ہو یا عید ماہ رمضان مگر جب وہ آتی ہے تو آل محمد علیہم السلام کے حزن و ملال کی تجدید کرتی ہے۔ راوی نے عرض کیا وہ کیونکر؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا حق غیروں کے ہاتھوں میں ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ، علل الشرائع)

باب ۳۲

عیدین کی نماز میں قرأت کا بالجہر پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین میں (سردی ہوتی یا گرمی) سر پر عمامہ ضرور باندھتے تھے اور نماز جمعہ کی طرح قرأت میں جہر کرتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھاتے تھے تو

آہستہ سے پڑھاتے تھے اور صرف ان لوگوں کو اپنی آواز سناتے تھے جو ان کے قریب ہوتے تھے اور قرآن کی قرأت میں (زیادہ) جہر نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جہر تو کرتے تھے مگر بہت زیادہ نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس جملہ سے واضح ہے کہ اپنے قریب والوں کو اپنی آواز سناتے تھے۔

باب ۳۳

(عیدین میں) منبر کا اپنی جگہ سے کسی اور جگہ منتقل کرنا مکروہ ہے بلکہ مٹی سے منبر کی شبیہ بنائی جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز عیدین میں کوئی کوئی منبر نہیں ہوتا (کیونکہ وہ صحراء میں پڑھی جاتی ہے اور) منبر (جو کہ آبادی میں ہوتا ہے) اپنی جگہ سے منتقل نہیں کیا جاتا۔ ہاں البتہ امام (پیشنماز) کے لیے مٹی سے منبر کی شبیہ بنائی جائے گی جس پر وہ کھڑا ہو کر خطبہ دے گا۔ اور پھر نیچے اتر آئے گا۔

(الفقیہ، التہذیب)

باب ۳۴

نماز عید میں برادران ایمانی کے اعمال کی قبولیت کی دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الفضل سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے عید الفطر والے دن اپنے بعض غلاموں کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا: ﴿یا فلان! قبل اللّٰہ منک و منا﴾ (اے فلاں! خدا تمہارے اور ہمارے اعمال قبول فرمائے)۔ شب و روز گزرتے رہے حتیٰ کہ جب عید الاضحیٰ آئی تو پھر آنجنابؑ نے اسی غلام سے فرمایا: ﴿یا فلان! قبل اللّٰہ منا و منک﴾ (اے فلاں! خدا ہمارے اور تمہارے اعمال قبول فرمائے)۔ (یہ سن کر) میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپ نے عید الفطر کے موقع پر اور طرح دعا کی تھی اور اب عید الاضحیٰ میں اور طرح دعا کر رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں نے عید الفطر کے دن کہا تھا: ''اے فلاں! خدا تمہارے اور ہمارے اعمال قبول کرے!'' کیونکہ اس نے بھی مجھ جیسا عمل کیا تھا (روزہ رکھا تھا) اور ہم نے ایک دوسرے کی تاسی کی تھی اور آج عید الاضحیٰ کے دن کہا ہے: ''اے فلاں! خدا ہمارے اور تمہارے اعمال قبول فرمائے۔'' کیونکہ ہمارے لیے قربانی ممکن تھی اور کی۔ مگر (غلام ہونے کی وجہ سے) اس کے

لیے قربانی کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا ہم نے وہ کام کیا ہے جو اس نے نہیں کیا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ از دعا میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

عیدین کی راتوں میں جاگنا اور عام شہروں میں عرفہ کے دن دعا کرنے کیلئے اجتماع کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود کردوس سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص عید کی رات اور نیمۂ شعبان کی رات (عبادتِ خدا میں) جاگ کر گزارے تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن عام دل مر جائیں گے۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود وھب بن وھب قرشی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کو یہ بات بہت پسند تھی کہ سال میں چار راتوں میں (جاگنے کے لیے) اپنے آپ کو فارغ کریں (۱) یکم رجب کی رات۔ (۲) عید الاضحیٰ کی رات۔ (۳) عید الفطر کی رات۔ (۴) اور نیمۂ شعبان کی رات۔ (قرب الاسناد، مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں کتاب الحج (باب ۲۵ از احرام و وقوف عرفات) میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

نمازِ عید وغیرہ میں مستحب ہے کہ آدمی راستہ سے جائے واپسی پر دوسرا راستہ سے آئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عیدین کی نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے تو واپسی پر دوسرے راستہ سے واپس آتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن عمر بن بزیع سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! لوگ یہ روایت بیان کرتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں کسی راستہ سے جاتے تھے تو واپسی پر دوسرے راستہ سے تشریف لاتے تھے! آیا یہ بات اسی طرح ہے؟ فرمایا: ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ میں بھی اسی طرح کرتا ہوں اور تم بھی ایسا ہی کیا

کرو۔ پھر فرمایا: یہ بات تمہارے لیے رزق میں اضافہ کا باعث ہے۔ (الروضہ، الفروع، الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں آداب سفر (باب ۶۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

عید کے دن بکثرت خدا کا ذکر کرنا، اور نیک عمل بجالانا مستحب ہے اور لہو ولعب اور ہنسی مذاق میں مشغول رہنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب یکم شوال (عید الفطر) کا دن ہوتا ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے: اے مؤمنو! صبح سویرے اپنے اپنے انعامات وصول کرنے کے لیے گھروں سے نکلو، پھر فرمایا: اے جابر! خدا تعالیٰ کے انعامات دنیوی بادشاہوں کے انعامات جیسے نہیں ہیں۔ پھر فرمایا: وہ انعامات کا دن ہے۔
(الفروع، الفقیہ)

۲۔ جمیل بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب عید الفطر کی صبح ہوتی ہے تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اپنے اپنے تحائف لینے کے لیے جاؤ۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت امام حسین علیہ السلام نے عید الفطر کے دن کچھ لوگوں کو دیکھا جو لہو ولعب اور ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ امامؑ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: خداوند عالم نے ماہ رمضان کو اپنے بندوں کے لیے مقابلہ کا میدان قرار دیا ہے، جس میں وہ اس کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس کچھ لوگ سبقت لے گئے اور وہ فائز المرام ہوگئے اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے۔ لہٰذا وہ خائب و خاسر ہوگئے۔ پس تعجب بالائے تعجب ہے اس شخص پر جو اس دن لہو ولعب اور ہنسی مذاق کرتا ہے جس دن نیکوکاروں کو اجر وثواب دیا جاتا ہے اور کوتاہی کرنے والے ناشاد و نامراد ہوتے ہیں۔ (پھر فرمایا) بخدا! اگر پردہ اٹھ جائے تو نیک اپنی نیکی میں اور گنہگار اپنے گناہ میں مصروف نظر آئے گا۔ (الفقیہ، الفروع)

۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے علل الشرائع والی حدیث میں عید الفطر کے فلسفہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عید الفطر کو اس لیے عید کا دن قرار دیا گیا ہے تاکہ لوگ اس میں اکٹھے ہوں اور اکٹھے ہوکر خدا کے احسان وانعام کے عوض (بطور شاکرانہ نعمت) اس کی تعریف و تمجید کریں اس

طرح یہ دن عید کا دن، اجتماع کا دن، افطار کا دن اور زکوٰۃ (فطرہ) ادا کرنے کا دن اور تضرع و زاری کا دن ہے۔ اور سال کا پہلا دن ہے جس میں کھانا پینا حلال ہوا ہے کیونکہ سال کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ماہِ رمضان المبارک ہے لہٰذا خدا نے پسند کیا کہ اس دن لوگ باہم جمع ہو کر اس کی حمد و ثنا اور تمجید و تقدیس کریں۔

(الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

باب ۳۸

نمازِ عید کی طرف جاتے وقت اور واپس لوٹتے وقت کس چیز کو یاد کرنا اور کس چیز کا تصور کرنا چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن الفضل الہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے عید الفطر کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ایھا الناس! آج کا دن وہ ہے جس میں نیکوکاروں کو جزائے خیر عطا کی جاتی ہے۔ اور گنہگار و بدکار لوگ اس میں خائب و نامراد ہوتے ہیں۔ اور یہ دن سب سے بڑھ کر قیامت کے دن سے مشابہت رکھتا ہے لہٰذا تم جب اپنے گھروں سے جائے نماز کی طرف جانے کے لیے نکلو تو اس وقت قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو یاد کرو۔ اور جب اپنی اپنی جائے نماز پر کھڑے ہو تو اس وقت اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کرو۔ اور جب نمازِ عید پڑھ کر اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹو۔ تو اس وقت میدانِ محشر سے جنت یا جہنم میں اپنی منزل کی طرف لوٹنے کو یاد کرو۔ (امالی صدوقؒ)

باب ۳۹

نمازِ عید کا وجوب پانچ آدمیوں کی حاضری سے مشروط ہے جن میں سے ایک پیشنماز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نمازِ عیدین کے بارے میں فرمایا: جب پانچ یا سات آدمی ہوں تو وہ عیدین کی نماز باجماعت پڑھیں گے جس طرح نمازِ جمعہ پڑھتے ہیں۔۔۔ اور فرمایا: دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آیا یہ نماز عمامہ کے بغیر جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر عمامہ باندھ کر پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

سورج گرہن اور دیگر نمازِ آیات کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سولہ باب ہیں)

باب ۱

سورج اور چاند گرہن لگنے سے نمازِ آیات واجب ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سورج گرہن کی نماز کا وقت ابتداء سے انجلاء تک ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا کہ) یہ نماز فرض ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نماز عیدین فرض ہے۔ اور نماز کسوف (سورج گرہن) بھی فرض ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ سورج گرہن کے وقت اس لیے نماز مقرر کی گئی ہے کہ یہ سورج کا گہن لگنا خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کسے معلوم کہ یہ رحمت کے لیے لگا ہے یا عذاب کے لیے؟ تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اپنی امت کو اپنے خالق و مالک اور رحمٰن و رحیم کی طرف متوجہ کریں تا کہ وہ ان سے اس کے شر اور نقصان کو دور فرمائے۔ جیسا کہ اس نے قوم یونس علیہ السلام سے آیا ہوا عذاب اس وقت ٹال دیا تھا جبکہ قوم نے خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کی تھی۔

(الفقیہ، العلل، العیون)

۴۔ جناب حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے سورج و چاند گرہن کی علت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ قدرت کی ان دو نشانیوں کی وجہ سے نہیں گھبراتے مگر وہی لوگ جو ہمارے شیعہ ہوتے ہیں۔ پس جب یہ ظاہر ہوں تو خدائے عزوجل کی بارگاہ میں رجوع کرو اور وہیں پناہ لو۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صادقین علیہما السلام سے مروی ہے کہ جب خدا اپنے بندوں کو ڈرانا چاہتا ہے اور اپنی مخلوق کی زجر و توبیخ کی تجدید کرنا چاہتا ہے تو سورج اور چاند کو گہنا دیتا ہے۔ پس جب یہ صورت حال

دیکھو تو نماز کے ذریعہ سے خدا کی بارگاہ میں پناہ لو۔ (المقنعہ)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: سورج گہن کی نماز فرض ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود علی بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو اس موقع پر تین[1] سنتیں جاری ہوئیں ایک تو یہ بھی کہ ان کا انتقال ہوا تو سورج گہن لگ گیا تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ فرزند رسولؐ کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی یہ بات سنی تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: سورج و چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ خدا کے مطیع ومنقاد ہیں اور اس کے حکم سے جاری وساری ہیں۔ کسی شخص کی موت وحیات سے ان کو گہن نہیں لگتا۔ پس جب ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو گہن لگ جائے تو تم نماز پڑھو۔ بعد ازاں منبر سے نیچے اتر آئے اور لوگوں کو نمازِ کسوف باجماعت پڑھائی۔

(الفروع، التہذیب، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲و۶ و۷و۸و۹و۱۰و۱۱) میں ذکر کی جائیں گی۔

باب ۲

زلزلہ، سیاہ رنگ کی آندھی اور تمام اخادیف سماوی کی وجہ سے یہ نماز واجب ہوتی ہے (جسے نمازِ آیات کہا جاتا ہے)۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ سیاہ رنگ کی جو ہوائیں چلتی ہیں آیا ان کی وجہ سے نماز (آیات) پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں (بلکہ) تمام آسمانی ڈراؤنی چیزوں ازقسم تاریکی (جو آسمان پر چھا جائے) (سخت) آندھی یا کوئی اور دہشت زدہ کرنے والی چیز کے لیے ان کے ازالہ تک نمازِ کسوف پڑھو۔

(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام

---

[1] فروع کافی دیدہ شود۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آندھی اور وہ تاریکی جو کبھی آسمان پر چھا جاتی ہے اور سورج گہن؟ فرمایا: ان سب کی نماز یکساں (واجب) ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ سلیمان دیلمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ زلزلہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: خدا کی ایک نشانی ہے۔ پھر اس کے سبب کا تذکرہ فرمایا۔۔۔۔۔ راوی نے عرض کیا کہ جب زلزلہ آئے تو میں کیا کروں؟ فرمایا: نماز کسوف کی طرح نماز پڑھو۔ (الفقیہ، العلل)

۴۔ محمد بن عمارہ اپنے والد (عمارہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ زلزلے، سورج و چاند گہن اور خوفناک آندھیاں قیامت کی علامات میں سے ہیں جب ان چیزوں میں سے کوئی علامت دیکھو تو قیام قیامت کو یاد کرو اور مسجدوں میں پناہ لو (نمازِ آیات پڑھو)۔ (الآمالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۷ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

مردوں اور عورتوں پر نماز کسوف یکساں واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا معرفت رکھنے والی (عاقلہ و بالغہ) عورتوں پر مردوں کی طرح نمازِ نافلہ، نماز شب اور زلزلہ و کسوف کی نماز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ وغیرہ میں) ذکر کی جائینگی۔

باب ۴

نمازِ کسوف کا وقت اس کی ابتداء سے لے کر اس کے انجلا (کھلنے) تک ہے اور کسی وقت بھی اس کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: چار نمازیں ایسی ہیں جن کو آدمی ہر وقت پڑھ سکتا ہے۔ ان میں سے ایک نمازِ کسوف ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نماز کسوف کا وقت وہ گھڑی ہے جب سورج کو گہن لگے خواہ طلوع کا وقت ہو یا غروب کا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ایک بار لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں چاند گہن کا اور اس کی وجہ سے لوگوں کو جس سختی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تذکرہ کیا؟ فرمایا: جب اس کا تھوڑا سا حصہ کھل جائے تو گویا وہ تمام کھل گیا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد یہ ہے کہ شدت و سختی کے زائل ہونے میں تھوڑا اور تمام کھلنا برابر ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وقت کے ختم ہونے میں برابر ہیں جیسا کہ علامہ حلیؒ اور دیگر علماءِ کرام نے اس کا کیا ہے لہٰذا یہ یہ حدیث ان حدیثوں کے منافی نہیں ہے جو چاند گہن کے مکمل کھلنے تک نمازِ کسوف کے اعادہ و تکرار کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ فضیل، زرارہ، برید اور محمد بن مسلم امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک بار سورج گہن لگا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو نماز (آیات) پڑھائی جو آپؐ کے پیچھے کھڑے تھے! جب آپؐ فارغ ہوئے تو سورج کھل چکا تھا۔ (التہذیب)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر سورج و چاند کو گہن لگنے کی وجہ سے نماز پڑھو اور نماز کو اس قدر طول دو کہ اس کے ختم ہونے تک پڑھتے رہو تو یہ افضل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اگر نمازِ فریضہ کے وقت میں سورج یا چاند کو گہن لگ جائے تو آدمی جس نماز کو چاہے پہلے پڑھے جب تک نماز حاضرہ کا وقت تنگ نہ ہو جائے اور اگر نمازِ شب کے وقت میں چاند گہن لگ جائے تو نمازِ آیات کا پہلے پڑھنا واجب ہے خواہ مستحبی نماز فوت ہی ہو جائے اور اگر نمازِ کسوف کے اثناء میں حاضرہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام

میں سے ایک امام علیہ السلام سے نماز فریضہ کے وقت میں نماز کسوف کے پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: پہلے فریضہ (حاضرہ) پڑھو۔ پھر عرض کیا گیا کہ اگر نماز شب کے وقت یہ صورتِ حال پیش آ جائے تو؟ فرمایا: نمازِ شب سے پہلے نمازِ کسوف پڑھو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! بعض اوقات ہم نماز مغرب پڑھ کر عشاء پڑھنے سے پہلے چاند گہن میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر نماز کسوف پہلے پڑھیں تو کہیں نماز فریضہ (عشاء) فوت نہ ہو جائے تو؟ فرمایا: اگر نماز کسوف پڑھتے ہوئے فریضۂ حاضرہ کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو اسے قطع کر کے پہلے نماز فریضہ ادا کرو۔ بعد ازاں کسوف پڑھو۔ راوی نے عرض کیا: اگر آخر شب میں چاند گہن لگ جائے اور نماز کسوف پڑھنے سے نماز شب کے فوت ہونے کا خطرہ ہو۔ تو پہلے کون سی نماز پڑھیں؟ فرمایا: پہلے نماز کسوف پڑھو۔ اور نماز شب کی صبح کے وقت قضا کرو۔ (التہذیب)

۳۔ ابوایوب ابراہیم بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر غروب آفتاب سے پہلے سورج گہن لگ جائے اور نماز پڑھتے وقت فریضۂ حاضرہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو؟ فرمایا: اسے قطع کر دو اور حاضرہ ادا کر کے پھر اسے بجالاؤ۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بریر بن معاویہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج یا چاند گہن لگ جائے یا نماز آیات کے اسباب میں سے کوئی سبب واقع ہو جائے! تو یہ نماز پڑھو۔ جب تک نمازِ حاضرہ کے وقت تنگ ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر حاضرہ کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو پھر نمازِ آیات قطع کر کے نماز حاضرہ ادا کرو۔ اور اسے ختم کر کے پھر جہاں سے نمازِ کسوف قطع کی تھی وہیں سے پھر اسے شروع کرو اور اسے مکمل کرو۔ (الفقیہ)

باب ۶

نمازِ کسوف کا مساجد میں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور ماہِ رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ چاند گہن لگ گیا۔ تو امامؑ ایک دم کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کہا جاتا تھا کہ جب سورج و چاند گہن لگ جائے تو مسجدوں میں پناہ لو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورج و چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اس کی قضا و قدر سے جاری ہیں اور اس کے حکم سے ختم ہوتی ہیں اور کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ان کو گہن نہیں لگتا۔ پس اگر ان میں سے کسی ایک کو گہن لگ جائے تو مساجد کی طرف جلدی جاؤ۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ سورج و چاند کو کسی کی موت و حیات سے گہن نہیں لگتا لیکن یہ خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب ان کو دیکھو تو نماز پڑھنے کے لیے مساجد کی طرف جلدی جاؤ۔ (الفقیہ، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کچھ (حدیثیں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷
نمازِ کسوف و آیات کی کیفیت اور چند دیگر احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل، زرارہ، برید اور محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام سے اور بعض ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سورج و چاند گہن اور زلزلہ (الغرض نماز آیات) دس رکوع اور چار سجدے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سورج گہن لگنے پر یہ نماز پڑھی تھی جبکہ لوگ آپؐ کے پیچھے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج کھل چکا تھا۔ فرمایا: ہر قسم کی نماز آیات کا طریقہ ایک ہے۔ ہاں ان سب سے زیادہ سخت اور لمبی نماز سورج گہن کی نماز ہے۔ (اس کی کیفیت یہ ہے) کہ ابتداء میں تکبیرۃ الاحرام کہو۔ اور سورۂ الحمد اور ایک سورہ پڑھو۔ پھر رکوع کرو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ۔ اور سورۂ حمد اور ایک اور سورہ پڑھو اور دوسرے رکوع میں جاؤ۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ۔ اور پھر حمد و ایک سورہ پڑھو اور تیسرے رکوع میں جاؤ۔ پھر سر اٹھاؤ اور سورۂ حمد و سورہ پڑھ کر چوتھے رکوع میں جاؤ۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ۔ اور حمد و سورہ پڑھ کر پانچویں رکوع میں جاؤ۔ اس مرتبہ جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو کہو: ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ پھر سجدہ میں گر جاؤ۔ اور دو سجدے کرو۔ بعد ازاں کھڑے ہو کر دوسری رکعت شروع کرو۔ اور پہلی رکعت کی طرح پڑھو۔ (اس طرح دس رکوع اور چار سجدے پورے ہو جائیں گے)۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص پانچوں رکوعوں میں ایک ہی سورہ کو متفرق کرکے پڑھے تو؟ فرمایا: ہاں اگر پہلے صرف سورۂ الحمد پڑھے (اور پھر ایک سورہ کے پانچ حصے

کر کے پانچ رکوع کرے) تو یہ کافی ہے۔ اور اگر پانچ سورتیں پڑھے تو پھر ہر سورہ کے ساتھ الحمد بھی پڑھنا پڑے گا۔ اور ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت بھی ہے لہٰذا دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پانچ ہے۔ (اس طرح کل قنوت پانچ بن جائیں گے۔ دو پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں)۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے نماز کسوف کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: دس رکوع چار سجدوں کے ساتھ! ہر رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ یٰسین اور سورۂ نور جیسی ایک سورہ پڑھو (پھر رکوع میں جاؤ) اور تمہارا رکوع (طوالت میں) ہماری قرأت کے برابر ہونا چاہیے اور سجدہ رکوع کے برابر۔ راوی نے عرض کیا کہ جو شخص سورۂ یٰسین یا اس جیسی (لمبی) سورتیں نہ پڑھ سکتا ہو تو؟ فرمایا: ہر رکعت میں ساٹھ آیتیں پڑھے۔ اور اس صورت میں (جب مکمل سورہ نہ پڑھے تو) رکوع سے سر اٹھا کر الحمد نہ پڑھے۔ (بلکہ وہی ساٹھ آیتیں پڑھ کر پھر رکوع میں چلا جائے)۔ فرمایا: اگر کوئی شخص غفلت یا نیند کی وجہ سے (بروقت یہ نماز) نہ پڑھ سکے تو بعد میں اس کی قضا کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز کسوف دس رکوع ہے اور چار سجدے ہیں۔؟؟؟ سورج گہن لگنا انسانوں اور حیوانوں پر سخت ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ سورج گہن پر حضرت امیر علیہ السلام نے دو رکعت چار سجدوں اور چار رکوعوں کے ساتھ پڑھی۔ چنانچہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو قرأت کے بعد رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور پھر رکوع کیا۔ (بعد ازاں دو سجدے کئے) اور اٹھ کر دوسری رکعت پڑھی جو قرأت رکوع اور سجود میں پہلی رکعت کی مانند تھی۔ (ایضاً)

۵۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار چاند کو گہن لگا تو میرے والد ماجد مسجد الحرام میں تشریف لے گئے۔ جبکہ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اور وہاں جا کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ جس طرح ہر رکعت ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ ان دونوں حدیثوں کے بارے میں (جو کہ مشہور طریقہ کے منافی ہیں) فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں ہمارے مسلمہ طریقہ کے مخالف اور اہل خلاف کے موافق ہونے کی وجہ سے تقیہ پر محمول ہیں۔ اور ہمارے علماء و اصحاب کا عمل سابقہ حدیثوں کے مطابق ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ شاید یہ کوئی اور نماز ہو اور نماز آیات امام علیہ السلام نے اس

کے بعد پڑھی ہو۔ (واللہ العالم)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نمازِ کسوف کے متعلق سوال کیا کہ وہ کتنی رکعت ہے اور ہم کس طرح پڑھیں؟ فرمایا: وہ دس رکوع اور چار سجدے ہیں۔ نماز کی ابتداء کرو تو تکبیر سے۔ رکوع میں جاؤ تو تکبیر کہہ کر۔ جب سر اٹھاؤ تو تکبیر کہو۔ سوائے پانچویں رکوع کے کہ جس کے بعد سجدہ کرنا ہے کہ اس سے سر اٹھا کر کہو: ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ اور ہر دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے قنوت پڑھو۔ اور قنوت اور رکوع کو بقدر قرأت طول دو۔ اور سجدہ کو بقدر رکوع طول دو۔ اور اگر سورج یا چاند کے منجلی ہونے سے پہلے نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے کھلنے تک بیٹھ کر خدا سے دعا و پکار کرو۔ (اور دوسرے نسخہ کے مطابق نماز کا اعادہ کرو) اور اگر نماز ختم ہونے سے پہلے یہ منجلی ہو جائیں تاہم نماز کو مکمل کرو۔۔۔ اور قرأت میں جہر کرو۔۔۔ راوی نے عرض کیا کہ اس نماز میں قرأت کس طرح ہوگی؟ فرمایا: اگر ہر رکعت میں مکمل سورہ پڑھو تو اس کے ساتھ ہر بار الحمد بھی پڑھو اور اگر ایک سورہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑھو تو ہر بار الحمد نہ پڑھو بلکہ رکوع سے سر اٹھا کر اسی سورہ کو وہیں سے شروع کرو جہاں سے اسے چھوڑا ہے۔ فرمایا: کہ پہلے تو اس نماز میں سورۂ کہف اور الحجر (جیسی طویل سورتیں) پڑھی جاتی تھیں۔ ہاں اگر کوئی شخص باجماعت پڑھا رہا ہو اور مقتدیوں پر طوالت شاق گزرے تو پھر مختصر سورتیں پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر ہو سکے تو یہ نماز کسی مکان کے اندر پڑھنے کی بجائے کسی کھلی جگہ پر پڑھو۔ اور سورج گہن کی نماز چاند گہن کی نماز سے زیادہ طویل ہے۔ مگر قرأت اور رکوع و سجود (الغرض کیفیت میں) دونوں نمازیں ایک جیسی ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورج و چاند گہن کی نماز کی کیفیت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: دس رکوع ہیں اور چار سجدے۔ پہلی رکعت میں پانچ رکوع کے بعد دو سجدے پھر دوسری رکعت میں پانچ رکوعوں کے بعد دو سجدے۔ اگر چاہو تو ہر رکعت میں ایک کامل سورہ پڑھو۔ اور چاہو تو آدھی سورہ پڑھو۔ پس اگر کامل سورہ پڑھو تو پھر ہر بار سورۂ الحمد بھی پڑھنی پڑے گی اور اگر نصف سورہ پڑھو تو پھر صرف پہلی اور دوسری رکعت میں ایک ایک بار الحمد کا پڑھنا کافی ہے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ نہ کہو سوائے ان رکوعوں کے جن کے بعد سجدہ کرنا ہے (کہ وہ پانچواں اور دسواں رکوع ہے)۔ (اور دوسرے رکوعوں سے سر اٹھاتے وقت صرف تکبیر کہو)۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ بروایت ابن اذینہ مروی تو یہ ہے کہ اس نماز میں پانچ قنوت ہیں یعنی دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے۔ لیکن اگر کوئی شخص صرف دو قنوت پڑھے یعنی

پانچویں اور دسویں رکوع سے پہلے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ اس طرح بھی ایک روایت وارد ہے۔

۹۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورج اور چاند گہن کے لیے اس لیے نماز مقرر کی گئی ہے کیونکہ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور یہ دس رکعت (یعنی دس رکوع) اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ پہلے جو نماز فریضہ آسمان سے نازل ہوئی تھی وہ کل دس رکعت تھی۔ پس وہ تمام رکعتیں اس نماز میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ اور اس میں سجدہ اس لیے مقرر کیا گیا ہے کیونکہ کوئی نماز ایسی نہیں ہے کہ جس میں رکوع تو ہو مگر سجود نہ ہو۔! نیز اس لیے بھی کہ لوگوں کی نماز کا خاتمہ سجدہ اور خشوع وخضوع کے ساتھ ہو۔ اور چار سجدے اس لیے مقرر کئے گئے ہیں کہ ہر وہ نماز جس کے سجدے چار سے کم ہوں وہ نماز ہی نہیں ہے! کیونکہ ہر (دو رکعتی) نماز میں چار سجدے فرض ہوتے ہیں! اور رکوع کے عوض سجدہ اس لیے مقرر نہیں کیا گیا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔ علاوہ بریں کھڑا ہوا آدمی ہی سورج و چاند کا گہنانا یا کھل جانا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ بیٹھا ہوا نہیں کر سکتا! اور اس کا طریقہ اصلی نماز سے فریضہ اس لیے مختلف ہے کہ یہ نماز ناموس فطرت میں سے کسی چیز میں تغیر واقع ہونے کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے۔ پس جب نماز کی علت بدل گئی تو اس کا معلول (نماز کسوف) بھی تبدیل ہو گئی۔ (الفقیہ، العلل، العیون)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے صحابی بزنطی کی جامع سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امامؑ سے نماز آیات کی کیفیت دریافت کی کہ اس کی حد کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: جب چاہے پڑھے اور اس میں جو چاہے پڑھے۔ البتہ اس میں قرأت کرے اور رکوع میں جائے۔ اسی طرح چار رکعت (یعنی چار رکوع مکمل کر کے) پانچویں رکوع کے بعد سجدہ میں جائے۔ پھر اٹھ کر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھے۔ (السرائر)

۱۱۔ جناب شہید اولؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب الخلاف میں حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے نماز کسوف بالجہر پڑھی۔ (کتاب الذکریٰ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس (قرأت بالجہر) پر فرقۂ حقہ کا اجماع واتفاق ہے۔

باب ۸

اگر نماز گزار سورج و چاند کے کھلنے سے پہلے نماز سے فارغ ہو جائے تو نماز کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر سورج (یا چاند) کھلنے سے پہلے نماز کسوف سے فارغ ہو جاؤ تو اس کا اعادہ کرو۔ (التہذیب)

۲۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر نماز کسوف اس وقت تک پڑھتے رہو اور اسے اس قدر طول دو کہ سورج و چاند سے گہن زائل ہو جائے تو یہ افضل ہے اور اگر پسند کرو کہ اس کے کھلنے سے پہلے نماز پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو یہ بھی جائز ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

کسوف کی طوالت کے مطابق نماز کسوف کو طول دینا سب کے لیے حتیٰ کہ پیشنماز کیلئے بھی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا۔ اور آنحضرتؐ نے لوگوں کو دو رکعت نماز آیات پڑھائی اور اسے اس قدر طول دیا کہ مقتدیوں میں سے بعض لوگ بے ہوش ہو گئے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں سورج کو گہن لگا اور آنجنابؑ نے نماز (آیات) پڑھائی (اور اس قدر طول دیا) کہ ایک آدمی دوسرے کی طرف نگاہ کرتا تھا اور پسینہ سے ان کے پاؤں تر ہو گئے تھے۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے کوفہ میں نماز کسوف پڑھائی اور اس میں سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء کی تلاوت کی اور پھر (ہر رکوع کے بعد) ان کی پانچ مرتبہ تکرار فرمائی۔ یہاں تک کہ لوگوں کا پسینہ ان کے پاؤں پر بہنے لگا اور بہت سے لوگ بے ہوش ہو گئے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

جو شخص جان بوجھ کر نمازِ کسوف نہ پڑھے اس پر اس کی قضا واجب ہے اور اگر بروقت پتہ نہ چل سکے تو پھر اگر سورج و چاند کا تمام گولہ پکڑا گیا تھا تو قضا واجب ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور اس کی قضا کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم

نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص صبح بیدار ہو اور اسے پتہ چلے کہ رات چاند گہن لگا تھا یا رات کے وقت پتہ چلے کہ دن کو سورج گہن لگا تھا تو آیا وہ شخص اس نماز کی قضا کرے؟ فرمایا: اگر سورج و چاند کا پورا گولہ پکڑا گیا تھا تو پھر قضا واجب ہے! اور اگر صرف ان کا بعض حصہ پکڑا گیا تھا تو پھر قضا واجب نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج کے پورے گولے کو گہن لگ جائے مگر تمہیں بروقت علم نہ ہو سکے اور بعد میں پتہ چلے تو تم پر اس کی قضا واجب ہے اور اگر پورا گولہ نہ پکڑا جائے تو تم پر اس کی قضا واجب نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اگر کسی شخص کو کسوف کا پتہ تو چلے مگر وہ نماز آیات پڑھنا بھول جائے تو اس پر قضا واجب ہے۔ اور اگر اسے بروقت پتہ نہ چلے تو جب تک تمام گولہ نہ پکڑا جائے تب تک قضا واجب نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رات کو چاند گہن لگے اور آدمی بیدار تو ہو مگر نماز پڑھنے میں سہل انگیزی سے کام لے۔ تو اسے چاہیئے کہ دوسرے دن غسل کر کے اس کی قضا کرے اور اگر بیدار نہ ہو۔ اور اسے بروقت پتہ نہ چلے (بلکہ بعد میں پتہ چلے) تو اس پر صرف قضا واجب ہے غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ جو شخص نماز کسوف نہ پڑھ سکے آیا اس پر قضا واجب ہے؟ فرمایا: جب فوت ہو جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ عبید بن زرارہ اپنے باپ (زرارہ) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر میں حمام میں ہوں اور سورج کو گہن لگ جائے اور حمام سے نکلنے کے بعد پتہ چلے تو میں اس کی قضا نہیں کرتا۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ان حدیثوں سے مراد یہ ہے کہ جب پورا قرص نہ پکڑا گیا ہو۔

۷۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر تمہیں کسوف کے زائل ہو جانے کے بعد پتہ چلے تو تم پر نماز کسوف نہیں ہے اور اگر تم سوئے ہوئے تھے اور چاند گہن لگا اور تمہیں بیدار کر کے بتایا گیا مگر تم پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور تم نے نہ پڑھی تو پھر تم پر اس کی قضا واجب ہے۔

(ایضاً)

باب ۱۱

ضرورت کے وقت نماز کسوف سواری کے اوپر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الفضل الواسطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اگر ایسی حالت میں سورج یا چاند گہن لگے جب کہ میں سواری پر سوار ہوں اور اتر نہ سکتا ہو؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ جس سواری پر سوار ہو اسی پر نماز پڑھ لو۔ (الفقیہ، الفروع، قرب الاسناد، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں قبلہ (باب ۱۴) اور قیام کے ابواب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

نماز کسوف میں جماعت مستحب ہے اور جب پورا گولہ پکڑا جائے تو پھر مستحب مؤکد ہے مگر شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود روح بن عبد الرحیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز کسوف جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں جماعت کے ساتھ بھی اور فرادیٰ بھی۔ (التہذیب)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب سورج اور چاند کو گہن لگے اور وہ بھی پورے گولے کو تو لوگوں کو چاہیئے کہ کسی پیشنماز کی پناہ لیں جو انہیں باجماعت نماز (کسوف) پڑھائے۔ اور اگر گولے کے صرف بعض حصے کو گہن لگا ہو تو پھر آدمی تنہا بھی پڑھ سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن الحسن الساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ نماز کسوف باجماعت پڑھی جائے یا فرادیٰ؟ فرمایا: جس طرح چاہو پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۷ و ۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الجماعۃ (باب ۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جب بکثرت زلزلے آنے لگیں تو بدھ، خمیس اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا اور پھر جمعہ کے دن غسل کرکے باہر جا کر ان کے دور ہونے کی دعا کرنا مستحب ہے اور جہاں زلزلے آرہے ہوں وہاں سے نقل مکانی کرنا مکروہ ہے۔ اور نمازِ آیات کے بعد ان کے دور ہونے کی دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں اہواز کے اندر زیادہ زلزلے آنے کی شکایت کی تھی اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ آپ وہاں سے مجھے نقل مکانی کرنے کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ وہاں سے نقل مکانی نہ کرو۔ اور بدھ، خمیس اور جمعہ کے دن روزہ رکھو۔ اور (جمعہ کے دن) غسل کرو اور کپڑے پاک وصاف کرو۔ اور باہر نکلو اور بارگاہِ خدا میں دعا و التجا کرو۔ کہ وہ زلزلوں کو دور کرے! راوی کا بیان ہے کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ اور زلزلوں کی آمد کا سلسلہ رک گیا۔ (الفقیہ، علل الشرائع، التہذیب)

۲۔ علل الشرائع کی روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا کہ تم میں سے جو شخص گنہگار ہے وہ اپنے گناہوں سے توبہ و انابہ کرے۔ (علل الشرائع)

۳۔ سلیمان الدیلمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ زلزلہ کیا ہے؟ فرمایا: خدا کی ایک نشانی ہے! عرض کیا: اس کا سبب کیا ہے؟ امامؑ نے اس کا سبب بیان فرمایا۔ عرض کیا: پس جب زلزلہ آئے تو میں کیا کروں؟ فرمایا: نمازِ کسوف پڑھو اور جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاؤ اور سجدہ میں یہ دعا پڑھو: ﴿یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اَمْسِکْ عَنَّا السُّوْءَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۴۔ ہیثم نہدی بعض اصحاب سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام زلزلہ کے وقت یہ آیت پڑھتے تھے ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا﴾۔ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے: ﴿وَ یُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾۔ (علل الشرائع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن یقطین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں، فرمایا: جس شخص کو زلزلہ کی مصیبت کا سامنا ہو تو اسے چاہیئے کہ یہ دعا پڑھے: ﴿یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَمْسِکْ عَنَّا السُّوْءَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔ فرمایا: جو شخص سوتے وقت یہ دعا پڑھے گا اس پر کبھی مکان نہیں گرے گا۔ انشاء اللہ۔ (التہذیب)

باب ۱۴

سخت آندھی کے وقت سجدہ کرنا اور اس کے ٹھہرنے کی دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک بار میں سجدہ میں تھا کہ سخت آندھی آئی اور ہر آدمی محفوظ جگہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑ رہا تھا۔ مگر میں سجدہ میں خدا کی بارگاہ الحاح وزاری کے ساتھ دعا کر رہا تھا یہاں تک کہ آندھی تھم گئی۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

سخت آندھی کے وقت بآواز بلند تکبیر کہنا اور اس کی اچھائی کا سوال کرنا اور اس کی برائی سے پناہ مانگنا اور جب بجلی گرنے کا اندیشہ ہو تو ذکر خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود کامل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مقام عریض میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ سخت آندھی آگئی۔ تو امام علیہ السلام نے بآواز بلند تکبیر کہنا شروع کر دی۔ اور فرمایا: تکبیر آندھی کو بند کر دیتی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز آپؑ نے فرمایا: خدا جب بھی آندھی بھیجتا ہے تو یا اسے رحمت بنا کر یا عذاب بنا کر۔ پس جب آندھی آتی دیکھو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ لَہٗ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ لَہٗ﴾ پھر بلند آواز سے تکبیر کہو۔ کہ ایسا کرنا اس کی شدت کو کم کر دے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بجلی مؤمن اور کافر دونوں پر گر سکتی ہے مگر ذکر خدا کرنے والے پر نہیں گرتی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الذکر (نمبر ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۶

ہواؤں، پہاڑوں، گھڑیوں، دنوں، راتوں اور دنیا کو گالی دینا جائز نہیں ہے اور موسم سرما کی آمد پر سردی سے بچنا مستحب ہے آخر میں نہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہواؤں (آندھیوں) کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ یہ تو مامور ہیں (خدا کے امر کی پابند ہیں) اور پہاڑوں، گھڑیوں، اور دنوں اور راتوں کو بھی گالی نہ دو۔ ورنہ گنہگار ہوگے اور وہ گالی تمہاری طرف لوٹ آئے گی۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب سردی کی ابتداء ہو تو اس سے بچو اور اس کے آخر میں اس کا استقبال کرو۔ کیونکہ سردی بدنوں کے ساتھ وہی سلوک کرتی ہے جو درختوں کے ساتھ کرتی ہے کہ اول میں ان کو جلاتی ہے اور آخر میں ان پر پتے اگاتی ہے۔ (نہج البلاغہ)

۳۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کی انگلی زخمی ہوگئی، ایک سوار نے اس کے کاندھے پر ٹھوکر ماری، لوگوں کے اژدحام میں داخل ہوا تو انہوں نے اس کے کپڑے پھاڑ دیئے۔ بالآخر اس نے (تنگ آکر) کہا: خدا مجھے تیرے شر سے بچائے تو کس قدر بُرا اور منحوس دن ہے؟ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تو ہمارے پاس آتا ہے اور یہ باتیں کرتا ہے اور اپنے گناہ کو دوسرے کے سر بڑھاتا ہے؟ پھر فرمایا: دنوں کا کیا قصور ہے جب تم کو تمہارے برے اعمال کی سزا دی جائے تو تم ان کو منحوس کہتے ہو؟ امامؑ کا یہ کلام سن کر اس شخص نے کہا: ﴿ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ﴾ کہ میں خدا سے بخشش طلب کرتا ہوں! امامؑ نے فرمایا: بخدا یہ بات تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اور خدا تمہیں اس بات کی ضرور سزا دے گا کہ تم نے اس کی مذمت کی ہے۔ جس میں کوئی مذمت والی بات نہیں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہی ثواب وعذاب دینے والا ہے اور وہی گالی کی جزا و سزا دیتا ہے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا اور دنوں کو خدائی کاموں میں دخیل نہ جاننا۔ (تحف العقول)

۴۔ جناب شیخ ابو فراسؒ اپنی کتاب میں امامؑ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دنیا کو گالی نہ دو۔ کیونکہ دنیا مؤمن کی بہترین سواری ہے جس کے ذریعہ سے وہ خیر وخوبی تک پہنچتا ہے اور شر و برائی سے بچتا ہے۔ پھر فرمایا: جب کوئی بندہ کہتا ہے کہ خدا دنیا پر لعنت کرے۔ تو دنیا کہتی ہے کہ خدا اس پر لعنت کرے جو ہم میں سے اپنے پروردگار کا زیادہ نافرمان ہے۔ (مجموعۂ ورّام)

نمازِ طلبِ باران کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

باب ۱

اس نماز کے مستحب ہونے، اس کی کیفیت اور اس کے دیگر چند احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز طلب باران کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: وہ نماز عیدین کی مانند ہے جس طرح نمازی وہاں قرأت کرتا اور تکبیریں کہتا ہے یہاں بھی قرأت کرے اور تکبیریں کہے! امام (پیشنماز) سکینہ و وقار اور خشوع و خضوع کے ساتھ چل کر کسی صاف و ستھری جگہ جائے اور عام لوگ بھی اس کے ہمراہ نکلیں۔ پس پہلے خدا کی حمد و ثناء اور اس کی تعریف و تمجید کرے اور خوب کد و کاوش سے دعا کرے اور بکثرت تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہے۔ اور پھر نماز عیدین کی طرح دو رکعت نماز دعا و پکار، طلب و سؤال اور جد و جہد کے ساتھ ادا کرے اور جب پیشنماز سلام پھیر لے تو چادر کو الٹ دے یعنی دائیں کاندھے والی جانب کو بائیں جانب پر اور بائیں کاندھے والی جانب کو دائیں جانب پر الٹ دے۔ کیونکہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن خالد کا غلام مسرہ بیان کرتا ہے کہ اہل مدینہ نماز استسقاء کے بارے میں محمد بن خالد کے پاس آئے! انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ اہل مدینہ میرے پاس آئے ہیں اور نماز طلب باران کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: اس سے کہو کہ (نماز پڑھنے کے لیے) باہر نکلے! غلام نے عرض کیا میں آپ پر قربان! کب نکلیں؟ فرمایا: سوموار کے دن! پھر عرض کیا کہ کیا کرے؟ فرمایا: سب کو ہمراہ لے جائے اور پھر خود اس طرح نکلے اور چلے جس طرح عیدین کے دن نکلتا ہے! اس کے سامنے منادی

جس کے ہاتھوں میں پھلدار ڈنڈے ہوں ندا دیتے ہوئے چلے اور جب جائے نماز پر پہنچے تو اذان و اقامت کے بغیر لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے۔ پھر منبر پر جائے اور اپنی چادر کو الٹے یعنی دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب پر ڈالے! پھر روبقبلہ ہو کر بآواز بلند سو بار تکبیر ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہے۔ پھر اپنے دائیں جانب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو اور بآواز بلند سو بار تسبیح ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ کہے۔ بعدازاں اپنی بائیں جانب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو اور بآواز بلند سو بار تہلیل ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کہے۔ پھر سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کر کے بآواز بلند سو بار تحمید ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہے۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور لوگ بھی دعا کریں۔ مجھے امید ہے کہ (ایسا کرنے کے بعد) لوگ نامراد نہیں ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پس جب ہم واپس لوٹے تو لوگوں نے کہا: یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی تعلیم ہے۔
(الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن المغیرہ کی روایت میں وارد ہے کہ نماز طلب باران میں اسی طرح تکبیر کہو جس طرح عیدین میں کہتے ہو یعنی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھے اور قرأت بالجہر کرو اور بیٹھ کر طلب باران کرو۔ (الفروع)

۴۔ ابوالعباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کچھ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہمارے شہروں میں (خشک سالی کی وجہ سے) قحط پڑ گیا ہے۔ بارگاہِ خدا میں دعا کریں کہ وہ بارانِ رحمت نازل فرمائے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر باہر لے جانے کا حکم دیا! چنانچہ منبر باہر لے جایا گیا اور لوگ جمع ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آمین کہیں۔ (الروضہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ طلب باران کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء دو رکعت پڑھتے تھے اور بیٹھ کر بارانِ رحمت کے نزول کی دعا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نمازِ عیدین اور نمازِ طلبِ باران میں بارہ تکبیریں کہتے تھے یعنی سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے اور قرأت بالجہر کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

باب ۲

نمازِ طلبِ باران میں تین دن روزہ رکھنا اور تیسرے دن طلبِ باران کے لیے باہر نکلنا مستحب ہے۔ اور یہ کہ وہ تیسرا دن سوموار یا جمعہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد السراج سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ میں ان کی خدمت میں عرض کروں! کہ لوگ مجھ سے اصرار کرتے ہیں کہ میں کل طلبِ باران کے لیے نکلوں۔ آپؑ کی رائے کیا ہے؟ چنانچہ میں نے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پیغام پہنچایا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اس (محمد بن خالد) سے کہو کہ طلبِ باران کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ لوگوں کو آج، کل اور پرسوں روزہ رکھنے کا حکم دو اور تیسرے دن باہر جا کر جبکہ سب لوگ روزہ سے ہوں باران رحمت طلب کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے واپس جا کر محمد کو امامؑ کا یہ حکم پہنچایا۔ چنانچہ اس نے خطبہ دیا اور امامؑ کے فرمان کے مطابق لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور تیسرے دن پھر امامؑ سے باہر جانے کے بارے میں ان کی رائے طلب کی۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ امامؑ نے اسے حکم دیا کہ سوموار کے دن باہر جا کر طلب باران کرو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار سے اور وہ اپنے اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام ؟؟ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار بارش برسنی بند ہوگئی۔ مامون عباسی نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو بارگاہِ خدا میں دعا کریں! امامؑ نے فرمایا: ہاں (کروں گا)۔ مامون نے کہا: کب کریں گے؟ اور اس دن جمعہ تھا۔ فرمایا: سوموار کے دن! کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ رات خواب میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ حضرت امیرؑ علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ سوموار کا انتظار کرو اور اس دن صحراء میں جا کر خدا سے بارش طلب کرو۔ خدا لوگوں کو سیراب کرے گا۔ چنانچہ سوموار کے دن امامؑ صحراء کی طرف اس حالت میں تشریف لے گئے کہ بہت سی مخلوق آپؑ کے ہمراہ تھی۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سوموار کے دن نکلنے کے استحباب پر دلالت کرنے والی حدیثیں تو اس سے پہلے گزر چکی

ہیں اور جمعہ کے دن نکلنے کے استحباب پر وہ حدیثیں عمومی طور پر دلالت کرتی ہیں جو اس سے پہلے ابواب جمعہ میں گزر چکی ہیں جو فضل و شرف پر دلالت کرتی ہیں اور ان میں دعا کرنے اور اس کے قبول ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

نمازِ استسقاء میں پیشنماز کے لیے چادر کو بایں طور الٹانا کہ دائیں کاندھے والے حصہ کو بائیں کاندھے پر اور بائیں والے حصہ کو دائیں پر ڈالا جائے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز استسقاء کے بارے میں فرما رہے تھے کہ (پیشنماز) دو رکعت نماز پڑھے اور اپنی چادر کو الٹے یعنی دائیں کاندھے والے حصہ کو بائیں کاندھے پر اور بائیں کاندھے والے حصہ کو دائیں کاندھے پر ڈالے اور خدا سے بارانِ رحمت کے نزول کی دعا کرے۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن سفیان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب باران کی دعا میں اپنی چادر کو الٹا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ اور یہ اس لیے کہ یہ کام ان کے اور ان کے اصحاب کے درمیان اس بات کی علامت قرار پائے کہ جس طرح ان کی چادر کی ہیئت بدلی ہے اسی طرح ان کی خشک سالی بھی خوشحالی کے ساتھ بدل جائے گی۔

(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود انس بن عیاض اللیثی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بارانِ رحمت کے نزول کی دعا کرتے تھے تو آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے اور اپنی چادر کو اس طرح الٹ دیتے تھے کہ بائیں کاندھے والا حصہ دائیں پر اور دائیں کاندھے والا حصہ بائیں پر ڈالتے تھے! راوی نے عرض کیا کہ اس سے آپ کی غرض کیا ہوتی تھی؟ فرمایا: تا کہ ان کے اور ان کے اصحاب کے درمیان یہ علامت قرار پائے کہ ان کی خشک سالی اسی طرح خوشحالی سے بدل جائے گی۔ (علل الشرائع)

باب ۴

نماز استسقاء کا صحراء میں پڑھنا مستحب ہے نہ کہ مسجد میں، سوائے مکۂ مکرمہ کے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: یہ سنت جاری ہو چکی ہے کہ طلب باران صرف صحراء میں کیا جائے! جہاں لوگ کھلے آسمان کو دیکھ سکیں۔ اور مساجد میں طلب باران نہ کیا جائے (یعنی نمازِ استسقاء نہ پڑھی جائے)۔ سوائے مکۂ مکرمہ کے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں اور اس سے پہلے باب ۱۷، از نمازِ عیدین میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

نمازِ استسقاء میں خطبہ نماز کے بعد ہے اور اس نماز میں جہر مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نمازِ استسقاء پڑھی اور نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔ اور پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور قرأت جہر سے کی۔

(التہذیب والاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نمازِ استسقاء میں خطبہ نماز سے پہلے ہے۔ اور پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جائینگی۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہونے اور طائفہ محقہ کے اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل عمل ہے۔ لہٰذا پہلی روایت کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔ پھر ان حدیثوں سے بھی استدلال کیا ہے جو نمازِ استسقاء کے نمازِ عیدین کے مطابق ہونے پر دلالت کرتی ہیں!

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تقیہ پر محمول ہونے کا بھی احتمال ہے کیونکہ قبل ازیں (نماز عیدین میں) یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ عثمان نے عیدین کا خطبہ نماز سے مقدم کیا تھا۔ نیز اس تقدیم کو اس کے جواز پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ (اگرچہ مؤخر کرنا مستحب ہے)۔

باب ۶

جب بادل کی گرج کی آواز سنائی دے تو تسبیح خدا کرنا مستحب ہے اور بارش اور ہلال کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے اور جب بارش برس رہی ہو اس وقت دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ بادل کی گرج کی آواز ایک فرشتہ کی آواز ہے جو جسامت میں مکھی سے بڑا اور بھڑ سے چھوٹا ہے۔ جو شخص یہ آواز سنے اسے چاہیئے کہ یہ ذکر کرے: ﴿سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَ الْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ﴾۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بارش اور پہلی کے چاند کی طرف (ہاتھوں سے) اشارہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ خداوند عالم اس بات کو ناپسند کرتا ہے۔

(الروضہ، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ از دعا میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عنوان میں بیان کردہ آخری حکم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

خشک سالی وغیرہ (مصائب) میں توبہ کرنا اور گناہوں سے باز آنا اور واجبات کا بجالانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باسناد خود عبدالرحمن بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب چار چیزیں عام ہو جائیں تو چار چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں: (۱) جب زنا کاری عام ہو جائے تو زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ (۲) جب زکوٰۃ نہ دی جائے تو حیوانات مرنے لگ جاتے ہیں۔ (۳) جب حکام فیصلوں میں ظلم و جور کریں تو بارشیں رک جاتی ہیں۔ (۴) پناہ دیئے ہوئے شخص سے عہد شکنی کی جائے تو مشرک مسلمانوں پر غالب آجاتے ہیں۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جب خدا کسی امت پر ناراض ہو اور اس کے باوجود اس پر عذاب نازل نہ کرے تو کم از کم ضروری اشیاء کے نرخ بڑھ جاتے ہیں، لوگوں کی عمریں گھٹ جاتی ہیں، تاجروں کو نفع نہیں ہوتا، پھل بڑھتے نہیں ہیں، نہروں میں پانی کم ہو جاتے ہیں، خدا بارشوں کا سلسلہ بند کر دیتا ہے

اور شریر لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب الزکوٰۃ اور امر بالمعروف میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جب پہلی بار بارش برسنے لگے تو اس میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب پہلی بارش برسنے لگتی تھی تو حضرت امیر علیہ السلام اس میں کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ آپؑ کا سر، ریش اور کپڑے بھیگ جاتے تھے! جب آپؑ کی خدمت میں عرض کیا جاتا کہ یا امیر المومنینؑ! بچئیں تو آپؑ فرماتے تھے یہ وہ پانی ہے جو تازہ عرش سے برسا ہے! پھر یوں گفتگو فرماتے! کہ عرش کے نیچے ایک سمندر ہے جس میں ایسا پانی ہے جس سے حیوانوں کا رزق اگتا ہے۔ پس جب خدا از راہِ لطف و رحمت اس سے کچھ اگانا چاہتا ہے تو اسے وحی کرتا ہے کہ وہ ایک آسمان سے دوسرے کی طرف اور دوسرے سے تیسرے کی طرف یہاں تک کہ آسمانِ دنیا کی طرف بقدر ضرورت پانی برسائے اور پھر وہ اسے بادل کے سپرد کرتا ہے۔

(الروضہ، علل الشرائع، قرب الاسناد)

باب ۹

جب بارشیں برسنے لگیں اور ضرر وزیاں کا اندیشہ ہو تو مطلع کو صاف ہونے کی دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زریق ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طلب باران کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا سے دعا کریں کہ وہ بارش بند فرمائے کیونکہ (کثرت باران کی وجہ سے) قریب ہے کہ ہم غرق ہو جائیں! پس لوگ جمع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں سنا کر دعا کریں۔ کیونکہ ہم آپ کی ہر بات نہیں سن پاتے! فرمایا: کہو ﴿اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ صُبَّھَا فِیْ بُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَ نَبَاتِ الشَّجَرِ وَ حَیْثُ یُرْعٰی اَھْلُ الْوَبَرِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَةً

وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا﴾۔

باب ۱۰

انواء (بعض ستاروں کے غروب وطلوع) کے ساتھ دعا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن حمران سے اور وہ اپنے والد (حمران) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: تین چیزیں زمانہ جاہلیت کی یادگار ہیں: (۱) اپنے نسب ناموں پر فخر و مباہات کرنا۔ (۲) حسب اور ذاتی صفات وکمالات پر طعن وتشنیع کرنا۔ (۳) بعض تاروں کے ڈوبنے اور بعض کے طلوع ہونے پر بارش طلب کرنا۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ابو عبید (لغوی) کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ جاہلیت کے دور میں عربوں کا یہ دستور تھا کہ ایک ستارہ ڈوبتا تھا اور دوسرا طلوع ہوتا تھا تو وہ یہ کہتے تھے کہ اس وقت ہوائیں چلیں گی اور بارشیں ہوں گی! لہٰذا اس وقت جو بارش ہوتی تھی وہ اسے اس ڈوبنے والے ستارے کی طرف منسوب کر دیتے تھے اور یوں کہتے کہ ثریا یا دبیران نامی ستارہ کی نوء سے بارش برسی ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آدابِ سفر میں احادیثِ نجوم کے ذیل میں اس مطلب پر دلالت کرنے والی حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ماہِ رمضان کے نوافل کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

باب ۱

ماہِ رمضان کی انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں شب میں ایک ایک سو رکعت نماز پڑھنا اور ان راتوں میں بکثرت عبادتِ خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفری سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: (ماہِ رمضان کی) اکیسویں اور تیئیسویں شب میں ایک ایک سو رکعت نماز (نافلہ) پڑھو اور ہر رکعت میں سورۂ الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ دس بار پڑھو۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر طاقت رکھتے ہو تو مقررہ تیرہ رکعت کے علاوہ ماہِ رمضان کی اکیسویں اور تیئیسویں شب میں ایک ایک سو رکعت نماز پڑھو اور صبح صادق تک شب بیداری کرو۔ کیونکہ ان راتوں میں نماز اور دعا و پکار اور تضرع و زاری کے ساتھ شب بیداری کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ امید ہے کہ لیلۃ القدر ان دو راتوں میں سے کسی ایک میں ہو۔۔۔ اور لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ راوی نے عرض کیا: بھلا وہ کس طرح ہزار ماہ سے بہتر ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ اس ایک رات میں عمل کرنا ان ہزار مہینوں پر عمل کرنے سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔

(التہذیب والاستبصار، والامالی)

۳۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہی کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبصیر نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ رات کون سی ہے جس کی (لیلۃ القدر ہونے کی) امید کی جاتی ہے؟ فرمایا: وہ ماہِ رمضان کی اکیسویں اور تیئیسویں رات ہے اور پھر لیلۃ القدر کا تذکرہ فرمایا اور اس کی فضیلت بیان فرمائی۔ اسے اکیسویں اور تیئیسویں شب میں تلاش کرو اور ان راتوں میں ایک ایک سو رکعت نماز پڑھو اور اگر طاقت ہو تو یہ راتیں جاگ کر (عبادت خدا) میں گزارو۔ (التہذیب، الامالی للطوسی)

۴۔ جناب شیخ محمد بن علی بن احمد فتال (نیشا پوری) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں خداوند عالم نیکیوں کو دو (۲) گنا کرتا ہے۔ یہ مہینہ عام دوسرے مہینوں کی طرح نہیں ہے کیونکہ جب یہ آتا ہے تو برکت ورحمت لاتا ہے اور جب جاتا ہے تو بخششِ گناہ کے ساتھ جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں نیکیاں دوگنی ہو جاتی ہیں اور اس میں اعمال خیر مقبول ہوتے ہیں۔ جو شخص اس میں (صرف) دو رکعت نافلہ بھی پڑھے تو خدا اسے بخش دیتا ہے۔ (روضۃ الواعظین)

۵۔ نیز یہی بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کی تیسویں کی شب، شبِ بیداری کرے اور اس میں سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھے تو خدا اس کی روزی کو وسیع فرمائے گا۔ اور دشمنوں کے شر سے اس کی کفایت فرمائے گا۔ اور اسے غرق ہونے، اس کے اوپر دیوار یا چھت گرنے اور مال کے چوری ہونے، درندوں کے شر سے پناہ دے گا۔ اور منکر ونکیر کی ہولناکی کو اس سے دور کرے گا۔ اور (بروز قیامت) جب قبر سے برآمد ہوگا تو تمام اہل محشر کے لیے اس کا نور چمکتا ہوگا۔ اور نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور اسے جہنم سے برائت، پل صراط سے گزرنے، اور عذابِ خداوندی سے نجات کا پروانہ لکھ دیا جائے گا۔ اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ اور جن میں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور خدا کے صالح بندوں کے رفقاء میں سے ہوگا۔ اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔ (ایضاً کذا فی کتاب الاقبال للسید بن طاؤس علیہ الرحمہ)

۶۔ جناب سید اجل ابن طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ماہِ رمضان کی طاق راتوں میں یعنی انیسویں، اکیسویں اور تیسویں میں ایک ایک سو رکعت نمازِ نافلہ پڑھی جائے۔ اور ہر رکعت میں سورۂ الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھواللہ احد دس بار پڑھی جائے۔ (الاقبال)

۷۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب کنز الیواقیت میں دیکھا ہے جو کہ شیخ ابو الفضل بن محمد ہروی کی تالیف ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھواللہ سات بار اور جب فارغ ہو تو ستر بار یا اس سے زیادہ بار استغفار کرے تو اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے خدائے غفار اسے اور اس کے والدین کو بخش دے گا۔ اور کچھ ملائکہ بھیجے گا جو آئندہ سال تک اس کی نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ اور کچھ فرشتوں کو جنت میں بھیجے گا جو اس کے لیے درخت لگائیں گے، محلات بنائیں گے اور نہریں جاری کریں گے اور وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھے گا جب تک یہ سب کچھ (بچشم خود) نہیں دیکھ لے گا۔ (ایضاً)

۸۔ نیز جناب سیدؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا کتاب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: الٰہی میں تیرا قرب چاہتا ہوں! ارشاد قدرت ہوا کہ میرا قرب اس شخص کے لیے ہے جو لیلۃ القدر میں جاگتا ہے! پھر کہا: الٰہی! میں تیری رحمت چاہتا ہوں! ارشاد ہوا: میری رحمت اس شخص کے لیے ہے جو لیلۃ القدر میں مسکینوں پر رحم کرتا ہے! پھر عرض کیا: الٰہی! میں پل صراط سے گزرنا چاہتا ہوں! ارشاد ہوا: یہ چیز اس شخص کو نصیب ہوگی جو لیلۃ القدر میں صدقہ دے گا۔ عرض کیا: الٰہی! میں جنت کے درخت اور ان کا پھل چاہتا ہوں! ارشاد ہوا: یہ اس شخص کے لیے ہے جو لیلۃ القدر میں تسبیح کرے گا۔ عرض کیا: الٰہی! میں آتش دوزخ سے نجات چاہتا ہوں! ارشاد ہوا: یہ اس شخص کے لیے ہے جو لیلۃ القدر میں استغفار کرے گا! عرض کیا: الٰہی میں تیری رضا و خوشنودی چاہتا ہوں! ارشاد ہوا: میری رضا اس شخص کے لیے ہے جو لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز پڑھے گا۔ (ایضاً)

۹۔ نیز جناب موصوف فرماتے ہیں کہ کتاب مذکور میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: لیلۃ القدر میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں! پس جو شخص اس رات میں نماز پڑھتا ہے خدا اس کے لیے ہر سجدہ کے عوض جنت میں ایک اتنا بڑا درخت لگا دیتا ہے کہ اگر ایک گھڑ سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلتا رہے تو وہ ختم نہیں ہوگا اور ہر رکعت کے عوض جنت میں اسے ایک ایسا مکان عنایت فرمائے گا جو دُر، یاقوت اور زبرجد سے بنا ہوا ہوگا۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز فرماتے ہیں کہ شیخ فاضل جعفر بن محمد الدوریستی اپنی کتاب الحسنیٰ میں باسناد خود حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں شب بیدار کرے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ (کثرت میں) آسمانی ستاروں کی تعداد، پہاڑوں کے وزن اور سمندروں (کے پانی) کی مقدار کے برابر ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ و ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ماہِ رمضان المبارک میں مخصوص راتوں کی فضیلت اور ان میں بکثرت عبادتِ خدا کرنے کا استحباب کتاب الصوم (باب ۳۱ و ۳۲ از احکام میں) بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ماہِ رمضان کے نوافل کے استحباب کا بیان

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس اور عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ رمضان میں (عام معمول سے) زیادہ نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ نماز عشاء پڑھ چکتے تو اس کے بعد کچھ نماز پڑھتے۔ اور لوگ ان کے پیچھے کھڑے ہو جاتے۔ مگر آپؐ ان کو (اسی حال میں) چھوڑ کر گھر چلے جاتے (تاکہ نوافل باجماعت نہ پڑھے جائیں) اور کچھ دیر کے بعد برآمد ہوتے (اور نماز پڑھنا شروع کر دیتے) پھر لوگ آ کر ان کے پیچھے کھڑا ہونا شروع کر دیتے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ان کو چھوڑ کر گھر میں داخل ہو جاتے۔ اسی طرح کئی بار اس عمل کی تکرار کرتے! فرمایا: ماہِ رمضان میں بعد نماز عشاء کے بعد کوئی نماز نہ پڑھا کرو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوخدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ جب ماہِ رمضان المبارک داخل ہوتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز زیادہ پڑھتے تھے اور میں بھی زیادہ پڑھتا ہوں پھر فرمایا: تم بھی زیادہ پڑھو۔ (التہذیبین)

۳۔ محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا ماہِ رمضان المبارک میں نماز نوافل میں اضافہ کرنا چاہیئے! فرمایا: ہاں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جائے نماز پر نماز عشاء کے بعد بکثرت نماز (نافلہ) پڑھتے تھے۔ اور لوگ آپؐ کے ہمراہ نماز پڑھنے کے لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جمع ہونا شروع ہو جاتے۔ پس جب زیادہ اکھٹے ہو جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو چھوڑ کر بیت الشرف میں داخل ہو جاتے۔ اور جب لوگ متفرق ہو جاتے تو پھر اپنی جائے نماز پر آ کر نماز پڑھنے لگتے اور جب پھر لوگ اکھٹے ہونے لگتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ان کو چھوڑ کر گھر میں چلے جاتے تھے اور آپ کئی بار اس طرح کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ صابر (جابر) بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ان اصحاب نے تو ماہِ رمضان میں زیادہ نماز پڑھنے سے انکار کر دیا ہے حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینہ میں زیادہ نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی ماہِ رمضان میں

(مستحمی) نماز زیادہ پڑھے؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان میں زیادہ نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ماہِ رمضان میں تمام رات نماز پڑھتے رہتے تھے اور جب سحری کا وقت ہوتا تھا تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اِلٰهِیْ لَا تُؤَدِّبْنِیْ بِعُقُوْبَتِکَ﴾ پھر یہاں ایک لمبی دعا ذکر کی ہے۔ (مصباح المتہجد، الاقبال للسیدؒ)

۷۔ قبل ازیں قرأۃ القرآن باب ۲۷ میں بروایت علی بن ابوحمزہ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے ختم قرآن کے سلسلہ میں فرمایا: ماہِ رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس جیسا کوئی اور مہینہ نہیں ہے اور اس کا خاص حق اور اس کی خاص حرمت ہے۔ اس میں جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ نماز پڑھو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آنے والے ابواب میں) ذکر کی جائیں گی۔ اور کچھ ان کے منافی بھی آئینگی اور وہیں ہم ان کی توجیہہ پیش کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۳

رجب وشعبان اور ماہِ رمضان کی روشن راتوں (۱۳، ۱۴، ۱۵) میں خاص نماز پڑھنے کے استحباب اور اس کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاؤسؒ اپنی کتاب الاقبال میں محمد بن علی الطرازی کی کتاب سے اور وہ باسناد خود احمد بن ابی العینا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اس امت (محمدیہؐ) کو تین ایسے مہینے دیئے گئے ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دیئے گئے تھے یعنی رجب، شعبان اور ماہِ رمضان! اور اسے تین راتیں ایسی دی گئی ہیں جیسی کسی کو نہیں دی گئیں یعنی ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کی رات۔ اور اس امت کو تین سورتیں ایسی دی گئیں جو کسی بھی امت کو نہیں دی گئیں یعنی یٰسین، تبارک الذی بیدہ الملک اور قل ھو اللہ احد۔ پس جو شخص ان تینوں چیزوں کو اکٹھا کر دے تو اس نے گویا ان تمام افضل چیزوں کو اکٹھا کر دیا جو اس امت کو دی گئی ہیں! عرض کیا گیا کہ ان تینوں کو کس طرح اکٹھا کیا جائے؟ فرمایا: اس طرح کہ ان تینوں مہینوں کی روشن راتوں میں اس طرح نماز پڑھے کہ تیرہ کی رات دو رکعت ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور یہ تینوں سورتیں ایک ایک بار۔ چودھویں کی رات چار رکعت (بدو سلام) ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور یہ تینوں سورتیں ایک ایک بار۔ اور

پندرھویں کی رات دس رکعت ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور یہ تینوں سورتیں ایک ایک بار۔ ایسا کرنے سے وہ شخص ان تینوں مہینوں کا فضل و شرف حاصل کرلے گا! اور شرک کے سوا اس کا ہر گناہ بخش دیا جائے گا۔ (الاقبال)

باب ۴

نیمۂ ماہِ رمضان کی رات حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزارِ اقدس کے پاس خاص نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسنادِ خود علی بن عبدالواحد نہدی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے ضمن میں مذکور ہے کہ آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نیمۂ ماہِ رمضان کی رات حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس موجود ہو؟ فرمایا: مرحبا! جو شخص نیمۂ ماہِ رمضان میں نمازِ عشاء کے بعد نمازِ شب کے علاوہ آپؑ کی قبر مبارک کے پاس دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے اور آتشِ دوزخ سے خدا کی پناہ مانگے تو خدا اسے دوزخ سے آزاد شدگان میں سے قرار دے گا! اور وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خواب میں ایسے فرشتوں کو نہیں دیکھے گا جو اسے جنت کی خوشخبری دیں گے اور جب تک ایسے فرشتوں کو نہیں دیکھ لے گا جو اسے دوزخ سے برأت کی بشارت دیں گے۔ (الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶ میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵

اگر قدرت و طاقت ہو تو ماہِ رمضان وغیرہ میں ہر شب و روز میں بلکہ ہر دن اور ہر رات میں ایک ہزار رکعت نمازِ نافلہ پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم ماہِ رمضان وغیرہ میں ہر شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے کی استطاعت رکھتے ہو تو پڑھو! کیونکہ حضرت امام علی علیہ السلام شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابوبصیر نے

آپؑ کی خدمت میں عرض کی کہ آپؑ ماہِ رمضان میں نماز (نوافل) پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: ماہِ رمضان کا خاص احترام اور حق ہے اس کے ساتھ کوئی مہینہ مشابہت نہیں رکھتا لہٰذا ماہِ رمضان کی شب و روز میں جس قدر نماز نافلہ پڑھ سکتے ہو پڑھو! اور اگر ہر شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھ سکتے ہو تو پڑھو۔ کیونکہ حضرت امام علی علیہ السلام اپنی آخر عمر میں شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(التہذیب والاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۳۰ از اعداد الفرائض اور باب ۲۷ از قرأت قرآن میں) اس قسم کی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

نیمہَ ماہِ رمضان کی رات اس طرح ایک سو رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ دس بار پڑھی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن عمرو سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص نیمہَ ماہِ رمضان کی رات اس طرح ایک سو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں (الحمد ایک بار)، سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے تو خداوند عالم اس کے پاس دس فرشتے اتارے گا جو اس سے انسی و جنی دشمنوں کو دور بھگائیں گے اور اس کی موت کے وقت اس کے پاس تیس فرشتے بھیجے گا جو اسے دوزخ سے امان نامہ دیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنعہ، الاقبال)

۲۔ ابو یحییٰ چند قابلِ وثوق لوگوں سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص نیمہَ ماہِ رمضان کی رات ایک سو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں (الحمد ایک بار اور) سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے۔ اس طرح ایک سو رکعت میں سورۂ قل ھو کی تعداد ایک ہزار ہو جائے گی ایسا شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خواب میں ایسے سو فرشتوں کو نہیں دیکھ لے گا جن میں سے تیس فرشتے تو اسے جنت کی بشارت دیں گے، تیس اسے دوزخ سے امان نامہ دیں گے، تیس اسے خطا سے بچائیں گے اور دس فرشتے اس شخص کو اس کے مکر و فریب کی سزا دیں گے جو اس شخص کے خلاف مکر و فریب کرے گا۔ (التہذیب، الاقبال، المقنعہ)

باب ۷

ماہِ رمضان المبارک میں ایک ہزار رکعت کا اضافہ کرنا مستحب ہے۔ اس کی ترتیب اور اس کے احکام؟

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان میں ایک ہزار رکعت زائد پڑھی جائے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اور اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ فرمایا: جس طرح تم خیال کرتے ہو دراصل بات اس طرح نہیں ہے! کیا تم ماہِ رمضان میں اس طرح ایک ہزار رکعت زائد نہیں پڑھتے کہ یکم سے لے کر بیس تک ہر رات بیس رکعت اور آخری عشرہ کی آٹھ راتوں میں ہر رات میں تیس رکعت۔ اور انیسویں، اکیسویں اور تیسویں ماہِ مبارک کی راتوں میں مزید ایک ایک سو رکعت اس طرح یہ کل ہوگئیں نو سو چالیس (۹۴۰)۔ یا ایک ہزار رکعت۔ راوی نے عرض کیا: خدا مجھے آپ پر فدا کرے! آپ نے یہ عقدہ کھول دیا! ۔۔۔۔۔ اب پوری ایک ہزار کس طرح ہوں گی؟ فرمایا: ماہِ رمضان کے ہر جمعہ کے دن حضرت امیر علیہ السلام کی چار رکعت نماز پڑھو، دو رکعت نماز جناب سیدہؑ۔ بعد ازاں چار رکعت نماز جعفر طیارؓ اور آخری عشرہ کی شب جمعہ میں نماز حضرت امیر علیہ السلام بیس رکعت اور جمعہ کی شام اور ہفتہ کی رات نماز جناب سیدہؑ بیس رکعت۔ پھر فرمایا: یہ بات سن اور یاد رکھ۔ اور اپنے ثقہ بھائیوں کو یہ چار اور دو رکعت نماز (نماز جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ) تعلیم دو۔ کیونکہ نماز فریضہ کے بعد یہ افضل نماز ہے۔ جو شخص ماہِ رمضان وغیرہ میں یہ نماز پڑھے وہ اس طرح اپنی جگہ سے ہٹے گا کہ اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔ پھر فرمایا: اے مفضل بن عمر! ماہِ رمضان کی اس زائد نماز کی ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اور قل ھو اللہ احد چاہو تو ایک بار، چاہو تو تین بار، چاہو تو پانچ بار، چاہو تو سات بار اور چاہو تو دس بار پڑھو۔ اور جہاں تک حضرت امیر علیہ السلام کی (چار رکعت) نماز کا تعلق ہے تو اس کی ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد پچاس بار پڑھا جائے گا۔ اور جناب سیدہؑ کی (دو رکعت) نماز میں ہر رکعت میں الحمد ایک ایک بار۔ اس کے بعد پہلی رکعت میں سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سو بار اور دوسری رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ احد سو بار۔ اور سلام پھیرنے کے بعد جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھو۔ فرمایا: نماز جعفر طیارؓ میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد اذا زلزلت الارض ایک بار، دوسری میں الحمد کے بعد والعادیات ایک بار۔ تیسری میں الحمد کے بعد اذا جاء نصر اللہ ایک بار اور چوتھی میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد ایک بار پڑھو۔ پھر مجھ سے فرمایا: "اے مفضل! ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾۔

(التہذیب، المقنعہ، الاقبال)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماہِ رمضان میں طریقۂ کار یہ ہوتا تھا کہ وہ ہر رات مقررہ نماز کے علاوہ پہلی رات سے لے کر بیسویں رات تک ہر رات میں بیس رکعت بایں طور پڑھتے تھے کہ آٹھ رکعت نماز مغرب کے بعد اور بارہ رکعت نمازِ عشاء کے بعد۔ اور آخری عشرہ میں ہر رات تیس رکعت پڑھتے تھے۔ بایں طور کہ بارہ رکعت نماز مغرب کے بعد اور اٹھارہ رکعت نماز عشاء کے بعد! بعد ازاں دعا کرتے تھے اور سخت جدوجہد کرتے تھے۔ اور اکیسویں اور تیئیسویں کی رات مزید ایک ایک سو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور ان دو راتوں میں (عبادت خدا بجالانے میں) سخت جدوجہد کرتے تھے۔ (یہ ہوئیں کل نو سو رکعتیں۔ اور ایک سو رکعت انیسویں کی رات، یہ ہوئی مکمل ایک ہزار رکعت نماز)۔

(التہذیب الاستبصار، الاقبال)

۳۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ) سے دریافت کیا کہ ماہِ رمضان میں کس قدر نماز پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا: جس طرح دوسرے مہینوں میں پڑھی جاتی ہے! ہاں البتہ ماہِ رمضان المبارک کو چونکہ دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے اس لیے بندہ کو چاہیئے کہ اس ماہ میں مستحبی نماز میں اضافہ کرے لہٰذا اگر طاقت ہو اور پسند بھی کرے تو علاوہ ان نمازوں کے جو پہلے پڑھتا تھا یکم سے لے کر بیسویں تاریخ تک ہر رات بیس رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ مغرب کے بعد بارہ رکعت اور عشاء کے بعد آٹھ رکعت۔ پھر حسب سابق نماز شب آٹھ رکعت اور وتر تین رکعت پڑھے۔ دو رکعت (شفع) علیحدہ اور ایک رکعت علیحدہ جس میں قنوت پڑھے۔ یہ ہے وتر۔ پھر جب پو پھٹنے لگے تو دو رکعت نافلۂ صبح پڑھے۔ یہ ہوگئیں کل تیرہ رکعت۔ اور جب ماہِ رمضان کا آخری عشرہ باقی رہ جائے تو پھر ان تیرہ (۱۳) رکعتوں کے علاوہ ہر شب تیس (۳۰) رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ بائیس رکعت مغرب و عشاء کے درمیان۔ اور آٹھ رکعت عشاء کے بعد۔۔۔۔ پھر حسب سابق تیرہ رکعت (آٹھ تہجد، دو شفع، ایک وتر اور دو نافلۂ صبح) پڑھے۔ اور اس کے علاوہ اگر طاقت ہو تو اکیسویں اور تیئیسویں کی شب میں ایک ایک سو رکعت نماز پڑھے۔ اور ان دو راتوں میں صبح تک جاگ کر رات گزارے کیونکہ ان راتوں میں نماز، دعا اور تضرع و زاری کے ساتھ شب بیداری مستحب ہے۔ کیونکہ امید کی جاتی ہے کہ ان دو راتوں میں سے کسی ایک میں لیلۃ القدر ہو۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۴۔ علی بن ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں ابو بصیر سے فرمایا: اے ابومحمد! ماہِ رمضان میں زیادہ نماز پڑھو! ابو بصیر نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کس قدر؟ فرمایا: بیس راتوں میں ہر رات بیس رکعت! آٹھ رکعت عشاء سے پہلے اور بارہ رکعت عشاء کے بعد! اور

آخری عشرہ میں ان نمازوں کے علاوہ جو پہلے پڑھنا ہے ہر رات تیس رکعت بایں طور پڑھے کہ سابقہ نمازوں کے علاوہ آٹھ رکعت عشاء سے پہلے اور بائیس عشاء کے بعد۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بیسویں ماہِ رمضان تک آٹھ رکعت بعد از مغرب اور بارہ رکعت بعد از عشاء پڑھو۔ اور جب وہ رات آئے جس کے متعلق امید کی جاتی ہو کہ وہ مخصوص رات (لیلۃ القدر) ہے۔ تو ایک سو رکعت پڑھو۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اگر میں کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکوں تو؟ فرمایا: بیٹھ کر پڑھو۔ عرض کیا: اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکوں تو؟ فرمایا: اپنے بستر پر لیٹ کر پڑھو۔ (التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اسحاق بن عمار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور محمد بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اس حدیث کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بھی تائید فرمائی۔ یہ سب حضرات بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امامؑ سے سوال کیا کہ ماہِ رمضان المبارک میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے؟ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح پڑھی ہے؟ سب نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان المبارک کی پہلی رات تھی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مغرب پڑھیں اور پھر وہ چار رکعتیں (نافلۂ مغرب) پڑھیں جو ہر شب پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد آٹھ رکعت پڑھی! پھر نماز عشاء پڑھی۔ اور بعد ازاں دو رکعت نماز (وتیرہ) بیٹھ کر پڑھی جو پہلے پڑھا کرتے تھے۔ پھر کھڑے ہو کر بارہ رکعت نماز پڑھی۔ پھر بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ جب سے ماہِ رمضان داخل ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز زیادہ پڑھی ہے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بتایا کہ میں نے یہ نماز ماہِ رمضان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت کی وجہ سے پڑھی ہے۔ جب دوسری رات ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر یہ نماز پڑھنے لگے تو لوگ آپؑ کے پیچھے (باجماعت پڑھنے کے لیے) صف بستہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایھا الناس! یہ نماز نافلہ ہے اور ہم نافلہ میں جماعت نہیں کراتے۔ پس ہر شخص فرادیٰ پڑھے اور وہ جو پڑھے اس خدا نے اپنی کتاب میں تعلیم دی ہے۔ اور جان لو کہ نافلہ میں جماعت (روا) نہیں ہے۔ چنانچہ لوگ متفرق ہو گئے اور ہر شخص نے الگ الگ نماز پڑھی۔ (یہ سلسلہ بدستور چلتا رہا) حتیٰ کہ جب انیسویں ماہِ رمضان کی رات داخل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غروب آفتاب کے وقت غسل کیا اور نماز مغرب اسی غسل سے پڑھی۔ پس جب نماز مغرب اور اس کی

چار رکعت نماز نافلہ پڑھ چکے جو ہر شب پڑھتے تھے۔ تو بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔ پس جب بلالؓ نے عشاء کی اقامت کہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب اس سے فارغ ہوئے تو حسب سابق بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں کھڑے ہو کر اس طرح سو رکعت نماز پڑھی کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو پھر وہ نماز (تہجد) پڑھی جو ہر رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے اور نماز وتر بھی پڑھی۔ اور جب بیسویں ماہِ رمضان کی رات داخل ہوئی تو پھر حسب سابق وہی بیس رکعت نماز پڑھی۔ یعنی آٹھ رکعت مغرب کے بعد اور بارہ رکعت عشاء کے بعد! بعد ازاں جب اکیسویں کی رات داخل ہوئی تو غروب آفتاب کے وقت غسل کیا۔ اور انیسویں کی رات کی طرح (سو رکعت) نماز پڑھی۔ جب بائیسویں کی رات داخل ہوئی تو نماز میں اضافہ کر دیا (بیس کی تیس کر دیں) مغرب کے بعد وہی آٹھ رکعت مگر عشاء کے بعد بائیس رکعت۔ اور جب تیئسویں کی رات داخل ہوئی تو پھر اسی طرح غسل کیا جس طرح انیسویں اور اکیسویں کی رات میں کیا تھا! اور پھر اس طرح اس رات (دس رکعت) نماز پڑھی جس طرح ان راتوں میں پڑھی تھی۔ راویوں نے امامؑ سے اس پچاس رکعت کے متعلق سوال کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام دنوں میں پڑھتے تھے ماہِ رمضان میں اس کا کیا حال تھا؟ فرمایا: وہ بلا کم و کاست اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح ماہِ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں پڑھتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار، الاقبال)

۷۔ حسن بن علی اپنے باپ (علی) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں ماہِ رمضان کے نوافل اور اس ماہ میں جو نماز زیادہ پڑھی جاتی ہے اس کے بارے میں سوال کیا تھا؟ امامؑ نے اس کے جواب میں بدست خود لکھا جسے میں نے پڑھا کہ اول ماہِ رمضان سے لے کر بیسویں تاریخ تک ہر شب بیس رکعت نماز بایں طور پڑھو کہ مغرب و عشاء کے درمیان آٹھ رکعت اور عشاء کے بعد بارہ رکعت۔ اور آخری عشرہ میں تیس رکعت بایں طور کہ مغرب و عشاء کے درمیان آٹھ رکعت اور عشاء کے بعد بائیس رکعت۔ سوائے اکیسویں اور تیئسویں کی شب کے کہ ان میں پڑھی جانے والی سو رکعت اس سے کفایت کرتی ہے انشاء اللہ۔ اور پچاس رکعت اس کے علاوہ ہے جو عام حالات میں پڑھی جاتی ہے اور سورۂ انا انزلناہ بکثرت پڑھو۔ (ایضاً)

۸۔ احمد بن محمد بن مطہر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص آپؑ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتا ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نماز عام دنوں میں پڑھتے تھے۔ ماہِ رمضان میں اس میں کچھ اضافہ نہیں کرتے تھے۔ امامؑ نے اپنے

دستخطوں سے جواب لکھا اس شخص نے جھوٹ بولا ہے خدا اس کے منہ کو توڑے۔ تم ماہِ رمضان کی یکم سے لے کر اس کی بیس تاریخ تک ہر شب بیس رکعت نماز پڑھو۔ اور اکیسویں کی رات ایک سو رکعت پڑھو۔ پھر تیئسویں کی رات بھی ایک سو رکعت پڑھو۔ اور آخری عشرہ میں ہر رات تیس رکعت پڑھو۔ (التہذیب والاقبال)

۹۔ محمد بن سنان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے والد (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں ہر رات بیس رکعت کا اضافہ کرتے تھے۔ (التہذیبین، قرب الاسناد)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد بن مطہر سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں نامہ ارسال کیا جس میں یہ پوچھا تھا کہ ایک روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان وغیرہ میں رات کے وقت تیرہ رکعت سے زائد کچھ نہیں پڑھتے تھے جن میں وتر اور دو رکعت نافلۂ فجر داخل ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا خدا اس راوی کا منہ توڑے۔ تم ماہِ رمضان میں یکم سے بیس تک ہر شب بیس رکعت نماز پڑھو۔ مغرب کے بعد آٹھ رکعت اور عشاء کے بعد بارہ رکعت! اور انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں کی راتوں میں غسل کرو۔ اور ان آخری دو راتوں (۲۱، ۲۳) میں تیس تیس رکعت پڑھو۔ بارہ رکعت مغرب کے بعد اور اٹھارہ عشاء کے بعد! اور ان دو راتوں میں اس طرح ایک ایک سو رکعت نماز پڑھو کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار۔ اور آخری عشرہ میں ہر رات اس طرح تیس رکعت پڑھو جس طرح میں نے توضیح کی ہے۔ (ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۱۔ جناب محقق حلیؒ بروایت مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ماہِ رمضان میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھو۔ (المعتبر)

۱۲۔ جناب سید بن طاؤس حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ کے رسالہ غریہ سے نقل کرتے ہیں، ماہِ رمضان کے پہلے بیس دنوں میں ہر رات بیس رکعت نماز بایں ترکیب پڑھو کہ مغرب و عشاء کے درمیان آٹھ رکعت اور عشاء کے بعد بارہ رکعت۔ اور آخری عشرہ میں ہر رات تیس رکعت۔ اور انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں کی رات اس میں ایک ایک سو رکعت کا اضافہ کرو۔ اس طرح کل ایک ہزار رکعت ہو جائیں گی۔ فرمایا: جناب محمد بن ابو قرہ نے اپنی کتاب "عمل شہر رمضان" میں مسنداً حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے بھی روایت نقل کی ہے۔ (الاقبال)

۱۳۔ جناب سید فرماتے ہیں کہ جناب شیخ محمد بن احمد صفواتی جن کی ہمارے علماء نے مدح و ثنا کی ہے۔ اپنی کتاب التعریف میں فرماتے ہیں: جاننا چاہیئے کہ ماہِ رمضان کی نماز نو سو رکعت ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ ایک اور روایت میں ایک ہزار وارد ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ یہ بھی مروی ہے کہ (اس ماہ میں) سورۂ قل ھواللہ نو ہزار بار پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۱۶۔ دس ہزار بار بھی مروی ہے یعنی ایک ہزار رکعت میں سے ہر رکعت میں دس بار۔ (ایضاً)

۱۷و۱۸۔ فرماتے ہیں کہ ایک ایک بار پڑھنا بھی مروی ہے۔ نیز انیسویں کی شب میں بھی ایک سو رکعت پڑھنا مروی ہے اور یہ اس شخص کا قول ہے جو ایک ہزار رکعت پڑھنے کا قائل ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ ''مسار الشیعہ'' میں فرماتے ہیں کہ ماہِ رمضان کی پہلی رات سے نوافل کی ابتداء ہو جاتی ہے اور وہ ایک ہزار رکعت ہے۔ جو اس مہینہ کی اول سے اس کی آخر تک پڑھی جاتی ہے۔ اسی ترتیب کے ساتھ جو صادقین علیہم السلام سے اصول معتمدہ میں مروی ہے۔ فرمایا: اور نیمۂ ماہِ رمضان کی رات غسل کرنا اور سو رکعت نماز اس طرح پڑھنا کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ دس بار۔ یہ اگرچہ ایک ہزار رکعت سے تو خارج ہے مگر اس کے پڑھنے کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ (مسار الشیعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ و ۵ میں اور باب ۲۷ از قرأت القرآن میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیں گی اور کچھ اس کے منافی بھی (باب ۹ میں) بیان کی جائیں گی اور ہم ان کی توجیہ بھی پیش کریں گے۔ اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ ماہِ رمضان کے ان نوافل کی مقدار اور پڑھنے کی کیفیت میں جو ظاہری اختلاف پایا جاتا ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہ اختیار پر محمول ہے یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ ان میں سے جو مقدار چاہے اور جس طرح چاہے پڑھے یعنی ایک ہزار رکعت پڑھے یا اس سے کم وبیش۔ پھر مغرب کے بعد آٹھ اور عشاء کے بعد بارہ پڑھے یا اس کے برعکس۔ قل ھو اللہ احد ایک بار پڑھے یا دس بار۔ کیونکہ مستحبی نماز میں اس قدر گنجائش ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۸

ماہِ رمضان کی تمام راتوں میں اور پہلے دن مخصوص نمازیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شہید اول ''کتاب الاربعین اور کتاب الذکریٰ میں باسناد خود حارث (ہمدانی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام سے ماہِ رمضان کی عظمت اور اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کی پہلی رات میں چار رکعت نماز بایں ترتیب پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار پڑھے تو خدا اسے تمام صدیقوں اور شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا، اس کے تمام گناہ

معاف فرمائے گا۔ اور وہ بروزِ قیامت کامیاب لوگوں میں سے ہوگا۔ اور جو شخص دوسری ماہِ مبارک کی رات میں چار رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر بیس بار پڑھے تو خدا اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اس کا رزق کشادہ کرے گا۔ اور سال بھر ہر برائی (وسواس وغیرہ) ۔۔، اس کی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص اس کی تیسری رات میں دس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد پچاس بار پڑھے تو اسے خدا کی جانب سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ! کہ فلاں بن فلاں آتش دوزخ سے خدا کے آزاد کردہ لوگوں میں سے ہے! اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو شخص یہ رات جاگ کر گزارے تو خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جو شخص چوتھی کی رات میں آٹھ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر بیس بار پڑھے تو خدا اس رات میں ان سات نبیوں کے برابر اس کا عمل بلند کرتا ہے جنہوں نے خدا کے پیغامات پہنچائے۔ اور جو شخص پانچویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے۔ اور جب فارغ ہو تو ایک سو بار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجے تو وہ قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر میری مزاحمت کرے گا۔ اور جو شخص چھٹی رات میں چھ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک ایک بار تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے لیلۃ القدر کو پالیا ہے۔ اور جو شخص ساتویں ماہِ رمضان کی رات میں چار رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر تیرہ بار تو خدا اس کے لیے جنت عدن میں سونے کے دو قصر بنائے گا۔ اور آئندہ ماہِ رمضان تک خدا کی حفظ و امان میں ہوگا۔ اور جو شخص آٹھویں کی رات دو رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار۔ اور ایک ہزار بار سبحان اللہ پڑھے تو اس کے لیے آٹھویں جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس سے چاہے گا اس سے داخل ہوگا۔۔۔ اور جو شخص نویں ماہِ رمضان کی رات مغرب و عشاء کے درمیان چھ رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی سات بار اور (سلام کے بعد) صلوات پچاس بار۔ تو فرشتے صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے عمل کی طرح اس کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اور جو شخص دسویں کی رات بایں طور بیس رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تیس بار پڑھے تو خدا اس کا رزق کشادہ کرے گا اور وہ بروز قیامت کامیاب لوگوں میں سے ہوگا۔ اور جو شخص گیارہویں تاریخ کی رات دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ انا اعطینٰک الکوثر بیس بار پڑھے تو شیطان جس قدر چاہے زور لگائے وہ اس دن کوئی گناہ نہیں کرے گا۔ اور جو شخص بارہویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر تیس بار پڑھے تو

خدا اسے اپنے شکر گزار بندوں میں سے قرار دے گا۔ اور وہ قیامت کے دن اللہ کے کامیاب بندوں میں سے ہوگا۔
اور جو شخص تیرہویں کی رات چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچیس بار پڑھے تو وہ بروز قیامت پل صراط سے سے برق رفتاری سے گزر جائے گا۔ اور جو شخص چودہویں کی رات چھ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اذا زلزلت الارض زلزالھا تیس بار پڑھے تو خدا اس پر سکرات موت اور نکیرین کے معاملہ کو آسان کرے گا! اور جو شخص نیمۂ ماہِ رمضان کی رات ایک سو رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار نیز اس رات چار رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ پہلی دو رکعت میں الحمد ایک ایک بار اور قل ھو اللہ احد سو سو بار اور آخری دو رکعت میں الحمد ایک ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچاس پچاس بار تو خدا اس کے تمام گناہ آنکھ جھپکنے سے پہلے بخش دے گا اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کی جھاگ، عالج نامی ٹیلہ کی ریت اور آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کی تعداد کے برابر ہوں۔ اور اس کے لیے خدا کی بارگاہ میں مزید اجر و ثواب بھی ہوگا۔ اور جو شخص سولہویں کی رات بارہ رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور الھاکم التکاثر بارہ بار پڑھے تو وہ قیامت کے دن اس طرح قبر سے برآمد ہوگا کہ وہ سیراب ہوگا۔ اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہوا میدان محشر میں وارد ہوگا اور حکم ہوگا کہ اسے بلا حساب جنت میں داخل کیا جائے۔
اور جو شخص سترہویں ماہِ رمضان کی رات دو رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور اس کے بعد کوئی سا سورہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد سو بار اور (سلام کے بعد) لا الٰہ الا اللہ ایک سو بار، تو خدا اسے سو حج، سو عمرہ اور سو جہاد کا ثواب عطا فرمائے گا اور جو شخص اٹھارہویں کی رات چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور انا اعطیناک الکوثر پچیس بار پڑھے تو وہ اس وقت تک دنیا سے رحلت نہیں کرے گا جب تک اسے ملک الموت یہ بشارت نہیں سنائے گا کہ خدا اس سے راضی ہے اور ناراض نہیں ہے۔ اور جو شخص انیسویں کی رات پچاس رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ زلزال پچاس بار تو وہ اس حالت میں خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوگا جیسے اس نے سو حج، سو عمرہ ادا کیا ہو اور خدا اس کے تمام عمل قبول فرمائے گا اور جو شخص بیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے تو خدا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ اور جو شخص اکیسویں ماہِ رمضان کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے تو اس کے لیے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے علاوہ خدا کے پاس اس کے لیے مزید اجر و ثواب بھی ہے۔ اور جو شخص بائیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو جائے اور جو شخص تئیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے تو اس کے

لیے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور جو شخص چوبیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ان میں جو سورے چاہے پڑھے تو اسے حج وعمرہ ادا کرنے والے شخص کی مانند اجر و ثواب ملے گا۔ اور جو شخص پچیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے جن میں ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے تو خدا اس کے لیے عبادت گزاروں کا ثواب درج کرتا ہے اور جو شخص چھبیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے تو اس کے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے علاوہ بھی خدا کے ہاں اس کا اجر وثواب ہے۔ اور جو شخص ستائیسویں کی رات چار رکعت بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ تبارک الذی ایک بار اور اگر تبارک الذی یاد نہ ہو تو قل ھو اللہ احد پچیس پچیس بار پڑھے تو خدا اسے اور اس کے والدین کو بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص اٹھائیسویں کی رات چھ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیۃ الکرسی، انا اعطیناک الکوثر، قل ھو اللہ احد دس دس بار اور (سلام کے بعد) سرکار محمد (وآل محمد علیہم السلام) پر درود پڑھے۔ تو خدا اسے بخش دے گا۔ اور جو شخص انتیسویں کی رات دو رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد بیس بار تو جب وہ مرے گا تو مرحوم ہو کر مرے گا اور اس کا نامۂ اعمال اعلیٰ علیین میں بلند کیا جائے گا۔ اور جو تیسویں (۳۰) ماہِ رمضان کی رات بارہ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد بیس بار پڑھے اور (سلام کے بعد) سو مرتبہ درود پڑھے تو اس کا خاتمہ رحمت پروردگار پر ہوگا۔ (الاربعین، الذکریٰ)

۲۔ جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ جناب محمد بن ابوقرہ نے اپنی کتاب 'عمل شہر رمضان' میں یکم ماہِ رمضان المبارک کے عمل کے سلسلہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے، فرمایا کہ جو شخص ماہِ رمضان کے داخلہ (پہلی تاریخ کو) اس طرح دو رکعت نافلہ پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد اور سورۂ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھے۔ تو خدا اس سے اس سال ہر برائی کو دور فرمائے گا۔ اور وہ آئندہ سال تک خدا کی حفظ وامان میں رہے گا۔ (کتاب الاقبال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اپنی کتاب "فضائل شہر رمضان" میں باسناد خود ابن مسعود سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ جبرئیلؑ سے اور وہ اسرافیلؑ سے اور وہ رب جلیل جل جلالہ ربی سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کی آخری رات دس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار پڑھے۔ اور رکوع وسجود میں تسبیحات اربعہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ دس بار پڑھے اور ہر دو رکعت بد وسلام پڑھے۔ اور جب دس

رکعتوں سے فارغ ہو جائے تو ایک ہزار بار استغفر اللہ پڑھے۔ اور جب اس سے فارغ ہو جائے تو پھر سجدہ میں جائے اور اس میں یہ دعا پڑھے: ﴿یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ رَحِیْمَهُمَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اِلٰهَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ اِغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا صَلٰوتَنَا وَ صِیَامَنَا وَ قِیَامَنَا﴾ تو اس کے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے خدا اس کو بخش دے گا۔ (پھر یہاں ثواب کثیر کا تذکرہ کیا گیا ہے)۔ (فضائل شہر رمضان (مخطوط)

باب ۹

ماہِ رمضان کے نوافل واجب نہیں ہیں اور نوافل مقررہ میں اضافہ کرنا مستحب نہیں ہے اور نماز شب کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں ماہِ رمضان میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: تیرہ رکعت ہیں جن میں وتر اور نافلۂ صبح بھی شامل ہیں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح پڑھتے تھے اور میں بھی اسی طرح پڑھتا ہوں۔ (اس کے علاوہ) اگر کوئی نماز پڑھنا نیکی ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ترک نہ کرتے۔ (دوسری روایت کے مطابق فرمایا: اگر اس میں کوئی فضیلت ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر اس پر عمل کرتے)۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ عرصہ تک ان نوافل کو ترک کرتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ واجب نہیں ہیں اور کچھ عرصہ تک بجا لاتے تھے تاکہ ان کا مستحب ہونا معلوم ہو جائے۔ بنابریں حدیث کے آخری فقرہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر وہ نوافل کوئی (واجبی) نیکی ہوتے جس کا ترک جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی انہیں ترک نہ کرتے۔ اسی طرح کی حدیثیں نماز عشاء کے نافلہ کے بارے میں بھی وارد ہوئی ہیں۔

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ چکتے تو اپنے رخت خواب میں تشریف لے جاتے تھے اور ماہِ رمضان وغیرہ میں نصف شب سے پہلے کچھ نہیں پڑھتے تھے جو کچھ پڑھتے تھے وہ نصف شب کے بعد پڑھتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تم سابقہ آٹھ بابوں کی حدیثوں کے پیش نظر جان چکے ہو کہ ان حدیثوں کے بالمقابل متواتر بلکہ تواتر کی حد سے بھی بڑھ کر حدیثیں موجود ہیں۔ (جن سے دستبرداری نہیں کی جا سکتی) لہٰذا ان حدیثوں کی کوئی مناسب تأویل ضروری ہے۔ چنانچہ (۱) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تو ان حدیثوں کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ ماہِ رمضان کے نوافل میں جماعت نہیں ہے۔ (بنابریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نافلہ نہیں پڑھتے تھے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپؐ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے)۔ (۲) ممکن ہے کہ یہ مطلب ہو کہ آپؐ (ماہِ رمضان میں) نوافل مرتبہ ومقررہ میں کوئی اضافہ نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں جوں کا توں رکھتے تھے۔ (۳) ممکن ہے کہ ان کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ماہِ رمضان کے نوافل واجب نہیں ہیں۔ اگرچہ سابقہ حدیثوں سے ان کا مستحب ہونا ثابت ہے۔ (۴) نیز ان کا یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ بہ نسبت نوافل یومیہ کے ان کی تاکید کم ہے کیونکہ وہ مستحب مؤکد ہیں۔ (۵) ممکن ہے یہ نسخ پر محمول ہوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نہیں پڑھتے تھے مگر (سابقہ حدیثوں کی بنا پر) پھر پڑھنا شروع کر دیا۔ (۶) ممکن ہے اس سے مراد نماز تراویح کی نفی مقصود ہو جو مخالفین پڑھتے ہیں۔ (۷) یہ بھی احتمال ہے کہ مطلب یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں یہ نوافل نہیں پڑھتے تھے بلکہ گھر کے اندر پڑھتے تھے۔ (۸) جناب سید ابن طاؤسؒ نے ان کی دو تاویلیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ تقیہ پر محمول ہیں۔ (۹) دوسرے یہ کہ راوی نے غلط بیانی کی ہے۔ یا اس سے نقل میں غلطی ہوئی ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں (باب ۷ حدیث نمبر ۸ و ۱۰ میں) گزر چکی ہیں کہ امامؑ نے ایسے راوی کی تکذیب کی ہے۔ اور اسے بددعا دی ہے۔ (۱۰) (درایۃ الحدیث کے اصول کے مطابق تعارض کے وقت ترجیح زیادہ مستند و مشہور تر حدیث کو دی جاتی ہے۔ بنابریں مقام محل ہیں سابقہ حدیثوں کو ترجیح دی جائے گی اور ان حدیثوں کو ان کے قائل کی طرف لوٹایا جائے گا۔ **وھو ابصر بما قال کما لا یخفی علی اولی الافھام من العوام فضلاً عن العلماء الاعلام**)۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ جناب شہید اولؒ نے کتاب الذکریٰ میں ذکر کیا ہے کہ جناب ابن جنید فرماتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ آدمی جو نماز تہجد (آٹھ رکعت) پڑھتا ہے (ماہِ رمضان میں) اس میں چار رکعتوں کا اضافہ کیا جائے اور بارہ رکعت پڑھی جائے گی۔ جناب شہید اولؒ فرماتے ہیں کہ باوجودیکہ جناب ابن جنید (ماہِ رمضان میں) ایک ہزار رکعت نافلہ کے قائل ہیں (اور اس اضافہ سے تو اس کی تعداد بڑھ جائے گی)۔ علاوہ بریں ہم اس اضافہ کے مأخذ و مدارک پر بھی مطلع نہیں ہوئے۔ تاہم چونکہ جناب موصوف ثقہ ہیں اور اعظم علماء میں سے ہیں۔ ان کی مرسل روایت بھی بمنزلہ مسند کے سمجھی جائے گی۔ (کتاب الذکریٰ)۔

باب ۱۰

ماہِ رمضان وغیرہ میں نماز نافلہ میں جماعت جائز نہیں ہے ماسوا چند مستثنیات کے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم اور فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ماہِ رمضان کے نوافل جو رات کو پڑھے جاتے ہیں آیا وہ جماعت کے ساتھ پڑھے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عشاء پڑھ لیتے تھے تو واپس اپنے گھر لوٹ جاتے تھے۔ پھر رات کے آخری حصہ میں برآمد ہوتے تھے۔ اور مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ پس ماہِ رمضان کی پہلی رات جب آپ حسب سابق نماز پڑھنے کے لیے باہر تشریف لائے تو لوگ آپ کے پیچھے صف بستہ ہو گئے۔ تو آپ ان سے جان چھڑا کر اور ان کو وہیں چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے۔ برابر تین راتوں تک لوگوں نے (اور آپؐ نے) ایسا کیا۔ چوتھے دن آپ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: ایہا الناس! ماہِ رمضان میں رات کے وقت نماز پڑھنا نافلہ ہے۔ اور نافلہ کا جماعت میں پڑھنا بدعت ہے! اور چاشت کی نماز بدعت ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ماہِ رمضان المبارک میں بوقت شب نافلۂ شب کے لیے اکٹھے نہ ہوا کرو۔ اور چاشت کی نماز نہ پڑھا کرو کہ یہ گناہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی کا راستہ سیدھا جہنم کی طرف جاتا ہے۔ پھر یہ فرماتے ہوئے منبر سے نیچے اتر آئے کہ سنت کے مطابق تھوڑا عمل اس بہت سے عمل سے بہتر ہے جو بدعت ہو۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہِ رمضان کے نوافل کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ مساجد میں پڑھے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام کوفہ میں تشریف لائے تو امام حسن علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرائیں کہ ماہِ رمضان (نماز نافلہ کے اندر) مسجدوں میں جماعت نہیں ہوگی۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے حکم کے مطابق منادی کرا دی۔ جب لوگوں نے امام حسن علیہ السلام اعلان سنا تو چلا چلا کر کہنا شروع کیا: ﴿واعمراہ واعمراہ﴾ (ہائے عمر، ہائے عمر! یہ تیری سنت تبدیل کی جا رہی ہے)۔ جب امام حسن علیہ السلام واپس آئے تو جناب امیر علیہ السلام نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہے؟ عرض کیا کہ لوگ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں واعمراہ واعمراہ تو (آنجنابؑ نے یہ ماجرا دیکھ کر دینی مصلحت کی بنا پر) فرمایا: ان سے کہو کہ (جس طرح چاہتے ہو) پڑھو۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس البقباق اور عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان میں نمازِ نافلہ میں اضافہ کر دیتے تھے۔ چنانچہ جب نماز عشاء پڑھ چکتے تھے اور اس کے بعد (نافلۂ ماہِ رمضان) پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو لوگ ان کے پیچھے کھڑے ہو جاتے۔ پس آپ ان کو وہیں چھوڑ کر اپنے بیت الشرف میں داخل ہو جاتے۔ جب (کچھ دیر کے بعد) باہر نکلتے (اور نماز پڑھنا چاہتے) تو پھر لوگ آ کر ان کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تو آپ پھر ان کو وہیں چھوڑ کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے اور کئی بار اسی طرح کرتے تھے۔ (الفروع)

۴۔ سلیم بن قیس ہلالی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثنا اور درود بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ دو چیزوں کے متعلق خوف ہے۔ ایک خواہش نفس کی پیروی، دوسری لمبی امیدیں۔۔۔۔۔ فرمایا: مجھ سے پہلے کچھ حکام نے کچھ کام کئے ہیں جن میں انہوں نے جان بوجھ کر سنت رسولؐ کی مخالفت کی ہے اور ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کی۔ اور آپ کی سنت کو تبدیل کیا۔ اب (صورت حال یہ ہے کہ) اگر میں لوگوں کو اس (غلط) طریقہ کو ترک کرنے پر آمادہ کروں تو میرا لشکر بھی مجھ سے علیحدہ ہو جائے گا اور میں یکا و تنہا رہ جاؤں گا۔ یا چند میرے مخلص شیعہ باقی رہ جائیں گے۔۔۔۔۔ بخدا میں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ماہِ رمضان میں سوائے نمازِ فریضہ کے (اور کسی جماعت کے لیے) جمع نہ ہوں (نماز تراویح نہ پڑھیں) اور میں نے ان کو بتایا کہ نوافل میں جماعت بدعت ہے تو میرے بعض لشکریوں نے جو میرے ہمراہ ہو کر (دشمن سے) جنگ کر رہے ہیں اعلان کرایا ہے کہ اے اہل اسلام! عمر کی سنت تبدیل کی جا رہی ہے۔ یہ (علیؑ) ہمیں ماہِ رمضان میں نماز نافلہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ اور (یہ کیفیت دیکھ کر) مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے لشکر کے اندر ایک طرف فتنہ برپا نہ ہو جائے۔۔۔۔۔ (الروضۃ من الکافی)

۵۔ جناب ابن ادریسؒ جناب ابن قولویہ کی کتاب سے نقل کرتے ہیں اور وہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام کوفہ میں تھے تو کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور آکر عرض کیا کہ ہمارے لیے ایک پیشنماز مقرر کریں جو ماہِ رمضان ہمیں نماز (تراویح) پڑھائے۔ جنابؑ نے ان کا مطالبہ مسترد کر دیا اور ان کو نافلہ میں جماعت کرانے سے منع فرمایا: جب رات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ماہِ رمضان پڑھاؤ اور کہو: ﴿وا رمضاناہ﴾ (ہائے ماہِ رمضان!) تو (یہ ماجرا دیکھ کر) حارث ہمدانی کچھ (مخلص) لوگوں کے ساتھ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ! لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات کا برا منایا ہے! آنجنابؑ نے فرمایا: ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ جسے پسند

کریں وہ ان کو پڑھائے پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَ مَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا﴾۔ (السرائر، تفسیر عیاشی)

۶۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد جماعت کے باب (نمبر ۱۲ و ۲۰) میں ذکر کی جائیں گی اور اسی مقام پر کچھ ان حدیثوں کے بظاہر منافی حدیثیں بھی بیان کی جائیں گی (اور وہیں ان کی توجیہ بھی ذکر کی جائے گی) انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب جعفر طیارؓ کی نماز کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل نو باب ہیں)

باب ۱

اس نماز کا استحباب، اس کی کیفیت اور اس کے چند احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار جناب جعفرؓ (بن ابی طالب) سے فرمایا: یا جعفرؓ! کیا میں تمہیں بخشش نہ دوں، کچھ عطا نہ کروں اور کوئی تحفہ نہ دوں؟ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے خیال کیا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سونا یا چاندی دینا چاہتے ہیں؟ چنانچہ تمام لوگ ادھر متوجہ ہوئے۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں تمہیں دو چیز عطا کرنے والا ہوں۔ اگر تم اسے ہر روز بجا لاؤ گے تو یہ تمہارے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگی اور اگر دو روز کے درمیان بجا لاؤ گے تو ان کے درمیان کیے جانے والے تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر ہر جمعہ کے دن یا ہر مہینہ یا ہر سال میں ایک دن بجا لاؤ گے تو اس عرصہ کے دوران والے تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ عمل یہ ہے کہ چار رکعت نماز (بدو سلام) پڑھو اور نماز شروع کرکے۔ اور الحمد اور سورہ سے فارغ ہو کر پندرہ بار تسبیحات اربعہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔ پھر رکوع میں جاؤ۔ تو دس بار یہی تسبیحات اربعہ پڑھو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ تو پھر دس بار پڑھو۔ ازاں سجدہ میں جاؤ۔ تو یہی ذکر دس بار کرو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ تو پھر دس بار۔ پھر دوسرے سجدہ میں جاؤ تو پھر دس بار جب اس سے سر اٹھاؤ تو پھر اٹھنے سے پہلے دس بار پڑھو اس طرح ایک رکعت میں پچھتر تسبیحیں ہو جائیں گی (پھر اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں پڑھو) اس طرح چار رکعتوں میں کل تین سو مرتبہ تسبیح ہو جائے گی۔ اور مجموعی طور پر بارہ سو مرتبہ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر ہو جائے گی۔ چاہو تو یہ نماز دن میں پڑھو اور چاہو تو رات میں پڑھو۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص

جناب جعفر طیارؓ والی نماز پڑھے آیا اسے وہ اجر وثواب ملے گا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفرؓ سے بیان فرمایا تھا؟ (جو سابقہ حدیث میں مذکور ہے)۔ فرمایا: ہاں بخدا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بسطام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آیا آدمی اپنے بھائی سے چمٹ کر (گلے) مل سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (پھر فرمایا) جس روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا تھا اسی دن آپؐ کو اطلاع ملی کہ جناب جعفرؓ (یمن سے) بخیریت واپس آگئے ہیں! آپؐ نے خوش ہو کر فرمایا: میں نہیں جانتا کہ مجھے کس چیز کی زیادہ خوشی ہے؟ جعفرؓ کے آنے کی؟ یا خیبر کے فتح ہونے کی؟ پس زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ جناب جعفرؓ وہاں پہنچ گئے تو آنحضرتؐ اپنی جگہ سے اچھلے اور جناب جعفرؓ سے چمٹ گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ راوی نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ چار رکعت کس طرح ہیں جن کے متعلق مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفرؓ کو ان کے پڑھنے کا حکم دیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ جب جناب جعفرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نے خوش ہو کر) فرمایا: اے جعفرؓ! کیا میں تجھے بخشش نہ دوں، عطا نہ کروں۔ تحفہ نہ دوں؟ (پھر یہاں وہی پوری روایت درج کی ہے جو اوپر مذکور ہے ہاں اس کے آخر میں صرف اس قدر اضافہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ قل ھو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون پڑھو (یعنی ایک میں یہ اور دوسری میں وہ)۔ (التہذیب)

۴۔ اسی سابقہ روایت کی جناب شہید اولؒ نے اپنی کتاب اربعین میں اسی راوی اور انہی حضرتؑ سے روایت کیا ہے ہاں البتہ اس میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ فرمایا کہ اس نماز کو اپنی اس نماز میں شامل کر کے نہ پڑھو جو تم اس سے پہلے پڑھتے ہو۔ (بلکہ اسے علیحدہ اور مستقل طور پر پڑھو)۔ (الاربعین)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفر بن ابی طالبؓ سے فرمایا: اے جعفرؓ! کیا میں تمہیں عطا نہ کروں؟ ۔۔۔۔۔ اور کیا میں تمہیں ایسی نماز تعلیم نہ دوں کہ اگر اسے پڑھو تو تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں اگرچہ تم میدان جہاد سے فرار جیسا عظیم گناہ بھی کر چکے ہو یا عالج نامی کیر الرمل ٹیلے کی ریت کے ذروں اور سمندر کی جھاگ کے برابر بھی گناہ کیے ہوں تو سب معاف ہو جائیں گے۔ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: چار رکعت نماز پڑھو (بدو تشہد و سلام)۔ چاہو تو ہر رات پڑھو، چاہو تو ہر دن پڑھو، چاہو تو جمعہ کے جمعہ پڑھو، چاہو تو ماہ بماہ پڑھو اور چاہو تو سال بسال پڑھو۔ نماز شروع کرو اور (تکبیرۃ الاحرام کے بعد) پندرہ بار اس طرح تسبیحات

اربعہ پڑھو: ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ اس کے بعد الحمد اور کوئی دوسری سورہ پڑھو اور رکوع میں جاؤ پھر رکوع میں دس بار پڑھو اس سے سر اٹھاؤ پھر دس بار پڑھو۔ بعد ازاں سجدہ میں جاؤ پھر اس میں دس بار۔ اس سے سر اٹھاؤ پھر دس بار دوسرے سجدہ میں جاؤ۔ اس میں دس بار۔ اس سے سر اٹھاؤ تو پھر دس بار پڑھو۔ اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو تو پھر پہلے پندرہ بار اس کے بعد الحمد و سورہ پڑھ کر رکوع میں جاؤ تو اس میں دس بار۔ (حسب سابق ہر حالت میں دس دس بار) بالآخر دوسرے سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔ اور اس کے بعد اٹھ کر حسب سابق اور دو رکعت رکعت پڑھو۔ اور سلام پھیرو۔ اس طرح یہ ذکر ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) بار اور چار رکعت میں تین سو بار اور مجموعی طور پر چار رکعتوں میں بارہ سو (۱۲۰۰) بار ہو جائے گا جسے خدا کئی گنا کر کے بارہ ہزار نیکیاں لکھے گا اور ہر نیکی کوہ احد کے برابر یا اس سے بھی بڑی ہوگی۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: (چونکہ سابقہ روایت میں تسبیحات اربعہ کا قرأت حمد و سورہ سے پہلے پڑھنے کا تذکرہ ہے اور دوسرے تسبیحات اربعہ کی ترتیب بدلی ہوئی ہے) دوسری روایت میں تسبیحات اربعہ کا پڑھنا حمد و سورہ کے بعد وارد ہے۔ اور اس میں تسبیحات اربعہ کی ترتیب بھی یوں ہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ﴾ (وھو المشھور و المنصور)۔ لہٰذا نماز گزار جس روایت کو لے کر اس پر عمل کرے درست ہے اور جائز ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المقنع میں بعینہٖ وہی روایت درج کی ہے جو یہاں اس باب میں بحوالہ تہذیب الاحکام نمبر ۳ پر درج ہے۔۔۔۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس کے آخر میں وارد ہے: فرمایا اور اس نماز میں (یعنی اس کی چاروں رکعتوں میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھو)۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) بھی اس قسم کی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

نمازِ جعفر طیارؓ میں کن سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن المغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نماز جعفرؓ میں سورۂ قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوالبلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص نمازِ جعفر

طیارؓ پڑھے اسے کیا ملے گا؟ فرمایا: اگر اس کے ذمہ عالج نامی ٹیلہ کی ریت کے ذروں اور سمندر کی جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوئے تو خدا انہیں بخش دے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا یہ صرف ہمارے لیے ہے؟ فرمایا: اگر یہ تم (اہل ایمان) کے لیے نہیں تو اور کس کے لیے ہے؟ عرض کیا: اس نماز میں کون سا سورہ پڑھوں؟ پھر خود ہی کہا: کیا قرآن کی جو سورہ چاہوں پڑھوں؟ فرمایا: نہ، بلکہ اس میں یہ سورے (۱) اذا زلزلت الارض۔ (۲) اذا جاء نصر اللہ۔ (۳) انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ (۴) اور قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب)

۳۔ ابراہیم بن عبد الحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (نماز جعفر طیارؓ کی) پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ اذا زلزلت اور دوسری میں والعادیات، تیسری میں اذا جاء نصر اللہ اور چوتھی میں قل ھو اللہ احد پڑھی جائے۔ راوی نے عرض کیا: اس کا ثواب کیا ہے؟ فرمایا: اگر اس کے ذمے عالج نامی (کثیر الرمل) ٹیلہ کی ریت کے ذروں کے برابر بھی گناہ ہوں گے تو وہ سب معاف ہو جائیں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امامؑ نے میری طرف نگاہ کر کے فرمایا: یہ (اجر و ثواب) صرف تمہارے اور تمہارے اصحاب واحباب کے لیے ہے۔
(الفروع، الفقیہ، المقنع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور نافلۂ ماہِ رمضان المبارک باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔ اور ان حدیثوں میں سورتیں پڑھنے میں جو بظاہر اختلاف پایا جاتا ہے وہ تخییر پر محمول ہے یعنی نماز گزار کو اختیار ہے کہ ان میں سے جو سورے چاہے پڑھے۔

باب ۳

نمازِ جعفر طیارؓ کے آخری سجدہ میں جو دعا پڑھنی مستحب ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو سعید المدائنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: آیا میں تمہیں ایسی دعا تعلیم نہ دوں جسے تم نمازِ جعفر طیارؓ میں پڑھو۔۔۔؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: جب چوتھی رکعت کے آخری سجدہ میں جاؤ تو اس کی تسبیح سے فارغ ہو کر پڑھو:

﴿سُبْحَانَ مَنْ لَبِسَ الْعِزَّ وَ الْوَقَارَ سُبْحَانَ مَنْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَ تَكَرَّمَ بِهِ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ اِلَّا لَهُ سُبْحَانَ مَنْ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عِلْمُهُ سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ وَ النِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَ الْكَرَمِ (الْاَمْرِ) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَ اسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ الَّتِيْ تَمَّتْ صِدْقًا وَ عَدْلًا صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَ اَهْلِبَيْتِهٖ وَ افْعَلْ بِيْ كَذَا وَ كَذَا﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن محبوب مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ معصومؑ نے فرمایا: نمازِ جعفر طیارؑ کی آخری رکعت (کے آخری سجدہ میں) پڑھو: ﴿يَا مَنْ لَبِسَ الْعِزَّ وَ الْوَقَارَ وَ يَا مَنْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَ تَكَرَّمَ بِهٖ يَا مَنْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهٗ يَا مَنْ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عِلْمُهٗ يَا ذَا النِّعْمَةِ وَ الطَّوْلِ يَا ذَا الْمَنِّ وَ الْفَضْلِ يَا ذَا الْقُدْرَةِ وَ الْكَرَمِ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ الْاَعْلٰى وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَفْعَلَ بِيْ كَذَا وَ كَذَا﴾۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۴

نمازِ جعفر طیارؑ کا بروز جمعہ صبح سویرے پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔ ویسے ہر دن اور ہر رات پڑھی جاسکتی ہے اور اس میں دو قنوت مستحب ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور چوتھی رکعت میں رکوع کے بعد یا اس سے پہلے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی باسناد خود محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ انہوں نے جناب امام العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ دریافت کیا تھا کہ نمازِ جعفر طیارؑ پڑھنے کا افضل وقت کون سا ہے؟ اور آیا اس میں قنوت ہے یا نہ؟ اور اگر ہے تو کس رکعت میں ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: جب چاہو اس کا پڑھنا جائز ہے اور اس میں دو قنوت ہیں۔ ایک دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا چوتھی رکعت میں رکوع کے بعد۔ نیز یہ سوال بھی کیا تھا کہ آیا نمازِ جعفر طیارؑ سفر میں بھی پڑھی جاسکتی ہے یا نہ؟ آپؑ نے جواب دیا: ہاں سفر میں بھی جائز ہے۔ (الاحتجاج)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الملک بن عمرو سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھو اور جب خمیس کی شام ہو تو دس مسکینوں کو ایک ایک مد طعام صدقہ دو پھر جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کر کے صحراء کی طرف جاؤ اور وہاں جا کر نمازِ جعفر طیارؑ پڑھو اور (اس کے بعد) اپنے گھٹنوں سے کپڑا اٹھا کر اور زمین پر گھٹنے ٹیک کر یہ دعا پڑھو: ﴿يَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِيْلَ وَ سَتَرَ الْقَبِيْحَ﴾ (یہاں یہ دعا ذکر کی ہے) فرمایا: پھر اپنی حاجت کا سوال کرو۔ (المصباح)

۳۔ قبل ازیں (باب ۱۳، از اعداد الفرائض میں) بروایت رجاء بن ابی الضحاک حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی یہ

حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ آپؐ نے نمازِ جعفر طیارؓ چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ اور ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور تسبیح کے بعد دعاءِ قنوت پڑھتے تھے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

نمازِ جعفر طیارؓ کا رات، دن، سفر، حضر اور سفر کی حالت میں محمل کے اندر بھی پڑھنا جائز ہے اور اسے نوافل مقررہ ادا ہوں یا قضا کی جگہ میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ذریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر چاہو تو نمازِ جعفر طیارؓ رات میں پڑھو، چاہو تو دن میں پڑھو، چاہو تو سفر میں پڑھو اور چاہو تو اسے اپنے نوافل راتبیہ میں سے شمار کرو اور اگر چاہو تو اسے کسی قضا شدہ نماز کی ادا سمجھ کے پڑھو۔ (التہذیب)

۲۔ ذریح بن محمد المحاربی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں نمازِ جعفر طیارؓ کو اپنے نوافل میں سے شمار کر سکتا ہوں؟ فرمایا: (ہاں) شب و روز کے اپنے جن نوافل سے چاہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ نمازِ تسبیح (نمازِ جعفر طیارؓ) کے محمل میں پڑھنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر سفر میں ہو تو پڑھ سکتے ہو۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رات ہو یا دن جب چاہو نمازِ جعفر طیارؓ پڑھ سکتے ہو۔ اور اگر چاہو تو اسے رات کے نوافل سے اور چاہو تو دن کے نوافل سے شمار کر سکتے ہو، وہ تمہارے نوافل بھی سمجھے جائیں گے اور تمہارے لیے نمازِ جعفر طیارؓ بھی شمار ہوگی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱ میں اور اعداد الفرائض باب ۱۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

نمازِ جعفر طیارؓ کا ایک جگہ پر پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی مجبوری ہو تو دو مقاموں پر پڑھی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الرّیان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ ایک شخص نمازِ جعفر طیارؓ پڑھ رہا تھا۔ جب دو رکعت پڑھ چکا تو اسے کوئی ضروری کام پڑ گیا۔ تو آیا وہ کسی حادثہ کی وجہ سے اسے قطع کر سکتا ہے؟ اور آیا جائز ہے کہ اس ضروری کام سے فارغ ہو کر اسے مکمل کرے اگرچہ اپنی جگہ سے اٹھ جائے یا اس پڑھی ہوئی کو کالعدم قرار دے کر از سر نو چار رکعت نماز ایک جگہ پر پڑھے؟ آپ نے جواب میں لکھا: اگر کسی اشد ضروری کام کی وجہ سے اسے قطع کیا تھا تو اس کام کے بعد جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے شروع کر کے نماز مکمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۷

نیمۂ شعبان کی رات میں نمازِ جعفر طیارؓ پڑھنا مستحب مؤکد ہے اور اس رات بکثرت عبادت کرنا بالخصوص ذکر، دعا اور استغفار زیادہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحسن بن علی بن فضال سے اور وہ اپنے والد (حسن) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نیمۂ شعبان کی رات کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: یہ وہ رات ہے جس میں خداوند عالم لوگوں کی گردنوں کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اس میں گناہانِ کبیرہ معاف فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا عام راتوں کے علاوہ اس رات میں کوئی خاص نماز ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی معیّن چیز تو نہیں ہے ہاں اگر تم اس میں کچھ مستحبی نماز پڑھنا چاہو تو پھر نمازِ جعفر طیارؓ ضرور پڑھو۔ اس رات ذکر خدا، استغفار اور دعا بہت زیادہ کرو۔ کیونکہ میرے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اس رات دعا قبول ہوتی ہے! میں نے عرض کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ رات (دوزخ سے آزادی کے) دستاویزات (حاصل کرنے) کی رات ہے؟ فرمایا: وہ ماہِ رمضان میں لیلۃ القدر ہے (جس میں آتش دوزخ سے برأت کے قبالے ملتے ہیں)۔ (عیون الاخبار، الآمالی، فضائل شہر رمضان، مخطوط)

باب ۸

جو شخص جلدی میں ہو اس کے لیے تسبیحات سے خالی نمازِ جعفر طیارؓ پڑھنا مستحب ہے اس کی تسبیح کی قضا کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص بہت جلدی میں ہو تو وہ جناب جعفر طیارؓ کی نماز تسبیحات سے خالی پڑھ لے پھر اپنے حوائج میں جاتے ہوئے ان کی قضا کر لے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم جلدی میں ہو تو جناب جعفرؓ کی نماز تسبیحات سے خالی پڑھ لو اور بعد میں تسبیحات کی قضا کرو۔ (الفقیہ)

باب ۹

جو شخص نمازِ جعفر طیارؓ میں کسی حالت کے اندر تسبیح پڑھنا بھول جائے اور دوسری حالت میں یاد آئے تو جہاں بھی یاد آئے وہیں فوت شدہ کی قضا کر لے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن علی الطبرسی فرماتے ہیں کہ منجملہ ان توقیعاتِ مبارکہ کے جو صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی جانب سے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری کے مسائل کے جواب میں وارد ہوئی ہیں جو انہوں نے نمازِ جعفر طیارؓ کے بارے میں آپؑ سے پوچھے تھے کہ اگر کوئی شخص قیام، یا قعود یا رکوع یا سجود میں تسبیح پڑھنا بھول جائے اور دوسری حالت میں یاد آئے تو آیا اس حالت میں اس فوت شدہ تسبیح کی قضا کر لے یا نماز کو جاری رکھے؟ ارشاد ہوا: جب کسی حالت میں بھول جائے اور دوسری حالت میں یاد آئے تو اسی حالت میں قضا کر لے جہاں یاد آئے۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ، الغیبۃ للطوسیؒ)

نمازِ استخارہ اور ان نمازوں کے ابواب جو اسکے ساتھ مناسبت رکھتی ہو

(اس سلسلہ میں کل گیارہ باب ہیں)

باب ۱

استخارہ کرنا مستحب ہے حتیٰ کہ مستحبی عبادتوں میں بھی اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن حریث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دو رکعت نماز پڑھ کر خدا سے استخارہ[1] (طلب خیر) کرو۔ بخدا جب بھی کوئی مسلمان خدا سے استخارہ کرتا ہے تو وہ یقیناً اس کے لیے خیر ہی مقرر کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص خدا کے کام پر راضی رہ کر استخارہ (طلب خیر) کرے تو یقینی طور پر خدا اس کے لیے بہتر ہی کرتا ہے۔ (الروضۃ، المحاسن)

۳۔ جابر (بن یزید جعفیؒ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ طریقہ تھا کہ وہ جب بھی کسی (واجب، سنت اور مباح) کام کرنے کا ارادہ کرتے تھے جیسے حج، عمرہ یا خرید و فروخت یا غلام آزاد کرنے کا تو پہلے وضو کر کے اس طرح دو رکعت نمازِ استخارہ پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سورۂ حشر اور دوسری میں سورۂ رحمٰن اور سلام پھیر کر پہلے معوذتین اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور اس کے بعد یہ دعا

---

[1] استخارہ کے لغوی معنی خدا سے طلب خیر کرنے کے ہیں۔ چنانچہ اس باب کی اکثر حدیثوں میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ورنہ کسی کار خیر کی انجام دہی میں اصطلاحی معنی میں استخارہ کرنے کا کیا مطلب اور کیا مقام ہے؟ کیونکہ در کار خیر حاجت ہیں استخارہ نیت اور المقدستین کی اصطلاح میں کسی ایسے کام میں جس کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں تردد ہو خدا سے مشورہ کرنے کا نام استخارہ ہیں جس کے متعدد طریقے ہیں۔ قرآن سے، تسبیح سے اور تحریر سے، جن کی تفصیل مفاتیح الغیب وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔ مگر یہ بات مدنظر رہے کہ اگر اصطلاحی معنی میں استخارہ کرنا ہو تو اس کا تیسرا نمبر ہے سب سے پہلے خداداد عقل سے اس کام کے مثبت و منفی پہلوؤں پر غور کر کے کوئی مناسب اقدام کرنا چاہیئے۔ و اذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ اور اگر عقل کوئی حتمی فیصلہ نہ کر سکے تو پھر سمجھ دار اور فیصلہ دار لوگوں سے مشورہ کرنا چاہیئے اور جس بات پر اتفاق ہو جائے اسے کر گزرنا چاہیئے اور اگر بالفرض مشورہ سے بھی معاملہ طے نہ ہو تو پھر تیسرے نمبر پر خشوع و خضوع کے ساتھ کوئی استخارہ کرنا چاہیئے۔ جب کہ سب سے افضل طریقہ استخارہ ذات الرقاع ہے خشک مقدس لوگوں کی طرح نہیں جو نہ عقل خداداد سے غور کرتے ہیں اور نہ ہی مشورہ کرتے ہیں بلکہ ہر ہر معاملہ میں تسبیح یا استخارۂ سجادیہ وغیرہ ہاتھ میں لے کر استخارہ پر استخارہ کیے جاتے ہیں۔ واللہ الموفق۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا (یہاں اس کام کا نام لیتے) خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَايَ وَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ آجِلِهٖ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ يَسِّرْهُ لِيْ عَلٰى اَحْسَنِ الْوُجُوْهِ وَ اَجْمَلِهَا، اَللّٰهُمَّ وَ اِنْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا (یہاں اس کام کا نام لیتے) شَرًّا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ اَوْ دُنْيَايَ وَ آخِرَتِيْ وَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ آجِلِهٖ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اصْرِفْهُ عَنِّيْ رَبِّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَعْزِمْ لِيْ عَلٰى رُشْدِيْ وَ اِنْ كَرِهْتُ ذٰلِكَ اَوْ اَبَتْهُ نَفْسِيْ﴾۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۴۔ ابن فضال بیان کرتے ہیں کہ حسن بن جہم نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ابن اسباط کے بارے میں سوال کیا جبکہ خود (علی) بن اسباط بھی وہاں حاضر تھے اور ہم سب نے مصر جانا تھا۔ جبکہ اس کے راستے دو تھے، سمندر والی اور خشکی والا۔ اور پھر آپ کو خشکی کے راستہ کی تفصیل سے آگاہ کیا تو امامؑ نے فرمایا: خشکی کا راستہ اختیار کرو (پھر فرمایا) نماز فریضہ کے وقت کے علاوہ مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز (استخارہ) پڑھ کر سو بار خدا سے استخارہ کرو ﴿اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ﴾۔ پھر دیکھو کہ تمہارے دل میں کیا چیز آتی ہے۔ اس پر عمل کرو۔ حسن نے عرض کیا: مجھے تو خشکی کا راستہ زیادہ پسند ہے! امامؑ نے فرمایا: اور مجھے بھی یہی پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! آپؑ کیا مشورہ دیتے ہیں کہ میں خشکی کا راستہ اختیار کروں یا سمندری؟ کیونکہ سمندر کا راستہ بڑا خطرناک ہے۔ امامؑ نے فرمایا: خشکی کے راستہ سے جاؤ۔ اور اگر مسجد نبویؐ میں جاؤ اور نماز فریضہ کے وقت وہاں جا کر دو رکعت نماز (استخارہ) پڑھو اور پھر ایک سو ایک (۱۰۱) بار خدا سے استخارہ کرو۔ پھر دیکھو کہ کس چیز پر عزم بالجزم ہوتا ہے۔ اور اگر خدا تمہاری ہمت سمندری راستہ پر بندھوائے تو وہی بات کہتے ہوئے جو خدا نے کہی ہے۔ عازم ہو جاؤ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور وہ بات یہ ہے ﴿وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں اور ہمارے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کام کرو اور بعض اس سے منع کرتے ہیں کہ نہ کرو۔ تو؟ فرمایا: جب ایسی صورت حال پیش آئے تو دو رکعت نمازِ (استخارہ) پڑھو۔ اور ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ خدا سے استخارہ کرو۔۔ پھر دیکھو کہ ان دو راہوں میں سے کس پر تمہارا عزم بالجزم ہے۔ اسی کو بجالاؤ۔ کیونکہ پھر اسی میں خیر ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یاد رکھو کہ تمہارے استخارہ میں سلامتی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بعض اوقات آدمی کی بہتری اس میں ہوتی ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس کا بیٹا مر جائے اور مال تلف ہو

جائے۔ (بہرحال یہی خیال کرنا چاہیئے کہ اسی میں میری بہتری ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

(الفروع، التہذیب، المحاسن)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد مرازم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کرنے کا ارادہ کر لے تو اسے چاہیئے کہ دو رکعت نماز پڑھے اور پھر خدا کی حمد و ثنا کرے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے۔ بعد ازاں یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرِ خَيْراً لِىْ فِىْ دِيْنِىْ وَ دُنْيَائِىْ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَ قَدِّرْهُ وَ اِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ﴾۔ مرازم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ان دو رکعتوں میں کیا پڑھوں؟ فرمایا: جو چاہو پڑھو۔ اور اگر چاہو تو قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون (ایک رکعت میں اور دوسری میں یہ) پڑھو۔ (پھر فرمایا) اور قل ھو اللہ احد قرآن کے ایک ثلث کے برابر ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۸۔ جناب احمد بن ابو عبد اللہ البرقی" باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرے والد ماجد جب کسی معاملہ میں استخارہ کرنا چاہتے تھے تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور اس اثناء میں اگر کوئی خادمہ ان سے کلام کرنا چاہتی تو آپ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ کہتے اور جب تک اس عمل سے فارغ نہ ہو جاتے کسی سے کلام نہ کرتے۔ (المحاسن)

۹۔ جناب سید اجل بن طاؤس" اپنی کتاب الاستخارات میں باسناد خود ادریس بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن الحسن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم استخارہ اس طرح سیکھتے تھے جس طرح قرآن کی سورہ سیکھتے تھے۔ (الاستخارات مخطوط)

۱۰۔ اسی کتاب میں یہی حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ہم استخارہ اسی طرح سیکھتے تھے جس طرح قرآن کی سورہ سیکھتے تھے، پھر فرمایا: میں جب استخارہ کر لوں تو پھر کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ اپنے کس پہلو پر گرا ہوں۔ (ایضاً)

۱۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جب کسی معاملہ میں استخارہ کرنا چاہوں تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: منگل، بدھ اور خمیس کو تین دن روزہ رکھو۔ پھر جمعہ کے دن کسی صاف ستھرے مکان میں دو رکعت نماز پڑھو اور تشہد پڑھ کر (اور سلام پھیر کر) آسمان کی طرف نگاہ کر کے ایک سو بار یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنْتَ عَالِمُ الْغَيْبِ اِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرًا فِيْمَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَ افْتَحْ لِىْ بِهٖ وَ اِنْ

كَانَ ذٰلِكَ لِيْ شَرًّا فِيْمَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ فَاصْرِفْ عَنِّيْ بِمَا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ لَقَدْ رَوْنَهُ اَقْدِرُ وَ تَقْضِيْ وَلَا اَقْضِيْ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾۔ (ایضاً)

۱۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کوئی طالب اپنے پروردگار سے کوئی امر طلب کرنا چاہے (استخارہ کرنا چاہے) تو کسی دن ساٹھ مسکینوں پر ایک ایک صاع (قریباً تین سیر) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے ساتھ صدقہ کرے اور جب رات داخل ہو تو رات کے آخری ثلث میں غسل کرے اور اپنے خاندانی لباس میں سے ادنیٰ ترین لباس پہنے ہاں اس لباس میں ایک تہمند بھی ہونی چاہیئے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ جب آخری رکعت کے پہلے سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھے تو خدا کی تہلیل، تعظیم اور تمجید بیان کرے اور اپنے جو جو گناہ اسے یاد ہیں نام لے لے کر ان کا اقرار کرے (اور ان کی معافی مانگے) پھر سر بلند کرلے اور دوسرے سجدہ میں سر رکھے تو اس میں ایک سو مرتبہ اس طرح خدا سے استخارہ کرے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ﴾ پھر جو چاہے دعا کرلے۔ اور اس سے سوال کرے اور جس طرح سجدہ کیا ہے اسی طرح اپنے گھٹنے زمین پر ٹیکے اور ان سے تہمند ہٹا کر انہیں پیچھے کی طرف لے جائے۔ (ایضاً)

۱۳۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ استخارہ کے بارے میں فرما رہے تھے کہ پہلے خدا کی تعظیم، تجید و تحمید کرو اور بکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھو اور پھر کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ وَ اَنْتَ عَالِمُ لِلْغُيُوْبِ اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهٖ﴾ پھر فرمایا: اگر معاملہ بہت سخت ہو جس سے تم خائف ہو تو یہ دعا سو مرتبہ پڑھو ورنہ تین مرتبہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲
استخارہ ذات الرقاع مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن خارجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کوئی کام کرنا ہو (اور اس سلسلہ میں استخارہ کرنا چاہو) تو چھ رقعے لو۔ پھر تین پر یہ عبارت لکھو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خِيَرَةٌ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِفُلَانِ[۱] بْنِ فُلَانَةِ افْعَل﴾۔ اور

[۱] یہاں اپنا اور اپنی والدہ کا نام لکھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تین پر یہ عبارت لکھو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خِيَرَةٌ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةِ لَا تَفْعَل﴾۔ پھران کو اپنے مصلّٰی کو نیچے رکھو اور دو رکعت نماز (استخارہ) پڑھو۔ جب پڑھ چکو تو سجدہ میں جاؤ اور سو بار یہ کہو: ﴿اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهٖ خِيَرَةً فِيْ عَافِيَةٍ﴾۔ پھر سر اٹھا کر سیدھے بیٹھ جاؤ اور یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَ اخْتَرْلِيْ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِيْ فِيْ يُسْرٍ مِنْكَ وَ عَافِيَةٍ﴾۔ پھر ہاتھ بڑھا کر ان رقعوں کو باہم گڈمڈ کر دو۔ اور پھر ایک ایک کر کے نکالو۔ پس اگر مسلسل تینوں رقعے افعل والے نکلیں تو وہ کام کرو۔ جو کرنا چاہتے ہو۔ اور اگر مسلسل تین رقعے لاتفعل والے نکلیں تو پھر وہ کام نہ کرو۔ اور اگر اس طرح مختلف رقعے نکلیں کہ کوئی افعل ہو اور کوئی لاتفعل۔ تو پھر (زیادہ سے زیادہ) پانچ رقعوں تک نکالو اور جس قسم کے رقعے زیادہ ہوں اس کے مطابق عمل کرو۔ اور چھٹے رقعہ کو رہنے دو کہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، المقنعہ، المصباح للطوسیؒ، الاستخارات لابن طاؤسؒ، والتہذیب)

۲۔ علی بن محمد مرفوعاً بعض ائمہ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا جبکہ اس نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کوئی کام کرنا چاہتا ہے مگر کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس سے مشورہ کرے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اپنے پروردگار سے مشورہ کرے! عرض کیا: کس طرح کرے؟ فرمایا: دل میں اپنے کام کا تصور کر کے دو رقعے لکھے، ایک پر "لا" اور دوسرے پر "نعم"، پھران کو گیلی مٹی کی گولیوں میں بند کر کے اور ان کو مصلّٰی کے نیچے رکھ کر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور (سلام کے بعد) یہ دعا پڑھے: ﴿يَا اَللّٰهُ اِنِّيْ اُشَاوِرُكَ فِيْ اَمْرِيْ هٰذَا وَ اَنْتَ خَيْرُ مُسْتَشَارٍ وَ مُشِيْرٍ فَاَشِرْ عَلَيَّ بِمَا فِيْهِ صَلَاحٌ وَ حُسْنُ عَاقِبَةٍ﴾۔ پھر ہاتھ نیچے داخل کر کے ایک گولی نکالے پس اگر اس میں "نعم" ہے تو وہ کام کرے اور اگر اس میں "لا" ہے تو پھر وہ کام نہ کرے۔ اس طرح اپنے پروردگار سے مشورہ کرے۔ (الفروع، والتہذیب)

۳۔ جناب سید اجل ابن طاؤسؒ باسناد خود احمد بن محمد بن یحییٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب سفر پر جانے یا کسی اہم کام کے کرنے کا ارادہ ہو تو بہت دعا اور استخارہ کرو۔ کیونکہ میرے والد ماجدؑ اپنے اب وجد کے واسطہ سے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو اس طرح استخارہ کی تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کے کسی سورہ کی تعلیم دیتے تھے۔ (پھر فرمایا) اور ہم جب کوئی کام کرنے لگیں تو اس پر عمل کرتے ہیں اور استخارہ کے لیے کچھ رقعے لیتے ہیں۔ پس جو حکم نکلے اس پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند! راوی نے عرض کیا: میرے آقا! مجھے وہ طریقہ بتائیں کہ میں کیا کروں؟ فرمایا: جب استخارہ کرنا چاہو تو پہلے کامل وضو کرو۔ اور پھر اس

طرح دو رکعت نماز پڑھو کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ سو بار اور جب سلام پھیر چکو تو دعا کے لیے ہاتھ بلند کرو اور یہ دعا پڑھو: ﴿یَا کَاشِفَ الْکُرَبِ وَ مُفَرِّجَ الْھَمِّ﴾۔ (پھر یہاں ایک دعا ذکر کی ہے جن میں سے دو پر یہ لکھو: ﴿اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا یَخْتَلِفُوْنَ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَمْضِیْ وَلَا اَمْضِیْ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَخْرِجْ لِیْ اَحَبَّ السَّھْمَیْنِ اِلَیْکَ وَ خَیْرَھُمَا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ ھُوَ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ﴾۔ پھر ان دو رقعوں میں سے ایک کی پشت پر لکھو: "افعل" اور دوسرے کی پشت پر لکھو: "لا تفعل" اور تیسرے رقعہ پر یہ لکھو: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اِسْتَعَنْتُ بِاللّٰہِ وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ تَوَکَّلْتُ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ عَلَی اللّٰہِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ، وَاعْتَصَمْتُ بِذِی الْعِزَّۃِ وَ الْجَبَرُوْتِ، وَ تَحَصَّنْتُ بِذِی الْحَوْلِ وَ الطَّوْلِ وَ الْمَلَکُوْتِ، وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَ آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ﴾ اور اس رقعہ کی پشت کو خالی چھوڑ دو۔ اور اس پر کچھ نہ لکھو۔ پھر تینوں رقعوں کو ایک ہی طریقہ پر خوب لپیٹو۔ اور پھر تینوں رقعوں کو موم یا گیلی مٹی کی ایک جیسی اور ایک ہی وزن کی تین گولیوں میں بند کرو۔ اور کسی قابل اعتماد شخص کو پکڑوا دو۔ اور اس سے کہو کہ خدا کا ذکر کرے۔ اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے۔ اور ان تینوں گولیوں کو اپنی آستین کے اندر ڈال دے اور پھر اپنا دایاں ہاتھ آستین میں ڈال کر ان کو خوب باہم ملائے۔ اور پھر دیکھے بغیر ان میں سے کسی ایک کو جس پر ہاتھ پڑ جائے باہر نکالے۔ پس جب وہ نکال چکے تو تم وہ گولی اس سے لے لو۔ اور خدا کا ذکر کرتے اور دعائے خیر کرتے ہوئے اسے توڑو۔ اور اس میں جو کچھ لکھا ہو ہے اسے پڑھو اور اس کی پشت پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے مطابق عمل کرو۔ اور اگر وہاں کوئی قابل اعتماد آدمی موجود نہ ہو تو پھر تم خود ان گولیوں کو اپنی آستین میں ڈالو۔ اور پھر ان کو باہم ملا کر کسی ایک کو باہر نکالو۔ پس اگر اس کی پشت پر "افعل" لکھا ہوا ہے تو وہ کام کرو انشاء اللہ اس میں تمہارے لیے بہتری ہوگی۔ اور اگر اس کی پشت پر "لا تفعل" لکھا ہے تو وہ کام ہرگز نہ کرو اور اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ کیونکہ اگر اس کی مخالفت کرو گے تو تکلیف اٹھاؤ گے۔ اور اگر تمہارا کام ہو بھی گیا تو اس میں کوئی بہتری نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ رقعہ برآمد ہو جس کی پشت خالی تھی تو پھر نماز فریضہ کا وقت داخل ہونے کا انتظار کرو پس جب داخل ہو جائے تو پھر اسی طرح دو رکعت نماز پڑھو جس طرح میں نے بتائی ہے۔ بعد ازاں نماز فریضہ پڑھو۔ یا نماز فریضہ کے بعد یہ دو رکعت پڑھو ماسوائے نماز فجر اور عصر کے کہ (ان کے بعد نماز

استخارہ نہ پڑھو) بلکہ نماز صبح کے بعد سورج کی شعاعوں کے پھیلنے تک برابر دعا مانگو۔ اور پھر وہ دو رکعت پڑھو اور نماز عصر سے بہرحال دو رکعت پہلے پڑھو۔ پھر خدا سے دعائے خیر کرو اور ان رقعوں کو حسب سابق آستین میں رکھ کر کسی ایک کو باہر نکال کر اس کے نوشتہ کے مطابق عمل کرو۔ اور اگر پھر وہی رقعہ نکل آئے جس کی پشت پر کوئی تحریر نہیں تو پھر اس سے اگلی نماز فریضہ کا انتظار کرو۔ اور پھر اسی طرح کرو جس طرح میں نے تمہیں بتایا ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رکھو یہاں تک کہ وہ رقعہ نکلے جس پر کچھ تحریر موجود ہو پھر اس کے مطابق عمل کرو انشاء اللہ تعالیٰ۔

(الاستخارات مخطوط للسید ابن طاؤس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب سید ابن طاؤس نے استخارہ ذات الرقاع کو بوجوہ ذیل دوسرے استخاروں پر ترجیح دی ہے: (۱) دوسرے استخارے عام ہیں اس لیے ان کی تخصیص ممکن ہے۔ (۲) وہ مجمل ہیں لہٰذا وہ اس پر محمول ہو سکتے ہیں۔ (۳) اس میں تقیہ کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ اسے مخالفین نے نقل نہیں کیا۔ الی غیر ذلک من الوجوہ۔

۴۔ جناب ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن یحییٰ الحافظ جن کا ہمارے پاس اجازہ ہے کے دستخطوں سے ایک تحریر دیکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "حضرت امیر المومنین کا استخارہ"۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کا دل میں ارادہ کر کے دو رقعوں پر درج ذیل عبارت لکھو۔ اور پھر ان کو ایک جیسی دو گولیوں میں بند کر دو۔ اور ایسے برتن میں ڈال دو جس میں کچھ پانی ہو۔ وہ عبارت جو ان رقعوں پر لکھنا ہے وہ یہ ہے: ﴿ماشاء اللہ اللّٰھم انی استخیرک خیار من فوض الیک امرہ و اسلم الیک نفسہ و استسلم الیک فی امرہ و خلالک وجہہ و توکل علیک فیما نزل بہ اللّٰھم خرلی ولا تخر علی و کن لی ولا تکن علی، و انصرنی ولا تنصر علی، و اعن لی ولا تعن علی، و امکن لی ولا تمکن منی، و اھدنی الی الخیر ولا تضلنی، و ارضنی بقضائک و بارک لی فی قدرک، انک تفعل ما تشاء و تحکم ما ترید و انت علی کل شیئ قدیر، اللّٰھم ان کانت الخیرۃ لی فی امری ھذا فی دینی و دنیای فسھلہ، و ان کان غیر ذلک فاصرفہ عنی یا ارحم الراحمین ان علی کل شیئ قدیر﴾۔ پھر ایک رقعہ کی پشت پر لکھو: "افعل" اور دوسرے کی پشت پر لکھو: "لا تفعل" پس جو گولی پانی کی سطح پر اوپر آ جائے۔ اسے اٹھاؤ اور کھول کر پڑھو اور اس کے مطابق عمل کرو اور اس کی خلاف ورزی نہ کرو انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۵۔ نیز جناب ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب المصباح پر اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر میں دیکھا ہے گو اس

وقت مجھے یاد نہیں ہے کہ کس نے مجھ سے یہ بیان کیا یا میں نے اسے کہاں سے نقل کیا ہے وہ تحریر یہ ہے: ''استخارہ مصریہ جو حضرت الحجہ صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے مروی ہے'' دو رقعوں پر یہ عبارت لکھو: ﴿خِيَرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَ اَسْتَغْفِرَ لِهٖ لِفُلان بن فلان﴾ (یہاں اپنا اور اپنے والد کا نام لکھے) پھر ایک پر ''افعل'' اور دوسرے پر ''لا تفعل'' لکھو اور پھر انہیں لپیٹ کر اور مٹی (وغیرہ) کی گولیوں میں بند کر کے ایسے برتن میں ڈال دو جس میں پانی ہو۔ پھر باوضو ہو کر دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰهم انی استخیرک خیار من فوض الیک امره﴾ پھر سابقہ دعا جیسی دعا ذکر کی ہے۔ بعد ازاں سجدہ میں جاؤ اور سو بار پڑھو: ﴿اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ خِيَرَةً فِیْ عَافِيَةٍ﴾ پھر سر اٹھاؤ۔ اور گولیوں کو دیکھو۔ پس جو گولی پانی پر تیرتی ہوئی نظر آئے اسے اٹھاؤ اور کھول کر دیکھو اور اس کے مطابق عمل کرو انشاء اللہ۔ (ایضاً)

باب ۳

انگوٹھیوں سے استخارہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ایک شخص کو کوئی کام درپیش ہوتا ہے اور وہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ وہ کام کرے یا نہ کرے؟ لہٰذا وہ دو انگوٹھیاں دیتا ہے اور ایک پر لکھتا ہے: ''نعم افعل'' اور دوسری پر لکھتا ہے: ''لا تفعل'' پھر کئی بار خدا سے طلب خیر کر کے ان انگوٹھیوں میں سے ایک کو اٹھاتا ہے اور جو نکل آتی ہے اس پر عمل کرتا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہ؟ اور آیا اس پر عمل کرنے والا استخارہ کرنے والے کی مانند سمجھا جائے گا یا نہ؟ امامؑ نے جواب دیا کہ اس سلسلہ میں جو کچھ عالم (ائمہ اہل بیت علیہم السلام) نے مسنون قرار دیا ہے وہ صرف نماز اور رقعوں والا استخارہ ہے۔ (الاحتجاج)

باب ۴

نافلۂ صبح کی آخری رکعت کے آخری سجدہ، نمازِ شب کی آخری رکعت کے آخری سجدہ یا نمازِ فریضہ کے بعد سجدہ میں استخارہ (خدا سے طلب خیر) کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ استخارہ یہ ہے کہ آدمی نافلۂ صبح کی آخری رکعت کے آخر سجدہ میں ایک سو ایک (۱۰۱) بار اس

طرح خدا سے استخارہ (طلب خیر) کرے کہ پہلے خدا کی حمد وثنا کرے پھر سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے پھر پچاس بار خدا سے طلب خیر کرے: ﴿اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهٖ﴾ پھر خدا کی حمد وثنا کرے، محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے اور پھر اکاون بار طلب خیر کرکے ایک سو ایک بار مکمل کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن خالد قسری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استخارہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نمازِ شب کی آخری رکعت کے آخری سجدہ میں ایک سو ایک بار خدا سے استخارہ (طلب خیر) کرو۔ راوی نے عرض کیا: کس طرح کروں؟ فرمایا: کہو ﴿اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهٖ اَسْتَخِيْرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهٖ﴾۔
(الفقیہ، الاستخارات)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مصوری سے اور وہ اپنے والد کے چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو خدا سے مشورہ کرے۔ اگر وہ مشورہ دے تو وہ کام کرے اور اگر وہ اجازت نہ دے تو پھر توقف کرے۔ راوی نے عرض کیا: میرے آقا! مجھے اس کا پتہ کیسے چلے؟ (کہ خدا کا مشورہ کیا ہے؟) فرمایا: نمازِ فریضہ کے بعد سجدہ میں جا اور اس میں سو بار کہہ: ﴿اَللّٰهُمَّ خِرْ لِیْ﴾ پھر ہمارا توسل اختیار کر اور ہم پر درود بھیج اور ہم سے شفاعت طلب کر اور پھر اپنے دل کے آئینہ میں جھانک کر دیکھ کہ خدا تجھے کس چیز کا القاء کرتا ہے؟ وہ کر۔ یہ ہے خدا کا مشورہ۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۵

طلبِ خیر کی دعا کرنا اور اس کا تکرار کرنا مستحب ہے پھر وہ کام کر لے جو اس کے راجح نظر آئے یا اس کے بعد کسی سے مشورہ کر لے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ناجیہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کوئی شخص غلام یا کوئی حیوان خریدنا چاہے یا کوئی اور معمولی کام کرنا چاہے تو سات بار اور اگر کوئی اہم کام کرنا ہو تو سو (۱۰۰) بار خدا سے طلب خیر کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہے تو اس وقت تک کسی بندہ سے مشورہ نہ کرے جب تک پہلے خدائے تبارک تعالیٰ سے مشورہ نہ کرے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! خدا سے مشورہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: پہلے خدا سے طلب

خیر کر پھر لوگوں سے مشورہ کر۔ کیونکہ جب خدا سے ابتداء کی جائے گی تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کی زبان پر چاہے گا کلمۂ خیر جاری کردے گا۔ (الفقیہ، المعانی، المحاسن، المقنعہ)

۳۔ معاویہ بن میسرہ ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص بھی ستر (۷۰) بار کسی کام میں اس طرح خدا سے طلب خیر کرے تو خدا یقیناً اسے عمدہ کام کرنے کی راہنمائی فرمائے گا یعنی یوں کہے: ﴿یَا اَبْصَرَ النَّاظِرِیْنَ وَ یَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ وَ یَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلَبَیْتِهٖ وَ خِرْلِیْ فِیْ کَذَا وَ کَذَا﴾۔ (یہاں اس کام کا نام لے)۔ (الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود ابن اسباط سے اور وہ بدو واسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب میں کسی بہت بڑے معاملہ میں خدا سے استخارہ کرنا چاہوں تو ایک نشست میں سو بار اور اگر خرید و فروخت کا معمولی کام ہو تو تین بار خدا سے یوں استخارہ کرتا ہوں کہ کہتا ہوں: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ، اَنَّ کَذَا وَ کَذَا خَیْرٌ لِّیْ فَخِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ، وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ آخِرَتِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ اِلٰی مَا هُوَ خَیْرٌ لِّیْ، وَ رَضِّنِیْ فِیْ ذٰلِکَ بِقَضَائِکَ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَقْضِیْ وَلَا اَقْضِیْ اِنَّکَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾۔ (المحاسن)

۵۔ مسعدۃ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں خدا سے طلب خیر کرنے کے سلسلہ میں فرمایا کہ یوں کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِرَحْمَتِکَ، وَ اَسْتَقْدِرُکَ الْخَیْرَ بِقُدْرَتِکَ عَلَیْهِ لِاَنَّکَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَ آلِهٖ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰذَا الْاَمْرُ الَّذِیْ اُرِیْدُهٗ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ آخِرَتِیْ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَ اِنْ کَانَ غَیْرُ ذٰلِکَ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ﴾۔ (ایضاً)

۶۔ نیز مسعدۃ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے بعض آباءِ کرام (دعائے استخارہ میں) یوں پڑھا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ بِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِرَحْمَتِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ الْخَیْرَ بِقُدْرَتِکَ عَلَیْهِ لِاَنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ فَمَا کَانَ فِیْ اَمْرٍ هُوَ اَقْرَبُ مِنْ طَاعَتِکَ وَ اَبْعَدُ مِنْ

مَعْصِيَتِكَ وَ أَرْضَى لِنَفْسِكَ وَ أَقْضَى لِحَقِّكَ فَيَسِّرْهُ لِي وَ يَسِّرْنِي لَهُ، وَمَا كَانَ مِنْ غَيْرِ ذَلِكَ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَ اصْرِفْنِي عَنْهُ فَإِنَّكَ لَطِيفٌ لِذَلِكَ وَ الْقَادِرُ عَلَيْهِ﴾۔ (ایضاً)

۷۔ جناب سید بن طاؤسؒ سعد بن عبداللہ کی کتاب الادعیہ کے حوالہ سے اور وہ علی بن مہز یار سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ابراہیم بن شیبہ کو (ان کے مکتوب کے جواب میں) لکھا: میں نے تمہاری اس تحریر کو پڑھا ہے جس میں تم نے اپنی اس جائیداد کے (فروخت کرنے کے) بارے میں جس کے حاکم وقت درپے ہے۔ مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے۔ تو تُو خود خدائے تعالیٰ سے سو بار طلب خیر کر یعنی کہہ: ﴿خِيَرَةً فِي عَافِيَةٍ﴾ پس اس استخارہ کے بعد اگر تمہارے دل میں اس کے بیچنے کا خیال پیدا ہو تو پھر اسے فروخت کر دے اور اس کے عوض اور خرید لو۔ انشاء اللہ۔ اور دیکھو استخارہ کے دوران کسی سے کلام نہ کرو جب تک سو بار مکمل نہ کر لے۔ (الاستخارات)

۸۔ نیز جناب ابن طاؤسؒ نے یہی روایت حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ کی کتاب ''رسائل الائمہ'' کے حوالہ سے بھی نقل کی ہے ہاں البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ یہ استخارہ دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد کر۔ (ایضاً)

۹۔ نیز جناب موصوف نے متعدد سندوں کے ساتھ بروایت معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی اس طرح سو (۱۰۰) بار خدا سے طلب خیر کرتا ہے تو ضرور خدائے تعالیٰ اسے دو کاموں میں سے عمدہ و اعلیٰ کام کا القا کر دیتا ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ إِنْ كَانَ أَمْرُ كَذَا وَ كَذَا خَيْرًا لِأَمْرِ دُنْيَايَ وَ آخِرَتِي وَ عَاجِلِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ فَيَسِّرْهُ لِي وَ افْتَحْ لِي بَابَهُ وَ رَضِّنِي فِيهِ بِقَضَائِكَ﴾۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز موصوف نے اس سابقہ حدیث کو بروایت محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے ہاں البتہ اس میں صرف اس قدر اضافہ ہے کہ اگر کسی بڑے معاملہ میں استخارہ کرنا ہو تو پھر سو بار یہ دعا پڑھے۔ اور اگر کوئی معمولی کام ہو تو پھر دس بار پڑھے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعظیم حسنی سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ یا علیؑ! جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ نامراد و ناشاد نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرتا ہے وہ نادم و پشیمان نہیں ہوتا۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱و۲و۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

خدا سے استخارہ (طلبِ خیر) کرنا اور پھر نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے وقت جو کچھ دل میں واقع ہو اس پر عمل کرنا نیز قرآن کھولنا اور پہلے پہل جو کچھ نظر آئے اس پر عمل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یسع القمی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک کام کرنا چاہتا ہوں۔ خدا سے استخارہ بھی کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی رائے پختہ نہیں ہوتی کہ کروں یا نہ کروں تو؟ فرمایا: جب نماز پڑھنے کے لیے اٹھو تو دیکھو اس وقت تمہارے دل میں کیا چیز آتی ہے اسی پر عمل کرو! کیونکہ اس حالت میں شیطان سب حالات سے زیادہ آدمی سے دور ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کھولو۔ اور جس چیز پر پہلی نظر پڑے اس کے مطابق عمل کرو انشاء اللہ۔ (التہذیب)

باب ۷

بغیر استخارہ کے کوئی عمل کرنا اور استخارہ پر راضی نہ ہونا مکروہ ہے۔ استخارہ کا عدد طاق ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابی عبداللہ البرقیؒ باسناد خود محمد بن مضارب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص استخارہ کئے بغیر کوئی کام شروع کرے اور پھر کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو اسے اس کا اجر نہیں دیا جائے گا۔ (المحاسن للبرقی "فتح الابواب فی الاستخارات لابن طاؤس")

۲۔ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خدا (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ یہ کسی بندہ کی بدبختی ہے کہ وہ کوئی تو کام کرے مگر مجھ سے استخارہ (طلب خیر) نہ کرے۔

(المحاسن، المقنعہ، الاستخارات)

۳۔ عثمان بن عیسیٰ بدو واسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ راوی نے عرض کیا کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم شخص کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے بڑھ کر ذکرِ خدا کرے اور سب سے زیادہ اس کی اطاعت کرے۔ پھر عرض کیا: اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص کون ہے؟ فرمایا: جو خدا کو متہم کرے! عرض کیا: بھلا کوئی شخص خدا کو بھی متہم کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جو شخص خدا سے استخارہ کرے اور خدا اس کی راہنمائی کرے مگر وہ اس بات کو پسند نہ کرے تو یہ وہ شخص ہے جو خدا کو متہم کرتا ہے۔ (المحاسن)

۴۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص خدا سے ایک بار استخارہ کرے اور وہ خدا کے ہر فیصلہ پر راضی بھی ہو تو یقیناً خدا اسے عمدہ اور اعلیٰ کام کی طرف راہنمائی فرمائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ نوفلی باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا سے استخارہ (طلب خیر کرے) اسے چاہیئے کہ (دعائے طلب خیر کا) عدد طاق رکھے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ ابن عبداللہ سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے میرا بندہ مجھ سے استخارہ (طلب خیر) کرتا ہے پس میں اسے اچھے کام کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ مگر وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ (التہذیب)

۷۔ جناب سید بن طاؤس باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب میں خدا سے استخارہ کرلوں تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ میں کس راستہ پر گزر رہا ہوں۔ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) مجھے اس طرح استخارہ کی تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی کسی سورہ کی۔ (فتح الابواب فی الاستخارات)

۸۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب بھی کوئی بندۂ مؤمن خدا سے استخارہ کرتا ہے تو خدا اس کے لیے دو میں سے اچھے کام ہی کو اختیار کرتا ہے اگرچہ بندہ اسے ناپسند ہی کرے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص سرمہ لگائے اسے چاہیئے کہ طاق لگائے، جو استنجاء کرے اسے چاہیئے کہ طاق سے کرے، جو دھونی دے تو طاق سے کرے اور جو استخارہ کرے تو طاق کرے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۸

دعاء کے ساتھ، تسبیح کو ہاتھ میں پکڑنے کے ساتھ یا کنکروں کو مٹھی میں پکڑ کر اور شمار کر کے استخارہ کرنا مستحب ہے۔ اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شہید اول "مختلف علماءِ کرام کے سلسلۂ سند سے محمد بن محمد الآوی الحسینی" سے اور وہ حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے روایت کرتے ہیں (کہ آپؑ نے استخارہ کے سلسلہ میں) فرمایا: سورۂ فاتحہ دس بار۔ اس سے کم تین بار اور کم از کم ایک بار۔ پھر سورۂ القدر دس بار پڑھو اور بعد ازاں یہ دعا تین بار پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اَسْتَخِیْرُکَ لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ وَ اَسْتَشِیْرُکَ لِحُسْنِ ظَنِّیْ بِکَ فِی الْمَاْمُوْلِ وَ الْمَحْذُوْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ الْاَمْرُ الْفُلَانِیُّ (یہاں اس کام کا نام لے) قَدْ نِیْطَتْ بِالْبَرَکَةِ اَعْجَازُهٗ وَ بَوَادِیْهِ، وَ حُفَّتْ بِالْکَرَامَةِ اَیَّامُهٗ وَ لَیَالِیْهِ فَخِرْلِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ فِیْهِ خِیَرَةٌ تَرُدُّ شُمُوْسَهٗ ذُلُوْلًا، وَ تُقَعِّضُ اَیَّامَهٗ سُرُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اِمَّا اَمْرٌ فَاَئْتَمِرُ وَ اِمَّا نَهْیٌ فَاَنْتَهِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِرَحْمَتِکَ خِیَرَةً فِیْ عَافِیَةٍ﴾ پھر اپنی حاجت کا دل میں قصد کر کے تسبیح کے کچھ حصہ پر ہاتھ ڈالو۔ پھر دانوں کو شمار کرو جفت کو ہاں۔ اور طاق کو نہ۔ یا اس کے برعکس جفت کو نہ۔ اور طاق کو ہاں سمجھو۔ (یہ تمہاری نیت پر منحصر ہے کہ جسے چاہو امر اور جسے چاہو نہی تصور کرو)۔ (کتاب الذکریٰ للشہید الاولؒ)

۲۔ جناب شہید اولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سید بن طاؤسؒ کی کتاب الاستخارات میں دیکھا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بھائی محمد بن محمد الحسینی کی تحریر پڑھی ہے جس کی عبارت یہ ہے: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا جو شخص استخارہ کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ سورۂ الحمد دس بار، سورۂ القدر دس بار پڑھے اور پھر یہ دعا تین بار پڑھے۔ (یہاں وہی سابقہ دعا نقل کی ہے مگر) یہاں لفظ ''المحذور'' کے بعد یہ عبارت زیادہ ہے: ﴿اِنْ کَانَ اَمْرِیْ قَدْ نِیْطَتْ﴾ اور لفظ ''سروراً'' کے بعد یہ فقرہ ہے: ﴿یَا اَللّٰهُ اِمَّا اَمْرٌ فَاَئْتَمِرَ، وَ لَمَّا نَهْیٌ فَاَنْتَهِیْ اَللّٰهُمَّ خِرْلِیْ بِرَحْمَتِکَ خِیَرَةً فِیْ عَافِیَةٍ﴾ پھر کنکروں کی ایک مٹھی اٹھاؤ۔ یا تسبیح کو ہاتھ سے پکڑو۔ اور دل میں قصد کرے کہ اگر آخر میں کنکر یا دانہ طاق رہ گیا تو ''ہاں''۔ اور جفت بچ گیا تو ''نہ'' تصور ہوگا۔ (پھر دو دو کر کے شمار کرو۔ اور انجام کار نتیجہ اخذ کرو)۔ (ایضاً)

باب ۹

سید الشہداء علیہ السلام کی جانب سر، سو بار استخارہ (طلب خیر) کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید ابن طاؤسؒ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب بھی کوئی بندہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سرہانے کی جانب سو بار استخارہ (خدا سے طلب خیر) کرے اور خدا کی حمد و ثنا کرے تو یقیناً خدا اس کے لیے دو کاموں میں سے جو بہتر و برتر ہوگا، وہی اختیار کرے گا۔ (فتح الابواب فی الاستخارات)

۲۔ اس روایت کو حمیری نے بھی قرب الاسناد میں درج کیا ہے مگر اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ سرکار سید الشہداء علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر استخارہ کرے اور پھر خدا کی تحمید، تہلیل، تسبیح اور تمجید کرے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۰

نمازِ ظہر کے نوافل کی ہر رکعت میں استخارہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: زوال (ظہر کے نوافل) کی ہر رکعت میں استخارہ ہے (خدا سے طلب خیر کرنا ہے)۔ (کتاب الاستخارات)

باب ۱۱

قرعہ اندازی کے ساتھ خدا سے مشورہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود عبد الرحمٰن بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں بہت سا مال (تجارت) لے کر مکہ گیا۔ وہاں کساد بازاری ہوگئی۔ بعض دوستوں نے کہا کہ اسے یمن بھیجو۔ میں نے یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیان کی۔ امامؑ نے فرمایا: مصر اور یمن کے درمیان قرعہ اندازی کر۔ پس جہاں کا نام نکل آئے مال وہیں بھیج۔ عرض کیا: کس طرح قرعہ اندازی کروں؟ فرمایا: ایک رقعہ پر یہ عبارت لکھ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ الْعَالِمُ وَ اَنَا الْمُتَعَلِّمُ فَانْظُرْ فِيْ اَيِّ الْاَمْرَيْنِ خَيْرٌ لِيْ حَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِيْهِ وَ اَعْمَلُ بِهٖ﴾ پھر آخر میں مصر کا نام لکھ انشاء اللہ۔ پھر دوسرے رقعہ پر بھی مذکورہ بالا عبارت لکھ اور آخر یمن کا نام لکھ انشاء اللہ۔ پھر ایک تیسرے رقعہ پر یہ عبارت لکھ: ﴿يُحْبَسُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَا تُبْعَثُ بِهٖ اِلٰى بَلْدَةٍ مِنْهُمَا﴾ (مال یہیں روک لیا جائے۔ اور ان دو شہروں میں سے کسی میں بھی نہ بھیجا جائے)۔ پھر تمام رقعوں کو بند کرکے باہم ملا دو اور کسی شخص کو دو جو انہیں تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ کرے۔ پھر ہاتھ پھیلا کر ایک رقعہ اٹھاؤ۔ (اور اس کی تحریر کے مطابق) خدا پر بھروسہ کرو اور اس کے مطابق عمل درآمد کرو۔

(فتح الابواب فی الاستخارات وامان الاخطار فی الاسفار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قرعہ اندازی پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں کتاب القضاء (باب ۱۳) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باقی ماندہ مستحبی نمازوں کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ترپن (۵۳) باب ہیں)

باب ۱

عیدالفطر کی رات مخصوص طریقہ پر چند رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سیاری سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عید الفطر کی رات اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد ہزار بار اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد ایک بار پڑھے۔ تو خدا سے جو کچھ مانگے گا وہ اسے عطا کرے گا۔ (التہذیب، المقنعہ، الاقبال)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام عید الفطر کی رات دو رکعت نماز بایں طور پر پڑھتے تھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد ہزار بار۔ اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد ایک بار۔ (الفروع، الاقبال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مسعود سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ جبرائیل علیہ السلام سے اور وہ اسرائیل علیہ السلام سے اور وہ رب جلیل سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص عید الفطر کی رات دس رکعت نماز (ہر دو رکعت بیک سلام) بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار اور رکوع و سجود میں تسبیحات اربعہ پڑھے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ اور پھر ہر دوسری رکعت پر تشہد پڑھ کر سلام پھیرتا جائے۔ جب تمام نماز پڑھ چکے تو ایک ہزار بار استغفار کرے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾ بعد ازاں سجدہ میں جائے اور اس میں یہ دعا پڑھے: ﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا (يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ) يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَ تَقَبَّلْ صَوْمِيْ وَ صَلٰوتِيْ وَ قِيَامِيْ﴾ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر

بھیجا ہے کہ وہ شخص ہنوز سجدہ سے سر نہیں اٹھائے گا کہ خدا اسے بخش دے گا۔ اس سے ماہِ رمضان (اور اس کے اعمال) قبول فرمائے گا۔ اور اس کے تمام گناہوں سے درگزر فرمائے گا اگرچہ اس نے ایسے ستر گناہ کئے ہوں جن میں سے ہر گناہ تمام بندوں کے تمام گناہوں سے بڑا ہو۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ سلمان فارسی (محمدیؒ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص عید الفطر کی رات چھ رکعت نماز پڑھے تو وہ اپنے تمام گھر والوں کی سفارش کر سکے گا اگرچہ وہ سب کے سب جہنم کے مستحق ہوں۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ پانچ بار پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب سید بن طاؤسؒ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جو شخص عید الفطر کی رات چودہ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار تو خداوند عالم اسے ہر ہر رکعت کے عوض چالیس چالیس سال کی عبادت کا ثواب عطا کرے گا۔ اور اسے ہر اس شخص کی عبادت کے برابر ثواب دے گا جس نے اس ماہ میں روزہ رکھا ہوگا اور نماز پڑھی ہوگی۔ (کتاب الاقبال)

۶۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام عید الفطر کی رات نماز پڑھنے میں جاگ کر گزارتے تھے اور وہ بھی مسجد میں۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ عید الفطر کی رات دو رکعت نماز بایں طریق پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد ہزار بار اور دوسری میں الحمد اور قل ھو اللہ احد ایک ایک بار۔ فرمایا: روایت میں وارد ہے کہ جو شب عید الفطر یہ نماز پڑھے گا تو اس کے اور اس کے خدا کے درمیان جو گناہ ہیں وہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسار الشیعہ)

۸۔ نیز فرمایا: ائمہ اطہار علیہم السلام کے متعدد آثار و اخبار وارد ہوئے ہیں جن میں (عید الفطر کی) یہ رات دعا و پکار، توبہ و استغفار اور عبادت پروردگار میں جاگ کر گزارنے کی تاکید مزید اور ترغیب و تحریص دی گئی ہے۔ (ایضاً)

باب ۲

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دو رکعت ہے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پندرہ بار۔ پھر رکوع میں یہی سورہ پندرہ بار، رکوع سے سر اٹھا کر

پندرہ بار۔ پھر سجدہ میں پندرہ بار، اس سے سر اٹھا کر پندرہ بار۔ پھر دوسرے سجدہ میں پندرہ بار۔ اس سے سر اٹھا کر پھر پندرہ بار۔ بعد ازاں اٹھ کر اسی طرح دوسری رکعت پڑھی جائے اور سلام پھیر کر جس قدر چاہو تعقیبات پڑھو۔ جب لوٹ کر جاؤ گے تو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان جو گناہ ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے۔ (المصباح)

باب ۳

غدیر کے دن نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت، نیز اس دن روزہ رکھنا، غسل کرنا اور اسے عید قرار دینا اور اس دن جو عہد لیا گیا تھا اسے یاد کرنا اور اس میں بکثرت عبادت کرنا، صدقہ دینا اور فوت شدہ نمازوں کی قضا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحسین عبدی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ غدیر خم والے دن روزہ رکھنا ثواب میں دنیا کی پوری عمر روزہ رکھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ یہ اللہ کی سب سے بڑی عید ہے۔ خدا نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس نے اس دن کو عید کا دن قرار دیا ہے اور اس کی عزت و عظمت کا پاس ولحاظ کیا ہے! اس کا نام آسمان میں "عہد معہود" کا دن ہے۔ اور زمین میں اس کا نام "میثاق ماخوذ" اور "جمع مشہود" کا دن ہے۔ جو شخص اس دن زوال آفتاب سے نصف گھنٹہ پہلے غسل کرے اور بایں طور پر دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد، آیت الکرسی اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر دس دس بار پڑھے تو یہ عمل خدا کی بارگاہ میں ایک لاکھ حج، ایک لاکھ عمرہ بجا لانے کے برابر ہے اور وہ خداوند عالم سے دنیا و آخرت کی جس طرح بھی حاجت کا سوال کرے گا وہ ضرور پوری ہوگی۔ اور اگر یہ دو رکعت نماز اور دعا فوت ہو جائے تو بعد میں اس کی قضا کرو۔ اور جو شخص اس دن کسی مؤمن کا روزہ افطار کرائے تو گویا اس نے "فیام، فیام، فیام کو کھانا کھلایا، امام علیہ السلام اسی طرح فیام فیام فرماتے رہے اور انگلیوں پر گرہ دیتے رہے یہاں تک کہ دس انگلیوں کو گرہ دی۔ (یعنی گویا اس نے دس فیام کو کھانا کھلایا ہے)۔ پھر فرمایا: جانتے ہو کہ فیام کتنا ہوتا ہے؟ راوی نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: ہر فیام ایک لاکھ آدمیوں کا ہوتا ہے! اسے اس قدر ثواب ملے گا کہ گویا اس نے اس تعداد کے مطابق نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کو کھانا کھلایا ہے اور وہ بھی حرم خدا میں اور ان کو پانی پلایا ہے۔ اور وہ بھی بھوک و پیاس والے دن۔ اور اس دن ایک درہم (جو راہِ خدا میں دیا جائے) وہ دس لاکھ کے برابر ہے۔ پھر فرمایا: تم خیال کرتے ہو کہ خدائے قدیر نے کوئی ایسا دن پیدا

کیا ہے جو قدر و منزلت میں اس دن سے زیادہ ہے؟ نہ بخدا۔ نہ بخدا۔ نہ بخدا۔ پھر فرمایا: تم (اہل ایمان) اس دن جب آپس میں ملو تو تمہیں یوں کہنا چاہیئے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا بِهٰذَا الْیَوْمِ وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُوْفِیْنَ بِعَهْدِهٖ اِلَیْنَا وَ مِیْثَاقِنَا الَّذِیْ وَاثَقَنَا بِهٖ مِنْ وِلَایَةِ وُلَاةِ اَمْرِهٖ وَ الْقُوَّامِ بِقِسْطِهٖ وَ لَمْ یَجْعَلْنَا مِنَ الْجَاحِدِیْنَ وَ الْمُکَذِّبِیْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ﴾ فرمایا: پھر اس دن دو رکعت نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ پھر یہاں وہ دعاءِ طویل ذکر کی ہے (جو مصباح المتہجد اور مفاتیح الجنان وغیرہ میں مذکور ہے)۔ (التہذیب)

۲۔ ابو ہارون عبدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے یوم الغدیر پر کسی حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اس دن جس وقت چاہے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہاں البتہ افضل یہ ہے کہ زوال کے قریب پڑھے کیونکہ یہی وہ وقت ہے جس میں حضرت امیر علیہ السلام کو لوگوں کا ہادی و راہنما مقرر کیا گیا تھا۔ کیونکہ لوگ اس وقت اپنے گھروں کے قریب تھے۔ پس جو شخص اس وقت دو رکعت نماز پڑھے پھر بعد ازاں سجدہ میں جائے اور سجدہ میں سو بار ﴿شُکْرًا لِلّٰهِ شُکْرًا لِلّٰهِ﴾ پڑھے۔ پھر وہ دعا پڑھے جو اس دن کے لیے وارد ہے۔ الخ۔ (مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد نماز مباہلہ اور باب الصوم میں اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

روزِ عاشوراء کی نماز مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اس دن یعنی عاشوراء کے دن وہ بہترین عمل جو آدمی بجالا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ پاک کپڑے پہنے اور قمیص کے بٹن کھول دے اور آستین الٹ دے جس طرح مصیبت زدہ آدمی کرتا ہے۔ پھر جب کچھ سورج بلند ہو جائے تو کسی خالی جگہ پر یا کسی ایسے مکان میں چلے جاؤ جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ یا خلوت میں چار رکعت نماز بدو سلام خشوع و خضوع کے ساتھ اور رکوع و سجود کی عمدگی کے ساتھ ادا کرو۔ پہلی رکعت میں الحمد اور قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد ایک ایک بار۔ پھر دوسری دو رکعت اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ احزاب اور دوسری میں الحمد اور سورۂ منافقون (اور اگر یہ سورے یاد نہ ہوں تو پھر) جو پڑھ سکتے ہو وہ پڑھے اور سلام پھیر کر سید الشہداء علیہ السلام کی قبر مقدس کی طرف منہ

پھیرو اور پھر ان کی اور ان کے عزیز و اقارب (اور اصحاب) کی شہادت کا تصور کر کے ان پر درود و سلام پڑھو اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرو اور ان کے ناشائستہ افعال سے برأت ظاہر کرو۔ خدا ایسا کرنے سے جنت میں تمہارے درجات کو بلند کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ (پھر یہاں ایک دعا ذکر کی ہے جو اس موقع پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا: اے پسر سنان! یہ عمل کئی (ایسے مستحبی) حجوں اور کئی عمروں سے افضل ہے جن میں تم مال خرچ کرو۔ اور جسمانی زحمت اٹھاؤ۔ اور اپنے اہل و عیال کی جدائی کا صدمہ برداشت کرو۔ اور جان لو کہ جو شخص روزِ عاشوراء خلوص نیت اور کامل یقین کے ساتھ یہ دعا پڑھے تو خدا اسے دس چیزیں عطا فرمائے گا۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے: (۱) کہ اسے بری موت سے بچائے گا۔ (۲) دوسری یہ کہ ایسے مصائب و فقر و فاقہ سے محفوظ رکھے گا۔ (۳) تیسری یہ کہ اس کی وفات تک اس کے دشمن کو اس پر غلبہ نہیں دے گا۔ (۴) چوتھی یہ کہ اسے اور اس کی چار نسلوں تک سب کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھے گا۔ (۵) پانچویں یہ کہ اور اس پر اور اس کی چار نسلوں تک کسی بادشاہ یا اس کے کارندوں کو مسلط نہیں کرے گا۔ (المصباح)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ نمازِ زیارت ہو مگر یہاں روایت میں کسی زیارت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سوائے درود و سلام پڑھنے کے۔ (واللہ العالم)

باب ۵

رجب المرجب میں ہر رات مخصوص طریقہ پر نماز پڑھنا مستحب ہے، اس کی کیفیت؟ اور ماہِ رجب کی چند اور نمازیں۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ ابراہیم کفعمیؒ جناب سید ابن طاؤس کی کتاب مصباح الزائر کے حوالہ سے بروایت سلمان فارسیؓ (محمدیؑ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص یکم رجب کی رات تیس رکعت نماز (ہر دو رکعت بیک سلام) بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد تین تین بار پڑھے تو خدائے غفار اس کے گناہ بخش دے گا، وہ نفاق سے بری ہو جائے گا اور آئندہ سال تک نماز گزاروں میں لکھا جائے گا۔

اور جو دوسری رات دس رکعت اس طرح پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل یا ایھا الکافرون تین بار اس کا ثواب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔

جو تیسری رات دس رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اذا جاء نصر اللہ پانچ بار۔ تو خدا

اس کے لیے جنت میں قصر تعمیر کرے گا۔

اور جو چوتھی رات سو رکعت پڑھے، ہر پہلی رکعت میں الحمد اور اس کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں الحمد اور اس کے بعد قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار تو ہر آسمان سے کچھ فرشتے نازل ہوں گے جو قیامت تک اس کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

اور جو پانچویں رات چھ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک اور قل ھو اللہ احد پچیس بار۔ تو اسے چالیس نبی کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور چھٹی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی سات بار تو اسے ندا دی جاتی ہے کہ تو برحق ولی اللہ ہے۔

اور جو ساتویں رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار اور بسلام پھیر کر سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر دس بار درود پڑھے۔ اور دس بار آیت والباقیات الصالحات پڑھے تو خدا (بروزِ قیامت) اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اور اسے اس شخص کے برابر ثواب دے گا جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے ہوں۔

اور جو آٹھویں رات بیس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور چاروں قل تین تین بار تو اسے خدا شکر گزاروں اور صبر کرنے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جو نویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور الھاکم التکاثر پانچ بار تو وہ ابھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اور جو دسویں رات بارہ رکعت نماز مغرب کے بعد پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار تو اس کے لیے جنت میں قصر بلند کیا جائے گا۔

اور جو شخص گیارہویں کی رات بارہ رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی بارہ بار تو وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے ہر وہ کتاب پڑھی ہے جو خدا نے نازل کی ہے اور اسے ندا دی جاتی ہے کہ از سر نو عمل کر کیونکہ تیرے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔

اور جو بارہویں رات دو رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت مبارکہ آمن الرسول بما انزل الیہ تا آخر سورہ دس بار تو اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جو تیرہویں کی رات دس رکعت نماز پڑھے۔ ہر پہلی رکعت میں الحمد اور والعادیات ایک ایک بار اور ہر دوسری

رکعت میں الحمد اور التکاثر ایک ایک بار تو اسے بخش دیا جائے گا اگرچہ والدین کا عاق ہی کیوں نہ ہو۔

اور جو چودہویں کی رات تیس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھواللہ احد اور **قل انما انا بشر مثلکم** تا آخر سورہ ایک ایک بار تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اور جو پندرہویں، سولہویں اور سترہویں تاریخ کی رات تیس تیس رکعت بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور اس کے بعد قل ھواللہ احد گیارہ بار تو اسے ستر شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جو اٹھارہویں رات دو رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، قل ھواللہ احد ایک بار اور معوذتین دس دس بار تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اور جو انیسویں کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی پندرہ بار اور قل ھواللہ احد پندرہ بار تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جو بیسویں رات دو رکعت نماز پڑھے۔ الحمد ایک بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پانچ بار تو اسے خدا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام جیسا ثواب عطا کیا جائے گا اور ثقلین (جن و انس) کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کی طرف بخشش کی نگاہ کی جائے گی۔

اور جو اکیسویں کی رات چھ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور اس کے بعد سورۂ الکوثر دس بار اور توحید دس بار تو اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

اور جو بائیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل یاایھا الکافرون سات بار اور سلام پھیر کر محمد (و آل محمدؐ) پر درود دس بار اور استغفار دس بار تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنی جگہ نہیں دیکھ لے گا۔ اور اس کا خاتمہ اسلام پر ہوگا اور اسے ستر (۷۰) نبیوںؑ کے برابر ثواب ملے گا۔

اور جو تیئسویں کی رات دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ الضحیٰ پانچ بار تو اسے ہر ہر حرف کے عوض اور اسے ہر ہر کافر مرد و زن کی تعداد کے مطابق جنت میں درجہ دیا جائے گا۔

اور جو چوبیسویں کی رات چار رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھواللہ احد ایک بار تو خدا اس کے لیے ایک ہزار نیکی لکھے گا، ایک ہزار گناہ مٹائے گا اور ایک ہزار درجہ بلند فرمائے گا۔

اور جو پچیسویں کی رات بیس (۲۰) رکعت نماز مغرب و عشاء کے درمیان پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت **آمن الرسول** تا آخر سورہ ایک بار تو خدا اس کی حفاظت فرمائے گا۔

اور جو چھبیسویں کی رات بارہ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور توحید چالیس (۴۰) بار تو فرشتے اس

سے مصافحہ کرتے ہیں۔

اور جو ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں کی رات بارہ بارہ رکعت نماز بایں طریق پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۃ الاعلیٰ دس بار۔ قدر دس بار اور سلام پھیر کر درود سو بار اور استغفار سو بار تو اس کے لیے تمام فرشتوں کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور جو تیسویں (۳۰) کی رات دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار تو اسے جنت الفردوس میں سات شہر عطا کئے جائیں گے۔ (مصباح کفعمیؒ)

۲۔ جناب سید ابن طاؤسؒ بحوالہ کتاب روضۃ العابدین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص رجب کی پہلی رات نماز مغرب پڑھ کر بیس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد ایک بار پڑھے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔۔۔۔۔ تو خدا اس کی جان، اس کے مال اور اس کے اہل و عیال کی حفاظت فرمائے گا، عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور پل صراط سے بلا حساب بجلی کے کوندنے کی مانند گزر جائے گا۔ (الاقبال)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص رجب کی پہلی رات نمازِ عشاء کے بعد اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار، الم نشرح ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار۔ الم نشرح، قل ھو اللہ احد اور معوذتین ایک ایک بار پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے اور اس کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تیس بار۔ درود شریف تیس بار پڑھے تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور خدا اسے اس طرح خطاؤں سے باہر نکالے گا جس طرح شکم مادر سے باہر نکالا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ بحوالہ کتاب التحفہ مؤلفہ عبد الرحمٰن بن محمد حلوائی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو پورے ماہ رجب میں ساٹھ رکعت نماز پڑھے یعنی ہر رات دو رکعت، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور قل یا ایھا الکافرون تین بار اور قل ھو اللہ احد ایک بار۔ تو خدا اس کی دعا قبول کرے گا اور اسے ساٹھ حج اور ساٹھ عمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں جو رجب کے اعمال کے سلسلہ میں تھی بروایت سلمانؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول یہ روایت پڑھی ہے۔ فرمایا: جو شخص ماہ رجب کی راتوں میں سے کسی رات میں اس طرح دس رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل یا ایھا الکافرون ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار پڑھے تو خداوند عالم اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دے گا اور ہر ہر رکعت کے عوض خدا

اس کے نامۂ اعمال میں ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب درج کرے گا اور ہر سورہ کے عوض اسے جنت میں موتیوں کا ایک گھر عطا فرمائے گا۔ الخ۔۔۔۔۔ (یہاں بہت ثواب مذکور ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص رجب کی کسی رات سورۂ قل ھو اللہ احد ایک سو مرتبہ دو رکعت نماز میں پڑھے تو گویا اس نے سو سال تک راہِ خدا میں روزہ رکھا ہے۔ اور خدا اسے جنت میں سو قصر عطا فرمائے گا اور ہر قصر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوارِ انوار میں ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز بروایت سلمانؓ (محمدیؑ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: جب رجب کی پہلی تاریخ ہو تو دس رکعت نماز پڑھو۔۔۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار۔ جب سے تم پر قلم تکلیف جاری ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج کی اس رات تک تم سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں وہ سب خدا معاف فرما دے گا۔ (ایضاً)

۸۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: رجب کی پہلی تاریخ کو چار رکعت نماز پڑھ ایک سلام کے ساتھ۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار۔ دوسری میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار اور قل یا ایھا الکافرون تین بار۔ تیسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار اور الھاکم التکاثر ایک بار۔ اور چوتھی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اخلاص پچیس بار اور آیت الکرسی تین بار۔ (ایضاً)

۹۔ ابن عباسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص رجب میں ایک دن روزہ رکھے اور چار رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) آیت الکرسی سو بار۔ دوسری رکعت میں (الحمد ایک بار) اور قل ھو اللہ احد دو سو بار پڑھے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنی جگہ نہیں دیکھ لے گا، یا اسے دکھا نہیں دی جائے گی۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص ماہِ رجب میں جمعہ کے دن ظہر وعصر کے درمیان چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد بار، آیت الکرسی سات بار، قل ھو اللہ احد پانچ بار اور سلام کے بعد دس بار یہ استغفار دس بار پڑھے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ﴾ پس جس دن وہ یہ نماز پڑھے گا تو اس سے شروع کر کے اس کی موت کے دن تک ہر روز خدا اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار نیکی درج کرے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص رجب کی تیسری تاریخ کو چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ تا قولہ تعالیٰ ﴿اِنَّ

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴾ تو خدا اسے اس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا کہ وصف بیان کرنے والے اس کی توصیف بیان نہیں کر سکتے۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص نیمۂ رجب یعنی پندرہ رجب کو سورج کے کچھ بلند ہونے کے وقت پچاس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد ایک بار اور معوذتین ایک ایک بار، تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نیمۂ رجب کی رات بارہ رکعت نماز پڑھو، ہر رکعت میں الحمد اور کوئی سورہ پڑھو۔ جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو الحمد، معوذتین، اخلاص اور آیت الکرسی چار چار بار پڑھو۔ اس کے بعد چار بار تسبیحات اربعہ پڑھو: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾، پھر آخر میں ایک بار کہو: ﴿اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾۔ اور پھر ستائیسویں رجب کی رات بھی یہ ذکر کرو۔ (مصباح شیخ طوسیؒ)

۱۴۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں: ابن ابی عمیر فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ ان مذکورہ بالا بارہ رکعت کے بعد الحمد، معوذتین، اخلاص اور قل یا ایہا الکافرون سات سات بار پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے، پھر یہاں ایک دعا ذکر کی ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ سلمان فارسیؓ (محمدیؓ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن یا مومنہ اس ماہ (یعنی رجب میں) تیس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار، قل یا ایہا الکافرون تین بار، تو خدا اس کے وہ تمام گناہ بخش دے گا جو اس نے صغر سنی یا کبر سنی میں کئے ہوں گے۔ اور اس شخص کی مانند اجر عطا فرمائے گا جس نے تمام ماہِ روزہ رکھا ہو۔ اور خدا اسے اپنی بارگاہ میں اگلے سال تک نماز گزاروں میں شمار کرے گا۔ اور ہر روز شہداءِ بدر میں سے ایک شہید کا ثواب عطا کرے گا۔ اور ہر روزہ کے عوض جو وہ رکھے گا خدا اس کے نامۂ عمل میں ایک سال کی عبادت کا ثواب درج کرے گا اور اس کے سو درجے بلند کرے گا اور اگر پورا مہینہ روزہ رکھے تو خدا اسے جہنم سے نجات عطا کرے گا اور اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ راوی نے عرض کیا: کب پڑھوں؟ فرمایا: مہینہ کی ابتداء میں دس رکعت پڑھ۔ وسط میں دس رکعت۔ اور آخر ماہ میں پھر دس رکعت اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار، قل ھو اللہ احد تین بار اور قل یا ایہا الکافرون تین بار پڑھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد بھی (باب ۶ میں) بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو ماہِ رجب میں بعض

مخصوص نمازیں پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ اس سے پہلے ماہِ رمضان کے نوافل کے ضمن میں (باب ۳ کے اندر) گزر چکی ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ جناب سید بن طاؤسؒ نے کتاب الاقبال میں ماہِ رجب المرجب کی مذکورہ بالا جو نمازیں نقل کی ہیں وہ کتاب مصباح کفعمی کے حوالہ سے درج کی ہیں۔

(نوٹ):۔ ان ثواب ہائے بے پایاں کے بارے میں قبل ازیں کسی مقام (ج ۳) پر مکمل تبصرہ کیا جا چکا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

باب ۶

رجب کی پہلی شب جمعہ میں نماز لیلۃ الرغائب پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علامہ حلیؒ بنی زھرہ کے نام اپنے اجازہ میں باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رجب خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے جبکہ ماہِ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ پھر فرمایا: جو شخص پورے رجب کے روزے رکھے وہ خدا سے تین چیزوں کا مستحق قرار پاتا ہے: (۱) تمام سابقہ گناہوں کی بخشش۔ (۲) باقی ماندہ زندگی میں گناہوں سے حفاظت۔ (۳) اور فزع اکبر والے دن (قیامت کے دن) پیاس سے امن و امان۔ ایک بوڑھے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کمزور آدمی ہوں۔ سارے رجب کے روزے نہیں رکھ سکتا تو؟ فرمایا: اس کی یکم کو رکھو۔ کیونکہ ایک نیکی دس کے برابر ہوتی ہے۔ پھر اس کے وسط میں رکھو اور پھر آخر میں اس طرح (تین روزے رکھنے سے) تمہیں پورے مہینہ کے روزے رکھنے کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن رجب کی پہلی شب جمعہ سے غفلت نہ برتنا کیونکہ یہ وہ رات ہے جسے ملائکہ لیلۃ الرغائب کہتے ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ جب اس رات کا ایک ثلث گزر جاتا ہے تو آسمان و زمین کا کوئی فرشتہ باقی نہیں رہ جاتا مگر یہ کہ وہ سب کعبہ اور اس کے اردگرد اکھٹے ہوتے ہیں۔ اس وقت خدا ان پر نظر ڈالتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! پوچھو مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو! فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ ماہِ رجب کا روزہ رکھنے والوں کو بخش دے! خدا فرماتا ہے: میں نے ان کو بخش دیا! پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص بھی رجب کے پہلے خمیس کو روزہ رکھے اور پھر شب جمعہ مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو مجھ پر ستر (۷۰) بار اس طرح درود پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ﴾ بعد ازاں سجدہ میں جائے اور اس میں ستر بار یہ ذکر کرے: ﴿سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَ الرُّوْحِ﴾ پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور یہ دعا پڑھے: ﴿رَبِّ اغْفِرْ وَ

ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْظَمُ ﴾ دوبارہ پھر سجدہ میں جائے اور اس میں پھر وہی ذکر کرے جو پہلے میں کیا تھا۔ پھر اسی حالت میں اپنی حاجت کا سوال کرے جو ضروری پوری ہوگی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو بندۂ خدا یا کنیزِ خدا یہ نماز پڑھے گی خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اگرچہ کثرت میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اور وہ بروز قیامت اپنے خانوادہ کے سات سو ایسے افراد کی سفارش کر سکے گا جو جہنم کے متوجب ہوں گے۔ تا آخر حدیث جو خاصی طویل ہے اور ثواب جزیل پر مشتمل ہے جسے جناب سید بن طاؤسؒ نے مرسلاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ (اجازۂ بنی زہرہ مندرجہ بحار الانوار مجلد اجازات، الاقبال[1])

باب ۷

ماہِ شعبان کی ہر رات میں مخصوص قسم کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ ابراہیم بن علی کفعمیؒ اپنی کتاب المصباح میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مرسلاً) روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان کی پہلی رات سو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد اور سورۂ توحید ایک ایک بار۔ اور سلام کے بعد سورۂ الحمد پچاس بار پڑھے تو خدا اس سے اہلِ آسمان و اہلِ زمین کے شر کو دور فرمائے گا۔

اور جو دوسری رات میں پچاس رکعت نماز بایں طور پڑھے: ہر رکعت میں الحمد، اور قل ھو اللہ احد اور معوذتین ایک ایک بار تو اگلے سال تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

اور جو تیسری رات دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچیس (۲۵) بار تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

اور چوتھی رات چالیس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچیس (۲۵) بار تو اس کے لیے ہر رکعت کے عوض ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور جو پانچویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پانچ سو بار اور سلام کے بعد درود شریف ستر (۷۰) بار تو خدا اس کی دنیا و آخرت کی ایک ہزار حاجتیں برلائے گا۔ اور آسمانی ستاروں کی تعداد

---

[1] کتاب الاقبال میں مزید یہ وضاحت مذکور ہے کہ بارہ (۱۲) رکعت پڑھے، ہر دو رکعت بیک سلام۔ اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر تین بار اور قل ھو اللہ احد بارہ (۱۲) بار اور سلام پھیر کر ستر (۷۰) بار درود پڑھے۔ الخ۔۔۔۔۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کے مطابق اسے جنت میں شہر عطا کرے گا۔

اور جو چھٹی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اور سورۂ توحید دس بار تو خدا اس کی روح کو سعادت مندی کے ساتھ قبض کرے گا۔

اور جو ساتویں رات دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور توحید سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار تو خدا اس کی دعا کو مستجاب فرمائے گا۔

اور جو آٹھویں رات دو رکعت نماز پڑھے، پہلی میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار اور دوسری میں الحمد ایک بار اور آیت قل انما انا بشر مثلکم... الآیہ... ایک بار بعد ازاں توحید پندرہ بار۔ تو خدا اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اور ایسا سمجھا جائے گا کہ اس نے چاروں آسمانی کتابیں پڑھی ہیں۔

اور جو نویں رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اذا جاء نصر اللہ دس بار تو خدا اس کے جسم کو دوزخ پر حرام قرار دے گا۔

اور جو دسویں کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور اس کے بعد آیت الکرسی اور سورۂ کوثر تین تین بار تو خدا اس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھے گا۔

اور جو گیارہویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل یا ایہا الکافرون دس بار۔ تو اسے وہی شخص پڑھے گا جو کامل الایمان ہوگا اور اسے ہر ہر رکعت کے عوض جنت کے باغوں میں سے ایک باغ دیا جائے گا۔

اور جو بارہویں کی رات بارہ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ کوثر دس بار تو اس کے چالیس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور جو تیرہویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور اس کے بعد سورۂ تین ایک ایک بار، تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح باہر آ جائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا اور گویا کہ اس نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے دو غلام آزاد کئے ہیں۔ اور اسے نفاق سے برأت نامہ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلیل خدا علیہ السلام کی رفاقت لکھ دی جائے گی۔

اور جو چودہویں کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ والعصر پانچ بار تو خدا اسے اصلاح کنندگان کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جو شخص نیمۂ شعبان کی رات مغرب و عشاء کے درمیان چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ توحید دس بار اور سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا دس بار، یَا رَبِّ ارْحَمْنَا دس بار، سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَ یُمِیْتُ الْاَحْیَاءَ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دس بار پڑھے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

اور جو شخص سولھویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، آیت الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار تو اسے اس قدر ثواب عطا کیا جائے گا جتنا کسی نبی کو اس کی نبوت پر عطا کیا جاتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک سو قصر تعمیر کیے جائیں گے۔

اور جو سترہویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور توحید ستر بار اور سلام پھیر کر استغفار ستر بار تو خدا اسے بخش دے گا اور اس کی کوئی خطا نہیں لکھی جائے گی۔

اور جو اٹھارہویں کی رات دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ توحید پانچ بار تو اس کی ہر وہ حاجت روا ہوگی جو اس رات طلب کرے گا۔

اور جو انیسویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الملک (قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ) پانچ بار تو خدا اسے بخش دے گا۔

اور جو بیسویں کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ نصر پندرہ بار تو وہ اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہوگا جب تک خواب میں میری زیارت نہیں کرے گا۔

اور جو اکیسویں کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ اور معوذتین ایک ایک بار تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں آسمانی ستاروں کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھے گا۔

اور جو بائیسویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، قل یا ایھا الکافرون ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار تو اس کا نام آسمان میں صدیق لکھا جائے گا اور بروز قیامت خدا کے حجاب میں حاضر ہوگا۔

اور جو تئیسویں کی رات تیس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ زلزال ایک بار تو اس کے دل سے ہر قسم کا کھوٹ نکال دیا جائے گا۔

اور جو چوبیسویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ نصر دس بار تو اسے جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔

اور جو پچیسویں کی رات اس طرح دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ الھاکم التکاثر ایک بار تو اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں اور ستر نبیوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جو چھبیسویں کی رات دس رکعت نماز پڑھے، الحمد ایک بار اور آمن الرسول تا آخر دس بار تو اسے دنیوی آفات وبلیات سے عافیت عطا کی جائے گی۔ اور قیامت کے دن اسے چھ نور عطا کئے جائیں گے۔

اور جو ستائیسویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۃ الاعلیٰ دس بار تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار نیکی درج کرے گا۔

اور جو اٹھائیسویں کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد، توحید اور معوذتین ایک ایک بار تو اسے اس حالت میں قبر سے اٹھایا جائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور خدا اس سے قیامت کی ہولناکیوں کو دور فرمائے گا۔

اور جو انتیسویں کی رات دس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ تکاثر، توحید اور معوذتین دس دس بار تو اسے جہاد کرنے والوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جو تیسویں کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۃ الاعلیٰ دس بار اور سلام پھیرنے کے بعد درود سو بار۔ تو اسے جنت الماویٰ میں ایک ہزار شہر عطا کئے جائیں گے۔ (المصباح للکفعمیؒ)

جناب سید ابن طاؤسؒ نے بھی کتاب الاعمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب کفعمی کی طرح ان نمازوں کا تذکرہ کیا ہے اور ثواب اس سے کچھ زیادہ ہی بیان کئے ہیں۔

۲۔ جناب سید بن طاؤسؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مرسلاً) روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان کی پہلی رات بارہ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار تو خدا اسے بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اس روایت میں اور بھی بہت ثواب مروی ہے۔ (الاقبال)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان کی پہلی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تیس بار اور سلام پھیر کر یہ کہے: ﴿اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَهْدِىْ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ تو اس کی شیطان اور اس کے لشکریوں سے حفاظت کی جائے گی اور اسے خدا صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص اوائل شعبان میں تین روزے رکھے اور اس کی راتوں میں جاگے اور اس طرح دو دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار تو خدا اس کے تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین کے شر سے اور شیطان اور اس کے لشکریوں کے شر سے اور ہر سلطان جائر کے شر سے محفوظ فرمائے گا۔ اس حدیث میں بھی ثواب عظیم مذکور ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: شعبان کے ہر خمیس کے دن میں آسمانوں کو سجایا جاتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: اس دن اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ سو (۱۰۰) بار پڑھے اور سلام کے بعد درود شریف ایک سو بار پڑھے تو خداوند عالم اس کی دین و دنیا کی ہر حاجت پوری کرے گا۔ (ایضاً)

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحوالہ جبرئیلؑ شب نیمۂ شعبان کی فضیلت میں ایک طویل حدیث کے اندر بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یا محمدؐ! جو شخص یہ رات تکبیر، تہلیل، تسبیح، دعا، نماز، تلاوت قرآن، مستحبی نماز اور استغفار میں مشغول رہ کر اور جاگ کر گزارے تو جنت کی منزل اس کی خواب گاہ ہوگی۔ اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

یا محمدؐ! جو شخص اس رات ایک سو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ دس بار تو جب نماز سے فارغ ہو تو آیت الکرسی دس بار، الحمد دس بار، سبحان اللہ سو بار پڑھے تو خدا اس کے سو گناہان کبیرہ معاف کر دے گا، پھر یہاں بہت سا ثواب ذکر کیا ہے۔ یا محمدؐ! اس رات کو جاگو! اور اپنی امت کو بھی اس میں جاگنے اور اس میں عمل کر کے خدا کا قرب حاصل کرنے کا حکم دو کیونکہ یہ بڑی شریف رات ہے۔ یہ وہ رات ہے کہ دعا و پکار کرنے والا اس میں جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اور سائل جو سوال کرتا ہے اسے عطا کیا جاتا ہے اور جو طلب مغفرت کرتا ہے اسے بخش دیا جاتا ہے اور جو توبہ کرتا ہے اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ یا محمدؐ! جو شخص اس رات کسی برکتوں سے محروم رہ جائے وہ واقعاً محروم ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص شب نیمۂ شعبان میں سو رکعت نماز پڑھے، ایک ہزار قل ھو اللہ احد کے ساتھ (ہر رکعت میں دس بار) تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن عام لوگوں کے دل مر جائیں گے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص عید کی رات اور نیمۂ شعبان کی رات شب بیداری کرے تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن عام دل مر جائیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۸

شب نیمۂ شعبان میں مخصوص نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟ نیز اس رات بکثرت عبادت و دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ شب نیمۂ شعبان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: خدا اس رات اپنی مخلوق میں سے مغری کلب کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو معاف کرتا ہے۔ اور اس رات خدا کچھ فرشتوں کو آسمان دنیا پر اور کچھ کو سرزمین مکہ پر نازل کرتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب نیمۂ شعبان کی رات آئے تو چار رکعت نماز بایں طور پڑھو کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد سو بار اور جب اس سے فارغ ہو چکو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِلَیْکَ فَقِیْرٌ، وَ اِنِّیْ عَائِذٌ بِکَ وَ مِنْکَ خَائِفٌ، وَ بِکَ مُسْتَجِیْرٌ رَبِّ لَا تُبَدِّلْ اِسْمِیْ رَبِّ لَا تُغَیِّرْ جِسْمِیْ، رَبِّ لَا تَجْهَدْ بَلَائِیْ، اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ، وَ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَ اَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنْ عَذَابِکَ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، جَلَّ ثَنَاؤُکَ، اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَ فَوْقَ مَا تَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ الحدیث﴾۔ (الفروع، التہذیب، مسار الشیعہ)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو یحییٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شب نیمۂ شعبان کی فضیلت کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: یہ رات لیلۃ القدر کے بعد سب راتوں سے افضل رات ہے۔ اس رات میں خدا اپنے بندوں کو اپنا فضل و کرم عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے احسان سے ان کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ پس اس رات خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یہ وہ رات ہے کہ خدا نے قسم کھائی ہے کہ وہ اس رات کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹائے گا جب تک کسی گناہ کے کام کا سوال نہ کرے۔ یہ وہ رات ہے کہ خدا نے ہمارے لیے اس میں وہ کچھ قرار دیا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لیلۃ القدر میں قرار دیا ہے۔ پس اس رات دعا کرنے اور خدا کی حمد و ثنا کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ جو شخص اس رات خدا کی سو بار تسبیح کرے (سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے)، اور سو بار حمد کرے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے) اور سو بار تکبیر کرنے (اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہے) تو خدائے غفار اس کے سابقہ گناہ معاف کر دے گا۔

اپنے فضل و کرم سے اور اپنے اس تفضل سے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے اس کی دنیا و آخرت کی وہ حاجتیں جو وہ مانگے گا یا وہ جو وہ نہیں مانگے گا مگر خدا اس کے لیے ان کی ضرورت سمجھے گا سب پوری فرمائے گا۔ ابو یحییٰ (راوی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس رات کون سی دعا پڑھوں (اور کون سا عمل کروں؟) فرمایا: جب نماز عشاء پڑھ چکو تو دو رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں الحمد اور سورۂ جحد یعنی قل یا ایہا الکافرون (ایک ایک بار) اور دوسری رکعت میں الحمد اور توحید یعنی قل ھو اللہ احد (ایک ایک) پڑھو۔ اور جب سلام پھیرو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس (۳۳) بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس (۳۳) بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس بار پڑھو اور جب اس سے فارغ ہو تو سجدہ میں سر رکھ کر یَا رَبِّ بیس بار، یَا مُحَمَّدُ سات بار۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ دس بار۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ دس بار۔ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ دس بار۔ پھر محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھ کر اپنی حاجات کا خدا سے سوال کرو۔ خدا کی قسم اگر اس کے فضل و کرم سے بارش کے قطروں کے برابر بھی حاجات طلب کرو گے تو وہ اپنے فضل و کرم سے تمہیں عطا فرمائے گا اور اپنے مقصد تک تمہیں پہنچائے گا۔

(الامالی فرزند شیخ طوسیؒ، مصباح المتہجد للطوسیؒ)

۴۔ ابو یحییٰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اس روایت کو ان دو بزرگواروں سے تیس (۳۰) قابل وثوق راویوں نے نقل کیا ہے۔ فرمایا: جب نیمۂ شعبان کی رات ہو تو اس طرح چار رکعت نماز پڑھو کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد سو بار اور جب اس سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھو۔۔۔۔ یہاں وہ دعا ذکر کی ہے۔ (المصباح)

۵۔ محمد بن مروان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص نیمۂ شعبان کی رات سو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنی جگہ نہیں دیکھ لے گا۔ یا اسے دکھائی نہیں جائے گی۔ (ایضاً)

۶۔ سالم مولیٰ حذیفہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص نیمۂ شعبان کی رات احسن طریقہ پر طہارت کرے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے۔ پھر اپنی جائے نماز پر جائے اور نماز عشاء پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ بقرہ کی پہلی تین آیات اور آیت الکرسی اور پھر اس سورہ کی آخری تین آیات پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل اعوذ برب الناس، قل اعوذ برب الفلق اور قل ھو اللہ احد سات سات بار پڑھے پھر سلام پھیرے اور اس کے بعد اور چار رکعت نماز (بدو سلام) پڑھے۔ پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ یٰسین، دوسری میں حٰم دخان، تیسری میں الم السجدہ اور چوتھی میں تبارک الذی بیدہ الملک،

اس کے بعد سو رکعت پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے تو جو ایسا کرے گا۔ خدا اس کی تین حاجتیں برلائے گا۔ دنیا میں یا آخرت میں! اور اگر خدا سے یہ سوال کرے کہ وہ اسی رات میری زیارت کرے تو وہ کرے گا۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن صدقہ عنبری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نیمہ شعبان کی رات چار رکعت پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد اڑھائی سو بار پھر بیٹھ کر تشہد پڑھو اور سلام پھیرو۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔ جو وہاں مذکور ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ایک ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات یعنی نیمہ شعبان کی رات فرمایا کہ مجھ پر جبرئیلؑ نازل ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا ہے: یا محمدؐ! اپنی امت کو حکم دو کہ جب نیمہ شعبان کی رات ہو تو اس میں دس رکعت نماز پڑھیں۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار۔ بعد ازاں سجدہ میں جائیں اور اس میں یہ دعا پڑھیں: ﴿اَللّٰهُمَّ سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَ خَيَالِيْ وَ بَيَاضِيْ يَا عَظِيْمُ كُلُّ عَظِيْمٍ، اِغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيَ الْعَظِيْمَ، فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُهٗ غَيْرُكَ﴾، فرمایا: جو یہ عمل کرے گا۔ خدا اس کے بہتر ہزار گناہ معاف کرے گا۔ اور اتنی ہی نیکیاں اس کے نامۂ عمل میں درج فرمائے گا۔ اور اس کے والدین کے ستر ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔ (ایضاً، فضائل شعبان للصدوق مخطوط)

۹۔ اسماعیل بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے مجھے یہ بات پسند ہے کہ آدمی سال میں چار راتوں میں اپنے آپ کو (جاگ کر عبادت خدا کرنے کے لیے) فارغ کرے۔ (۱) عید الفطر کی رات۔ (۲) عید قربان کی رات۔ (۳) نیمہ شعبان کی رات۔ (۴) اور یکم رجب کی رات۔ (المصباح)

۱۰۔ حارث بن عبد اللہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر ہو سکے تو چند راتوں پر محافظت کرو۔ (شب بیداری کر کے عبادت خدا کرو)۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات، یکم محرم کی رات، شب عاشوراء، یکم رجب کی رات اور نیمہ شعبان کی رات۔ اور ان راتوں میں بکثرت دعا کرو۔ نماز پڑھو۔ اور تلاوت قرآن کرو۔ (ایضاً)

۱۱۔ سعد بن سعد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام تین راتوں میں

نہیں سوتے تھے۔ (۱) تیئیسویں ۲۳ ماہِ رمضان کی رات۔ (۲) عید الفطر کی رات۔ (۳) اور نیمہ شعبان کی رات۔ (فرمایا) اس رات میں (لوگوں کے) رزق اور عمریں تقسیم ہوتی ہیں اور جو کچھ سال میں ہونے والا ہوتا ہے وہ (مقدّر) ہوتا[1] ہے۔ (ایضاً و مسار الشیعہ للمفید")

۱۲۔ زید بن علیؑ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہم سب کو نیمہ شعبان کی رات اکٹھا کرتے تھے اور پھر اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک حصہ میں ہمیں نماز پڑھاتے، ایک حصے میں امام دعا کرتے اور ہم ان کی دعاؤں پر آمین کہتے۔ اور ایک حصہ میں امام استغفار کرتے اور ہم بھی طلبِ مغفرت کرتے یہاں تک کہ پو پھٹ جاتی ہے۔ (المصباح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) اور اسی طرح اس رات نماز جعفر طیارؑ پڑھنے کے استحباب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۹

شب مبعث اور روزِ مبعث مخصوص قسم کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن مین فرمایا: ستائیسویں رجب المرجب کی وہ تاریخ ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث برسالت کیا گیا لہٰذا جو شخص اس تاریخ میں جب چاہے بارہ (۱۲) رکعت نماز بایں طریق (بدو دو سلام) پڑھے ہر رکعت میں الحمد اور جو سورہ چاہے پڑھے اور جب تمام نماز پڑھ کر سلام پھیر چکے تو سورۂ الحمد چار بار۔ تینوں قل (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس اور قل یا ایہا الکافرون) ہر ایک چار بار پڑھے اور جب یہ سورے پڑھ چکے تو وہیں بیٹھے ہوئے چار بار یہ پڑھے: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ بعد ازاں چار بار یہ پڑھے: ﴿اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا﴾ اس کے بعد دعا مانگے کیونکہ اس وقت وہ جو دعا اور جس موضوع کے متعلق مانگے گا وہ ضرور مستجاب ہوگی۔ مگر یہ کہ کسی قوم پر

---

[1] یہی کام لیلۃ القدر میں بھی ہوتے ہیں جو اس حدیث میں نیمۂ شعبان کی رات میں بیان کئے گئے ہیں۔ محقق علماء نے ان حدیثوں میں اس طرح جمع و توفیق کی ہے کہ ان امور کا خاکہ اس رات تیار ہوتا ہے اور اس میں رنگ لیلۃ القدر میں بھرا جاتا ہے یعنی ان چیزوں کی قضا اس رات میں ہوتی ہے اور امضاء لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر یہ امور مقدّر اسی رات ہوتے ہیں اور ان کو آخری شکل لیلۃ القدر میں دی جاتی ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

زیادتی کرنے یا قطع رحمی کرنے کی دعا مانگے۔ (الفروع، مسار الشیعہ، المقنعہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود صالح بن عقبہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ستائیسویں رجب کی رات میں جس وقت چاہو بارہ رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، معوذتین اور قل ھو اللہ احد چار چار بار۔ جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے چار بار یہ پڑھو: ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ اس کے بعد جو چاہو (جائز) دعا کرو۔ (مصباح المتہجد)

۳۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے، فرمایا: رجب المرجب میں ایک ایسی رات ہے جو ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج چمکتا ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں رات ہے چنانچہ اسی رات کی صبح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تھے۔ لہٰذا ہمارے شیعوں میں سے جو شخص اس رات عمل کرے گا اسے ساٹھ سال کے عمل کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: اس رات کیا عمل کرنا چاہیئے؟ فرمایا: جب نماز عشاء پڑھ کر اپنے رخت خواب پر سو جاؤ اور پھر نصف شب سے پہلے جب بھی بیدار ہو۔ تو بارہ رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور (معنوی طور پر) مفصّل مگر (لفظی طور پر) خفیف سورتوں میں سے (جیسے قل یا ایہا الکافرون) کوئی سورہ ایک بار پڑھو۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے جاؤ۔ بعد ازاں الحمد سات بار، معوذتین سات بار قل ھو اللہ احد سات بار۔ قل یا ایہا الکافرون سات بار، انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سات بار اور آیت الکرسی سات بار پڑھو۔ (ایضاً)

۴۔ ریان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام جب بغداد میں تھے تو نیمۂ رجب کے دن اور اس کی ستائیسویں تاریخ کے دن روزہ رکھا۔ اور ان کے ساتھ ان کے تمام حشم و خدم نے بھی روزہ رکھا۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم بارہ رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور کوئی سورہ ایک بار اور اس سے فارغ ہونے کے بعد الحمد چار بار۔ قل ھو اللہ احد چار بار۔ معوذتین چار بار۔ اور یہ ذکر چار بار ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اللّٰـهُ اَكْبَرُ وَ سُبْحَانَ اللّٰـهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾۔ بعد ازاں چار بار ﴿اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا﴾۔ پھر چار بار ﴿لَا اُشْرِكُ بِرَبِّيْ اَحَدًا﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۵ میں) ایسی حدیثیں نیمۂ رجب کے اعمال میں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی نماز مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص کامل وضو کرے اور چار رکعت نماز بدو سلام پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار، تو جب وہ اپنی جگہ سے واپس لوٹے گا تو اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان جو کوئی بھی گناہ ہوگا اسے خدا بخش دے گا۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، الامالی، الفروع، التہذیب)

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص اس طرح چار رکعت نماز (بدو سلام) پڑھے کہ ہر رکعت میں (الحمد ایک بار کے بعد) قل ھو اللہ احد پچاس بار تو یہ نمازِ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہوگی۔ اور یہ خدا کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔ (الفقیہ)

بروایت ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہ نماز مروی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے شیخ محمد بن حسن بن الولید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس نماز کو اور اس کے ثواب کو تو روایت کرتے تھے مگر وہ کہتے تھے کہ میں اسے نمازِ فاطمہؑ کے نام سے نہیں جانتا۔ اور ہاں البتہ اہل کوفہ اسے نماز جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام سے جانتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نماز جناب سیدہؑ دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور انا انزلناہ سو (۱۰۰) بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد سو بار۔ (مصباح المتہجد)

۵۔ فرمایا: یہ بھی مروی ہے کہ یہ نماز حضرت امیر علیہ السلام کی طرح چار رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس بات سے کوئی امر مانع نہیں ہے کہ جناب سیدہؑ کی نماز ہر دو طرح ہو۔

باب ۱۱

دو رکعت نماز بایں طور پڑھنا مستحب ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص ساٹھ بار۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص دو رکعت مختصر نماز پڑھے، ہر رکعت میں قل ھو اللہ احد ساٹھ بار تو وہ اس طرح اپنی جگہ سے اٹھے گا

کہ اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہ جائے گا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

نماز مہمات کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن الطبرسی حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تمہیں کوئی مہم درپیش ہو تو عمدہ قنوت ذارکان کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ سات بار۔ دوسری میں الحمد ایک بار اور مَا شَاءَ اللّٰهُ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْکَ مَالاً وَ وَلَداً سات بار، تیسری رکعت میں الحمد ایک بار اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سات بار اور چوتھی میں الحمد ایک بار اور وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ سات (پھر سلام پھیر کر) اپنی حاجت کا خدا سے سوال کرو۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۱۳

نمازِ حضرت امیر علیہ السلام مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص چار رکعت نماز پڑھے (بدو سلام) ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار۔ تو اس کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے سے پہلے اس کے وہ گناہ جو اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان ہیں سب معاف ہو جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص حضرت امیر علیہ السلام کی چار رکعت نماز (مذکورہ بالا طریقہ پر) پڑھے۔ وہ گناہوں سے اس طرح باہر نکل جاتا ہے جس طرح اس کی ماں نے اسے (پاک) جنم دیا تھا۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار اور جب اس سے فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے۔۔۔ یہاں وہ دعا ذکر کی ہے۔ (المصباح)

باب ۱۴

ہر روز بارہ رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی وصیت میں فرمایا: اے ابوذرؓ! خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رہبانیت (دنیا اور اس کی جائز لذائذ کے ترک کرنے) کے ساتھ بھیجا گیا تھا مگر میں سہل و آسان شریعت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، عورتوں اور خوشبو کو میری نگاہ میں پسندیدہ بنایا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اے ابوذرؓ! جو شخص نماز فریضہ کے علاوہ ہر روز بارہ رکعت (مستحبی) نماز پڑھے اس کے لیے واجبی طور پر جنت میں ایک مکان بنایا جائے گا۔ (الآمالی للشیخ)

باب ۱۵

ظالم سے انتقام لینے اور تنگی (کے دور کرنے) کی نماز۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم پر کچھ ظلم وزیادتی کی جائے تو (فوراً) اپنے ظالم کو بددعا نہ کرو۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص مظلوم ہوتا ہے مگر وہ اپنے ظالم کے خلاف مسلسل بددعا کرنے کی وجہ سے ظالم بن جاتا ہے ہاں البتہ اگر تم پر (بلاوجہ) ظلم و جور کیا جائے۔ تو غسل کر کے زیر آسمان دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یوں بددعا کرو: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَدْ ظَلَمَنِیْ، وَ لَیْسَ لِیْ اَحَدٌ اَصُوْلُ بِهٖ غَیْرُکَ فَاسْتَوْفِ ظُلَامَتِیَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ بِالْاِسْمِ الَّذِیْ سَاَلَکَ بِهِ الْمُضْطَرُّ فَکَشَفْتَ مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَ مَکَّنْتَ لَهٗ فِی الْاَرْضِ، وَ جَعَلْتَهٗ خَلِیْفَتَکَ عَلٰی خَلْقِکَ، فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَسْتَوْفِیَ لِیْ ظُلَامَتِی السَّاعَةَ السَّاعَةَ﴾ جب ایسا کرو گے تو زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ تم وہ کچھ (دشمن کی تباہی) دیکھو گے جو تم چاہتے ہو۔ (مکارم الاخلاق)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جب کوئی معاملہ تم پر سخت ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار۔ قل ھو اللہ احد اور اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ تا قولہ تعالیٰ وَ یَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا ایک بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد اور الم نشرح (ایک ایک بار) اور یہ مجرب

ہے۔(ایضاً)

باب ۱۶

نمازِ مغرب اور اس کے نوافل کے بعد دس رکعت نماز پڑھنا اور مزید دو رکعت مخصوص کیفیت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص نماز مغرب اور اس کے چار رکعت نافلہ پڑھے اور پھر کسی سے کلام کئے بغیر دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد ایک ایک بار۔ یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن محمد باسناد خود بعض (ائمہ طاہرین علیہم السلام) سے ارشاد خداوندی ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً﴾ (رات کا اٹھنا سخت ضرور ہے مگر ذکر کے لیے بہترین وقت ہے) کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں، فرمایا: اس سے نماز مغرب کے بعد مخصوص طریقہ پر دو رکعت نماز پڑھنا مراد ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ بقرہ کی پہلی دس آیت اور آیت سخرہ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ... الآية﴾ اور کلام خدا ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ تا ﴿قوله تعالىٰ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ اور سورۂ قل ھو اللہ احد پندرہ (۱۵) بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کا آخری حصہ از قول خدا ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ تا آخر سورہ۔ اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار۔ سلام کے بعد جو چاہو خدا سے مانگو (کہ عطا کرے گا)۔ فرمایا: جو شخص اس نماز پر مواظبت کرے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ہر نماز کے عوض چھ سو حج کا ثواب درج کیا جائے گا۔(ایضاً)

باب ۱۷

ہر شب نمازِ مغرب و عشاء کے درمیان دو رکعت نماز وصیت کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام

کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں تمہیں مغرب وعشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ زلزال تیرہ بار اور دوسری میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد پندرہ بار۔ فرمایا: جو شخص ہر ماہ میں یہ نماز ایک بار پڑھے گا تو وہ مؤمنین میں سے ہوگا۔ اور اگر ہر سال میں ایک بار پڑھے گا تو وہ محسنین میں سے ہوگا۔ اور اگر ہر شب جمعہ پڑھے گا تو مخلصین میں سے ہوگا۔ اور اگر ہر رات پڑھے گا تو پھر جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور اس کے ثواب کو خدا کے سوا اور کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ (مصباح المتہجد)

باب ۱۸

ذکاوت اور تیزیٔ حافظہ کے لیے نماز۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن فضل الطبرسیؒ سدیر سے اور وہ مرفوعاً صادقین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: قرآن مجید کی یہ سورتیں یعنی آیت الکرسی، انا انزلناہ، یٰسین، الواقعہ، سبح اللہ، سورۂ حشر، وتبارک الذی، قل ھو اللہ احد اور معوذتین کسی صاف ستھرے برتن میں زعفران سے لکھی جائیں اور پھر اسے زمزم، یا بارش کے پانی یا کسی اور صاف پانی سے دھویا جائے۔ پھر اس میں دو مثقال لبان، دس مثقال شکر، دس مثقال شہد ملا کر اور پھر رات کو اسے زیر آسمان رکھ کر اس کا سر لوہے سے بند کیا جائے۔ پھر آخر شب میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اور قل ھو اللہ احد پچاس بار اور نماز سے فارغ ہو کر یہ پانی پی لیا جائے تو یہ کام حافظہ کی قوت و تیزی کے لیے مجرب ہے۔ انشاء اللہ۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۱۹

کسی خوفناک امر کے وقت (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر صنعانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کسی بھی خوفناک امر کے وقت یہ دو رکعت نماز پڑھو اور یہی وہ نماز ہے جو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پڑھتی تھیں، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار اور جب سلام پھیرو تو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھو اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو۔ یہاں وہ دعا ذکر کی ہے۔ (المصباح)

باب ۲۰

غفلت کے وقت یعنی مغرب و عشاء کے درمیان نفل پڑھنا اگرچہ دو رکعت ہی ہوں مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غفلت کے وقت نفل پڑھو اگرچہ مختصری دو رکعت کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ دار الکرامت (جنت) میں دخول کا باعث ہیں۔ دوسری روایت میں لفظ دار السلام وارد ہے جس سے مراد جنت ہے اور غفلت کے وقت سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان والا وقت ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، ثواب الاعمال، الامالی، معانی الاخبار، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان دو رکعت[1] نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد اور آیت مبارکہ وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِباً تا قولہ تعالٰی وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ایک ایک بار اور دوسری رکعت میں الحمد اور آیت مبارکہ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ تا آخر آیت ایک ایک بار اور جب قرأت سے فارغ ہو تو دونوں ہاتھ بلند کر کے (بطور قنوت) یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَفَاتِحِ الْغَيْبِ الَّتِيْ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَفْعَلَ بِيْ كَذَا وَ كَذَا﴾ (یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے) ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيُّ نِعْمَتِيْ، وَ الْقَادِرُ عَلٰى طَلَبَتِيْ، تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ لَمَّا قَضَيْتَهَا لِيْ﴾ بعد ازاں خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرے پس اب جو کچھ خدا سے مانگے گا وہ اسے عطا کرے گا۔ (مصباح المتہجد للطوسیؒ)

باب ۲۱

نمازِ عشاء کے بعد چار رکعت نماز مستحب ہے اور اس کی کیفیت اور اگر نمازِ شب فوت ہو جائے تو پھر اس نماز کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حجّال سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نمازِ عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے جن میں قرآن کی ایک سو آیت پڑھتے تھے مگر وہ اس نماز کو (کسی خاص کھاتے میں) شمار نہیں کرتے تھے۔ اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے جن میں سے ایک رکعت میں الحمد اور قل ھو

---

[1] اسی نماز کا نام "نمازِ غفیلہ" ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

اللہ احد اور دوسری میں الحمد اور قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے۔ پس اگر رات کو (نصف شب کے بعد) بیدار ہوتے تو نمازِ شب پڑھتے اور وتر بھی پڑھتے۔ اور اگر طلوع فجر تک بیدار نہ ہوتے۔ تو پھر صرف دو رکعت پڑھتے تھے جو نماز شفع قرار پاتی تھی اور وہ دو رکعت جو نماز عشاء کے بعد پڑھی تھی اسے وتر شمار کرتے تھے۔ (التہذیب)

باب ۲۲

بازار جاتے وقت طلبِ رزق کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے فقر و فاقہ اور کاروبار میں تونگری کے بعد خسارہ پانے کی شکایت کی۔ اور اس سلسلہ میں یہ شکایت بھی شامل تھی کہ وہ جس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی میں اس پر رزق تنگ ہی ہو جاتا ہے؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے حکم دیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مقدس اور ان کے منبر شریف کے مقام پر جائے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد ایک سو بار یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِقُوَّتِکَ وَ قُدۡرَتِکَ وَ بِعِزَّتِکَ وَمَا اَحَاطَ بِہٖ عِلۡمُکَ اَنۡ تَیَسَّرَ لِیۡ مِنَ التِّجَارَۃِ اَسۡبَغُھَا رِزۡقًا وَ اَعَمُّھَا فَضۡلاً وَ خَیۡرِھَا عَاقِبَۃً﴾ وہ آدمی بیان کرتا ہے کہ جو کچھ امامؑ نے مجھے حکم دیا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔ بعد ازاں بھی جدھر بھی گیا ہوں خدا نے مجھے وہاں رزق عطا فرمایا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن (ابی) الطیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پہلے میرے پاس کچھ مال و منال تھا جو سب تلف ہو گیا اور اب سخت تنگیٔ معیشت میں گرفتار ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: بازار میں تیری کوئی دکان ہے؟ عرض کیا: ہاں۔۔۔ ہے! مگر میں نے اسے چھوڑ دیا ہے! فرمایا: جب واپس کوفہ جائے تو اپنے ہاتھ سے جھاڑو دے کر اپنی دکان میں بیٹھ اور جب (گھر سے) بازار جانے لگو تو دو یا چار رکعت پڑھ اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿تَوَجَّھۡتُ بِلاَ حَوۡلَ مِنِّیۡ وَلاَ قُوَّۃٍ، وَلٰکِنۡ بِحَوۡلِکَ وَ قُوَّتِکَ وَ اَبۡرَاُ اِلَیۡکَ مِنَ الۡحَوۡلِ وَ الۡقُوَّۃِ اِلاَّ بِکَ، فَاَنۡتَ حَوۡلِیۡ فَبِکَ قُوَّتِیۡ، اَللّٰھُمَّ فَارۡزُقۡنِیۡ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡوَاسِعِ رِزۡقًا کَثِیۡرًا طَیِّبًا، وَ اَنَا خَافِضٌ فِیۡ عَافِیَتِکَ فَاِنَّہٗ لاَ یَمۡلِکُھَا اَحَدٌ غَیۡرُکَ﴾۔ راوی کہتا ہے کہ یہ عمل کرنے سے میں اتنا مال دار ہو گیا کہ میں سواریوں پر سوار ہونے لگا، غلام خریدے اور کئی نئے مکان بنائے۔

(ایضاً)

۳۔ ولید بن صبیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب صبح سویرے کسی کام میں جانا چاہو۔ بعد اس کے کہ نماز (صبح) واجب ہو چکی ہو (اور تم نے پڑھ بھی لی ہو) تو دو رکعت نماز پڑھو۔ اور جب تشہد (اور سلام) سے فارغ ہو تو تین بار یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ غَدَوْتُ اَلْتَمِسُ مِنْ فَضْلِکَ کَمَا اَمَرْتَنِیْ، فَارْزُقْنِیْ رِزْقًا حَلَالاً طَیِّبًا، وَ اَعْطِنِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْہِ الْعَافِیَۃَ﴾ اس کے بعد اور دو رکعت نماز پڑھو۔ اور اس سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھو: ﴿بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ غَدَوْتُ بِغَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ، وَلٰکِنْ بِحَوْلِکَ یَا رَبِّ وَقُوَّتِکَ، وَ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِنَ الْحَوْلِ وَ الْقُوَّۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بَرَکَۃَ ھٰذَا الْیَوْمِ وَ بَرَکَۃَ اَھْلِہٖ، وَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ مِنْ فَضْلِکَ رِزْقًا وَاسِعًا طَیِّبًا حَلَالاً تَسُوْقُہٗ اِلَیَّ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ وَ اَنَا خَافِضٌ فِیْ عَافِیَتِکَ﴾۔ (الفروع)

۴۔ ولید بن صبیح کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تیری دکان مسجد کے کس طرف ہے؟ عرض کیا کہ اس کے دروازہ کے پاس! فرمایا: جب اپنی دکان میں جانے لگو تو پہلے مسجد میں جاؤ اور وہاں دو یا چار رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿غَدَوْتُ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ، وَ غَدَوْتُ بِلَا حَوْلَ مِنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ، بَلْ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ یَا رَبِّ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ اَلْتَمِسُ مِنْ فَضْلِکَ کَمَا اَمَرْتَنِیْ فَیَسِّرْ لِیْ ذٰلِکَ وَ اَنَا خَافِضٌ فِیْ عَافِیَتِکَ﴾۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن الحسن العطار ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے فلاں! کیا تو صبح سویرے طلب حاجت کے لیے نہیں نکلتا؟ اور تمہارے ہاں کوفہ میں جو مسجد اعظم ہے اس کے پاس سے نہیں گزرتا؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: اس میں چار رکعت نماز پڑھ اور ان میں (یعنی ان کے بعد) یہ دعا پڑھو: ﴿غَدَوْتُ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ، غَدَوْتُ بِغَیْرِ حَوْلَ مِنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ، وَلٰکِنْ بِحَوْلِکَ یَا رَبِّ وَ قُوَّتِکَ، اَسْئَلُکَ بَرَکَۃَ ھٰذَا الْیَوْمِ وَ بَرَکَۃَ اَھْلِہٖ، وَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ مِنْ فَضْلِکَ حَلَالاً طَیِّبًا تَسُوْقُہٗ اِلَیَّ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ وَ اَنَا خَافِضٌ فِیْ عَافِیَتِکَ﴾۔

(ایضاً)

۶۔ جناب شیخ حسن بن فضل الطبرسیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپؐ جبرئیلؑ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نماز رزق کے متعلق فرمایا کہ وہ دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور انا اعطیناک الکوثر تین بار۔ اور سورۂ اخلاص تین بار۔ اور دوسری میں الحمد ایک بار اور معوذتین تین تین بار۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۲۳

قرض کی ادائیگی کے لیے (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں عیالدار آدمی ہوں، مقروض ہوں۔ اور میرے حالات سخت ناسازگار ہیں۔ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم دیں جس کی برکت سے خدا مجھے اتنا رزق دے کہ قرض ادا کرسکوں اور اپنے اہل وعیال کی روٹی کا بندوبست کرسکوں! فرمایا: اے بندۂ خدا! وضوئے کامل کر۔ اور کامل رکوع وسجود کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھ۔ بعد ازاں یہ دعا پڑھو: ﴿يَا مَاجِدُ يَا وَاحِدُ يَا كَرِيْمُ أَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ رَبِّكَ وَ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى أَهْلِبَيْتِهِ، وَ أَسْئَلُكَ نَفْحَةً مِنْ نَفَحَاتِكَ وَ فَتْحًا يَسِيْرًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا أَلُمُّ بِهِ شَعْثِيْ وَ أَقْضِيْ بِهِ دَيْنِيْ وَ أَسْتَعِيْنُ بِهِ عَلٰى عِيَالِيْ﴾۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۴

سلطان (بادشاہ اور حاکم) کے شر سے بچنے کے لیے (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سلیمان دیلمی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے میرے آقا! میں آپ کی خدمت میں اس قرض کی شکایت لے کر آیا ہوں جو مجھ پر چڑھ گیا ہے اور اس سلطان کی جو مجھ پر ظلم وستم کرتا ہے؟ فرمایا: جب رات کی تاریکی چھا جائے تو دو رکعت نماز پڑھ، پہلی رکعت میں الحمد اور آیت الکرسی (ایک ایک بار) اور دوسری میں الحمد اور سورۂ حشر کی آخری آیات لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تا آخر سورہ پڑھو اور (سلام پھیر کر) قرآن لے کر سر پر رکھ اور یہ دعا پڑھ ﴿بِحَقِّ هٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ بِحَقِّ مَنْ اَرْسَلْتَهُ بِهِ وَ بِحَقِّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مَدَحْتَهُ فِيْهِ وَ بِحَقِّكَ عَلَيْهِمْ فَلَا اَحَدَ اَعْرَفُ بِحَقِّكَ مِنْكَ﴾ بِكَ يَا اَللّٰهُ دس بار، يَا مُحَمَّدُ دس بار، يَا عَلِيُّ دس بار، يَا فَاطِمَةُ دس بار، يَا حَسَنُ دس بار، يَا حُسَيْنُ دس بار، يَا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ دس بار، يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ دس بار، يَا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ دس بار، يَا مُوْسَى بْنَ

جَعْفَرٍؑ دس بار، یَا عَلِيّ بْنِ مُوْسٰیؑ دس بار، یَا مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّؑ دس بار، یَا عَلِيّ بْنِ مُحَمَّدٍؑ دس بار، یَا حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّؑ دس بار، بِالْحُجَّةِ دس بار، اس کے بعد خدا سے اپنی حاجت کا سوال کر۔ راوی کہتا ہے کہ کچھ مدت کے بعد جب وہ شخص واپس آیا۔ تو (اس عمل کی برکت سے) اس کا قرض ادا ہو چکا تھا، سلطان کا معاملہ ٹھیک ہو چکا تھا، اور وہ کافی مالدار بن گیا تھا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۲۵

جب بھوک لگی ہو تو طلب طعام کے لیے (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عروہ سے جو شعیب عرقوقی کا بھانجا ہے اور وہ اپنے ماموں شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جس شخص کو بھوک لگے (مگر کھانے کا انتظام نہ ہو) تو اسے چاہیئے کہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ بعد ازاں یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ﴾ اسی وقت اسے کھانا کھلایا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۶

بروز جمعہ طلب رزق کے لیے نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ میسّر بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں فقیر و قلاش ہوں۔ فرمایا: بدھ کا انتظار کر اور اس دن روزہ رکھ، اس کے بعد جمعرات اور جمعہ کے دن تین دن تک برابر روزہ رکھ۔ اور جب جمعہ کے دن چاشت کا وقت ہو تو مکان کی چھت پر یا کسی صحراء میں جا کر جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے پہلے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پڑھ۔ اور پھر اسی جگہ دو رکعت نماز پڑھ، پھر دونوں گھٹنے زمین پر لگا کر اور روبقبلہ دوزانو بیٹھ کر اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ دعا پڑھ: ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَنْتَ اِنْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْکَ وَ خَابَتِ الْآمَالُ اِلَّا فِیْکَ، یَا ثِقَةَ مَنْ لَّا ثِقَةَ لَهٗ لَا ثِقَةَ لِیْ غَیْرُکَ اِجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا وَ ارْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ﴾ پھر زمین پر سجدہ کر۔ اور اس میں پڑھ: ﴿یَا مُغِیْثُ اجْعَلْ لِیْ رِزْقًا مِنْ فَضْلِکَ﴾ پس سنیچر کا سورج تجھ پر طلوع نہیں ہوگا مگر رزق جدید کے ساتھ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

(مصباح المتہجد للطوسیؒ)

باب ۲۷

سفر کے ارادہ کے وقت اور عرفہ کے دن (مخصوص قسم کی) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابی زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کوئی شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرے تو اپنے بعد وہ جو کچھ چھوڑ کر جاتا ہے ان میں سے دو رکعت نماز سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَوۡدِعُکَ نَفۡسِیۡ وَ اَھۡلِیۡ وَ مَالِیۡ وَ دِیۡنِیۡ وَ دُنۡیَایَ وَ آخِرَتِیۡ وَ اَمَانَتِیۡ وَ خَوَاتِیۡمَ عَمَلِیۡ﴾، فرمایا: جو شخص یہ عمل کرے گا اسے خدا وہ کچھ عطا کرے گا جو کچھ وہ اس سے مانگے گا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آداب سفر حج) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر اور نماز عرفہ پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

حاجت برآری کے لیے (مخصوص) نمازیں پڑھنا مستحب ہے اور ان کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر کوئی حاجت مند خدا سے اپنی حاجت برآری چاہتا ہو تو وہ دن کے وقت ساٹھ مسکینوں کو (کھجور، گندم یا جو) کا ایک ایک صاع (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے مطابق) صدقہ دے اور جب رات داخل ہو جائے تو پچھلی رات غسل کر کے اپنے خاندان کا ادنیٰ ترین لباس پہن کر جن میں ایک چادر بھی ہونی چاہیئے۔ دو رکعت نماز پڑھے (جن میں الحمد کے بعد پہلی رکعت میں) قل ھو اللہ احد اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھے۔ اور جب آخری رکعت کے پہلے سجدہ میں سر رکھے تو خدا کی تہلیل، تعظیم، تقدیس اور تعریف و تمجید کر کے اور اپنے جو گناہ یاد ہوں ان کا نام بنام اقرار کرے (اور ان سے توبہ کرے)۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور جب دوسرے سجدہ میں جائے تو اس میں سو بار اس طرح خدا سے پناہ مانگے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَجِیۡرُکَ﴾ پھر خدا سے جو چاہے دعا مانگے۔ اور یہ دعا پڑھے: ﴿یَا کَائِنًا قَبۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ وَ یَا مُکَوِّنَ کُلِّ شَیۡءٍ وَ یَا کَائِنًا بَعۡدَ کُلِّ شَیۡءٍ اِفۡعَلۡ بِیۡ کَذَا وَ کَذَا﴾ (یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے) جب بھی سجدہ میں جائے تو گھٹنوں سے چادر ہٹا کر پیچھے پنڈلیوں کے اندر کر دے اور ننگے گھٹنے زمین پر رکھے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حسن بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرکے کامل رکوع و سجود کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے۔ بعد ازاں بیٹھ کر خدا کی حمد و ثنا کرے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور ان کی آل اطہارؑ) پر درود و سلام بھیجے۔ بعد ازاں خدا سے اپنی حاجت طلب کرے تو اس نے گویا اپنے صحیح مقام سے خیر طلب کی ہے۔ اور جو اپنے صحیح مقام سے خیر طلب کرے وہ نامراد نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حارث بن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب خدا سے کوئی حاجت برآری چاہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھ کر سوال کرو۔ تمہیں عطا کیا جائے گا۔ (الفروع)

۴۔ محمد بن کردوس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص باطہارت ہو کر رخت خواب پر سوئے اس کا بستر بمنزلہ مسجد ہوگا۔ (اس کو مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا)۔ (اور اگر رات کے کسی حصہ میں اٹھ کر خدا کو یاد کرے تو اس کی خطائیں جھڑ جاتی ہیں اور اگر آخر شب میں اٹھ کر وضو کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی حمد و ثنا کرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھے تو خدا سے جو کچھ مانگے گا تو خدا یا تو اسے بعینہ وہی کچھ عطا کرے گا جو اس نے مانگا ہے یا اس کے لیے وہ (ثواب) ذخیرہ کرے گا جو اس کے لیے بہتر ہوگا۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالرحیم القصیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے ایک دعا اختراع کی ہے۔ امامؑ نے (سننے سے پہلے) فرمایا: مجھے اپنی اختراع سنانے سے معاف رکھ۔ ہاں اگر کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح پناہ لے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی خدمت میں ہدیہ کر۔ عرض کیا: کس طرح کروں؟ فرمایا: غسل کر اور پھر اسی طرح دو رکعت نماز پڑھ جس طرح نماز فریضہ پڑھتا ہے۔ اور اسی طرح تشہد پڑھ پھر جب سلام پھیر چکے تو کہہ: ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ وَ اِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنِّی السَّلَامَ وَ اَرْوَاحَ الْاَئِمَّةِ الصَّالِحِیْنَ سَلَامِیْ، وَارْدُدْ عَلَیَّ مِنْهُمُ السَّلَامَ، وَ السَّلَامُ عَلَیْهِمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ هَدِیَّةٌ مِنِّیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَثِبْنِیْ عَلَیْهِمَا مَا اَمَّلْتُ وَ رَجَوْتُ فِیْکَ وَفِیْ رَسُوْلِکَ یَا وَلِیَّ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ پھر سجدہ میں سر رکھ اور چالیس (۴۰) بار پڑھ: ﴿یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، یَا حَیُّ لَا یَمُوْتُ یَا حَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ﴾ پھر دایاں رخسار زمین

پر رکھ کر یہی ذکر چالیس بار اس کے بعد بایاں رخسار زمین پر رکھ کر یہی ذکر چالیس بار پڑھو۔ پھر سر اٹھا کر اور ہاتھ پھیلا کر یہی ذکر چالیس بار پڑھ، پھر ہاتھ گردن میں ڈال کر اور انگشت شہادت اٹھا کر یہی ذکر چالیس بار۔ اس کے بعد اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی پکڑ کر اور رو کر یا رونے کی شکل بنا کر کہو: ﴿يَا مُحَمَّدُ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَشْكُوْ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلَيْكَ حَاجَتِيْ، وَ اِلٰى اَهْلِبَيْتِكَ الرَّاشِدِيْنَ حَاجَتِيْ وَ بِكُمْ اَتَوَجَّهُ اِلَى اللّٰهِ فِيْ حَاجَتِيْ﴾ پھر سجدہ میں جا اور سو بار ﴿يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ﴾ (کہو کہ سانس قطع ہو جائے)۔ ﴿صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ افْعَلْ بِيْ كَذَا وَ كَذَا﴾ (یہاں اپنی حاجت بیان کر)۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ''ضامن'' ہوں کہ آدمی اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس کی حاجت پہلے پوری ہو جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ بعض اصحاب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں پریشان ہو یا اسے کوئی حاجت درپیش ہو تو اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ ایک ہزار بار۔ اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد ایک ایک بار بعد ازاں اپنی حاجت خدا سے طلب کرے۔ (ایضاً)

۷۔ مقاتل بن مقاتل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ حاجات کے پورے ہونے کے لیے مجھے کوئی دعا تعلیم دیں؟ فرمایا: جب خدا کی بارگاہ میں کوئی اہم حاجت درپیش ہو تو غسل کر اور سب سے زیادہ صاف ستھرے کپڑے پہن۔ اور کچھ خوشبو بھی لگا۔ پھر زیر آسمان جا کر دو رکعت نماز پڑھ اور اس میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار۔ پھر رکوع میں یہی سورہ پندرہ بار الغرض نمازِ تسبیح (نمازِ جعفر طیارؑ) کی طرح مکمل کرو۔ (یعنی سر اٹھا کر پندرہ بار، پھر سجدہ میں پندرہ بار، وھکذا) فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں تسبیح ہے اور یہاں قل ھو اللہ کی تلاوت ہے بالآخر سلام پھیر کر پھر پندرہ بار بعد ازاں سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّ كُلَّ مَعْبُوْدٍ مِنْ لَدُنْ عَرْشِكَ اِلٰى قَرَارِ اَرْضِكَ فَهُوَ بَاطِلٌ سِوَاكَ، فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ اقْضِ لِيْ حَاجَةَ كَذَا وَ كَذَا اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ﴾ اور بڑے الحاح و اصرار سے مانگو۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ شرجیل الکندی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب خدا سے کسی حاجت برآری کا سوال کرنا چاہو تو احسن طریقہ پر وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو جس میں خدا کی عظمت بیان کرو اور سرکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھو۔ اور پھر سلام کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ مَلِکٌ وَ اَنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مُقْتَدِرٌ وَ اَنَّکَ مَا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ یَکُوْنُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ) اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّکَ لِیَنْجَحَ لِیْ بِکَ طَلِبَتِیْ، اَللّٰهُمَّ بِنَبِیِّکَ اَنْجِحْ لِیْ طَلِبَتِیْ بِمُحَمَّدٍ﴾ پھر اپنی حاجت کا خدا سے سوال کرو۔ (ایضاً)

۹۔ حارث بن المغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تمہیں کوئی حاجت درپیش ہوتو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو، پھر خدا کی حمد و ثنا کرو اور کوئی آیت پڑھو، پھر خدا سے دعا مانگو جو قبول ہوگی (انشاء اللہ)۔ (الفروع)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سہل سے اور وہ اپنے بزرگوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تمہیں خدا کی بارگاہ میں کوئی اہم حاجت درپیش ہوتو بدھ، جمعرات اور جمعہ تین دن متواتر روزہ رکھو، اور جب جمعہ کا دن ہوتو غسل کرو۔ اور نیا لباس پہنو اور اپنے مکان کی بلندترین چھت پر چڑھ جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔ اور (نماز کے بعد) ہاتھ بلند کر کے یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ حَلَلْتُ بِسَاحَتِکَ لِمَعْرِفَتِیْ بِوَحْدَانِیَّتِکَ وَ صَمَدَانِیَّتِکَ، وَ اَنَّهُ لَا قَادِرَ عَلٰی حَاجَتِیْ غَیْرُکَ، وَ قَدْ عَلِمْتُ یَا رَبِّ اَنَّهُ کُلَّمَا تَظَاهَرَتْ نِعَمُکَ عَلَیَّ اشْتَدَّتْ فَاقَتِیْ اِلَیْکَ، وَقَدْ طَرَقَنِیْ هَمُّ کَذَا وَ کَذَا (یہاں اس مشکل کا ذکر کرو) وَ اَنْتَ بِکَشْفِهٖ عَالِمٌ غَیْرُ مُعَلَّمٍ، وَاسِعٌ غَیْرُ مُتَکَلِّفٍ، فَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ وَضَعْتَهُ عَلَی الْجِبَالِ فَنُسِفَتْ، وَ وَضَعْتَهُ عَلَی السَّمَاءِ فَانْشَقَّتْ، وَ عَلَی النُّجُوْمِ فَانْتَثَرَتْ، وَ عَلَی الْاَرْضِ فَسُطِحَتْ، وَ اَسْئَلُکَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ جَعَلْتَهُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَ الْاَئِمَّةِ (یہاں پورے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے نام لو) اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ، وَ اَنْ تُیَسِّرَ لِیْ عَسِیْرَهَا، وَ تَکْفِیَنِیْ مُهِمَّهَا فَاِنْ فَعَلْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ، وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَلَکَ الْحَمْدُ غَیْرُ جَائِرٍ فِیْ حُکْمِکَ، وَلَا مُتَّهَمٌ فِیْ قَضَائِکَ، وَلَا حَائِفٌ فِیْ عَدْلِکَ﴾ پھر اپنا رخسار زمین سے لگا کر یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّ یُوْنُسَ بْنَ مَتّٰی عَبْدُکَ دَعَاکَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَهُوَ عَبْدُکَ فَاسْتَجَبْتَ لَهٗ، وَ اَنَا عَبْدُکَ اَدْعُوْکَ فَاسْتَجِبْ لِیْ﴾ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بعض اوقات جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے اور میں یہی دعا پڑھتا ہوں تو میں اس حالت میں واپس لوٹتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔

(الفقیہ، التہذیب)

۱۱۔ جناب عیاشی نے اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سورۂ انعام یکبارگی نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتوں نے اسی کی تعظیم و تجلیل کی خاطر اس کی مشایعت کی کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام "اللّٰہ" ستر بار آیا ہے اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس کے پڑھنے میں کیا فضیلت ہے تو اسے کبھی ترک نہ کرتے۔ پھر فرمایا: جس شخص کو خدا سے کوئی حاجت برآری کرانی ہو تو اسے چاہیئے کہ چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور اس کے بعد سورۂ انعام ایک بار اور جب پڑھ چکے تو یہ دعا پڑھے: ﴿یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ مِنْ کُلِّ عَظِیْمٍ یَا سَمِیْعَ الدُّعَاءِ یَا مَنْ لَا تُغَیِّرُہُ اللَّیَالِیْ وَ الْاَیَّامُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَ ارْحَمْ ضَعْفِیْ وَ فَقْرِیْ وَ فَاقَتِیْ وَ مَسْکَنَتِیْ فَاِنَّکَ اَعْلَمُ بِھَا مِنِّیْ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِحَاجَتِیْ یَا مَنْ رَحِمَ الشَّیْخَ یَعْقُوْبَ حِیْنَ رَدَّ عَلَیْہِ یُوْسُفَ قُرَّۃَ عَیْنِہٖ یَا مَنْ رَحِمَ اَیُّوْبَ بَعْدَ طُوْلِ بَلَائِہٖ یَا مَنْ رَحِمَ مُحَمَّدًا وَ مِنَ الْیُتْمِ آوَاہُ وَ نَصَرَہٗ عَلٰی جَبَابِرَۃِ قُرَیْشٍ وَ طَوَاغِیْتِھَا وَ اَمْکَنَہٗ مِنْھُمْ، یَا مُغِیْثُ یَا مُغِیْثُ یَا مُغِیْثُ﴾ اسے بار بار پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر یہ دعا پڑھ کر خدا سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرو تو وہ ضرور تمہیں عطا فرمائے گا۔ (تفسیر عیاشی)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود صباح الحذاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو مسجد کوفہ میں جائے اور وضوء کامل کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سات سورتیں یعنی معوذتین، قل ھو اللہ احد، قل یا ایھا الکافرون، اذا جاء نصر اللہ، سبح اسم ربک الاعلیٰ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک ایک بار پڑھے اور تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرے جو پوری ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے کیا امر مانع ہے کہ جمعہ کے دن دو رکعت نماز پڑھ کر خدا کی حمد و ثنا کرے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے۔ اور پھر ہاتھ پھیلا کر یہ دعا پڑھے۔ پھر وہ دعا ذکر کی ہے۔

(المصباح)

۱۴۔ عاصم بن حمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیئے کہ بدھ، خمیس اور جمعہ کے دن روزہ رکھے اور جب جمعہ کا دن ہو تو غسل کرے اور صاف ستھرا لباس پہنے اور پھر اپنے مکان کی بلند ترین چھت پر جا کر دو رکعت نماز پڑھے اور پھر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ دعا پڑھے اور پھر یہاں وہ دعا ذکر کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۲ باب ۳۱، از دعا اور نماز جمعہ باب ۳۹ میں) اس سلسلہ کی بعض حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور حضرت شیخ مفیدؒ نے بھی اپنی کتاب المقنعہ میں اس قسم کی بہت سی نمازیں نقل کی ہیں۔

باب ۲۹

جب کوئی بلاء و مصیبت نازل ہو تو روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا اور ردِ بلا کی دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو علی الخزاز سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میرا ایک بھائی ہے جو ایک بلاء و مصیبت میں گرفتار ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے مجھے حیاء دامن گیر ہے؟ فرمایا: وہ بدھ، خمیس اور جمعہ کو تین روزہ روزہ رکھے اور (تیسرے دن) جب سورج ڈھل جائے تو دو کپڑے پہنے جو نئے ہوں یا یا دھلے ہوئے ہوں اور ایسی جگہ پر جا کر جہاں اسے کوئی نہ دیکھے دو رکعت نماز پڑھے اور نماز میں سورۂ الحمد دس بار، قل ھو اللہ احد دس بار۔ جب رکوع میں جائے تو قل ھو اللہ احد پندرہ بار۔ اور جب سجدہ میں جائے تو دس بار۔ اور سر اٹھا کر دوسرے سجدہ میں جانے سے پہلے بیس بار۔ اسی طرح چار رکعت نماز پڑھے۔ جب فارغ ہو تو ہتھیلیاں اور پیشانی زمین پر رکھے اور یہ دعا پڑھے: ﴿يَا مَعْرُوفًا بِالْمَعْرُوفِ، يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ، وَ يَا آخِرَ الْآخِرِيْنَ، يَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِيْنَ يَا رَازِقَ الْمَسَاكِيْنَ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِنِّيْ اِشْتَرَيْتُ نَفْسِيْ مِنْكَ بِثُلُثِ مَا اَمْلِكُ فَاصْرِفْ عَنِّيْ شَرَّ مَا ابْتَلَيْتُ بِهٖ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔

(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جاتا ہے تو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اسے پیسے دیتا ہے، جب بادشاہ سے کوئی کام وابستہ ہوتا ہے تو دربان کے پاس جاتا ہے اور اسے رشوت دیتا ہے۔ جب تمہیں کوئی پریشان کن معاملہ پیش آئے تو لوگ تم خدا کی بارگاہ میں پناہ لیتے تو کتنا اچھا ہوتا یعنی وضو کرتے اور کچھ تھوڑا یا زیادہ صدقہ دیتے اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے، پھر خدا کی حمد و ثنا کرتے اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنْ عَافَيْتَنِيْ مِنْ مَرَضِيْ اَوْ رَدَدْتَنِيْ مِنْ سَفَرِيْ اَوْ عَافَيْتَنِيْ مِمَّا اَخَافُ مِنْ كَذَا وَ كَذَا﴾ تو خدا یقیناً اس کی حاجت برآری فرماتا اور یہ واجبی قسم ہے اور خدا کے احسان کا شکریہ ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ مفیدؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب المقنع میں درج کیا ہے مگر اس میں انہوں نے محال خاف میں کذا و کذا کے بعد یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے: ﴿وَ فَعَلْتَ بِيْ كَذَا وَ كَذَا فَلَكَ عَلَيَّ كَذَا وَ كَذَا﴾ تو خدا سے اس کا مدعا عطا فرمائے گا (وھوالانسب)۔ (الفقیہ، التہذیب، المقنع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ جب انہیں کوئی بات پریشان کرتی تھی تو وہ دو (۲) درشت اور سخت کپڑے پہن لیتے تھے اور آخر شب میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور جب ان کے آخری سجدہ میں جاتے تو سو بار خدا کی تسبیح کرتے (سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے) سو بار اس کی تحمید کرتے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتے)۔ سو بار تہلیل کرتے (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے) اور سو بار اس کی تکبیر کرتے (اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے)۔ پھر اپنے سب گناہوں کا اعتراف کرتے اور گھٹنے زمین پر ٹیک کر خدا سے دعا مانگتے تھے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

اپنے بیمار بیٹے کی شفایابی کے لیے ماں کا نماز پڑھنا اور دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن ارقط (امام جعفر صادق علیہ السلام کے بھانجے اور جناب ام سلمہ کے بیٹے) بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں ماہِ رمضان میں سخت بیمار ہوا، حتیٰ کہ قریب بمرگ ہو گیا۔ چنانچہ میری ماں نے بہت گھبراہٹ ظاہر کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کوٹھے کی چھت پر جائیں اور زیر آسمان دو رکعت نماز پڑھیں اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھیں: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ وَهَبْتَهُ لِيْ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْھِبُکَہٗ مُبْتَدِئًا فَاَعِرْنِیْہِ﴾ اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ جب میری والدہ نے یہی عمل کیا تو مجھے فوراً افاقہ ہوگیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا چنانچہ جب گھر والوں نے سحری کے لیے ہریسہ (ایک قسم کا حلوا) منگوایا اور کھایا تو میں نے بھی ان کے ساتھ مل کر سحری کھائی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے منہ پر مردہ سمجھ کر کپڑا ڈال آئی ہے! امامؑ نے فرمایا: شاید وہ ہنوز نہ مرا ہو؟ لہٰذا جلدی اٹھ، اپنے گھر جا اور غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور بعد ازاں یہ دعا پڑھ: ﴿یَا مَنْ وَھَبَہٗ لِیْ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا جَدِّدْ ھِبَتَہٗ لِیْ﴾ پھر اسے جا کر ہلا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ دے۔ وہ عورت بیان کرتی ہے کہ میں نے یہ عمل کیا اور جا کر جب بیٹے کو ہلایا تو وہ رونے لگا۔ (الفروع)

باب ۳۱

جب کسی ناپسندیدہ امر کا خوف اور نعمتوں کے زوال کا ڈر ہو تو (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا یہ وتیرہ تھا کہ جب کسی ہولناک چیز سے گھبراتے تھے تو نماز کی پناہ لیتے تھے۔ پھر امامؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ﴾۔ (الفروع)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے گھر میں مسجد بناؤ اور جب کسی معاملہ میں خوف محسوس کرو تو دو موٹے جھوٹے کپڑے پہن کر نماز پڑھو۔ پھر دو زانو بیٹھ کر اور چیخ چیخ کر خدا سے سوال کرو۔ جنت طلب کرو۔ اور اس معاملہ کے شر سے اس کی پناہ مانگو۔ اور خبردار خدا کبھی تیرے منہ سے بغاوت اور سرکشی کا کوئی کلمہ نہ سنے اگرچہ تمہیں اپنی ذات یا اپنے قوم و قبیلہ پر ناز ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: تم میں سے جب کسی کو کوئی رنج و غم پہنچے تو اسے کیا امر مانع ہے کہ وہ وضو کرلے اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور خدا سے دعا کرے کیا تم نہیں سنتے کہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ﴾ (روزہ اور نماز کے ذریعہ (خدا سے) مدد طلب کرو)۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

زنداں سے رہائی کے لیے (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن ربیع سے روایت کرتے ہیں، وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون عباسی کی قید میں تھے تو ایک رات ہارون نے مجھے حکم دیا کہ امامؑ کو رہا کر دیا جائے اور ان کو کچھ جائزہ بھی دیا جائے! مگر مجھے اس حکم کا کوئی ظاہری سبب معلوم نہ ہو سکا جب اس سلسلہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے بدھ کی رات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے موسیٰ! تو قید و بند میں مبتلاء ہے اور تو مظلوم ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: کل صبح روزہ رکھ، اس کے بعد خمیس اور جمعہ کو بھی روزہ رکھ۔ اور (جمعہ کے دن) جب افطاری کا وقت داخل ہو تو بارہ رکعت نماز پڑھ، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد بارہ بار، جب چار رکعت پڑھ چکے تو سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا پڑھ: ﴿یَا سَابِقَ الْفَوْتِ یَا سَامِعَ الصَّوْتِ، وَ یَا مُحْیِیَ الْعِظَامِ وَهِیَ رَمِیْمٌ بَعْدَ الْمَوْتِ، اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ، وَ اَنْ تُعَجِّلَ لِیَ الْفَرَجَ مِمَّا اَنَا فِیْهِ﴾ فرمایا: چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس کا نتیجہ آپ نے خود دیکھ لیا ہے۔

(عیون الاخبار، مصباح المتہجد)

۲۔ علی بن ابراہیم ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب ہارون عباسی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کیا اور جب رات داخل ہوئی اور امامؑ کو ہارون کی طرف سے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ وہ کہیں آپؑ کو شہید نہ کر دے تو امامؑ نے وضو کی تجدید کی اور روبقبلہ ہو کر چار رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں یہ دعائیں پڑھیں: ﴿یَا سَیِّدِیْ نَجِّنِیْ مِنْ حَبْسِ هَارُوْنَ وَ خَلِّصْنِیْ مِنْ یَدِهٖ یَا مُخَلِّصَ الشَّجَرِ مِنْ بَیْنِ رَمْلٍ وَ طِیْنٍ وَ مَاءٍ، وَ یَا مُخَلِّصَ اللَّبَنِ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ، وَ یَا مُخَلِّصَ الْوَلَدِ مِنْ بَیْنِ مَشِیْمَةٍ وَ رَحِمٍ، وَ یَا مُخَلِّصَ النَّارِ مِنْ بَیْنِ الْحَدِیْدِ وَ الْحَجَرِ، وَ یَا مُخَلِّصَ الْاَرْوَاحِ مِنْ بَیْنِ الْاَحْشَاءِ وَ الْاَمْعَاءِ، خَلِّصْنِیْ مِنْ یَدِ هَارُوْنَ﴾ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے یہ دعائیں پڑھیں تو ہارون کے خواب میں ایک سیاہ فام شمشیر بکف شخص نے آ کر کہا: اے ہارون! امام موسیٰ علیہ السلام کو قید سے رہا کر ورنہ میں اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا۔ تو ہارون اس کی ہیبت سے ڈر گیا اور داروغۂ زندان کو بلا کر

کہا کہ امام موسیٰ کاظمؑ کو رہا کر دو۔ (عیون الاخبار، الامالی للصدوق" والامالی للشیخ الطوسیؒ)

باب ۳۳

جب دشمن کا خوف ہو تو اس وقت (مخصوص قسم کی) نماز پڑھنا اور اسے بددعا دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کی شکایت کی جو مجھے اذیت پہنچاتا تھا! امامؑ نے فرمایا: اس کے برخلاف بددعا کر! راوی نے عرض کیا کہ میں نے اسے بددعا دی ہے (مگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا) امامؑ نے فرمایا: اس طرح نہیں! بلکہ اس طرح کر کہ گناہوں سے باز آجا اور روزہ رکھ، نماز پڑھ اور صدقہ و خیرات دے! اور جب رات کا آخری حصہ ہو تو اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھ بعد ازاں سجدہ میں جا کر یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَدْ آذَانِیْ، اَللّٰهُمَّ اِسْقِمْ بَدَنَهٗ، وَ اقْطَعْ اَثَرَهٗ، وَ انْقُصْ اَجَلَهٗ، وَ عَجِّلْ ذٰلِکَ لَهٗ فِیْ عَامِهٖ هٰذَا﴾ راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے ایسا کیا تو زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ وہ شخص ہلاک و برباد ہو گیا۔ (الفقیہ)

۲۔ آل سعد میں سے ایک بزرگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب دشمن کی اصلاح چاہو تو (مسجد نبویؐ میں) قبر اور منبر کے درمیان یا چاہو تو اپنے گھر میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھو۔ اور خدا سے دعا کرو کہ وہ مہربان تمہاری مدد کرے۔ اور پھر جو چیز دستیاب ہو سکے وہ لو اور اس مسکین کو بطور صدقہ دو جو پہلے پہل ملے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ عمل کیا تو اس دشمن نے میرے حق میں فیصلہ کیا۔ اور میری جائیداد مجھے واپس لوٹا دی۔ (ایضاً)

باب ۳۴

دشمن کے خلاف فتحیاب ہونے کے لیے (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ ابراہیم بن علی کفعمیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دشمن کے خلاف مدد طلب کرنے کی نماز کے سلسلہ میں فرمایا کہ وہ دو رکعت ہے جن میں رکوع اور سجود کو طول دو۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد اپنا رخسار زمین پر رکھو اور پڑھو: ﴿یَا رَبَّاهُ یَا رَبَّاهُ﴾ اس قدر کہو کہ سانس قطع ہو جائے۔ پھر پڑھو: ﴿یَا مَنْ اَهْلَکَ عَادًا نِ الْاُوْلٰی وَ ثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰی﴾ تا ﴿مَا غَشّٰی، اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ ظَالِمٌ فِیْمَا ارْتَکَبَنِیْ بِهٖ فَاجْعَلْ عَلَیَّ مِنْکَ وَعْدًا وَ لَا تَجْعَلْ لَهٗ فِیْ

حُكْمِكَ نَصِيبًا يَا اَقْرَبَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾۔(المصباح للکفعمیؒ)

۲۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جس شخص پر ظلم کیا جائے اسے چاہیئے کہ دو رکعت نماز پڑھے جس کے رکوع و سجود کو خوب طول دے اور جب سلام پھیر چکے تو ایک ہزار بار یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ جلد اس کی نصرت کی جائے گی انشاء اللہ۔ (ایضاً)

باب ۳۵

جب خداوند عالم کوئی نئی نعمت عطا فرمائے تو اس نماز (شکرانہ) کا پڑھنا اور اس کی کیفیت؟ اور لباس جدید پہنتے وقت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن خارجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز شکرانہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ جب خداوند عالم تمہیں کسی نئی نعمت سے نوازے تو اس طرح دو رکعت نماز پڑھو کہ پہلی رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد (ایک ایک بار) اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل یا ایھا الکافرون (ایک ایک بار)۔ اور پہلی رکعت کے رکوع و سجود میں یہ ذکر کرو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُكْرًا شُكْرًا وَ حَمْدًا﴾ اور دوسری رکعت کے رکوع و سجود میں پڑھو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَ اَعْطَانِيْ مَسْئَلَتِيْ﴾۔ (الفروع، التھذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں ملابس (باب ۲۶) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو لباس جدید پہنتے وقت نماز پڑھنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۶

شادی کا ارادہ کرتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے استفسار فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص عقد و ازدواج کرنے کا ارادہ کرے تو کیا کرتا ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے؟ فرمایا: جب اس کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھے۔ اور خدا کی حمد و ثنا کرے، پھر یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ فَقَدِّرْ لِيْ مِنَ النِّسَاءِ اَعَفَّهُنَّ فَرْجًا وَ اَحْفَظَهُنَّ لِيْ فِيْ نَفْسِهَا وَ فِيْ مَالِيْ وَ اَوْسَعَهُنَّ رِزْقًا، وَ اَعْظَمَهُنَّ بَرَكَةً، وَ قَدِّرْ لِيْ وَلَدًا طَيِّبًا

تَجْعَلَهُ خَلَفًا صَالِحًا فِيْ حَيَاتِيْ وَ بَعْدَ مَمَاتِيْ﴾۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں کتاب النکاح میں ذکر کی جائیں گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۳۷

جب (شب زفاف) بیوی سے مباشرت کرنے کا ارادہ ہو تو اس وقت دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کہ میں ایک سن رسیدہ آدمی ہوں۔ اور میں نے ایک چھوٹی سی باکرہ لڑکی سے شادی کی ہے مگر میں نے اس سے ہنوز مباشرت نہیں کی کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ جب میں اپنے بستر پر اس سے مباشرت کروں گا اور وہ مجھے (قریب سے) دیکھے گی تو میرے خضاب اور کبرسنی کی وجہ سے کہیں مجھ سے نفرت نہ کرے؟ امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں کو حکم دو جنہوں نے دلہن تم تک پہنچائی ہے کہ اسے وضو کرا کے لائیں۔ پھر تو بھی اس تک پہنچنے سے پہلے وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور ان لوگوں سے کہہ کہ وہ اس سے کہیں کہ وہ بھی دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر خدا کی مدح و ثنا کر اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھ پھر یہ دعا پڑھ اور ان لوگوں سے کہہ کہ وہ آمین کہیں: ﴿اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ اِلْفَهَا وَ وُدَّهَا وَ رِضَاهَا وَ رَضِّنِيْ بِهَا ثُمَّ (وَ) اجْمَعْ بَيْنَنَا بِأَحْسَنِ اجْتِمَاعٍ وَ أَسَرِّ ائْتِلَافٍ، فَإِنَّكَ تُحِبُّ الْحَلَالَ وَ تَكْرَهُ الْحَرَامَ﴾ پھر فرمایا: جان لو! کہ الفت خدائے رحمٰن کی طرف سے ہوتی ہے اور نفرت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ حلال کو ناپسندیدہ بنائے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (مقدمات نکاح میں) بیان کی جائیں گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۳۸

جب کسی شخص کا ارادہ ہو کہ اس کی عورت حاملہ ہو تو اس کے لیے (مخصوص) دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے ہاں (بیوی کو) حمل ہو تو اسے چاہیئے کہ نماز جمعہ کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

اور رکوع و سجود کو طول دے اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَا سَأَلَکَ بِهٖ زَکَرِیَّا اِذْ قَالَ: رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ، اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ، اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اِسْتَحْلَلْتُھَا، وَفِیْ اَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ فِیْ رَحِمِھَا وَلَدًا فَاجْعَلْهُ غُلَامًا وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْهِ نَصِیْبًا وَلَا شِرْکًا﴾۔ (الفروع، التہذیب، المصباح)

باب ۳۹

نماز تہجد پر مواظبت و مداومت کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(اس باب میں کل اکتالیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی سینتیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں اپنی ذات کے متعلق چند چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کو یاد رکھو۔ پھر کہا: یا اللہ! ان کی مدد کر (کہ یہ ان وصیتوں پر عمل درآمد کر سکیں) تم پر نماز شب لازم ہے۔ نماز شب لازم ہے۔ نماز شب لازم ہے۔ (الروضہ، الفقیہ، المحاسن، المقنعہ) (المحاسن میں چار بار تکرار ہے)۔

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مؤمن کا شرف اس کا نماز شب پڑھنا ہے۔ اور اس کی عزت لوگوں کی ناموس سے کف ساہان کرنا ہے۔ (الفروع، الخصال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیلؑ سے فرمایا کہ مجھے وعظ کرو! انہوں نے کہا: یا محمدؐ! جس قدر چاہو زندہ رہو۔ انجام کار مرنا ضرور ہے، جس سے چاہو محبت کرو آخر اس سے جدا ضرور ہونا ہے، جو چاہو عمل کرو آخر اس سے ملاقات ضرور کرنا ہے اور جان لو کہ مؤمن کا شرف یہ ہے کہ وہ نماز شب پڑھے اور اس کی عزت یہ ہے کہ لوگوں کی عزت و ناموس کے بارے میں اپنی زبان بند رکھے۔ (الخصال)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر یمانی سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ (کہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ آدمی کا نماز شب پڑھنا اس کے دن کے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے ارشاد ایزدی ﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ

﴿اَقْوَمُ قِيلاً﴾ (کہ رات کا اٹھنا سخت تو ضرور ہوتا ہے مگر ذکر خدا کے لیے بڑا اچھا ہے) کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس سے آدمی کا بستر خواب سے محض خدا کی خوشنودی کی خاطر۔ نہ کہ کسی اور کی خاطر اٹھنا ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ، العلل)

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً﴾ (کہ رات کو اٹھ کر مگر تھوڑا) کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: خدا نے ان کو ہر شب نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے مگر یہ کہ کسی شب ناغہ ہو جائے کہ اس میں نہ پڑھیں۔ (التہذیب)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مؤمن کا شرف نماز شب پڑھنے میں ہے اور اس کی عزت لوگوں کو ایذا رسانی سے بچنے میں ہے۔ (التہذیب، ثواب الاعمال، الخصال)

۸۔ محمد بن علی مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص رات کو نماز (تہجد) پڑھتا ہے دن کو اس کا چہرہ خوبصورت (اور پُر رونق) ہوتا ہے۔ (التہذیب، المحاسن، الفقیہ، المقنع، علل الشرائع)

۹۔ محمد بن علی بن ابو عبداللہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ﴾ (یہ رہبانیت جو انہوں نے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خود گھڑی تھی۔ ہم نے ان پر واجب نہیں کی تھی) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد نماز شب ہے (جو فرض تو نہیں مگر سنت مؤکدہ ضرور ہے)۔

(التہذیب، الفروع، علل الشرائع، عیون الاخبار، الفقیہ)

۱۰۔ آدم بن اسحاق بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر نماز شب لازم ہے چونکہ تمہارے نبیؐ کی سنت ہے۔ اور تم سے پہلے گزرے ہوئے نیک بندوں کی روش ہے۔ اور تمہارے بدنوں سے بیماری دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

(التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، ثواب الاعمال)

۱۱۔ ابوزہیر مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز شب چہرہ کو سفید کرتی، بُو کو خوشبو کرتی ہے اور رزق کو کھینچ کر لاتی ہے۔ (التہذیب، ثواب الاعمال، علل الشرائع)

۱۲۔ محمد بن عمر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (کہ مال اور اولاد زندگانی دنیا کی زینت ہیں) تو وہ آٹھ رکعت نماز (تہجد) جسے بندہ آخر شب میں پڑھتا ہے یہ آخرت کی زینت ہے۔ (التہذیب و ثواب الاعمال)

۱۳۔ سابقہ سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجتوں کی شکایت شروع کی اور اس میں اس قدر افراط سے کام لیا کہ قریب تھا کہ اپنی بھوک کی بھی شکایت کرے (گو کہ وہ بھوکا بھی تھا) امامؑ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! کیا تو نماز شب پڑھتا ہے؟ اس شخص نے کہا: ہاں! امامؑ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو کہتا ہے کہ اس نے نماز شب پڑھی ہے اور پھر دن کو بھوکا رہا ہے کیونکہ خدا نے نماز شب پڑھنے پر دن کی روزی کی ضمانت دی ہے۔

(التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، المحاسن)

۱۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: (نمازِ شب کے لیے) رات کا اٹھنا بدن کے لیے صحت کا باعث ہے اور خدا کی خوشنودی کا سبب ہے، انبیاء کے اخلاق سے تمسک اور خدا کی رحمت و رأفت کے حاصل کرنے کا موجب ہے۔ (التہذیب، ثواب الاعمال، الخصال، المحاسن)

۱۵۔ داؤد الصرّمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) سے نماز شب اور وتر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ واجب ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے مراد مستحبِ مؤکد ہے یا پھر مطلب یہ ہے کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب تھی۔

۱۶۔ علی بن محمد النوفلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص نماز شب پڑھنے کے لیے اٹھتا ہے مگر نیند کی وجہ سے کبھی دائیں طرف جھک جاتا ہے اور کبھی بائیں طرف! اور اس کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر جھکی ہوئی ہوتی ہے۔ خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کی طرف نگاہ کرو کہ اس چیز (نماز شب) کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرنے کے سلسلہ میں اسے کس قدر تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ مجھ سے تین چیزوں میں سے ایک کی امید رکھتا ہے: (۱) گناہ کی بخشش کی۔ (۲) توبہ کی قبولیت کی۔ (۳) اور رزق میں زیادتی کی۔ اے میرے ملائکہ تم گواہ رہنا کہ میں نے ان تینوں چیزوں کو اس کے لیے جمع کر دیا ہے۔

(التہذیب، علل الشرائع، ثواب الاعمال)

۱۷۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز شب چہرہ کو خوب صورت بناتی ہے، ہم و غم کو دور کرتی ہے اور آنکھوں کو جلا و ضیاء بخشتی ہے۔ (التہذیب)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں: چہرہ کو خوبصورت بناتی ہے، اخلاق کو عمدہ بناتی ہے، بُو کو خوشبو بناتی ہے، رزق کو کشادہ کرتی ہے، قرض کو ادا کرتی ہے، غم کو دور کرتی ہے اور آنکھوں کو جلا بخشتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشادِ خداوندی کہ ﴿سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾ (کہ ان کے چہروں پر سجدہ کے نشانات ہوتے ہیں) کے متعلق سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس سے نماز (شب) میں جاگنا مراد ہے۔ (الفقیہ)

۱۹۔ حماد بن عمرو، انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! مؤمن کے لیے دنیا میں تین خوشیاں ہیں ان میں سے ایک آخرِ شب میں نماز تہجد کا پڑھنا[1] ہے۔ یا علیؑ! تین کفارے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ رات میں اس وقت نماز تہجد پڑھی جائے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ (الفقیہ)

۲۰۔ بحر السقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: تین چیزیں خدا تعالیٰ کی رحمت میں سے ہیں: (۱) رات کے وقت نماز تہجد پڑھنا۔ (۲) روزہ دار کا روزہ افطار کرنا۔ (۳) (دینی) بھائیوں سے ملاقات کرنا۔ (الامالی)

۲۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لوگ اپنے بستروں سے اٹھتے ہیں تو تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جن کے لیے اجر وثواب تو ہوتا مگر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ دوسرے وہ جن کے لیے گناہ تو ہوتا ہے مگر کوئی ثواب نہیں ہوتا۔ (تیسرے) وہ جن کے لیے نہ کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ثواب۔ پھر فرمایا: پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں جو نیند سے بیدار ہوکر وضو کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور ذکر خدا کرتے ہیں۔ ان کو ثواب تو ملتا ہے مگر کوئی عقاب نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو صبح اٹھتے ہی خدا کی نافرمانی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کو عذاب تو ہوتا ہے مگر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو صبح (طلوعِ آفتاب) تک سوئے رہتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ جن کو ثواب ملتا ہے اور نہ عذاب ہوتا ہے۔ (الفقیہ، الامالی)

---

[1] دوسری خوشی روزہ افطار کرنا اور تیسری خوشی دوستوں سے ملاقات کرنا ہے۔ (الفقیہ)

۲۲۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا چند قسم کے لوگوں سے محبت کرتا ہے: (۱) جو فحش کلامی کیے بغیر جماع کرتے وقت خوش طبعی کرے۔ (۲) جو اکیلا ہو تو غور وفکر کرے۔ (۳) جو خلوت میں عبرت حاصل کرے۔ (۴) جو نماز پڑھنے کے لیے شب بیداری کرے۔ (الفقیہ)

۲۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت ابوذرؓ سے فرمایا تھا: اے ابوذرؓ! اپنے نبی کی وصیت کو یاد کر کہ تجھے فائدہ دے گی! جس شخص کا خاتمہ (عبادت خدا میں) شب بیداری پر ہو پھر وہ مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حدیث کافی طویل ہے جسے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی مرسلاً روایت کیا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۴۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جبرئیلؑ برابر مجھے شب بیداری کی وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ شاید میری امت کے نیک لوگ ہرگز نہیں سوئیں گے۔ (الفقیہ)

۲۵۔ ابوعبیدہ الحذاء ارشاد باری تعالیٰ ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (کہ ان کے پہلو خوابگاہوں سے پہلوتہی کرتے ہیں) کے متعلق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ یہ آیت حضرت امیر علیہ السلام اور ان کے پیروں یعنی ہمارے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اول شب میں سوتے ہیں لیکن جب اس کے دو ثلث گزر جائیں یا جس قدر خدا چاہے تو پھر (اٹھ کر) خدا کی پناہ لیتے ہیں۔ اس کے ثواب میں رغبت کرتے ہوئے، اس کے عقاب سے ڈرتے ہوئے اور جو کچھ (اجر وثواب) اس کے پاس ہے اس میں طمع کرتے ہوئے۔ خداوند عالم نے اپنی کتاب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا ذکر خیر کیا ہے اور ان کو بتایا ہے کہ ان کو کیا عطا فرمائے گا اور کس طرح ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کر جنت میں داخل کرے گا اور ان کو خوف وہراس سے امن وامان عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۲۶۔ سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل امین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا: یا محمدؐ! جب تک چاہو زندہ رہو آخر مرنا ضرور ہے، جس سے چاہو محبت کرو۔ آخر ایک دن اس سے جدا ضرور ہونا ہے، جو چاہو عمل کرو آخر ایک دن اس کی جزا (یا سزا) ضرور ملنی ہے اور جان لو کہ آدمی کا شرف اس کی شب بیداری میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں ہے۔

(الخصال، وکتاب الزہد للحسین بن سعید عن ہشام بن سالم عن الصادق علیہ السلام)

۲۷۔ ابن عباسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میری امت کے اشراف وہ ہیں جو حامل قرآن ہیں اور شب بیداری کرتے ہیں۔ (الخصال)

۲۸۔ ابن عباسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جس بندۂ خدا یا کنیز خدا کو نماز شب پڑھنا نصیب ہو جائے اور وہ خلوص نیت سے اٹھے، وضوئے کامل کرے اور خالص سچی نیت، قلب سلیم، بدن خاشع اور اشکبار آنکھ کے ساتھ نماز (شب) پڑھے تو خداوند عالم اس کے پیچھے ملائکہ کی ایسی نو صفیں کھڑی کر دیتا ہے کہ ہر صف میں اس قدر فرشتے ہوتے ہیں کہ جن کو خدا کے سواء کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ہر صف کا ایک سرا مشرق میں اور دوسرا سرا مغرب میں ہوتا ہے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو ان کی تعداد کے مطابق اس کے لیے درجات لکھ دیتا ہے۔ (الآمالی)

۲۹۔ جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل نہیں بنایا مگر دو چیزوں کی وجہ سے، ایک لوگوں کو کھانا کھلانے اور دوسرے جب رات کو لوگ سو رہے ہوں تو نماز شب پڑھنے کی وجہ سے۔ (علل الشرائع)

۳۰۔ انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ رات کے دوران دو رکعت نماز پڑھنا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے۔ (علل الشرائع)

۳۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت مبارکہ کا مطلب کیا ہے؟ کہ خدا فرماتا ہے: ﴿اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَۃَ وَ یَرۡجُوۡا رَحۡمَۃَ رَبِّہٖ﴾ (کہ وہ رات کی گھڑیوں میں کبھی سجدہ کرتا ہے اور کبھی قیام، وہ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے)۔ فرمایا: اس سے نمازِ شب کا پڑھنا مراد ہے۔ (ایضاً)

۳۲۔ اسماعیل بن موسیٰؒ اپنے بھائی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جو لوگ رات کو نماز تہجد پڑھتے ہیں ان کے چہرے مہرے سب لوگوں سے زیادہ وجیہہ اور خوبصورت ہوتے ہیں؟ فرمایا: چونکہ انہوں نے اپنے پروردگار سے خلوت میں (مناجات) کی ہے تو اس نے ان کو اپنے نور کی چادر اوڑھا دی ہے۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۳۳۔ سعید بن النضر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مال و اولاد زندگانی دنیا کی زینت ہیں اور آٹھ رکعت نماز (تہجد) جو آخر شب میں پڑھی جاتی ہے یہ آخرت کی زینت ہے اور کبھی کبھار خداوند عالم

کچھ لوگوں کے لیے ان دونوں چیزوں (دنیا و آخرت کی زینت) کو اکٹھا کر دیتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۳۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ نماز شب رزق کو کھینچتی ہے، چہرے کو خوبصورت بناتی ہے، پروردگار کو راضی کرتی ہے اور گناہوں کو دور کرتی ہے۔ (المقنعہ)

۳۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے لذیذ رخت ثواب سے اٹھے جبکہ اونگھ اس کی آنکھوں میں موجود ہوتا کہ نماز شب پڑھ کر اپنے پروردگار کو راضی کرے تو خداوند تعالیٰ اس کی ذات پر ملائکہ میں فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے: کیا تم میرے اس بندہ کو نہیں دیکھتے جو اپنے لذیذ بستر سے اٹھا ہے۔ اس نماز پڑھنے کے لیے جو میں نے اس پر فرض بھی نہیں کی! گواہ رہنا کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (ایضاً)

۳۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: وہ گھر جن میں رات کے وقت نماز (شب) پڑھی جائے اور قرآن کی تلاوت کی جائے وہ اہل آسمان کے لیے اس طرح چمکتے ہیں جس طرح اہل زمین کے لیے ستارے چمکتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۷۔ جناب احمد بن ابو عبد اللہ البرقی ؒ باسناد خود سعد بن ظریف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: درجات تین ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ رات کو اس وقت نماز (شب) پڑھی جائے جب لوگ محو خواب ہوں۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۲۰، از مقدمہ اور ج ۲، باب ۱۷، از اعداد الفرائض اور باب ۶۹، از احکام المساجد، باب ۶۲ از قرأت وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی۔ نیز قبل ازیں متفرق ابواب میں نماز شب کی کیفیت اور اس کے احکام گزر چکے ہیں۔

باب ۴۰
نمازِ شب کو ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں جسے ہر رات ایک یا دو بار یا کئی بار جگایا نہ جاتا ہو۔ لہٰذا اگر (عبادت خدا کے لیے) اٹھ کھڑا ہو تو فبہا ورنہ شیطان چپکے سے آکر اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا شخص جب (صبح) اٹھتا ہے تو حیران، بدمزہ، بوجھل اور سست ہوتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ محمد بن سلیمان دیلمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اے سلیمان! رات کا اٹھنا ترک نہ کر، کیونکہ خسارے میں وہ ہے جو رات کے اٹھنے سے محروم ہو جائے۔

(التہذیب، معانی الاخبار، علل الشرائع)

۳۔ حسین بن الحسن الکندی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک شخص ایک جھوٹ بولتا ہے اور اس کی وجہ سے نماز شب سے محروم ہو جاتا ہے اور جب وہ نمازِ شب سے محروم ہو جائے تو اس کی وجہ سے رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ (التہذیب، ثواب الاعمال، علل الشرائع، المقنعہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: ہر شخص کو رات میں تین بار (منجانب اللہ) جگایا جاتا ہے اور اگر وہ پھر بھی نہ اٹھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے اس آیت کا مطلب پوچھا کہ ﴿کَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ (کہ وہ رات کو بہت کم سوتے تھے)۔ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ بہت کم راتیں ایسی ہوتی تھیں کہ جن میں وہ (عبادت کے لیے) نہیں اٹھتے تھے۔

(الفروع، التہذیب)

۵۔ حسن بن علی بن نعمان اپنے باپ (علی) سے اور وہ اپنے بعض آدمیوں سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: میں نماز شب (کی سعادت) سے محروم ہو گیا ہوں؟ فرمایا: تو ایک ایسا شخص ہے جس کے پاؤں میں اس کے گناہوں نے بیڑی ڈال دی ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التوحید، علل الشرائع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص بھی یہ نیت کر کے کہ میں فلاں وقت (عبادت کے لیے) جاگوں گا۔ اور خدا اس کی نیت کی صداقت کو معلوم کر لے تو وہ دو فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے جو اسے اس وقت بیدار کرتے ہیں۔ (الفقیہ)

۷۔ حسن صیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: میں اس شخص کو ناپسند کرتا ہوں اور اس سے نفرت کرتا ہوں، قرآن پڑھا ہوا ہو، پھر رات کو بیدار بھی ہو مگر اٹھے نہ۔ حتیٰ کہ جب صبح ہو جائے تو اٹھ کر نماز کی طرف دوڑے۔ (یہاں تک کہ سورج نہ نکل آئے اور نماز قضا نہ ہو جائے)۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص

نماز شب نہیں پڑھتا وہ ہم سے نہیں ہے۔ (المقنع)

۹۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی! تم پر نمازِ شب پڑھنا لازم ہے۔ (المقنعہ)

۱۰۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص نماز شب نہیں پڑھتا وہ ہمارے (مخلص) شیعوں میں سے نہیں ہے۔ (ایضاً)

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امامؑ کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص نماز شب کی فضیلت کا قائل نہیں وہ ان کے شیعوں سے نہیں ہے اور (جو قائل تو ہے) مگر پڑھتا نہیں ہے وہ مخلص (اور کامل) شیعوں سے نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رات کا ایک مخصوص شیطان ہے جس کا نام "رھا" ہے جس کا کام یہ ہے کہ جب آدمی بیدار ہوتا ہے اور نماز (شب) کے لئے اٹھنا چاہتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ ہنوز تیرا وقت نہیں ہے۔ جب وہ پھر بیدار ہوتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ ابھی وقت نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح برابر وہ جاگتا ہے اور یہ ٹالتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے تو وہ اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے اور پھر اپنی کامیابی پر چیختا ہوا اور دُم ہلاتا ہوا کھسک جاتا ہے۔ (المحاسن)

۱۲۔ جناب کشیؒ باسناد خود زکریا بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ ابو جریرؒ کی موت کے حادثہ کے سلسلہ میں اول شب میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے مجھ سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی۔ پھر برابر وہ مجھ سے باتیں کرتے رہے اور میں ان سے، یہاں تک کہ پو پھٹ گئی تو آپؑ اٹھے اور نماز فجر ادا فرمائی۔ (رجال کشی)

(چونکہ اس واقعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ امامؑ نے نماز شب نہیں پڑھی اس لیے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت نماز شب نہ پڑھنے میں صریح نہیں ہے۔ (راوی نے تمام رات کے جزئیات کا تذکرہ تو نہیں کیا) اور اگر بالفرض نہ بھی پڑھی ہو تو ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ بتانا ہو کہ اس کا ترک کرنا جائز ہے یعنی یہ واجب نہیں ہے۔ یا ممکن ہے اس کا کوئی اور عذر ہو۔ (واللہ العالم)

۱۳۔ جناب مفسر قمیؒ باسناد خود عاصم بن حمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو عمل خیر بھی بندہ کرتا ہے اس کا ثواب قرآن میں مذکور ہے۔ سوائے نماز شب کے کہ اس کی عظمت کی وجہ سے خدا نے اس کا ثواب بیان نہیں کیا۔ چنانچہ فرماتا ہے ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً م بِمَا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں جو خوف (عذاب) اور امید (ثواب میں) اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ (راہِ خدا میں) خرچ بھی کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے عمل کی جزاء کے سلسلہ میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چھپا کر رکھا گیا ہے)۔ (تفسیر قمیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۳۹ میں) ایسی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۱

نمازِ شب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا نیز دو رکعت اور پڑھنا اور سجدہ میں چالیس آدمیوں کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو بندہ بھی رات کو کسی وقت اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھے اور پھر سجدہ میں اپنے (دینی) بھائیوں میں سے چالیس آدمیوں کا نام اور ان کے باپ کا نام لے کر دعا کرے تو وہ خدا سے جو کچھ مانگے گا خدا اسے عطا کرے گا۔ (المصباح)

۲۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ وہ نمازِ شب سے پہلے دو مختصر رکعت نماز پڑھتے تھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جسے خدا کی بارگاہ میں کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ وسطِ شب میں اٹھے اور غسل کرے اور پاکیزہ ترین کپڑے پہنے۔ اور پانی سے بھرا ہوا نیا مٹکا لے اور اس پر دس بار سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھے اور پھر اس پانی کو اپنی مسجد کے اردگرد اور جائے سجدہ پر چھڑکے۔ بعد ازاں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (ایک ایک بار) پڑھے۔ پھر خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ امید ہے کہ وہ ضرور پوری ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

باب ۴۲

ایک رات میں دو وتر پڑھنا مستحب نہیں ہے مگر یہ کہ ایک قضا ہو۔ ہاں اگر وقت وسیع ہو تو اداء سے پہلے متعدد فوت شدہ وتروں کی قضا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل جعفی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ نے مجھے یہ حکم کیوں دیا ہے کہ میں ایک شب میں دو وتر پڑھوں؟ فرمایا: ایک قضا (اور دوسرا ادا)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا ایک رات میں دو وتر پڑھے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ ایک رات میں دو وتر نہیں ہوتے۔ مگر یہ کہ ایک فوت شدہ وتر کی قضا ہو۔ (التہذیب)

۳۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمے کئی راتوں کی قضا نمازِ شب ہے؟ آیا اس کے لیے جائز ہے کہ (ایک ہی رات میں) ان نمازوں کی مع ان کے وتروں کے یکے بعد دیگرے قضا کرے؟ فرمایا: ہاں اول شب سے نصف شب تک تو پڑھ سکتا ہے مگر آدمی رات سے طلوع فجر تک کسی مرد یا عورت کے لیے اس رات کے علاوہ کوئی اور وتر پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ ہاں ایسا کر سکتا ہے کہ اس شب کی نماز تہجد پڑھ لے اور اس کا وتر مؤخر کر دے (نہ پڑھے) پھر نمازہائے شب کی (آٹھ آٹھ رکعتوں کی) قضا کرتا رہے مگر ان کے ساتھ وتر نہ پڑھے۔ اور آخر میں اس رات کا وتر پڑھ کر ختم کرے۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارے ذمے دو، تین یا اس سے زائد وتروں کی قضا ہو تو جس ترتیب سے وہ قضا ہوئے ہیں اسی ترتیب سے ان کی قضا کرو ہاں البتہ ہر دو وتر کے لیے ایک نماز پڑھتے جاؤ اور جب تک پہلے اور اس سے پہلے کی قضا نہ کرو اس وقت تک آخری کو ان پر مقدم نہ کرو۔ اور جب اس رات کی نماز (شب) اور اس کا وتر پڑھ چکو تو تب قضا کی ابتداء کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک رات میں دو وتر نہیں ہوتے مگر یہ کہ ایک قضا ہو۔ فرمایا: جب تم اول شب میں (نمازہائے شب کی قضا) نماز پڑھو۔ اور پھر آخر شب میں نماز (شب) پڑھنے کے لیے اٹھو تو تمہارا پہلا وتر قضا ہوگا۔ اور اگر تمام رات میں تم نے جو نماز پڑھی ہے وہ قضا متصور ہوگی۔ ہاں جو نماز آخر میں پڑھو گے (وہ اس شب کی متصور ہوگی) اور سب کے آخر میں اس شب کی نماز وتر ہوگی۔ (التہذیب، الفروع)

۵۔ عیسیٰ بن عبداللہ القمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیس بیس وتروں کی قضا ایک ہی رات میں کر لیتے تھے۔ (ایضاً والفقیہ)

باب ۴۳

جو شخص نمازِ شب پڑھنے میں غفلت کرتا ہو اس کے لیے کون سی نماز پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صادقین علیہم السلام سے مروی ہے کہ جو شخص نمازِ شب پڑھنے میں غفلت

کرے اسے چاہیئے کہ دس رکعت نماز دس سورتوں کے ساتھ پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد اور الم تنزیل، دوسری میں الحمد اور یٰسین، تیسری میں الحمد اور الرحمٰن اور ایک اور روایت کے مطابق الدخان، چوتھی میں الحمد اور اقتربت الساعہ، پانچویں میں الحمد اور واقعہ اور چھٹی میں الحمد اور تبارک الذی بیدہ الملک، ساتویں میں الحمد اور مرسلات اور آٹھویں میں الحمد اور عم یتساءلون، نویں میں الحمد اور اذا الشمس کورت اور دسویں میں الحمد اور الفجر۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس طرح یہ نماز پڑھے گا وہ پھر نماز شب پڑھنے میں غفلت نہیں کرے گا۔ (مصباح المتہجد)

باب ۴۴

نماز ہدیہ پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ جمعہ کے دن آٹھ رکعت نماز پڑھے جن میں سے چار رکعت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کرے اور چار جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں۔ اور ہفتہ کے دن پھر چار رکعت پڑھے جو حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں ہدیہ کرے۔ اسی طرح ہر روز چار رکعت نماز پڑھتا جائے اور ایک امامؑ کی خدمت میں ہدیہ کرتا جائے۔ یہاں تک کہ خمیس کے دن چار رکعت پڑھ کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کرے اور جمعہ کے دن پھر حسب سابق آٹھ پڑھے جن میں سے چار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چار رکعت جناب سیدہؑ کی خدمت میں ہدیہ کرے اور ہفتہ کے دن چار رکعت پڑھ کر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کرے اسی طرح ہر روز چار رکعت پڑھتا جائے اور ایک امامؑ کی خدمت میں ہدیہ کرتا جائے یہاں تک کہ دوسرے خمیس کے دن چار رکعت پڑھ کر حضرت امام العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں ہدیہ کرے۔ (مصباح المتہجد)

۲۔ جناب ابراہیم بن علی کفعمیؒ فرماتے ہیں کہ دفن کی رات نماز ہدیہ (میت) دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور دوسری میں الحمد ایک بار اور سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر دس بار۔ اور جب سلام پھیر لے تو کہے: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَهَا اِلٰى قَبْرِ فُلَانٍ﴾[1]۔ (مصباح کفعمیؒ)

۳۔ جناب کفعمیؒ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں اسی نماز کا طریقہ یوں مروی ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور

---

[1] یہی وہ نماز ہے جسے نماز وحشت القبر کہا جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

قل ھواللہ احد دو بار۔ دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور الہاکم التکاثر دس بار۔ اور سلام کے بعد مذکورہ بالا دعا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب جمال الاسبوع میں باسناد خود ابو عبداللہ احمد بن عبداللہ البجلی سے اور وہ مرفوعاً ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص اپنی نماز کا ثواب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام اور ان کے بعد والے اوصیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں ہدیہ کرے گا تو خدا اس کی نماز کا ثواب اتنے گنا کرتا ہے کہ گنتے گنتے سانس قطع ہو جاتی ہے اور اس کے جسم سے روح نکلنے سے پہلے اس سے کہا جائے گا کہ اے فلاں! تیرا ہدیہ اور تیری مہربانی ہم تک پہنچ چکی ہے اور آج تیری جزاء اور تیرے احسان کا بدلہ چکانے کا دن ہے لہٰذا خوش ہو اور اس سے اپنی آنکھ ٹھنڈی کر جو کچھ خدا نے تیرے لیے مہیا کر رکھا ہے۔ اور وہ کچھ تجھے مبارک ہو جدھر تو جا رہا ہے! راوی نے عرض کیا کہ وہ شخص اپنی نماز کا ثواب کس طرح ہدیہ کرے؟ فرمایا: اپنی نماز کے ثواب کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کرنے کی نیت کرے! اور اگر ممکن ہو تو ہر روز نماز پنجگانہ کے علاوہ کچھ زائد نماز بھی پڑھے اگرچہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہو اور اس کا ثواب ہر روز ایک بزرگوار کی خدمت میں ہدیہ کر دے اور نماز فریضہ کی طرح سات یا تین، ایک تکبیر سے اس نماز کا افتتاح کرے (اور جس سورہ سے چاہے پڑھے البتہ) رکوع اور سجود کی تسبیحات کے بعد تین بار اس طرح درود پڑھے: ﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ﴾ اور تشہد وسلام کے بعد پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اَبْلِغْهُمْ عَنِّيْ اَفْضَلَ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهِ الرَّكَعَاتُ هَدِيَّةٌ مِنِّيْ اِلٰى عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ وَ اَبْلِغْهُ اِيَّاهَا عَنِّيْ وَ اَثِبْنِيْ عَلَيْهَا اَفْضَلَ اَمَلِيْ وَ رَجَائِيْ فِيْكَ وَ فِيْ نَبِيِّكَ وَ وَصِيِّ نَبِيِّكَ وَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ اَوْلِيَائِكَ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ تا آخر حدیث جس میں تھوڑے تھوڑے تغیر وتبدل کے ساتھ (ہر معصوم کے نام کی مناسبت سے) ہدیہ کرتے وقت یہی دعا مذکور ہے۔ (جمال الاسبوع)

باب ۴۵

ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی الوشاء سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ جب بھی کوئی نیا

مہینہ شروع ہوتا تھا تو حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اس کی پہلی تاریخ کو دو رکعت نماز پڑھتے تھے کہ پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد ہر دن کے عوض ایک بار یعنی تیس (۳۰) بار اور دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اسی طرح تیس بار پڑھتے تھے اور بعد ازاں کچھ صدقہ و خیرات دیتے تھے۔ اور اس طرح اس مہینہ کی سلامتی (خدا سے) خرید لیتے تھے۔ (مصباح المتہجد)

۲۔ جناب سید بن طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص نئے مہینہ کی پہلی رات دو رکعت نماز پڑھے اور دونوں رکعتوں میں سورۂ انعام پڑھے اور خدا سے سوال کرے کہ وہ اسے اس ماہ ہر خوف و خطر اور ہر درد و الم سے محفوظ رکھے۔ تو خدا اسے ہر ناپسندیدہ چیز سے محفوظ رکھے گا۔

(الدروع الواقیۃ، الاقبال)

باب ۴۶

ہر روز مخصوص نمازیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ ابراہیم بن علی کفعمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص ہر روز زوال آفتاب سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پچیس (۲۵) بار۔ تو وہ سوائے مرض الموت کے کبھی بیمار نہیں ہوگا۔ (مصباح کفعمی و مصباح المتہجد للطوسی)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص ہر روز بارہ (۱۲) رکعت نماز پڑھے تو خداوند عالم اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص ہر روز زوال کے وقت چار رکعت نماز بایں طور پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد اور آیت الکرسی ایک ایک بار تو خدائے تعالیٰ اس کے اہل و عیال اور مال و منال اور اس کی دنیا و دین میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔ (ایضاً)

باب ۴۷

مباہلہ یعنی چوبیسویں ذی الحجہ کے دن غسل کرنا اور (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص اس دن یعنی ۲۴

ذی الحجہ کے دن زوال سے آدھا گھنٹہ پہلے خدا کے اس خصوصی انعام واکرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے (کہ اس نے اسے ولایت محمد و آل محمد علیہم السلام کی نعمت سے نوازا ہے) دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار۔ اور قل ھو اللہ احد، آیت الکرسی تا ھم فیہا خالدون اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر دس دس بار پڑھے تو یہ عمل خدا کے نزدیک ایک لاکھ حج اور ایک لاکھ عمرہ کے برابر ہوگا اور دنیا و آخرت کی حاجتوں میں سے جو حاجت بھی خدا سے طلب کرے گا وہ اسے عطا کرے گا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہی نماز بعینہ عید غدیر کے دن پڑھنا بھی مروی ہے۔ (مصباح المتہجد)

۲۔ محمد بن صدقہ عنبری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مباہلہ یعنی چوبیسویں ذی الحجہ کے دن جس قدر چاہو نماز پڑھو مگر جب بھی دو رکعت پڑھ چکو تو اس کے بعد ستر (۷۰) بار استغفار کرو۔ پھر کھڑے ہو کر مقام سجدہ پر نگاہ ڈالتے ہوئے یہ دعا پڑھو جبکہ تم نے غسل کیا ہوا ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ پھر یہاں وہ دعا ذکر کی ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۸

نوروز کے دن غسل کرنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، اس کی تعظیم کرنا اور پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ معلّی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب نوروز کا دن ہو تو غسل کرو اور پاکیزہ ترین لباس پہنو اور بہترین خوشبو لگاؤ۔ اور اس دن روزہ رکھو اور جب نماز ظہر و عصر اپنے نوافل سمیت پڑھ چکو تو اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں پہلے تو الحمد پڑھو۔ پھر اس کے بعد پہلی رکعت میں انا انزلناہ فی لیلۃ القدر دس بار۔ دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون دس بار۔ تیسری میں قل ھو اللہ احد دس بار اور چوتھی میں معوذتین دس بار۔ اس کے بعد سجدۂ شکر کرو۔ اور اس میں دعا کرو۔ اس طرح کرنے سے تمہارے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (مصباح المتہجد)

۲۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ اپنی کتاب المہذب (مخطوط) میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے سید بہاء الدین علی بن عبد الحمید نے بیان کیا اور انہوں نے باسناد خود معلّی بن خنیس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: نوروز کے دن اور یہ وہی دن ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر حضرت امیر علیہ السلام کی ولی عہدی کا لوگوں سے عہد و پیمان لیا تھا۔ اور لوگوں نے ان کی ولایت و وصایت کا اقرار

کیا تھا۔ پس خوش خبری ہے ان کے لیے جو اس عہد پر ثابت قدم رہے۔ اور ویل ہے ان کے لیے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا۔ اور یہ وہی دن ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وادیٔ جن کی طرف بھیجا تھا اور ان سے عہد و پیمان لیا تھا اور یہی وہ دن ہے جس میں ہمارے قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور والیانِ امر ظہور فرمائیں گے اور خداوند عالم ان کو دجال کے خلاف فتح یاب کرے گا اور وہ اسے کناسۂ کوفہ میں تختۂ دار پر لٹکا دیں گے اور نوروز کا کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں ہمیں فرج وکشائش کی امید نہ ہو کیونکہ یہ ہمارے خاص دنوں میں سے ہے جس کی اہل فارس نے تو حفاظت کی مگر تم (عربوں) نے اسے ضائع کر دیا۔ پھر انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرمایا جنہوں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو زندہ کرے؟ جو ہزاروں کی تعداد میں موت (طاعون) کے ڈر سے گھروں سے نکلے تھے اور خدا نے ان کو وفات دے دی تھی تو خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ جہاں وہ مرے پڑے ہیں ان پر پانی چھڑکو۔ چنانچہ انہوں نے ان پر پانی چھڑکا۔ اور وہ زندہ ہو گئے۔ اور یہ واقعہ اسی دن رونما ہوا۔ اور یہ لوگ تیس ہزار تھے۔ اس لیے نوروز کے دن پانی چھڑکنا مستقل سنت قرار پا گیا جس کا سبب **راسخون فی العلم** کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ دن فارسیوں کے سال کا پہلا دن ہے۔ معلیٰ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ نے مجھے یہ حدیث املاء کرائی اور میں نے لکھی۔
(المہذب مخطوط)

۳۔ نیز معلیٰ سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نوروز کے دن کی صبح کے وقت امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: اے معلیٰ! تو اس دن کو جانتا ہے؟ عرض کیا: نہیں! ہاں البتہ اتنا پتہ ہے کہ عجمی لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اسے بابرکت جانتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: اس قدیم خانۂ خدا کی قسم جو مکہ میں ہے! یہ دن متبرک نہیں ہے مگر ایک قدیم امر کی وجہ سے! میں تمہارے لیے اس کی تفسیر بیان کرتا ہوں تاکہ تم اسے جان لو۔ میں نے عرض کیا: آپؑ کی طرف سے مجھے اس کا معلوم ہونا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے ہم عمر (اور دوست) زندہ رہ جائیں اور خدا آپؑ کے تمام دشمنوں کو ہلاک و برباد کر دے۔ فرمایا: اے معلیٰ! نوروز کا دن وہ دن ہے جس میں خدا نے بندوں سے اس بات کا عہد و پیمان لیا تھا کہ اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اس کے رسولوں اور حجتوں پر ایمان لائیں اور یہ وہ پہلا دن ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔ اور اس میں پھل دار ہوائیں چلیں اس میں زمین کی چمک دمک پیدا ہوئی۔ یہی وہ دن ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے کوہِ جودی پر قرار پکڑا۔ یہی وہ دن ہے جس میں خدائے قادر نے ان لوگوں کو زندہ کیا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر کی وجہ سے گھروں سے نکل پڑے تھے اور خدا نے ان سے کہا تھا کہ مر جاؤ۔ پھر ان کو زندہ کیا۔ یہی وہ دن ہے جس میں

جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بتوں کو توڑا تھا اور یہی وہ دن ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے کاندھے پر سوار کیا تھا تاکہ وہ خانہ خدا سے قوم قریش کے بتوں کو توڑیں چنانچہ انہوں نے ان کو نیچے گرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر[1] دیا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

باب ۴۹

ہفتہ کے ہر شب و روز میں (مخصوص) نمازیں پڑھنا مستحب ہے اور ان کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص سنیچر کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی تین بار، قل ھو اللہ احد ایک بار اور جب سلام پھیر لے تو اس کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھے تو خدا اس کو اور اس کے والدین کو بخش دیتا ہے اور یہ ان (خوش قسمت) لوگوں میں سے شمار ہوتا ہے جن کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔

(مصباح المتہجد)

۲۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سنیچر کے دن چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل یا ایہا الکافرون تین بار اور جب اس سے فارغ ہو تو آیت الکرسی ایک بار پڑھے۔ تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں ہر یہودی مرد اور ہر یہودیہ عورت کی تعداد کے مطابق ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب درج کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز انہی حضرتؑ سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص اتوار کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، آیت

---

[1] ہم نے اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ عید نوروز قدیم الایام سے اہل ایران کا قومی تہوار ضرور ہے مگر یہ کوئی اسلامی عید نہیں ہے اور اس کے متعدد وجوہ میں سے بعض وجوہ یہ ہیں: (الف) اسلامی اعیاد ہوں یا اسلامی تہوار، وہ سب قمری مہینوں کے مطابق ہوتے ہیں مگر یہ شمسی تہوار ہے۔ (ب) نوروز کے فضائل کی روایت صرف معلّی بن خنیس کے حوالہ سے مروی ہے اور علماءِ رجال کے نزدیک معلّی مجروح و مقدوح راوی ہیں۔ لہٰذا جس روایت کے نقل کرنے میں وہ منفرد ہوں اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ (ج) اس روایت میں جن واقعات کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اس دن وقوع پذیر ہوئے یہ بات تاریخی شواہد سے ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ روایت چونکہ درایت کے خلاف ہے اس لیے قابل اعتماد نہیں ہے۔ (د) اس روایت کے بالمقابل ایک مستند روایت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے جس سے بالصراحت اس عید کے اسلامی عید ہونے کی نفی ہوتی ہے اور یہ روایت مناقب شہر ابن آشوب، بحار الانوار، اور منتہی الآمال وغیرہ کتب معتبرہ میں موجود ہے جس میں امام علیہ السلام نے بڑی صراحت کے ساتھ وضاحت کی ہے کہ انہوں نے اپنے آباء و اجداد کے علوم و احادیث میں غور و فکر کیا ہے مگر انہیں اس عید کے بارے میں کچھ نہیں ملا۔ ہاں یہ قبل از اسلام سے اہل ایران کی عید چلی آ رہی ہے۔ امام کے اس کلام سے معلّی کے بیان کی نفی ہو جاتی ہے۔ و اھل البیت ادری کما فی البیت۔ بنابریں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ عجمی عید ہے اسلامی عید نہیں ہے۔ وھو المطلوب۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

الکرسی ایک بار، سبح اسم ربک الاعلیٰ ایک بار اور قل ھو اللہ احد ایک بار تو وہ بروز قیامت اس حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی مانند روشن ہوگا اور خدا اسے اس کی موت تک اس کی عقل سے نفع اندوز کرے گا۔

(ایضاً)

۴۔ نیز فرمایا: جو شخص اتوار کے دن چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آمن الرسول تا آخر سورہ ایک بار تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں ہر نصرانی مرد اور ہر نصرانی عورت کی تعداد کے مطابق ایک ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھے گا۔ (ایضاً)

۵۔ بروایت انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سوموار کی رات چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد سات بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک بار اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر لے اور نماز سے فارغ ہو کر سو بار اس طرح درود پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ اور سو بار جبرائیلؑ پر اس طرح درود پڑھے ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ﴾ تو خداوند کریم اسے جنت میں ستر ہزار قصر عطا فرمائے گا جن میں سے ہر قصر میں ستر ہزار گھر ہوں گے، ہر گھر میں ستر ہزار مکان اور ہر مکان میں ستر ہزار کنیزیں ہوں گی۔

(ایضاً)

۶۔ نیز بروایت انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سوموار کی رات میں اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پندرہ بار، قل ھو اللہ احد پندرہ بار اور معوذتین پندرہ بار۔ اور سلام پھیرنے کے بعد آیت الکرسی پندرہ بار، استغفار پندرہ بار پڑھے تو خداوند عالم اس کا نام اصحاب الجنۃ میں سے قرار دے گا۔ اور اس کے لیے ہر ہر رکعت کے عوض جو اس نے پڑھی ہے ایک ایک حج وعمرہ کا ثواب لکھے گا۔ اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے ذریت اسمٰعیلؑ میں سے ایک (ہزار) غلام آزاد کیا ہے اور اگر اس اثناء میں مر گیا تو شہید مرے گا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز بروایت انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سوموار کی رات بایں طور بارہ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور جب نماز سے فارغ ہو تو قل ھو اللہ احد بارہ بار، استغفار بارہ بار، محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بارہ بار پڑھے تو قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ فلان بن فلان جہاں کہیں ہے وہ کھڑا ہو جائے اور خدا سے اپنا ثواب وصول کرے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز بروایت انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سوموار کے دن اس طرح چار رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد سات بار اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک بار اور دو دو رکعت کر کے پڑھے اور

نماز سے فارغ ہوکر ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ سو بار اور ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ﴾ سو بار پڑھے تو خدا اسے ستر ہزار قصر عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جوشخص سوموار کے دن کچھ سورج چڑھنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، قل ھو اللہ احد ایک بار اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو استغفار دس بار، درود دس بار پڑھے تو خدا اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جوشخص منگل کی رات دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد، آیۃ الکرسی، قل ھو اللہ احد، اور آیت شَھِدَ اللّٰہُ ایک ایک بار پڑھے تو جو کچھ خدا سے مانگے گا وہ اسے عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جوشخص منگل کے دن نصف النہار کے بعد بیس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، اور قل ھو اللہ احد تین بار، تو ستر دن تک اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جوشخص بدھ کی رات اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد، آیۃ الکرسی، قل ھو اللہ احد اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک ایک بار پڑھے تو خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جوشخص بدھ کے دن بارہ رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، قل ھو اللہ احد تین بار اور معوذتین تین تین بار پڑھے تو عرش الٰہی کے پاس سے اسے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے بندۂ خدا! از سرِ نو عمل کر کیونکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ بروایت ابن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جوشخص خمیس کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، آیۃ الکرسی پانچ بار، قل ھو اللہ احد، قل یا ایھا الکافرون اور معوذتین پانچ پانچ بار پڑھے تو جب نماز سے فارغ ہو تو پندرہ بار استغفار پڑھے اور اس عمل کا ثواب اپنے والدین کو ہدیہ کرے تو گویا اس نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ بروایت انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جوشخص خمیس کی رات چار رکعت نماز پڑھے بدو سلام۔ ہر رکعت میں الحمد سات بار اور انا انزلناہ ایک بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ سو بار، ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ﴾ سو بار پڑھے تو خدا اسے ستر ہزار قصر،

عنایت فرمائے گا۔ الخ۔۔۔۔۔ فرمایا: اور جو شخص خمیس کے دن یہ نماز پڑھے گا اسے بھی یہی ثواب عطا کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۶۔ بروایت ابن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص خمیس کے دن ظہر و عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد (ایک بار) اور آیت الکرسی سو بار۔ درود سو بار پڑھے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھنے نہیں پائے گا کہ خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔ (ایضاً)

۱۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، فرمایا: جس شخص کو خدا کی بارگاہ میں کوئی حاجت درپیش ہو وہ خمیس کے دن چاشت کے بعد غسل کر کے چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور انا انزلناہ بیس بار۔ سلام کے بعد سو بار درود پڑھے، بعد ازاں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہے: يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ دس بار۔ پھر بقدر ایک سانس کہے: يَا رَبِّ يَا رَبِّ۔ پھر ہاتھوں کو چہرہ کے بالمقابل بلند کرے اور کہے: يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ دس بار۔ بعد ازاں یہ دعا پڑھے: ﴿يَا اَللّٰهُ يَا اَفْضَلُ مَنْ رُجِيَ وَ يَا خَيْرَ مَنْ دُعِيَ. الخ..... ﴾ یہاں وہ دعا ذکر کی ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے آباء علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص سنیچر کے دن چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد، قل ھو اللہ احد اور آیت الکرسی ایک ایک بار تو خداوند عالم اسے جنت الفردوس میں نبیوں، شہیدوں اور اپنے نیک بندوں کے ہمراہ ان کے درجہ میں جگہ دے گا اور یہ بزرگوار بہترین رفیق اور ساتھی ہیں۔ (جمال الاسبوع)

۱۹۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی حضرتؑ سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص اتوار کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور تبارک الذی بیدہ الملک (ایک ایک بار) پڑھے تو خدائے کریم اسے جنت میں وہاں جگہ دے گا جہاں وہ چاہے گا۔ (ایضاً)

۲۰۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی حضرتؑ سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص سوموار کے دن دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے تو بروز قیامت خدا اسے ایسا نور عطا فرمائے گا جس سے تمام میدان قیامت روشن ہو جائے گا یہاں تک کہ تمام مخلوق اس دن اس بندہ پر رشک کرے گی۔ (ایضاً)

۲۱۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی جنابؑ سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص منگل کے دن چھ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد یا آمن الرسول تا آخر سورہ اور اذا زلزلت الارض ایک ایک بار پڑھے تو خدا اس کے تمام گناہ بخش دے گا حتیٰ کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل آئے گا جس طرح شکم مادر سے نکلا تھا۔ (ایضاً)

۲۲۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی جنابؑ سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص بدھ کے دن چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد، قل ھو اللہ احد اور سورۃ القدر ایک ایک بار پڑھے تو خدا ہر گناہ سے اس کی توبہ قبول کرے گا اور حور العین سے اس کی تزویج فرمائے گا۔ (ایضاً)

۲۳۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی جنابؑ سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص خمیس کے دن دس رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد (ایک بار) اور قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے تو اس سے فرشتے کہتے ہیں: (خدا سے) سوال کر! تجھے عطا کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۲۴۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی حضرتؑ سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد، تبارک الذی بیدہ الملک اور حم سجدہ (ایک ایک بار) پڑھے تو خدا اسے بہشت بریں میں داخل کرے گا اور اپنے خانوادہ کے متعلق اسے شفاعت کرنے کا حق دے گا اور اسے فشار قبر اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا۔ راوی نے عرض کیا: مولا! یہ نماز جمعہ کے دن کس وقت پڑھی جائے؟ فرمایا: طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک۔ (ایضاً)

جناب ابن طاؤسؒ نے ایام ہفتہ میں پڑھی جانے والی بہت سی نمازیں ذکر کی ہیں۔

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ شب و روز جمعہ میں پڑھی جانے والی نمازیں اور جمعہ کے دن پڑھی جانے والی نماز ہائے حاجت اس سے پہلے (یہاں باب ۴۴ و ۴۶ اور قبل ازاں باب ۳۹ و ۵۹ از جمعہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور جناب شیخ کفعمیؒ نے بھی ان (ایام ہفتہ کی) نمازوں اور اسی طرح سابقہ نمازوں میں سے اکثر کو (مصباح کفعمیؒ) میں ذکر کیا ہے۔ (فراجع)

باب ۵۰

محرم الحرام کی پہلی اور دسویں تاریخ کو (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ جناب سید بن طاؤسؒ اپنی کتاب الاقبال میں احمد بن جعفر بن شاذان سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: محرم میں ایک شریف رات ہے اور وہ اس کی پہلی رات ہے لہٰذا جو شخص

اس میں سو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد (ایک ایک بار) اور ہر تشہد کے بعد سلام پھیرے۔ اور اس رات کی صبح یعنی یکم ماہِ محرم کو روزہ رکھے تو وہ ان لوگوں میں سے شمار ہوگا۔ جو پورا سال کارِ خیر پر مداومت کرتے ہیں اور وہ آئندہ سال تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر اس دوران مر گیا تو جنت میں جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (کتاب الاقبال)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: محرم کی پہلی رات اس طرح دو رکعت نماز پڑھو کہ پہلی رکعت میں الحمد اور اس کے بعد سورۂ انعام اور دوسری میں الحمد اور اس کے بعد سورۂ یٰسین کی تلاوت کرو۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن ابوبکر حافظ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص شب عاشوراء آخر شب میں چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد (ایک بار) اور آیت الکرسی، قل ھو اللہ احد اور معوذتین دس دس بار اور سلام پھیرنے کے بعد قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے تو خداوند عالم اس کے لیے جنت میں نور کے کئی لاکھ محل بنائے گا یہاں سید نے ایک مفصل حدیث ذکر کی ہے جو بہت اجر و ثواب پر مشتمل ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص شب عاشور سو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اور قل ھو اللہ احد تین بار اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ جب سب نماز پڑھ چکے تو ستر بار یہ ذکر کرے:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ تو فرمایا: جو شخص یہ نماز پڑھے گا خواہ مرد پڑھے یا عورت، جب مرے گا تو خدا اس کی قبر کو عنبر و کستوری سے بھر دے گا تا آخر حدیث جس میں بہت سا ثواب مذکور ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث مروی دیکھی ہے، فرمایا: جو شخص شب عاشوراء سو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد تین بار اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور جب تمام نماز پڑھ چکے تو ستر بار پڑھے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ اور پھر ستر بار استغفار کرے تو اس کے لیے بہت ثواب بیان کیا گیا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب سید فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: شب عاشوراء چار رکعت نماز بایں طور پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اور قل ھو اللہ احد پچاس بار۔ اور جب چوتھی رکعت کا سلام پھیر چکو تو جس قدر ہو سکے ذکر خدا کرو، محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجو اور ان کے دشمنوں پر لعنت کرو۔ (ایضاً)

باب ۵۱

پچیسویں ذی القعدہ میں (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤس کتاب الاقبال میں فرماتے ہیں کہ میں نے اہل قم کے بعض شیعہ کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ مروی ہے کہ پچیسویں ذی القعدہ کو چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھی جائے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اور و الشمس و ضحٰھا پانچ بار اور سلام کے بعد یہ ذکر کیا جائے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ بعد ازاں یہ دعا پڑھی جائے: ﴿يَا مُقِيْلَ الْعَثَرَاتِ اَقِلْنِيْ عَثْرَتِيْ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ اَجِبْ دَعْوَتِيْ يَا سَامِعَ الْاَصْوَاتِ اسْمَعْ صَوْتِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَ تَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِيْ وَمَا عِنْدِيْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ﴾۔ (کتاب الاقبال)

باب ۵۲

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اور (بالخصوص) عرفہ کے دن (مخصوص) نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید علی بن موسیٰ بن طاؤس اپنی کتاب الاقبال میں حسن بن محمد بن اسماعیل کی کتاب عمل ذی الحجہ کے حوالہ سے جو کہ ہمارے مصنفین میں سے ہیں اور وہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، ان کا ارشاد ہے کہ مجھ سے میرے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہر رات مغرب و عشاء کے درمیان یہ دو رکعت نماز پڑھنا ترک نہ کرو، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، قل ھو اللہ احد ایک بار، اور یہ آیت ایک بار ﴿وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾، فرمایا: جب یہ عمل کرو گے تو حاجیوں کے ثواب میں ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے اگرچہ حج پر نہیں گئے ہو گے۔

(کتاب الاقبال)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص عرفہ کے دن مقام عرفات کی طرف دعا کے لیے جانے سے پہلے کھلے آسمان کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرے تو اسے ان تمام لوگوں کے برابر ثواب ملے گا جو سب وقوف عرفات کرنے والوں کو ملے گا اور مزید برآں اس کے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ (ایضاً)

باب ۵۴

ائمہ طاہرین علیہم السلام والی نمازوں کا پڑھنا مستحب ہے جبکہ حضرت امیر علیہ السلام والی نماز پہلے گزر چکی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤس "کتاب جمال الاسبوع میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نماز چار رکعت ہے جو بروز جمعہ پڑھی جاتی ہے اور جو حضرت امیر علیہ السلام کی نماز کی مانند ہے اور ایک اور طریقہ سے بھی مروی ہے۔ کہ جمعہ کے دن چار رکعت پڑھی جائے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد پچیس بار۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی نماز چار رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد پچاس بار اور قل ھو اللہ احد پچاس بار۔ پھر ہر رکعت کے رکوع میں، اس سے سر اٹھا کر اور سجدہ میں اور سجدہ سے سر اٹھا کر الحمد اور قل ھو اللہ دس دس بار۔ اور جب سلام پھیر لے تو یہ دعا پڑھے۔ پھر یہاں ایک طویل دعا نقل کی ہے۔

نمازِ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام: یہ نماز چار رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے۔

نمازِ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام: یہ نماز دو رکعت ہے۔ ہر رکعت میں سورۂ الحمد ایک بار اور تسبیحات اربعہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ سو سو بار۔

نمازِ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام: یہ نماز دو رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت شھد اللّٰہ سو بار پڑھے۔

نمازِ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: یہ نماز دو رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اخلاص بارہ بار پڑھے۔

نمازِ حضرت امام علی رضا علیہ السلام: یہ نماز چھ رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ ھل اتی علی الانسان دس بار پڑھے۔

نمازِ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام: یہ نماز دو رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد ستر بار پڑھے۔

نمازِ حضرت امام علی نقی علیہ السلام: یہ نماز دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد اور یٰسین اور دوسری میں الحمد اور الرحمٰن پڑھے۔

نمازِ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام: یہ نماز چار رکعت ہے۔ پہلی دو رکعت میں الحمد ایک بار اور سورۂ اذا زلزلت پندرہ بار۔ اور آخری دو رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار پڑھے۔

نماز حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف : یہ نماز کل دو رکعت ہے۔ ہر رکعت میں الحمد ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ تک ایک بار پھر ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ایک سو بار۔ بعد ازاں سورۂ الحمد کو مکمل کرے۔ اس کے بعد قل ھو اللہ احد ایک بار۔ اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ عَظُمَ الْبَلَاۤءُ وَ بَرِحَ الْخَفَاۤءُ وَ انْكَشَفَ الْغِطَاۤءُ وَ ضَاقَتِ الْاَرْضُ وَ مُنِعَتِ السَّمَاۤءُ وَ اِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَ عَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ وَ الرَّخَاۤءِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدِ الَّذِيْنَ اَمَرْتَنَا بِطَاعَتِهِمْ، وَ عَجِّلِ اللّٰهُمَّ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ، وَ اَظْهِرْ اِعْزَازَهٗ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اِكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَانِيْ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اُنْصُرَانِيْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَانِيْ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اِحْفِظَانِيْ فَاِنَّكُمَا حَافِظَانِيْ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ۔ (تین بار) اَلْغَوْثَ الْغَوْثَ، اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ، اَلْاَمَانَ الْاَمَانَ[1]﴾۔

(جمال الاسبوع)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ سابقہ اکثر ابواب میں جن نمازوں کے پڑھنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کے پڑھنے پر جو ثواب ہائے بے حساب ذکر کئے گئے ہیں بنابر مشہور ان کا استحباب یا بنابر تحقیق ان کا جواز صرف "احادیث من بلغ" کا مرہون منت ہے۔ ورنہ روایتی اور درایتی نقطۂ نگاہ سے یہ حدیثیں اس قدر کمزور ہیں کہ ان سے کسی چیز کا وجوب تو بجائے خود استحباب بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ آخر استحباب بھی تو شریعت مقدسہ کے احکام خمسہ (وجوب، حرمت، استحباب، کراہت اور اباحت) میں سے ایک حکم ہے جس کے اثبات کے لیے معصومؑ کا قول یا فعل درکار ہے اور احادیث من بلغ کا مطلب یہ ہے کہ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ **من بلغه ثواب علی عمل** .....جب کسی بندہ تک کسی خاص عمل کے کرنے پر خاص ثواب ملنے کی کوئی احادیث پہنچے اور وہ خلوص نیت کے ساتھ اسی ثواب کے حصول کی خاطر وہ خاص عمل بجالائے تو خدائے کریم از راہِ لطف و کرم اسے وہ ثواب ضرور عطا فرمائے گا اگرچہ فی الواقع معصومؑ نے نہ بھی بیان کیا ہو۔ (بحار الانوار، وسائل الشیعہ وغیرہ)۔ قرآن مجید کی بعض مخصوص سورتیں پڑھنے کے مخصوص ثواب بعض مخصوص نمازیں پڑھنے کے مخصوص ثواب اور بعض مخصوص روزے رکھنے کے مخصوص ثواب اسی زمرہ میں آتے ہیں۔ اگرچہ جمال الاسبوع کے حوالہ سے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی جو مخصوص نمازیں اوپر مذکور ہیں وہ اسی قسم کی ہیں۔ بالخصوص نماز حضرت حجت عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف، جو کسی معصومؑ سے منقول ہی نہیں ہے اور بالاخص اس کی مذکورہ بالا دعا جس کے بارے میں البلد الامین کفعمی میں صرف اس قدر ملتا ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف نے حالتِ خواب میں کسی قیدی کو تعلیم دی تھی۔۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ خواب کوئی شرعی مدرک نہیں ہے۔ اور بنابر تسلیم اکفیانی، انصرانی اور احفظانی سے بطور وسیلہ کفایت و نصرت اور حفاظت مراد ہے کہ آپ بارگاہِ خداوندی میں سفارش کر کے میری نصرت و کفایت کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نماز میں واقع ہونے والے خلل کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تینتیس ابواب ہیں)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کے بہت سے احکام اس سے پہلے نیت،
تکبیرۃ الاحرام، قرأت، قنوت، رکوع، سجود، تشہد و سلام اور قواطع نماز میں گزر چکے ہیں۔

باب ۱

اگر نماز فریضہ کی پہلی دو رکعتوں کے عدد میں شک واقع ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے لیکن فریضہ کی آخری دو رکعتوں میں یا نافلہ میں شک پڑنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وہ نماز جو خدا نے (پہلے پہل) بندوں پر فرض کی تھی وہ دس رکعت تھی جن میں قرأت ہے اور وہم یعنی شک (کی گنجائش) نہیں ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (باذن اللہ) سات رکعت کا اضافہ کیا۔ ان میں ہی شک ہوتا ہے اور ان میں قرأت نہیں ہے پس جس شخص کو پہلی دو رکعتوں میں شک پڑ جائے (اور قدرے غور و تأمل سے زائل نہ ہو) تو وہ نماز کا اعادہ کرے تا کہ اسے نماز کی صحت کا یقین ہو جائے اور جسے آخری دو رکعتوں میں شک پڑے وہ وہم یعنی شکیات کے احکام پر عمل کرے۔ (الفقیہ، السرائر)

۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب السرائر میں حریز بن عبداللہ کی کتاب (الصلوٰۃ) کے حوالہ سے نقل کیا ہے ہاں البتہ اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ فرمایا: خدا نے تو (پہلے) ہر نماز دو رکعت فرض کی تھی (بعد میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (باذن اللہ) سات رکعتوں کا اضافہ کیا۔ اور ان میں وہم یعنی شک تو ہے مگر قرأت نہیں ہے۔ (السرائر)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن جذاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب پہلی دو رکعت (شک سے) سلامت رہیں تو پھر پوری نماز سلامت رہتی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ ابراہیم بن ہاشم اپنے نوادر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ہر نماز (فریضہ) کی پہلی دو رکعتوں میں سہو (شک کی اصلاح کی کوئی گنجائش) نہیں ہے۔

(ایضاً، الفروع، التہذیب)

۵۔ عبداللہ بن الفضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کو (نماز میں شک پڑ گیا) وہ نہیں جانتا ہے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے! راوی نے عرض کیا کہ وہ روایت کہاں گئی جس میں وارد ہے کہ فقیہ کبھی نماز کا اعادہ نہیں کرتا؟ فرمایا: یہ اس صورت میں ہے کہ جب شک کا تعلق تیسری اور چوتھی رکعت سے ہو۔ (تو وہاں اصلاح کی کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آتی ہے)۔

(معانی الاخبار)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو (شک کی وجہ سے) نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعت تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے مگر (شک کی وجہ سے) نہیں جانتا کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ فرمایا: از سر نو نماز پڑھے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے پوری نماز پڑھی ہے! (فرمایا) اور یہی حکم نماز جمعہ، مغرب اور سفر میں نماز (قصر) کا ہے۔ (الغرض دو یا تین رکعتی نماز میں جہاں بھی رکعتوں کی تعداد میں شک پڑ جائے نماز باطل ہو جاتی ہے)۔ (ایضاً)

۸۔ عبداللہ بن سلیمان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو کل دس رکعت نماز یعنی ہر نماز دو دو رکعت بجا لائے۔ ہاں جب امام حسن و امام حسین علیہما السلام متولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (باذن اللہ شکرانہ نعمت کے طور پر) سات رکعتوں کا اضافہ کیا۔ یہ سہو و شک صرف انہی رکعتوں میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑھائیں اور جس شخص کو اصلی فرض یعنی پہلی دو رکعتوں میں شک پڑے تو وہ از سر نو نماز پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

۹۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: (شک کی صورت میں) صرف دو رکعتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑتا ہے اور سہواً اور شک صرف آخری دو رکعتوں میں ہوتا ہے۔

(الفروع، الاستبصار، التہذیب)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو پہلی رکعت میں شک پڑ گیا ہے؟ فرمایا: از سر نو نماز پڑھے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۱۱۔ فضل بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ وہ (جعفر صادق علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: جب تمہیں پہلی دو رکعتیں یاد نہ ہوں تو نماز کا اعادہ کرو۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۱۲۔ عنبسہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اگر پہلی دو رکعتوں میں شک پڑ جائے تو نماز کا اعادہ کرو۔ (التہذیب، الفروع)

۱۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر پہلی دو رکعتوں میں شک پڑ جائے تو ان کا اعادہ کرو تاکہ تم پر ثابت ہو جائے کہ وہ پڑھی گئی ہیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: جب کسی شخص کو نماز ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں شک پڑ جائے کہ ایک پڑھی ہے یا دو؟ تو اس پر لازم ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

(التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۱۵۔ نیز سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر نماز صبح میں شک پڑ جائے تو؟ فرمایا: جب پتہ نہ چلے کہ ایک پڑھی ہے یا دو تو از سر نو نماز کا اعادہ کرو۔ اور جمعہ کا حکم بھی یہی ہے۔ جبکہ پیش نماز کو اس میں شک پڑ جائے۔ اس پر لازم ہے کہ نماز کا اعادہ کرے کیونکہ یہ دو رکعتی نماز ہے۔ (التہذیبین)

۱۶۔ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ فضیل نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے شک کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب پہلی دو رکعتوں میں شک پڑے تو نماز کا اعادہ کر۔ (التہذیب)

۱۷۔ حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے شک پڑ گیا۔ اب وہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک پڑھی ہے یا دو؟ فرمایا: نماز کو تمام کرے!

(التہذیب والاستبصار)

۸۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (نماز پڑھتے ہوئے بھول جاتا ہے اور) نہیں جانتا کہ دو رکعت پڑھی ہیں یا ایک، تو؟ فرمایا: ایک رکعت سمجھ کر اور اس پر بنا رکھ کر نماز کو تمام کرے۔ (ایضاً)

۱۹۔ عنبسہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص (نماز پڑھتے ہوئے شک کی وجہ سے) نہیں جانتا کہ آیا اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا ایک یا تین، تو؟ فرمایا: اپنی نماز کی بنا

ایک رکعت پر رکھے۔ اس میں سورۂ الحمد پڑھے اور آخر میں دو سجدۂ سہو کرے! (ایضاً)

(چونکہ یہ تینوں حدیثیں تمام سابقہ حدیثوں کے بظاہر منافی ہیں اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چونکہ سابقہ حدیثیں ان سے کئی گنا زیادہ ہیں لہٰذا اکثر کو چھوڑ کر اقل کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔ علاوہ بریں اگر مساوی بھی ہوں تو ان میں یہ صراحت تو نہیں ہے کہ یہ شک نمازِ فریضہ میں پڑا ہے؟ لہٰذا ان کو نوافل پر محمول کیا جا سکتا ہے (جن میں ہمیشہ اقل پر بنا رکھی جاتی ہے)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ میں) بیان کی جائیں گی نیز ان حدیثوں کا اس بات پر محمول کرنا بھی ممکن ہے کہ جب ایک رکعت کا ظن غالب ہو جائے نیز ان حدیثوں کو تقیہ پر محمول کرنے کا بھی احتمال ہے۔ الی غیر ذلك من الاحتمالات ۔

باب ۲

جب نمازِ صبح، جمعہ، مغرب اور نمازِ سفر کی رکعتوں میں شک پڑ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب نماز مغرب (کی رکعتوں میں) شک پڑ جائے تو نماز کا اعادہ کرو اور جب نماز فجر میں شک پڑ جائے تو بھی اعادہ کرو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے فیصلہ نہیں کر پاتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی یا دو؟ فرمایا: از سرِ نو نماز پڑھے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے پوری نماز پڑھی ہے! فرمایا: جمعہ، مغرب اور نماز قصر کا بھی یہی حکم ہے! (کہ اگر شک پڑ جائے تو از سرِ نو نماز پڑھے)۔ (ایضاً)

۳۔ یونس ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نمازِ مغرب اور صبح میں شک (کی اصلاح کی گنجائش) نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ اگر نماز مغرب میں شک پڑ جائے تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ کیونکہ یہ نماز شفع کی مانند نہیں ہے (کہ نوافل میں شک نہیں ہوتا)۔ (التہذیبین)

۵۔ حفص بن البختری وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب نماز مغرب میں

شک پڑ جائے تو نماز کا اعادہ کرو اور اگر نمازِ فجر میں شک پڑ جائے تو بھی اعادہ کرو۔ (ایضاً)

۶۔ علاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک آدمی کو نمازِ فجر میں شک پڑ جائے تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے! عرض کیا: اگر مغرب میں شک پڑے تو؟ فرمایا: ہاں۔ اس کا بھی اعادہ کرے پھر میرے سوال کیے بغیر فرمایا کہ وتر اور جمعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر نمازِ صبح میں شک پڑ جائے تو؟ فرمایا: اگر تمہیں پتہ نہ چلے کہ ایک پڑھی ہے یا دو؟ تو نماز کا اعادہ کر۔ اور نمازِ جمعہ میں بھی اگر پیشنماز کو شک پڑ جائے تو اس پر لازم ہے کہ نماز کا اعادہ کرلے! کیونکہ دو رکعتی نماز ہے اور مغرب کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اس میں شک پڑ جائے اور پتہ پڑ جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے)۔ (ایضاً)

۸۔ فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے شک کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر نمازِ مغرب میں ہے اور یاد نہ آئے اور تین سے چار رکعت تک تجاوز کر جائے تو نماز کا اعادہ کر۔

(التہذیب)

۹۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی کو نمازِ مغرب میں شک پڑ جاتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ آیا اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین، تو؟ فرمایا: سلام پھیر لے اور پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت کا اضافہ کرے۔ پھر فرمایا: بخدا یہ کبھی قضا نہیں کرے گا۔ (التہذیبین)

۱۰۔ نیز عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص صبح کی نماز پڑھ رہا تھا اور شک پڑ گیا اب اسے معلوم نہیں ہے کہ دو رکعت پڑھی ہیں یا ایک؟ فرمایا: تشہد پڑھ کر سلام پھیر لے۔ پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھے۔ پس اگر اس نے فی الواقع دو رکعت پڑھی تھیں تو یہ مستحبی رکعت بن جائے گی اور اگر فی الواقع ایک پڑھی تھی تو اس سے مکمل ہو جائے گی! راوی نے عرض کیا کہ اگر نمازِ مغرب میں یہی شک پڑ جائے؟ اور پتہ نہ چلے کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو؟ فرمایا: تشہد پڑھ کر سلام پھیر لے اور پھر اٹھ کر ایک رکعت پڑھے۔ پس اگر فی الواقع تین پڑھی تھیں تو یہ سنت بن جائے گی اور اگر دو پڑھی تھیں تو اس سے نماز مکمل ہو جائے گی۔ یہ بخدا کبھی نماز کی قضا نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

چونکہ یہ دو روایتیں سابقہ تمام حدیثوں کے منافی ہیں۔ اس لیے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان میں ایک تو یہ احتمال ہے کہ اس سے صبح اور مغرب کے نوافل مراد ہیں۔ یا پھر یہ احتمال ہے کہ مقصد یہ ہو کہ پہلے شک پڑا۔ مگر بعد میں اکثر کا ظن غالب ہو گیا۔ اور اس صورت میں ایک رکعت کا اضافہ بطور استحباب ہوگا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اقرب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا جائے کیونکہ یہ تمام مخالفین کے مذہب کے موافق ہیں۔

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ہاشم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نوادر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نمازِ مغرب اور صبح میں شک (کی اصلاح کی کوئی گنجائش) نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۱۲۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: پانچ نمازوں میں شک نہیں ہے (۱) وتر۔ (۲) جمعہ۔ (۳) ہر فریضہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں۔ (۴) صبح میں۔ (۵) مغرب میں۔ (الخصال)

۱۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز صبح پڑھ رہا تھا مگر اسے شک پڑ گیا۔ اب اسے معلوم نہیں ہے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے! بعض اصحاب نے ان سے سوال کیا جبکہ میں بھی حاضر تھا کہ اگر نمازِ مغرب میں یہی صورت حال پیش آئے تو؟ فرمایا: اس کا بھی اعادہ کرے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر وتر میں ہو تو؟ فرمایا: وتر، اور جمعہ کا بھی یہی حکم ہے (کہ اعادہ کرے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کئی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

جو شخص بھول کر ایک رکعت یا ایک سے زائد رکعتیں چھوڑ دے اور بے محل سلام پھیر دے اور بعد میں یقین ہو جائے یا بھول کر یا نماز سے فارغ ہونے کا خیال کر کے کلام کر بیٹھے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہاں البتہ اگر قبلہ کی طرف پشت ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اس وقت جماعت کے ساتھ شامل ہوا جب پیشنماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا۔ اور جب لوگوں نے سلام پھیرا تو اس نے بھی بھول کر سلام پھیر دیا۔ اور جب لوگوں کے ہمراہ مسجد سے باہر نکل گیا تو اسے یاد آیا؟ فرمایا: جب یاد آئے تو ایک رکعت مزید پڑھ لے۔ (الفقیہ، المحاسن، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ اس کی پشت قبلہ کی طرف نہ ہوئی ہو (ورنہ نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا)۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ نضری سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے نماز مغرب (باجماعت) پڑھی مگر پیشنماز نے بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور ہم نے دوبارہ نماز پڑھی؟ امامؑ نے فرمایا: تم نے کیوں دوبارہ پڑھی؟ کیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (چار رکعتی نماز کا) دو رکعت پر سلام نہیں پھیر دیا تھا اور بعد میں دو رکعت پڑھ کر مکمل نہیں کی تھی؟! تم نے بھی (مزید ایک رکعت) پڑھ کر کیوں نماز تمام نہ کی؟ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ علی بن نعمان رازی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ سفر کر رہا تھا اور امامت کے فرائض میرے ذمہ تھے۔ چنانچہ میں نے ان کو نمازِ مغرب پڑھائی۔ اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے تو ہمیں صرف دو رکعت نماز پڑھائی ہے چنانچہ ہم نے باہم گفتگو کی۔ بالآخر انہوں نے کہا ہم تو نماز کا اعادہ کرتے ہیں مگر میں نے کہا کہ میں تو صرف ایک رکعت پڑھ کر مکمل کرتا ہوں! چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ہم چلے گئے۔ جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے وہ تمام ماجرا بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا: ان کی نسبت تو زیادہ حق بجانب تھا۔ کیونکہ نماز کا اعادہ تو وہ کرتا ہے جسے بالکل معلوم نہ ہو کہ کس قدر پڑھی ہے؟ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو نمازِ مغرب پڑھائی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا چنانچہ بعض اصحاب نے کہا کہ آپ نے دو رکعت پڑھائی ہے! تو میں نے نماز کا اعادہ کیا! اور جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے کافی تھا کہ اٹھ کر صرف ایک رکعت نماز اور پڑھ لیتے چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں سہو ہو گیا تھا۔ (پھر امامؑ نے یہاں ذوشمالین والی حدیث بیان کی کہ آنحضرتؐ نے چار رکعتی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تھا) پھر کھڑے ہو کر مزید دو رکعت نماز پڑھی۔

(التہذیب والاستبصار)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے مگر صرف اس جملہ تک "کہ تمہارے لیے کافی تھا کہ اٹھ کر ایک رکعت اور پڑھ لیتے" اس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سہو والا واقعہ نقل نہیں کیا۔

(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور دوسری دو حدیثیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سہو کا تذکرہ ہے "تقیہ فی الروایہ" پر محمول ہیں کیونکہ اس بات پر بکثرت دلائل عقلیہ ونقلیہ موجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علی الاطلاق سہو محال ہے۔ ہم نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے اور اس میں ایسی

روایتوں کی کئی تاویلیں بیان کی ہیں (اور شاید سب سے بہتر تاویل بنابر تسلیم ایک یہ واقعہ ہے)۔

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تھا اور پھر اعادہ کیا تھا! فرمایا: اسے چاہیئے تھا کہ جس قدر کمی رہ گئی ہے اسے پورا کرتے۔ نیز یہ سہو من اللہ تھا من الشیطان نہیں تھا جو کہ محال ہے کہ خدا نے ایسا واقعہ امت پر رحمت و رأفت کی بنا کر کرایا ہے تاکہ اگر کوئی شخص بھول جائے تو کوئی کسی کو طعنہ نہ دے اور اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ سے کر دے بھی دیا (فراغت کا گمان کر کے) کلام کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (التہذیبین)

۶۔ حکیم بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو نماز کی ایک رکعت یا ایک سجدہ یا کچھ اور بھول گیا اور بعد میں یاد آیا تو؟ فرمایا: صرف اس فراموش شدہ چیز کو بجالائے! میں نے عرض کیا: آیا نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہیں۔ (التہذیب)

۷۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (تین یا چار رکعت کی بجائے) دو رکعت پر (بھول کر) سلام پھیر دیا اور اٹھ کر اپنے کام پر چلا گیا (پھر یاد آیا) تو؟ فرمایا: از سرنو نماز پڑھے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ جو لوگ روایت کرتے ہیں کہ (یہاں ذوالشمالین والی حدیث بیان کی گئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو رکعت پر سلام پھیرنا اور پھر اٹھ کر دو رکعت بجالانے کا تذکرہ ہے)۔ امامؑ نے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنوز اپنی جگہ سے کہیں منتقل نہیں ہوئے تھے اور اگر وہاں سے منتقل ہو گئے ہوتے تو پھر از سرنو نماز پڑھتے۔ (ایضاً، المقنع)

۸۔ عیص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی نماز کی ایک رکعت بھول گیا اور (سلام پھیرنے کے بعد) یاد آیا تو؟ فرمایا: اٹھ کر ایک رکعت پڑھے اور دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(ایضاً)

۹۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور یہ سمجھ کر نماز مکمل ہو گئی ہے کلام بھی کیا تھا مگر بعد ازاں اسے یاد آیا کہ اس نے دو رکعت پر سلام پھیرا ہے؟ فرمایا: جتنی نماز باقی رہ گئی تھی اسے پورے کرے اس پر اور کچھ نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ "اس پر اور کچھ نہیں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی گناہ اور نماز کا اعادہ نہیں ہے ورنہ دو سجدۂ سہو تو واجب ہیں جب کہ بعد ازیں اس کا بیان آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۰۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جس شخص کو اپنی بھول شدہ بات یاد رہے اور اس کو مکمل بھی کر دے تو اس پر سجدہ ہائے سہو نہیں ہیں! جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پھر سہو ہو گیا۔ (دو رکعت پر سلام پھیر دیا)۔ ذوالشمالین (صحابی) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ فرمایا: یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ کہا: اس لیے کہ آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھائی ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے مقتدیوں سے فرمایا: آیا تم بھی یہی کہتے ہو جو اس نے کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں! تو آپؐ نے اٹھ کر نماز مکمل کرائی اور پھر (کلام کرنے کی وجہ سے) دو سجدۂ سہو کئے۔ راوی نے عرض کیا کہ آپؐ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نماز پڑھ رہا ہو اور بھول کر دو رکعت پڑھ چکے اور یہ خیال کر کے کہ وہ چار رکعت پڑھ چکا ہے سلام پھیر دے اور پھر اپنے کاروبار پر چلا جائے اور بعد ازاں اسے یاد آئے کہ اس نے تو صرف دو رکعت پڑھی ہے؟ فرمایا: وہ از سر نو نماز پڑھے! میں نے عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو از سر نو نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ صرف اٹھ کر نماز مکمل کرائی تھی! فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنوز اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں گئے نہیں تھے (جس طرح یہ شخص چلا گیا تھا) اور اگر وہ اٹھ کر کہیں نہیں گیا تھا اور پہلی دو رکعت ٹھیک پڑھی ہیں تو پھر صرف اٹھ کر نماز مکمل کرے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کبھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ ہائے سہو کئے تھے؟ فرمایا: نہیں! اور نہ ہی کوئی فقیہ یہ سجدے کرتا ہے۔ (التہذیب)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس حدیث میں مذکور ہے میں اس مطابق فتویٰ دیتا ہوں (یعنی میرا عقیدہ یہی ہے) باقی رہیں وہ حدیثیں جو ہم نے اس سے پہلے نقل کی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھولنے اور سجدہ ہائے سہو کرنے کا واقعہ درج ہے تو وہ مخالفین کے موافق ہونے کی بنا پر (محمول بر تقیہ ہیں اور) قابل قبول نہیں ہیں ہاں البتہ ہم نے انکا تذکرہ صرف اسلئے کیا ہے کہ ان میں جو احکام مذکور ہیں وہ قابل عمل ہیں۔

۱۲۔ عمار ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے یہ گمان کر کے کہ چار رکعت پوری ہو گئی ہیں تین رکعت پر سلام پھیر دیا مگر سلام کے بعد اسے یاد آیا کہ اس نے تو صرف تین رکعت پر سلام پھیرا ہے تو؟ فرمایا: جب یاد آئے تو انہی تین پر بنا رکھتے ہوئے اٹھ کر ایک رکعت مزید پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر لے اور اس کے بعد سہو کے دو سجدے بجالائے اس طرح اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔ (ایضاً)

۱۳۔ ابو سعید قماط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا

کہ یہ شخص بمنزلۂ اس شخص کے ہے جو بھول کر چار رکعتی نماز فریضہ میں ایک یا دو یا تین رکعت پر سلام پھیر دے! کہ اس کا فرض یہ ہے کہ اس پڑھی ہوئی پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرے۔ (ایضاً)

۱۴۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص جو نماز عصر پڑھ رہا تھا (بھول کر چھ یا پانچ رکعت پڑھ دے تو؟ فرمایا: اگر اسے یقین ہو جائے کہ اس نے پانچ یا چھ رکعت پڑھی ہیں تو پھر نماز کا اعادہ کرے! لیکن اگر وہ دو یا تین رکعت پر سلام پھیر دے اور لوگوں سے کلام بھی کرے (اور بعد میں یاد آئے کہ پوری نماز نہیں پڑھی) تو وہ صرف پڑھی ہوئی نماز کو مکمل کرلے (اور کلام کی وجہ سے دو سجدۂ سہو کرلے)۔۔۔۔الحدیث۔ (التہذیب والفروع)

۱۵۔ عبید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی (اور بھول کر) ایک رکعت پر سلام پھیر دیا۔ پھر چلا گیا۔ اور صبح کے بعد آیا تو اسے یاد آیا کہ اس نے تو صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ فرمایا: ایک رکعت کا اضافہ کردے۔ (التہذیب)

۱۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کوفہ میں (چار رکعتی نماز بھول کر) دو رکعت پڑھی اور جب مکہ یا مدینہ یا بصرہ یا کسی اور شہر میں پہنچا تو اسے یاد آیا کہ اس نے تو صرف دو رکعت پڑھی تھی؟ فرمایا: اٹھ کر دو رکعت اور پڑھ دے۔ (التہذیب والاستبصار)۔۔۔۔ چونکہ یہ دونوں سابقہ حدیثیں ضابطہ کے خلاف ہیں کہ جب آدمی وہاں سے اٹھ کر چلا جائے اور پھر یاد آئے تو نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ اس لیے۔ ان کی تاویل کرتے ہوئے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ یا تو اس شخص پر محمول ہے کہ جسے یقیناً یاد نہ آئے بلکہ صرف ظن غالب ہو اس کے لیے نماز کو تمام کرنا مستحب ہے (نہ کہ واجب)۔۔۔۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نوافل پر محمول ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا تقیہ پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اگر چین تک بھی پہنچ جائے تو اسے صرف تمام کرے گا، اعادہ نہیں کرے گا۔ اس کی بھی یہی تاویل کی جائے گی۔

۱۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز میں بھول گیا (اور ادھوری نماز پر سلام پھیر دیا) وہ کس طرح بنا رکھے؟ آیا وہ از سر نو نماز پڑھے؟ یا کھڑے ہو کر تکبیر کہہ کر قرأت کرے؟ اور آیا اس پر اذان و اقامت بھی ہے یا نہیں ہے؟ اور اگر آخری دو رکعت بھول جائے تو آیا اس پر قرأت ہے یا تسبیح ہے؟ فرمایا: جس قدر پڑھ چکا ہے اس پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرے اور اگر قرأت کر چکا ہے تو اس پر قرأت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس پر اذان ہے

اور نہ ہی اقامت ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے قبلہ (باب ۹)، قواطع نماز (باب ۳۵) وغیرہ مقامات پر گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جو شخص بھول کر، یا فراغت کا گمان کر کے کلام کرے تو اس پر دو سجدے سہو کے کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بھول کر نماز میں کلام کر بیٹھے تو؟ فرمایا: نماز مکمل کرے اور دو سجدے سہو ادا کرے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس سوال کہ ایک شخص جو نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کسی شخص نے آواز دی اور اس نے (بھول کر) جواب دے دیا اب وہ کیا کرے کے بارے میں فرمایا: نماز کو جاری رکھ کر تمام کرے اور (سلام کے بعد) بہت سی تکبیریں کہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سجدۂ سہو کے وجوب کے منافی نہیں ہے۔ اور یہ بات درست بھی ہے کیونکہ اس میں سجدۂ سہو کرنے کی نہ نفی ہے اور نہ اثبات (اور چونکہ وہ دوسری سے ثابت ہے لہٰذا وہ ادا کرنا پڑے گا)۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص نماز میں بھول کر کلام کرے اسے کئی تکبیریں کہنی چاہئیں اور جو جان بوجھ کر کلام کرے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعد ازاں دو اور تین رکعتوں کے شک اور امام و ماموم کے شک کے بیان میں (باب ۱۱ کے اندر) بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

واجب ہے کہ سجدۂ سہو سلام کے بعد اور کلام سے پہلے کیا جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا یہ سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کئے

جاتے ہیں یا اس کے بعد؟ امامؑ نے فرمایا: بعد میں کئے جاتے ہیں۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب تمہیں پتہ نہ چلے کہ چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ؟ تو سلام پھیرنے کے بعد دو سجدۂ سہو کرو۔ پھر ان کے بعد (مختصر تشہد پڑھ کر) سلام پھیرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دو سجدۂ سہو سلام کے بعد اور کلام کرنے سے پہلے کئے جاتے ہیں۔(التہذیب الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ سعد بن سعد اشعری حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر نماز میں کمی کی وجہ سے سجدہ ہائے سہو کئے جائیں تو سلام سے پہلے کئے جائیں اور اگر کسی زیادتی کی وجہ سے کئے جائیں تو سلام کے بعد۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۵۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سہو کے سجدے کب کروں؟ فرمایا: سلام سے پہلے! کیونکہ اگر تم نے سلام پھیر یا تو پھر نماز کا احترام ختم ہو گیا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بھی حضرت شیخؒ نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔

باب ۶

اگر کوئی شخص نماز صبح اور مغرب میں مکمل کرنے کا گمان کر کے پہلی رکعت پر سلام پھیر دے مگر بعد میں کمی کا یقین ہو جائے اور ہنوز قبلہ کی طرف سے پشت نہ کی ہو تو اس نماز کا مکمل کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز فجر میں پیشنماز کے پاس اس وقت پہنچتا ہوں کہ جب وہ ایک رکعت پڑھ چکا ہوتا ہے! (اس طرح اس کی دوسری اور میری پہلی رکعت ہوتی ہے) لیکن جب وہ سلام پھیرتا ہے تو میرے دل میں خیال گزرتا ہے کہ میری نماز بھی مکمل ہو گئی ہے (جبکہ فی الواقع ہنوز ایک رکعت رہتی تھی) چنانچہ میں بھی اس کے ہمراہ سلام پھیر کر برابر ذکر خدا کرتا رہتا ہوں۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آتا ہے تو مجھے

یاد آتا ہے (کہ میں نے غلط سلام پھیرا ہے کیونکہ) پیشنماز تو مجھ سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو؟ فرمایا: اگر تو اسی جگہ موجود ہے (جہاں نماز پڑھی تھی) تو پھر صرف اٹھ کر ایک رکعت پڑھ لے اور اگر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا ہے تو پھر نماز کا اعادہ کر۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اس وقت نماز باجماعت میں شامل ہوا جبکہ پیشنماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا پھر جب پیشنماز نماز سے فارغ ہوا تو یہ بھی اس کے ساتھ سلام پھیر کر لوگوں کے ساتھ باہر چلا گیا۔ بعد میں اسے یاد آیا کہ اس کی ایک رکعت نماز رہ گئی ہے تو؟ فرمایا: اگر تا حال اس نے اپنا چہرہ قبلہ سے نہیں پھیرا تو پھر تو صرف ایک رکعت پڑھ لے اور اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھر گیا ہے تو پھر اس پر نماز کا از سر نو پڑھنا واجب ہے۔ (التہذیبین)

۳۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز صبح کی صرف ایک رکعت پڑھی (اور پھر غلطی سے تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر) چلا گیا اور جا کر اپنے کاموں میں مشغول ہو گیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے تو صرف ایک رکعت پڑھی ہے تو؟ فرمایا: جتنی باقی ہے (ایک رکعت) اسے پڑھ کر نماز مکمل کرلے۔ (ایضاً، الفقیہ، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ نوافل کے ساتھ خاص ہو (کہ وہاں سے منتقل ہو جانے کے باوجود نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے)۔ یا اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب ایک رکعت کی کمی کا علم و یقین نہ ہو بلکہ صرف ظن ہو تو اس صورت میں اس کا مکمل کرنا مستحب ہے۔ جناب شیخ طوسیؒ اور دیگر علماء نے اس کی یہی توجیہ کی ہے۔

باب ۷

جب کسی نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو تو ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے اس کے مطابق نماز مکمل کر کے استحبابی طور پر دو سجدے سہو ادا کئے جائیں گے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن سیابہ اور ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب (شک کی صورت میں) تمہیں معلوم نہ ہو کہ تم نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ مگر تمہاری رائے تین رکعت پر قائم ہو جائے تو پھر اسے تین ہی قرار دو۔ اور اگر تمہاری رائے چار رکعت پر قائم ہو تو پھر اسے چار ہی تصور کرو اور سلام پھیرو اور لوٹ جاؤ اور اگر (کسی چیز پر غلبہ نہ ہو اور کوئی رائے قائم نہ کر سکو) بلکہ شک کے دونوں طرف برابر ہوں تو (اکثر پر بناء رکھ کر) پھیرو اور بیٹھ کر دو رکعت (نماز احتیاط) پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب (تین اور چار رکعت میں شک کی صورت میں) تمہارا خیال نماز کے تمام ہونے کی طرف ہو (کہ چار مکمل پڑھی ہیں) تو سلام پھیر کر رکوع کے بغیر صرف دو سجدۂ سہو کرلو۔ پھر فرمایا: آیا سمجھ گئے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ (التہذیب)

۳۔ یہاں قرب الاسناد سے بروایت علی بن جعفرؒ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وہ حدیث درج ہے جس کا اس سے پہلے باب ۳ میں سترہویں نمبر پر ترجمہ گزر چکا ہے۔ (فراجع)

باب ۸

جب (چار رکعتی) نماز کی آخری دو رکعتوں میں شک ہو (کہ تیسری ہے یا چوتھی؟) تو واجب ہے کہ اکثر (چار) پر بنا رکھی جائے اور سلام پھیرنے کے بعد جس قدر کمی کا گمان ہو اسے (بطور احتیاط) پورا کیا جائے اور نماز احتیاط پڑھ چکنے کے بعد اگر کمی کا یقین بھی ہو جائے تب بھی نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے ان سے فرمایا: اے عمار! میں تمام شکیات کو تمہارے لیے دو کلموں میں اکٹھا کئے دیتا ہوں! جب بھی (چار رکعتی نماز کی رکعتوں میں) شک ہو تو اکثر پر بنا رکھو۔ اور سلام کے بعد جس قدر کمی کا خیال ہو اسے (نماز احتیاط کے ذریعے) تمام کردو۔ (الفقیہ)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب تمہیں نماز میں شک ہو تو یقین پر بنا رکھو۔ میں نے عرض کیا: کیا یہ اصل اور قاعدہ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت خاصی مجمل ہے اس لیے) مؤلف علامؒ (اس کی توضیح کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ امام کا مطلب یہ ہو کہ جب شک کے بعد یقین ہو جائے تو اس پر عمل کرو۔ یا شاید مقصد یہ ہو کہ (نماز کی رکعتوں کے بارے میں نہیں بلکہ) نماز کے کسی اور فعل میں شک ہو اور ہنوز اس کا محل باقی ہو تو یقین پر عمل کرو (یعنی اس فعل کو بجا لاؤ)۔ اور ممکن ہے کہ اس یقین سے مراد یہ ہو کہ نہ کمی پر عمل کرو۔ اور نہ زیادتی پر یعنی اکثر (چار) پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرو۔ اور پھر جس قدر کمی کا احتمال ہے اسے تمام کرو۔ (تاکہ نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو جائے)۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔ (واللہ العالم)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بعض شکیات نماز کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا طریقہ نہ بتاؤں کہ اس پر عمل کرنے کے بعد اگر کمی یا زیادتی کا علم بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہ رہے؟ عرض کیا: ہاں (ضرور بتائیں!) فرمایا: جب بھی (چار رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک پڑ جائے) تو اکثر پر بنا رکھیں اور جب سلام پھیر کر فارغ ہو جائیں تو اٹھ کر (بطور نمازِ احتیاط) اتنی نماز پڑھ لیں جتنی کمی کا احتمال ہے! پس اگر (واقع میں) پوری پڑھی تھی تو تم پر کچھ بھی نہیں ہے اور اگر (واقع میں) کچھ کمی رہ گئی تھی تو اس سے وہ کمی پوری ہو جائے گی اور تمہاری نماز تمام ہو جائے گی۔ (التہذیب)

۴۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب بھی نماز میں شک واقع ہو تو اکثر پر عمل کرو۔ اور سلام پھیرنے کے بعد جس قدر کمی کا گمان ہو اس کو (نمازِ احتیاط کے ذریعہ سے) مکمل کرو۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج اور علی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے شکیاتِ نماز کے بارے میں فرمایا کہ یقین پر بنا رکھو۔ اور قطعی بات کو لو۔۔۔ اور تمام نمازوں میں حزم واحتیاط سے کام لو۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن سہل اپنے والد (سہل) سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے شک پڑ گیا اب اسے پتہ نہیں ہے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا دو۔ تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: کمی پر (دو) پر بنا رکھے اور قطعی چیز کو لے۔ اور سلام پھیر کر (اور دو سجدۂ سہو کرکے) مختصر تشہد پڑھے۔ نماز کے اول اور آخر میں یہی قانون نافذ ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کو ظن کے غلبہ پر محمول کیا ہے (کہ جب کمی کی طرف کا ظن غالب ہو)۔ نیز اسے نوافل پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے (کیونکہ ان میں ہمیشہ اقل پر بنا رکھی جاتی ہے)۔ نیز اس کے تقیہ پر محمول ہونے کے امکان کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا!!!

باب ۹

جس شخص کو دونوں سجدے مکمل کرنے کے بعد دو اور تین رکعت میں شک پڑ جائے اس پر واجب ہے کہ تین پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت (کھڑے ہو کر) نماز (احتیاط) پڑھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ

میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو شک پڑ جاتا ہے اور اسے پتہ نہیں چلتا کہ آیا اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین؟ فرمایا: اگر اسے یہ شک تیسری رکعت میں داخل ہونے کے بعد پڑے (یعنی دو سجدے مکمل کرنے کے بعد) تو پھر اسے تیسری سمجھ کر نماز مکمل کرے اور پھر ایک رکعت (نماز احتیاط) پڑھے اور سلام پھیر لے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے دو رکعت نماز پڑھی (دو سجدے مکمل کر لئے) اور اسے شک لاحق ہو گیا ہے کہ یہ دوسری ہے یا تیسری؟ فرمایا: وہ یقین پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرے اور جب تشہد (اور سلام سے) فارغ ہو چکے تو اٹھ کر ایک رکعت نماز (احتیاط) صرف سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص (کو نماز میں شک پڑ گیا لہذا وہ) نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعت نماز پڑھی ہیں یا تین تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے! میں نے عرض کیا: کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ فقیہ (معرفت دین رکھنے والا شخص) نماز کا اعادہ نہیں کرتا۔۔۔؟ فرمایا: یہ تب ہے کہ جب تین اور چار میں شک ہو۔

(التہذیب، الاستبصار، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے نمازِ مغرب میں شک پر محمول کیا ہے (کیونکہ دو یا تین رکعتی نمازِ فریضہ میں جب بھی رکعتوں میں شک پڑ جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے) مگر اقرب یہ ہے کہ یہ (چار رکعتی میں) دو سجدے مکمل کرنے سے پہلے شک پڑنے پر محمول ہے کیونکہ اس طرح پہلی دو رکعتیں بھی سلامت نہیں رہتیں (کیونکہ اس طرح دراصل اس شک کی بازگشت پہلی اور دوسری رکعت میں شک کرنے کی طرف ہو جاتی ہے۔ (اور چار رکعتی نماز میں بھی جب پہلی رکعت شک کی ایک طرف بن جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے) نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

تین اور چار رکعت میں شک ہو تو چار پر بنا رکھ کر نماز کا تمام کرنا اور پھر ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر نماز (احتیاط) پڑھنا اور سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمن بن سیابہ اور ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارا شک برابر ہو اور پتہ نہ چل سکے کہ تین پڑھی ہیں یا چار؟ (تو چار پر بنا رکھ کر) سلام پھیرو اور پھر بیٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جمیل بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اور شک کے دونوں پہلو برابر ہوں! فرمایا: اسے (چار پر بنا رکھ کر اور سلام پھیر کر) اختیار ہے کہ ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر چار سجدوں کے ساتھ نماز (احتیاط) پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب نماز گزار کو (شک کی وجہ سے) معلوم نہ ہو سکے وہ تیسری رکعت میں ہے یا چوتھی میں؟ جبکہ تین کا یقین ہو تو اٹھ کر ایک رکعت (چوتھی کا اگر ظن غالب ہو کہ یہ تیسری ہے یا پھر ایک رکعت نمازِ احتیاط کا اگر شک برابر ہو) کا اضافہ کر لو اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور یقین کو شک سے نہ توڑے۔ اور شک کو یقین میں داخل نہ کرے۔ اور ایک دوسرے کو باہم گڈمڈ نہ کرے۔ ہاں البتہ شک کو یقین سے توڑے۔ اور یقین پر ہی باقی رہ کر نماز مکمل کرے اور کسی حالت میں بھی شک کی پروا نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ "یقین پر بنا رکھنے" کا حقیقی مفہوم ہم اس سے پہلے (باب ۸ حدیث نمبر۲ کے ذیل میں) بیان کر چکے ہیں ہاں البتہ یہاں اس حدیث میں اس سے ظن غالب مراد لینا بعید نہیں ہے۔ (کیونکہ اس سے شک زائل ہو جاتا ہے لہٰذا جب ظن غالب ہو کہ یہ تیسری رکعت ہے تو پھر اسے تیسری ہی قرار دے گا۔ واللہ العالم)۔

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں فرمایا: تین اور چار میں شک کی طرح دو اور چار میں شک ہے (بشرطیکہ اکمال سجد تین کے بعد ہو) لہٰذا جو شخص یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہے یا چار اور شک برابر ہو۔ (تو چار پر بنا کر) نماز مکمل کرے۔ اور تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز (احتیاط) پڑھے۔ اور اگر اس کا خیال زیادہ چار رکعت کی طرف تھا تو پھر ایک رکعت سورۂ فاتحہ اور دو سجدوں کے ساتھ (کھڑے ہو کر) پڑھے۔ اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور اگر (دو اور چار رکعت میں شک کی صورت میں) اس کا خیال زیادہ دو رکعت کی طرف جاتا تھا (مگر چار پر بنا رکھ کر نماز مکمل کی تھی تو) پھر اٹھ کر دو رکعت نمازِ (احتیاط) پڑھے اور تشہد و سلام پھیرے۔ (الفروع)

۵۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر تمہیں پتہ نہ چلے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اور کسی طرف کا ظن غالب نہ ہو۔ تو پھر (چار پر بنا رکھ کر) سلام

پھیر اور پھر بیٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) پڑھ۔ جن میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ۔ اور اگر تین رکعت پڑھنے کا ظن غالب ہو تو پھر اٹھ کر چوتھی رکعت پڑھ اور اس صورت میں سجدۂ سہو نہ کر (کیونکہ ظن کے غلبہ سے شک زائل ہو گیا)۔ اور اگر چار کا ظن غالب ہو تو پھر تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر دو سجدۂ سہو کر۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوالعلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر اسے تین اور چار رکعت میں برابر شک ہو (تو چار پر بنا رکھ کر) سلام پھیرے اور پھر بیٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) صرف سورۂ فاتحہ اور چار سجدوں اور مختصر تشہد کے ساتھ پڑھے۔ (التہذیب، الفروع)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے شک پڑ گیا۔ لہٰذا اب اسے پتہ نہیں ہے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہے یا چار تو؟ فرمایا: جس طرف اس کا ظن غالب ہو اس پر عمل کرے! اور اگر خیال ہو کہ وہ تیسری رکعت میں ہے۔ مگر اس کے دل میں چوتھی رکعت کا بھی شک ہو تو (چار پر بنا رکھ کر) سلام پھیرے اور پھر دو رکعت نماز (بیٹھ کر) سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بروایت ابوبصیر اس شخص کے بارے میں وارد ہے کہ جسے معلوم نہ ہو کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اور زیادہ خیال چار کی طرف ہو تو سلام پھیر کر دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ (نمازِ احتیاط) بیٹھ کر پڑھے گا۔ لہٰذا اگر وہ نماز دراصل تین رکعت تھی تو اس سے مکمل ہو جائے گی اور اگر فی الواقع چار تھی تو یہ نافلہ بن جائے گی۔ (المقنع)

باب ۱۱

جس شخص کو دو سجدے مکمل کرنے کے بعد دو اور چار رکعت میں شک پڑے اس پر واجب ہے کہ چار پر بنا رکھ کر نماز تمام کرے اور پھر دو رکعت نماز (احتیاط) کھڑے ہو کر پڑھے اور دو سجدۂ سہو کرے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں (شک کی وجہ سے) معلوم نہ ہو سکے کہ تم نے دو رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت؟ اور تمہارا خیال کسی طرف زیادہ مائل نہ ہو تو (چار پر بنا رکھ کر اور) تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔۔۔ پھر دو رکعت نماز (احتیاط) چار سجدوں کے ساتھ پڑھو جن میں صرف سورۂ فاتحہ اور (مختصر) تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔ پس اگر تو تم نے (فی الواقع) دو رکعت پڑھی تھیں تو ان سے چار مکمل ہو جائیں گی اور اگر چار پڑھی تو یہ نافلہ بن جائیں گی۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شخص یہ نہ جان سکے کہ وہ چوتھی رکعت میں ہے یا دوسری میں؟ جبکہ دو (۲) کے مکمل ہونے کا یقین ہو (یعنی دو سجدے مکمل کرنے کے بعد شک پڑے)۔ تو؟ فرمایا: (چار سمجھ کر سلام پھیرے اور پھر) دو رکعت نماز (احتیاط) چار سجدوں کے ساتھ کھڑے ہو کر صرف سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھے۔ تشہد پڑھ کر سلام پھیرے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ "اس پر کچھ نہیں" کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ نہ یہ کہ دو سجدۂ سہو بھی نہیں ہیں (وہ تو بہر حال کرنے ہی پڑیں گے)۔

۳۔ جمیل بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں اس شخص کے بارے میں جسے معلوم نہ ہو کہ اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت! اگر اس کا خیال چار یا دو کی طرف جاتا ہو؟ فرمایا: اٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) چار سجدوں کے ساتھ پڑھے۔ اور فرمایا: خیال کے دو یا چار کی طرف جانے سے یہاں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ (دو اور چار میں شک) تین اور چار میں شک کی مانند نہیں ہے۔ (کیونکہ اسی پر عمل کیا جاتا ہے جس کا خیال زیادہ ہو)۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا جب دو پڑھ چکا تو اسے شک پڑ گیا کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا چار؟ تو؟ فرمایا: (چار پر بنا رکھ کر) سلام پھیرے پھر اٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے اور لوٹ جائے۔ اس پر کچھ (گناہ یا اعادہ) نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک نماز گزار کو شک پڑ گیا لہٰذا اب وہ نہیں جانتا ہے کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا چار تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تو اسے نماز صبح یا مغرب پر محمول کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسے چار رکعتی نماز کے شک پر محمول کیا جائے جو دو سجدے مکمل کرنے سے پہلے پڑے۔

۶۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (شک کی وجہ سے) تمہیں پتہ نہ چلے کہ تم نے چار رکعت پڑھی ہیں یا دو (۲)؟ (تو چار پر بنا رکھ کر سلام پھیرو) اور پھر اٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) پڑھو اور سلام پھیر کر بیٹھے ہوئے دو سجدۂ سہو کرو۔ اور (مختصر تشہد پڑھ کر) سلام پھیرو۔

(التہذیب کذا فی المحاسن لحسن بکیر بن اعین عن الباقر علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۸ و ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

اس شخص کا حکم جو نمازِ عصر شروع کر کے جب دو رکعت پڑھ چکے تو اسے یقین ہو جائے تو اس نے ظہر کی نماز صرف دو رکعت پڑھی ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالبؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے نمازِ ظہر پڑھی اور اب نماز عصر شروع کی۔ جب اس کی دو رکعت پڑھ چکا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس نے ظہر کی نماز (بھول کر) صرف دو رکعت پڑھی ہے اب وہ کیا کرے؟ امامؑ نے جواب دیا کہ اگر دو نمازوں کے درمیان اس شخص سے کوئی ایسا حدث سرزد ہوا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے تو پھر دونوں نمازوں کا اعادہ کرے۔ اور اگر ایسا کوئی حدث سرزد نہیں ہوا۔ تو (نیت بدل لے اور) اس نماز کو ظہر کی نماز قرار دے دے اور مزید دو رکعت پڑھ کر اسے مکمل کرے اور اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔ (الاحتجاج)

باب ۱۳

جس شخص کو دو، تین اور چار میں شک پڑ جائے تو اس پر واجب ہے کہ چار پر بنا رکھ کر سلام پھیرے بعد ازاں دو رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر یا ایک رکعت کھڑے ہو کر اور ایک رکعت بیٹھ کر پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (جو نماز پڑھ رہا تھا اسے شک پڑ گیا لہٰذا اب وہ) نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو؟ فرمایا: (چار پر بنا رکھ کر سلام پھیرے اور پھر) ایک رکعت (بروایت دو رکعت) نماز (احتیاط) کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔ (الفقیہ)

(۲) سہل ابن الیسع اس سلسلہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ اپنے یقین پر بنا رکھے اور سلام کے بعد دو سجدہ ہائے سہو کرے اور مختصر تشہد پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں یہ بھی مروی ہے کہ وہ ایک رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت

بیٹھ کر نماز (احتیاط) پڑھے۔ دراصل ان اخبار و آثار میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ شک والے کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اقرب یہ ہے کہ سہل بن الیسع والی روایت کو تقیہ پر محمول کیا جائے۔ یا پھر اس کے وہ معنی کئے جائیں جو باب ۸ کی پہلی حدیث کے بیان کر چکے ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے نماز میں شک پڑ جائے اور اسے پتہ نہ چلے کہ دو رکعت پڑھی ہیں یا تین یا چار؟ فرمایا: پہلے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز (احتیاط پڑھے اور سلام پھیر کر دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔ اور سلام پھیرے۔ پس اگر اس کی نماز فی الواقع چار رکعت تھی تو یہ (نمازِ احتیاط) نافلہ بن جائے گی اور اگر ناقص تھی (دو یا تین رکعت تھی) تو اس سے وہ مکمل ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ و ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

جس شخص کو چار اور پانچ یا اس سے بھی زائد میں شک پڑ جائے اس پر واجب ہے کہ چار پر بنا رکھے اور دو سجدۂ سہو کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ؟ تو (چار پر بنا رکھو اور) سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کرو اور پھر (مختصر تشہد پڑھ کر) سلام پھیرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کو نماز میں اس طرح شک پڑ جائے کہ یہ پتہ نہ چلے کہ اصل عدد (چار رکعت) سے کم پڑھی ہے یا زیادہ (پانچ یا چھ) تو دو سجدے سہو کے بجالائے جن کا آنحضرتؐ نے "مرغمتین" نام رکھا۔ (الفروع)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں پتہ نہ چل سکے کہ تم نے پانچ رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت؟ تو سلام کے بعد دو سجدے سہو کے کرو۔ اور ان کے بعد سلام پھیرو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

جب تم سمجھ نہ سکو کہ چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ۔ یا اس سے کم یا زیادہ؟ تو (چار پر بنا رکھ کر) تشہد پڑھو اور سلام پھیرو۔ اور دو سجدے سہو کرو۔ کہ جن میں نہ رکوع ہے نہ قرأت پس مختصر تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔

(التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۵۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے عصر کی نماز چھ یا پانچ رکعت پڑھی ہے تو؟ فرمایا: اگر تو اسے یقین ہے کہ اس نے پانچ یا چھ رکعت پڑھی ہیں تو (چونکہ اس کی نماز باطل ہے لہٰذا) وہ اعادہ کرے اور اگر (شک کی وجہ سے) اسے معلوم ہی نہ ہو کہ اصل عدد سے کم پڑھی ہے یا زیادہ؟ تو پھر بیٹھ کر دو رکعت نماز (احتیاط) پڑھے۔ جن میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے الخ۔

(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے آخر میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ اس شخص کو دراصل تین، چار اور پانچ رکعت میں شک تھا اس لیے چار پر بنا رکھے گا اور بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھے گا۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سجدۂ سہو کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جس کو اپنا شک یاد ہو (علم ہو جائے اور شک ختم ہو جائے) تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ ہاں سجدۂ سہو اس شخص پر واجب ہے جسے معلوم نہ ہو سکے کہ آیا اس نے نماز میں زیادتی کی ہے یا کمی؟ (الفقیہ)

باب ۱۵

جس شخص کو کچھ معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؟ اور کسی جانب کا ظن غالب نہ ہو سکے یا یہ بھی معلوم نہ ہو سکے کہ کچھ پڑھی بھی ہے یا نہ؟ تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ کلی باسناد خود صفوان سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (شک کی وجہ سے) تمہیں یہ پتہ نہ چل سکے کہ کس قدر نماز پڑھی ہے؟ اور کسی جانب تمہارا زیادہ خیال نہ جائے تو نماز کا اعادہ کرو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب تمہیں ایسا شک پڑے کہ کچھ پتہ ہی نہ چلے کہ تین پڑھی ہیں، یا دو یا ایک یا چار تو نماز کا اعادہ کرو۔ اور شک پر عمل نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ اور ابوبصیر دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اُن (امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض

کیا کہ ایک شخص کو بسا اوقات ایسا شک پڑتا ہے کہ اسے کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی باقی ہیں تو؟ فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن نعمان رازی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز کا اعادہ وہ شخص کرے گا جسے بالکل کچھ بھی معلوم نہ ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ (التہذیب)

۵۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ مگر اب اسے پتہ نہیں چل رہا کہ آیا اس نے کچھ نماز پڑھی بھی ہے یا نہ تو؟ فرمایا: از سر نو نماز پڑھے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

۶۔ علی بن یقطین کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو ایسا شک پڑتا ہے کہ اسے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے؟ ایک رکعت، یا دو یا تین تو؟ فرمایا: یقینی صورت پر بنا رکھے۔ اور دو سجدہ ہائے سہو کرے اور مختصر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ حدیثوں کے منافی ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے "یقینی صورت پر بنا رکھنے" کو از سر نو نماز پڑھنے پر محمول کیا ہے۔ اور سجدۂ سہو کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

باب ۱۶

کثیر الشک آدمی پر نمازِ احتیاط واجب نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ نماز کو جاری رکھے اور جب تک ترک کا یقین نہ ہو وہ یہی سمجھے کہ اسے جس میں شک ہے وہ اسے بجالایا ہے (اور یہ کہ کثیر الشک ہونے کا معیار کیا ہے؟)

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں بکثرت شک پڑنے لگ جائے تو اس کی پروانہ کرو اور نماز کو جاری رکھو۔ شاید وہ تمہیں چھوڑ جائے کیونکہ یہ (شک) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ زرارہ اور ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان (اماموںؑ میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو بسا اوقات نماز میں ایسا شک پڑتا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس نے کس قدر پڑھی ہے اور کس قدر باقی ہے؟ فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے۔ عرض کیا کہ وہ کثیر الشک ہے اگر اعادہ کرتا ہے تو اسے پھر شک پڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا:

پھر (شک کی پروا نہ کرے) اور نماز کو جاری رکھے۔ پھر فرمایا کہ تم خبیث (شیطان) کو اپنی نماز تڑوانے کا عادی بنا کر اسے طمع و لالچ نہ دلاؤ۔ کیونکہ شیطان خبیث ہے، اسے جس چیز کا عادی بنایا جائے وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے! لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ (کثرتِ شک کی صورت میں) نماز کو جاری رکھو۔ اور بار بار نماز نہ توڑو۔ کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو پھر یہ شک پر عود نہیں کرے گا۔ زرارہ کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا: خبیث یہ چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ پس جب اس کی نافرمانی کی جائے گی تو پھر وہ نہیں لوٹے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کثیر الشک بن جاؤ تو (اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے) نماز کو جاری رکھو۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو نماز میں شک پڑ جاتا ہے اور اسے پتہ نہیں چلتا کہ آیا ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔ یا تین یا چار الغرض اس پر نماز مشتبہ ہوگئی ہے تو؟ فرمایا: کیا ایسا ہوا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: نماز کو جاری رکھے۔ اور شر شیطان سے خدا کی پناہ مانگے۔ اس طرح امید ہے کہ شیطان اس سے دور ہو جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے نماز میں بکثرت شک پڑتا ہے کبھی رکوع میں شک پڑتا ہے کہ کیا ہے یا نہ؟ اور کبھی سجدہ میں شک پڑتا ہے کہ کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: نہ رکوع کرے اور نہ سجود بلکہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔ جب تک کہ کسی فعل کے ترک کرنے کا یقین نہ ہو جائے۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب تمہیں نماز میں بکثرت شک پڑے تو نماز میں مشغول رہو اور اس کا اعادہ نہ کرو۔ (الفقیہ)

۷۔ محمد بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کسی شخص کے شک کی یہ کیفیت ہو کہ جسے تین نمازوں میں مسلسل شک پڑے پس وہ کثیر الشک ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب کے حوالہ سے ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شک کا اعتراف کرلے (کہ وہ کثیر الشک ہے) تو اس کے شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (السرائر)

باب ۱۷

جو شخص نمازِ شب میں سے دو رکعت بھول جائے یہاں کہ نماز وتر پڑھ لے۔ اس کے لیے مستحب ہے کہ پہلے نماز شب مکمل کرے پھر نمازِ وتر کا اعادہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نماز شب پڑھی۔ پھر نماز وتر پڑھی۔ بعد میں یاد آیا کہ وہ نماز شب کی دو رکعت بھول گیا ہے اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اٹھے اور پہلے دو رکعت نماز شب پڑھے جنہیں بھول کر ترک کیا ہے۔ اس کے بعد وتر پڑھے۔ (التہذیب)

باب ۱۸

اگر نمازِ نافلہ میں شک پڑ جائے تو اس کی وجہ سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ اقل پر بنا رکھنا مستحب ہے اور اگر سہواً ایک رکعت کی زیادتی ہو جائے تو اس سے نمازِ نافلہ باطل نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام سے سوال کیا کہ اگر نمازِ نافلہ میں شک پڑ جائے تو؟ فرمایا: تم پر کچھ بھی نہیں ہے۔

(التہذیب، الفروع)

۲۔ مذکورہ بالا روایت نقل کرکے حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ جب کسی آدمی کو نماز نافلہ میں شک پڑے تو اقل پر بنا رکھے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو نماز فجر (کی رکعتوں میں) شک پڑ گیا تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ عرض کیا: اگر مغرب میں پڑے تو؟ فرمایا: وہاں بھی اعادہ کرے۔ اور میرے سوال کئے بغیر فرمایا: اور وتر اور نماز جمعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شک کی صورت میں وتر کے اعادہ کا حکم استحباب پر محمول ہے۔

۴۔ عبیداللہ الحلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کو نماز نافلہ میں شک پڑ گیا اور دوسری رکعت میں نہیں بیٹھا (اور سلام نہیں پھیرا بلکہ) اٹھ کر تیسری رکعت پڑھ دی تو؟ فرمایا:

تیسری کو چھوڑ دے اور بیٹھ کر تشہد پڑھ کر سلام پھیر لے۔۔۔ بعد ازاں از سر نو (کوئی) نماز پڑھے۔ (التہذیب)

باب ۱۹

نماز فریضہ میں اگر بھول کر بھی ایک رکعت یا اس سے زیادہ کی زیادتی ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے مگر یہ کہ چوتھی رکعت کے بعد بقدر تشہد بیٹھے یا اگر (زیادتی میں) شک ہو تو پھر باطل نہیں ہوتی تو وہ بیٹھے یا نہ بیٹھے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کو یقین ہو جائے کہ اس نے نماز فریضہ میں ایک رکعت زیادہ پڑھی ہے تو اس نماز کی پروانہ کرے (کیونکہ وہ باطل ہے) اور از سر نو نماز پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ میں (ایک رکعت کی) زیادتی کرے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

(التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۳۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے نماز عصر چھ یا پانچ رکعت پڑھی تو؟ فرمایا: اگر اسے یقین ہے کہ اس نے پانچ یا چھ رکعتیں پڑھی ہیں! تو پھر نماز کا اعادہ کرے۔ (التہذیب)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (چار کی بجائے) پانچ رکعت پڑھی تو؟ فرمایا: اگر چوتھی رکعت کے بعد۔ بقدر تشہد بیٹھا تھا تو پھر اس کی نماز صحیح ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

''تو اس کی عبادت جائز ہے''۔ (الفقیہ)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو نماز ظہر پڑھنے کے بعد یقین ہو گیا کہ اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو؟ فرمایا: اسے یہ یقین کس طرح ہوا؟ میں نے عرض کیا: بس اسے علم ہو گیا! فرمایا: اگر اسے علم ہے کہ چوتھی کے بعد بیٹھا تھا تو ظہر کی نماز تام و تمام ہے ہاں پانچویں رکعت کے ساتھ ایک اور رکعت اور دو سجدوں کا اضافہ کرو۔ تا کہ وہ دو رکعت نافلہ بن جائے اس پر اور کچھ نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار، المقنع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے نماز ظہر پانچ رکعت پڑھی تو؟ فرمایا: اگر اسے معلوم نہیں ہے کہ چوتھی کے بعد (بقدر تشہد) بیٹھا تھا یا نہ؟ تو پھر چار رکعت کو تو نماز ظہر قرار دے اور بیٹھ کر اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ پھر بیٹھ کر دو رکعت نماز چار سجدوں کے ساتھ پڑھ کر (جو قیام کی ایک رکعت کے مساوی ہے) پانچویں رکعت کے ساتھ شامل کر دے تاکہ یہ (دو رکعت) نماز نافلہ بن جائے۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان اخبار میں باہم کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ جو شخص چوتھی رکعت کے بعد بیٹھتا ہے اور پھر اٹھ کر ایک رکعت پڑھتا ہے تو اس نے کسی رکن کو ترک نہیں کیا۔ ہاں زیادہ سے زیادہ اس نے (چوتھی رکعت پر) سلام نہیں پھیرا۔ اور یہ چیز نماز کے باطل ہونے اور اس کا اعادہ کرنے کا موجب نہیں ہے۔ (بلکہ صرف دو سجدہ ہائے سہو کرنے کا باعث ہے و بس)۔

باب ۲۰

سجدہ ہائے سہو کی کیفیت اور جو کچھ ان میں پڑھا جاتا ہے اس کا بیان؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سجدہ ہائے سہو میں پڑھو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ) وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک امام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ (سجدۂ سہو میں) کہو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ﴾۔

(الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں پتہ نہ چلے کہ تم نے چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ، زیادہ پڑھی ہیں یا کم؟ تو۔ تو (چار پر بنا رکھ کر) تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔ اس کے بعد سجدۂ سہو کرو جن میں نہ رکوع ہے نہ قرأت۔ ہاں البتہ ان میں صرف مختصر تشہد پڑھ کر (سلام پھیرو)۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں چار اور پانچ رکعت میں شک کے سلسلہ میں ایسی بعض حدیثیں گزر چکی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سجدوں میں سلام ہے۔

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا سجدہ ہائے سہو میں تکبیر یا تسبیح

ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پس وہ صرف دو سجدے ہیں۔ ہاں البتہ جسے شک پڑا ہے وہ اگر پیشنماز ہے تو وہ سجدہ میں جاتے وقت اور اس سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہے گا۔ تاکہ اپنے مقتدیوں کو بتائے کہ اس سے سہو ہوا ہے! مگر اس پر ان میں تسبیح پڑھنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی ان میں تشہد ہے۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں دوسری نمازوں کی طرح طویل تسبیح و تشہد نہیں ہے (نہ یہ کہ بالکل تشہد یا تسبیح نہیں ہے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

حتی الامکان شک سے بچنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کی نماز کا کبھی چوتھا، کبھی آٹھواں، کبھی نصف اور کبھی اس سے زیادہ حصہ (آسمان کی طرف) بلند کیا جاتا ہے اور یہ بات نماز گزار کے شک کرنے کی نسبت سے ہے ہاں البتہ خداوند عالم نوافل سے اس کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مداومت علی النوافل (باب ۱۷) اور توجہ الی الصلوٰۃ (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

اگر شک کا اندیشہ ہو تو مختصر سورتیں جیسے توحید، جحد (وغیرہ) پڑھ کر اور رکوع و سجود میں صرف تین بار تسبیحات پر اکتفا کرتے ہوئے نماز کو مختصر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نماز مغرب میں شک کرنے کی شکایت کی! امامؑ نے مجھے ہدایت کی کہ اس میں قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون (جیسی مختصر سورتیں) پڑھوں۔ چنانچہ جب میں نے ایسا کیا تو میری وہ شکایت دور ہوگئی۔ (الفقیہ)

۲۔ عمران حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر شک پڑتا ہو تو نماز کو مختصر کرنا چاہیے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شک کے متعلق سوال کیا اور عرض کیا کہ مجھے شک بہت پڑتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہ اپنی نماز کا ''ادراج'' کرو۔ میں نے عرض کیا: ''ادراج'' کیا ہے؟ فرمایا: رکوع و سجود میں صرف تین بار (مختصر) تسبیح پڑھنے پر اکتفا کرو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۳

جب آدمی کو نماز کے کسی فعل میں اس کے تدارک کا محل گزر جانے کے بعد شک پڑے تو اس کی کوئی پروانہ کرے اور نماز میں مشغول رہے مگر یہ کہ اس کے ترک کا یقین ہو جائے۔ ہاں اس صورت میں فراغت کے بعد اس کی قضا واجب ہے بشرطیکہ وہ قضا کے قابل ہو۔ اور اگر برمحل یاد آجائے یا اس میں شک پڑ جائے تو پھر اس کو بجالائے اور یہاں سجدۂ سہو نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جب اقامت کہہ رہا تھا تو اسے اذان میں شک پڑ گیا (کہ کہی ہے یا نہ؟) فرمایا: اقامت کو جاری رکھے! عرض کیا: ایک شخص کو تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد اذان و اقامت میں شک پڑ گیا تو؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھے۔ عرض کیا: ایک شخص کو جبکہ وہ قرأت کر رہا تھا تکبیرۃ الاحرام میں شک پڑ گیا تو؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھے۔ عرض کیا: جب رکوع میں گیا تو قرأت میں شک پڑ گیا تو؟ فرمایا: نماز میں مشغول رہے! پھر عرض کیا: جب سجدہ میں گیا تو رکوع میں شک پڑ گیا تو؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھے۔ فرمایا: اے زرارہ! جب (یہ قاعدہ یاد رکھو کہ) جب ایک چیز (حالت) سے نکل جاؤ اور دوسری چیز (حالت) میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر (پہلی چیز میں) شک کرو تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج اور علی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر نماز میں شک پڑے تو یقین پر بنا رکھو۔ اور یقینی بات کر لو۔ اور تمام نمازوں میں احتیاط کرو۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کسی ایسی چیز کے بارے میں شک

پڑے جو گزر چکی ہو تو اسے اسی حالت پر چھوڑ دو۔ (اس شک کی پروانہ کرو)۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو اپنا شک یاد ہو۔ اور اس کے مطابق کاروائی کر کے اسے مکمل کر دے تو اس پر سجدہ ہائے سہو نہیں ہیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص رکوع یا سجدہ کرنا بھول جائے آیا اس پر سہو کے دو سجدے ہیں؟ فرمایا: نہ! کیونکہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے! (التہذیب)

(چونکہ یہ حدیث حسب ظاہر ضابطہ کے خلاف ہے اس لیے اس کی مناسب تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کو محل تدارک فوت ہونے سے پہلے بھولی ہوئی چیز یاد آ جائے اور وہ اسے بجالائے اس کا قرینہ یہ ہے کہ معصومؑ فرماتے ہیں کہ "اس نے نماز مکمل کر لی ہے۔"

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سہو و شک کے بارے میں دریافت کیا؟ فرمایا: جو شخص اپنے سہو کو یاد رکھے اور اسے مکمل کر دے (اس کا تدارک کرے تو) اس پر سہو کے دو سجدے نہیں ہیں کیونکہ یہ سجدہ اس پر ہے جسے یہ تک معلوم نہ ہو سکے کہ آیا اس نے نماز میں زیادتی یا کمی کی ہے یا نہ؟ (الفقیہ، الفروع)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب نمازی کوئی چیز مثلاً رکوع یا سجود یا تکبیر بھول جائے اور پھر (محل تدارک گزر جانے کے بعد) یاد آئے تو اس کی قضا کرو۔ (الفقیہ، التہذیب)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص (نماز میں) رکوع و سجود کرے لیکن اسے شک پڑ جائے کہ آیا تکبیرۃ (الاحرام) کہی ہے یا نہ؟ یا رکوع و سجود میں ذکر کیا ہے یا نہ؟ تو اس رکعت یا اس سجدہ کا اعتبار کرے؟ فرمایا: اگر (محل تدارک گزر جانے کے بعد) شک پڑے تو (اس کی کوئی پروانہ کرے اور) نماز کو جاری رکھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے افعال نماز (باب ۳ و ۳۲) اور وضو (باب ۴۲) اور باب الشک فی الرکوع (باب ۱۲ و ۱۳) والسجود (باب ۱۴ و ۱۵) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۷ و ۲۹ و ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۴

جب پیشنماز بھول جائے مگر مقتدی نہ بھولیں، یا مقتدی بھول جائیں مگر پیشنماز نہ بھولے تو اس صورت میں ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر پیشنماز اور مقتدی دونوں بھول جائیں یا پیشنماز بھول جائے اور مقتدیوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو ان پر احتیاطاً (سجدۂ سہو) واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو (۹) حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے مگر (شک کی وجہ سے) اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں آیا اس پر (سجدۂ) سہو ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن سہل حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز اپنے مقتدیوں کی ہر قسم کی بھول چوک کا ضامن ہوتا ہے۔ سوائے تکبیرۃ الاحرام کے (کہ اس کے ترک کرنے سے ان کی نماز باطل ہو جاتی ہے)۔ (ایضاً والفقیہ)

۳۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز پر (سجدۂ) سہو نہیں ہے (جبکہ مقتدیوں کو سہو نہ ہو) اور مقتدیوں پر (سجدۂ) سہو نہیں ہے (جبکہ پیشنماز کو سہو نہ ہو)۔ (التہذیب والفروع)

۴۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے مگر ذکر رکوع وسجود یا دو سجدوں کے درمیان کچھ پڑھنا بھول جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ اسی سلسلۂ سند سے عمار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے پیشنماز کے پیچھے تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز شروع تو کی۔ مگر اس نے کوئی چیز نہیں پڑھی نہ (رکوع والی) تکبیر، نہ تسبیح اور نہ تشہد۔ یہاں تک کہ نماز کا سلام پھیر دیا تو؟ فرمایا: اس کی نماز ہوگئی ہے اور جب پیشنماز کے پیچھے بھولے تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ کیونکہ پیشنماز اپنے مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۶۔ منہال قصاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں مگر مجھے سہو ونسیان ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: جب پیشنماز سلام پھیر لے تو تو دو سجدۂ سہو کرے۔ (التہذیب)

(چونکہ یہ روایت سابقہ اصول کے بظاہر منافی ہے اس لیے اس کی تاویل کرتے ہوئے)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے یا تو ایسا سہو مراد ہے جو مقتدی کے ساتھ مختص ہے جیسے وہ نماز میں کوئی زیادتی کرے۔ یا اس سے وہ صورت مراد ہے کہ جب پیشنماز کو بھی سہو ہو جائے۔ یا پھر یہ سجدہ استحباب پر محمول ہے۔

۷۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اس وقت جماعت میں شامل ہوا کہ جب پیشنماز ایک رکعت یا اس سے زیادہ پڑھ چکا تھا پھر پیشنماز کو سہو ہو گیا تو یہ شخص کیا کرے؟ فرمایا: جب پیشنماز سلام پھیر لے تو وہ دو سجدۂ سہو کرے گا اور یہ شخص اپنی پڑھی ہوئی نماز پر بنا رکھے گا اور بیٹھ کر اپنی باقیماندہ نماز مکمل کرے گا۔ اور سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے گا۔ پھر ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو پیشنماز کے پیچھے تکبیرۃ الاحرام کہنا بھی بھول گیا تو؟ فرمایا: یہ نماز کا اعادہ کرے گا۔ کیونکہ تکبیرۃ الافتتاح کے بغیر کوئی نماز نماز نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں پیشنماز اور مقتدی دونوں پر اس لیے سجدۂ سہو واجب قرار دیا گیا ہے کہ ہر دو کو سہو ہوا ہے۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ہاشم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نوادر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک پیشنماز چار یا پانچ افراد کو نماز پڑھا رہا تھا کہ دو آدمیوں نے تسبیح پڑھی (اشارہ کیا) کہ انہوں نے تین رکعت پڑھی ہیں۔ اور تین آدمیوں نے تسبیح پڑھی (اشارہ کیا) کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ یعنی وہ (پہلے دو) کہتے ہیں کہ اٹھو۔ (اور چوتھی رکعت مکمل کرو) اور یہ (تین) کہتے ہیں کہ بیٹھو (اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرو) اور پیشنماز کا میلان ان میں سے ایک فریق کی طرف ہے یا وہ بالکل بین بین ہے اب انہیں کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: جب تک تمام مقتدیوں کو سہو نہ ہو۔ تو پھر صرف پیشنماز کے سہو کا کوئی حکم نہیں ہے۔ اور جب پیشنماز کو سہو نہ ہو تو مقتدیوں کے سہو کا کوئی حکم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سہو میں سہو ہو جائے تو اس کا بھی کوئی حکم نہیں ہے۔ نماز مغرب، نماز فجر اور ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں میں کوئی سہو (اصلاح پذیر نہیں ہے بلکہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے) اور نافلہ میں بھی سہو نہیں ہے۔ اور جب (سہو کے سلسلہ میں) مقتدیوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو پھر پیشنماز اور مقتدی دونوں کے لیے احتیاط اس میں ہے کہ وہ نماز کا اعادہ کریں اور یقینی صورت پر عمل کریں۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۹۔ ابوالہذیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص طواف کرتے ہوئے اپنے ساتھی کی گنتی پر اعتماد کرتا ہے تو آیا وہ اسے اپنی بیوی بچہ کیلئے بھی کافی سمجھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (پھر فرمایا) کیا تم غور نہیں کرتے کہ جب تم پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتے ہو تو (کسطرح اس پر اعتماد کرتے ہو) یہ صورت بھی اسی کی مانند ہے۔ (الفقیہ)

باب ۲۵

جس شخص کو سہو میں سہو ہو جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: سہو میں سہو نہیں ہے اور نہ اعادہ میں اعادہ ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بالواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سہو میں کوئی سہو نہیں ہے۔(ایضاً، الفقیہ)

باب ۲۶

اگر کوئی تشہد پڑھنا اور سجدہ کرنا بھول جائے تو سلام کے بعد ان کی قضا اور سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز کی کوئی چیز بھول جاؤ جیسے رکوع، سجود یا تکبیر اور پھر یاد آئے تو اسے بجالاؤ۔

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جس طرح اصل تکبیر کہنا مستحب ہے اسی طرح اس کی قضا بھی مستحب ہے اور رکوع کے بھولنے سے پوری رکعت کا بھول جانا مراد ہے۔

۲۔ علی بن ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پہلی دو رکعت پڑھ کر اٹھ کھڑے ہو اور تشہد پڑھنا بھول جاؤ اور (تیسری رکعت میں) رکوع سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ کر تشہد پڑھو۔ اور اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آجائے تو پھر نماز کو جاری رکھو اور جب سلام پھیرو تو سہو کے دو سجدے کرو۔ اور پھر اس تشہد کی قضا کرو جو رہ گیا تھا۔(التہذیب، الفروع)

۳۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں اس شخص کے بارے میں جو ایک سجدہ بھول گیا تھا اور کھڑا ہونے اور رکوع کرنے کے بعد یاد آیا تو؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھے اور

سلام پھیر کر اس فوت شدہ سجدہ کی قضا کرے۔ راوی نے عرض کیا: اور اگر اس کے بعد یاد آئے تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے تو اس کی قضا کرے! (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ جناب علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص نمازِ فریضہ میں آخری سجدہ کرنا بھول جائے تو؟ فرمایا: سلام پھیر کر سجدہ (کی قضا) کرے اور نافلہ کا حکم بھی یہی ہے۔ (مسائل، بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے سجود (کے باب ۱۴ و ۱۶) اور تشہد (کے باب ۷ و ۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷
اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسی چیز میں شک پڑے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی چیز واجب ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے نماز پڑھ چکنے کے بعد شک پڑے فرمایا: نماز کا اعادہ نہ کرے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کو نماز پڑھ چکنے کے بعد شک پڑ جائے۔ اور اسے پتہ نہ چل سکے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ مگر جب وہ نماز کا سلام پھیرا، تو اسے یقین تھا کہ اس نے پوری نماز پڑھی ہے! فرمایا: وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اور وہ سلام پھیرتے وقت بہ نسبت بعد کے حق کے زیادہ قریب تھا۔ (الفقیہ، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸
نماز کی رکعتوں کا کنکریوں سے اور انگوٹھی سے اور اس کے ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلنے سے شمار کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حبیب خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نماز کے اندر بکثرت شک پڑنے کی شکایت کی! فرمایا: اپنی نماز کی رکعتوں) کو کنکریوں سے شمار کرو۔ یا فرمایا: کنکریوں سے یاد کرو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حبیب بن المعلیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کثیر السہو آدمی ہوں! میں اپنی نماز کو صرف اپنی انگوٹھی کو ادلنے بدلنے سے یاد رکھتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن مغیرہ ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر آدمی اپنی نماز (کی رکعتوں) کو انگوٹھی سے یا ہاتھ میں کنکریاں لے کر ان سے (رکعتوں کو) شمار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۹

جس سہو اور شک کے مبطل نماز ہونے پر کوئی نص نہیں ہے اس کی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا نہ واجب ہے اور نہ ہی مستحب۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی فقہ دان کبھی نماز کا اعادہ نہیں کرتا بلکہ کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ بنا کر اور کوئی نہ کوئی تدبیر کر کے (نماز کی اصلاح کر لیتا ہے اور) اس کا اعادہ نہیں کرتا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب کے حوالہ سے بروایت ابوبصیر روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عیسیٰ بن اعین کو نماز میں شک پڑتا ہے اور وہ نماز کا اعادہ کرتا رہتا ہے! امامؑ نے فرمایا: اگر اسے زکوٰۃ میں شک پڑ جائے تو آیا اسے دوبارہ ادا کرتا ہے؟ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی وصدوق علیہما الرحمہ اور دیگر علماء نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شک ہے جس کے مبطل نماز ہونے پر کوئی نص نہ ہو۔ اور یہ بات سابقہ مباحث سے واضح ہے اور قبل ازیں قواطع نماز (باب ۱و۲) میں مبطلاتِ نماز کی حصر ذکر ہو چکی ہے۔

باب ۳۰

اگر سہو و نسیان یا جہالت یا عجز و ناتوانی یا خوف و ہراس اور یا جبر و اکراہ کی وجہ سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی سوائے ان واجبات (ارکان) کے جن کا نص میں استثناء موجود ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالصمد بن بشیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اپنی قمیص میں احرام باندھے۔۔۔۔۔ اور جو شخص جہالت کی وجہ سے کسی امر کا ارتکاب کرے اس پر کچھ نہیں ہے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے نو چیزیں اٹھالی گئی ہیں: (۱) سہو۔ (۲) خطاء۔ (۳) نسیان۔ (۴) جس بات پر وہ مجبور کیے جائیں۔ (۵) جس بات کا انہیں علم نہ ہو۔ (۶) جو چیز ان کی طاقت برداشت سے باہر ہو۔ (۷) شگونِ بد۔ (۸) حسد۔ (۹) وسوسہ فی الخلق میں تفکر۔ بشرطیکہ انسان منہ سے کچھ نہ بولے۔(الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰، از رکوع۔ باب ۱۰، از قواطع نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ میں) اور جہاد النفس (باب ۵۶ میں) آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

وسوسہ اور سہو کے دفعیہ کے لیے کیا کرنا چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اس وسوسہ کی شکایت کرتا ہوں جو مجھے نماز میں پڑتا ہے جس کی وجہ سے مجھے پتہ نہیں چلتا کہ میں نے زیادہ نماز پڑھی ہے یا کم؟ فرمایا: جب نماز شروع کرنے لگو تو اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اپنی بائیں ران پر چھوؤ اور پھر یہ پڑھو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ اسی طرح تم شیطان کو دور بھگا دو گے۔(الفروع، الفقیہ)

باب ۳۲

وہ مقامات جہاں دو سجدۂ سہو واجب ہیں۔ اور ان کے بھول جانے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آدمی نماز میں بھول جاتا ہے لہٰذا جہاں بیٹھنا تھا وہاں کھڑا ہو جاتا ہے یا جہاں کھڑا ہونا تھا وہاں بیٹھ جاتا ہے تو؟ فرمایا: سلام پھیر کر دو سجدے (سہو کے) کرے جو ناک رگڑنے والے ہیں یعنی شیطان کی ناک رگڑتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سہو وشک کے متعلق سوال کیا جس میں دو سجدۂ سہو کرنا پڑتے ہیں؟ فرمایا: جہاں بیٹھنے کا ارادہ تھا مگر (بھول کر) کھڑے ہو گئے، یا جہاں کھڑا ہونے کا ارادہ تھا وہاں بیٹھ گئے۔ یا ارادہ تھا قرأت قرآن کرنے کا مگر تسبیح پڑھ دی، یا جہاں تسبیح پڑھنے کا ارادہ تھا وہاں تلاوت کر دی! ان مقامات پر تم پر دو (۲) سجدۂ سہو لازم ہیں۔ اور ہر وہ کام جس سے نماز تام وتمام ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے سجدۂ سہو نہیں ہے۔ پھر اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا اور کھڑا ہونے لگا مگر مکمل کھڑا ہونے یا کچھ بیان کرنے سے پہلے یاد آ گیا (اور بیٹھ گیا) تو؟ فرمایا: اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ جب تک (بھول کر) سلام نہ پھیر لے! پھر اس شخص کے بارے میں سوال کیا جسے نماز میں ایسا سہو ہوا جو سجدۂ سہو کا موجب تھا۔ مگر یہ سجدۂ سہو کرنا بھول گیا تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے دو (۲) سجدۂ سہو کر لے۔۔۔۔۔ راوی نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو (رات کی) نماز میں کچھ بھول گیا (جس کی وجہ سے سجدۂ سہو اس پر عائد ہوتا تھا) مگر (وہ سجدۂ سہو کرنا) بھول گیا۔ اور نمازِ صبح پڑھ کر یاد آیا تو؟ فرمایا: جب تک سورج نکل نہ آئے اور اس کی شعاعیں پھیل نہ جائیں اس وقت تک سجدۂ سہو نہ کرے (بعد ازاں کر لے)۔ (التہذیب)

۳۔ سفیان بن السمط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر زیادتی یا کمی کی وجہ سے دو سجدۂ سہو کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: باقیماندہ وہ مقامات جہاں سجدۂ سہو واجب ہے وہ اس سے پہلے (باب ۳، ۴، ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۹ و ۲۴ میں) بیان ہو چکے ہیں۔

باب ۳۴

اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کی رکعتیں کوئی اور آدمی شمار کرے تو ایسا کرنا اور اس کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ اور نمازِ احتیاط میں بہرحال سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بحوالہ کتاب ابن محبوب فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نماز میں سہو کا تذکرہ کیا! تو آپؑ نے فرمایا: بھلا اس سے کون بچ سکتا ہے! میں بعض اوقات اپنا خادم اپنے پیچھے بٹھاتا ہوں جو نماز (کی رکعتیں) یاد دلاتا ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں امام و ماموم کے شک کے سلسلہ میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ نیز یہ بات بھی اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ شک کی صورت میں اگر ایک طرف کا ظن ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ دوسرے شخص کے شمار کرنے سے ظن تو حاصل ہو ہی جاتا ہے بلکہ بعض مخبرین تو ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی خبر سے تو علم و یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نمازِ احتیاط میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا تذکرہ بہت سی حدیثوں میں موجود ہے۔

قضاء نمازوں کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) ابواب ہیں)

باب ۱

جو نماز فریضہ عمداً یا نسیاناً یا نیند یا طہارت نہ کرنے کی وجہ سے ترک ہو جائے اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں البتہ جو نماز صغر سنی، جنون یا کفر اصلی یا حیض و نفاس کی وجہ سے فوت ہو جائے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ اور سابقہ قضا شدہ نماز کو حاضرہ پر مقدم کرنا واجب ہے اور اگر بھول کر پہلے حاضرہ نماز شروع کر دے تو جب بھی اثناءِ نماز میں یاد آ جائے تو سابقہ کی طرف عدول کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو (۹) حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے (بھول کر بغیر طہارت کے نماز پڑھی یا چند نمازیں پڑھنا ہی بھول گیا۔ یا سویا رہا۔ تو؟ فرمایا: شب و روز میں جب بھی یاد آئے تو اس کی قضا کرے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ نیز زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ نماز کا وقت داخل ہوا مگر کوئی شخص پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ وقت ختم ہو گیا تو؟ فرمایا: (پھر بھی) پڑھے (قضا کرے)۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے (بھول کر) جنابت کی حالت میں ایک، دو یا تین دن تک نمازیں پڑھیں اور بعد میں یاد آیا تو؟ فرمایا: پہلے غسل کرے پھر ان (نمازوں کی قضا کرے مگر اس طرح کہ) پہلی نماز کے لیے اذان و اقامت ہر دو کہے اور اس کے بعد ہر نماز کے لیے صرف اقامت کہتا جائے۔ یہاں تک کہ طہارت کے بغیر پڑھی ہوئی نمازوں کی قضا کر لے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم کوئی نماز پڑھنا بھول جاؤ یا وضو کے بغیر پڑھو۔ (الغرض) تم پر کئی نمازوں کی قضا واجب ہو تو پہلی قضا نماز سے

ابتداء کرو۔ اور اس کے لیے اذان و اقامت ہر دو (۲) کہو۔ اس کے بعد ہر ہر نماز کے لیے صرف اقامت کہتے جاؤ۔ (الفروع)

۵۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص صبح کی نماز پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے تو (قضا کر کے) پڑھے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار نماز صبح کے وقت سو گئے تھے۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا تھا۔ اور جب بیدار ہوئے تھے تو (قضا نماز) پڑھی تھی۔ مگر اس جگہ سے (جہاں نماز قضا ہوئی تھی) قدرے ہٹ کر پڑھی تھی۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن طیار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے نماز اور روزے کا حکم دیا ہے۔ پس ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے۔ خداوند عالم نے فرمایا: میں ہی تمہیں سلاتا ہوں اور میں ہی جگاتا ہوں۔ پس جب بیدار ہو تو (قضا) نماز پڑھو۔ تاکہ لوگوں کو (عملی طور پر) معلوم ہو جائے کہ اگر انہیں ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ جائے تو وہ کیا کریں؟ ایسا نہیں ہے کہ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو سو جائے (اور اس کی نماز قضا ہو جائے تو) وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور یہی کیفیت روزہ کی ہے میں ہی تمہیں بیمار کرتا ہوں اور میں ہی تمہیں صحت دیتا ہوں۔ پس جب میں تمہیں شفا دوں تو (فوت شدہ) روزہ کی قضا کرو۔[1] (التوحید، الاصول، من الکافی)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی

---

[1] سچ ہے کہ ﴿ان الحدیث یفسر بعضہ بعضاً﴾ (کہ بعض حدیثیں دوسری بعض حدیثوں کی تفسیر بیان کرتی ہیں۔ اس حدیث شریف نے بہت سی گتھیوں کو سلجھا دیا اور بہت سے پیچیدہ مسئلوں کو حل کر دیا ہے۔ مثلاً ابھی اوپر سابقہ حدیث میں گزرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے اور نماز صبح قضا ہو گئی۔ پہلے کئی حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں سہو کرنا اور پھر سجدۂ سہو کرنا مذکور ہو چکا ہے۔ یا شکیات نماز کے آخری باب ۳۳ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں رکعتیں گننے کے لیے آپ کا اپنے خادم کو بٹھانے کا تذکرہ ہے۔ اس حدیث شریف نے یہ عقدہ یوں حل کیا کہ آنحضرتؐ سوئے تو خدا نے سلایا، آنحضرتؐ بھولے تو خدا نے بھلایا۔ جسے اسھا من اللہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ تعلیم المسئلہ کے طور پر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کر کے لوگوں کو دکھائیں کہ اگر وہ اس صورت حال سے دوچار ہوں تو انہیں کیا کاروائی کرنا چاہیئے۔ نیز اس میں امت کے لیے رحمت بھی ہے کہ اگر وہ ایسی کیفیت سے دوچار ہوں تو وہ دل چھوٹا نہ کریں اور ایک دوسرے پر طعن و تشنیع نہ کریں۔ پس معلوم ہوا کہ اس میں نبی کو امام کی کوئی منقصت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ان کی عظیم فضیلت ہے۔ نیز یہ سب کاروائی خدائے رحمٰن کی جانب سے ہے منجانب شیطان نہیں ہے جو کہ باعث نقصان و زیاں ہے ﴿لان عباد الرحمٰن لیس لہ علیھم من سلطان. واللہ المستعان﴾۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز مغرب پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہوگیا تو؟ فرمایا: وہ نمازِ عشاء پڑھے گا۔ بعد ازاں مغرب (کی قضا) پڑھے گا۔ (قرب الاسناد)

۸۔ اسی سلسلۂ سند سے منقول ہے کہ پھر ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو نمازِ عشاء پڑھنا بھول جائے اور صبح صادق کے بعد یاد آئے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: پہلے عشاء (کی قضا) پڑھے پھر صبح کی پڑھے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے پوچھا: اگر کوئی شخص صبح کی نماز پڑھنا بھول جائے اور اسے نماز ظہر کے وقت یاد آئے تو؟ فرمایا: پہلے صبح کی (قضا) پڑھے بعد ازاں ظہر پڑھے۔ یہی حکم ہر اس (فوت شدہ) نماز کا ہے جس کے بعد کوئی نماز ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ باب کے عنوان مذکورہ احکام پر دلالت کرنے والی حدیثیں مقدمۃ العبادات (کے باب ۳ و۴ و۲۲ میں) گزر چکی ہیں جن میں مذکور ہے کہ صغر سنی، جنون، اور کفر اصلی کی وجہ سے فوت شدہ نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔ اور حیض و نفاس، وضو اور مواقیت وغیرہ کے ابواب میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حیض و نفاس کے ایام میں فوت ہونے والی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

باب ۲

قضاء نماز ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے جب تک حاضرہ کا وقت تنگ نہ ہو جائے اور جس شخص کے ذمہ واجبی نمازیں ہوں تو وہ نوافل پڑھ تو سکتا ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے اور نوافل کی قضا مستحب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو پھر صدقہ دینا مستحب ہے اور اگر بیماری کی وجہ سے نوافل قضا ہوں تو پھر ان کی قضا کرنا مؤکد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار نمازیں ایسی ہیں جن کو آدمی ہر وقت پڑھ سکتا ہے۔ ان میں سے ایک فوت شدہ نماز ہے کہ جب بھی یاد آئے تو اسے پڑھ سکتے ہو۔ (الفقیہ)

۲۔ سعید اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز صبح سے سُلا دیا۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پس جب بیدار ہوئے تو نماز صبح سے پہلے اس کے نوافل کی قضا کی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے طہارت کے بغیر نماز پڑھی۔ یا بھول جائے یا سو جانے کی وجہ سے نہیں پڑھی تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے، رات میں آئے یا دن میں آئے اسی وقت اس کی قضا کرے اور جب حاضرہ نماز کا وقت داخل ہو جائے تو ہنوز قضا مکمل نہ ہوئی ہو۔ تو جب تک حاضرہ کا وقت تنگ نہ ہو جائے اس وقت تک برابر قضا پڑھے پھر یہ نماز زیادہ حقدار ہے جس کا وقت ہے۔ اور جب تک آدمی اپنی تمام فریضہ نماز کی قضا مکمل نہ کر لے اس وقت تک نمازِ نافلہ نہ پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر نمازِ فریضہ کے (کم از کم) دو رکعت نفل ہوتے ہیں سوائے عصر کے کہ اس کے نوافل کی دو رکعت اس پر مقدم ہوتی ہے جن سے ظہر کے بعد پڑھے جانے والے نوافل (عصر) کی تعداد آٹھ رکعت ہو جاتی ہے۔ پس تم جب کوئی فوت شدہ نماز فریضہ وغیرہ کی قضا کرنا چاہو تو حاضرہ سے پہلے اس کے دو رکعت نافلہ پڑھو بعد ازاں جس نماز کی چاہو قضا کرو۔ (التہذیب)

۵۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی نماز ظہر، عصر اور مغرب قضا ہو جاتی ہے اور اسے نماز عشاء کے وقت یاد آتی ہے تو؟ فرمایا: پہلے وہ نماز (عشاء) پڑھے جس کا وقت داخل ہو چکا ہے موت کا کیا اعتبار ہے؟ کیا پتہ کہ وہ اچانک آ جائے اور یہ شخص ایسے فریضہ کا تارک بن جائے جس کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ترتیب وار قضا کرے۔ (التہذیب)

۶۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر میں تھا اور سو گیا۔ اور وہ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج نکل چکا تھا۔ لہٰذا اس کی نماز قضا ہو گئی تو آیا وہ اس کی قضا دن میں کر سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی فوت شدہ نماز خواہ نافلہ ہو یا فریضہ وہ دن میں نہ پڑھی جائے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کی قضا کو رات تک مؤخر کرے! (التہذیب والاستبصار)

(چونکہ یہ روایت بظاہر مسلّمہ نظریہ کے خلاف ہے اس لیے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس روایت کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ جب کوئی مسافر مصروفیت کی وجہ سے دن میں قضا نہ کر سکے، یا اس بات پر محمول کیا جائے کہ رات کے وقت قلبی توجہ زیادہ ہوتی ہے اس لیے اس کا دن میں پڑھنا ناپسند کیا گیا ہے۔ یا یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اگر دن میں قضا کرے تو سواری پر کرنا پڑے گی جیسا کہ باب ۶ حدیث نمبر ۲ میں اسی راوی (عمار) کی ایک روایت بیان کی جائے گی جس میں یہ وضاحت ہے کہ دن کے وقت سواری پر قضا نہ کرے بلکہ رات کے وقت آرام سے زمین پر پڑھے۔ بہر حال ان احکام پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس

سے پہلے (باب ا میں) اور اعداد الفرائض (باب ۱۸ و ۱۹ و ۲۰) میں اور مواقیت (باب ۳۹ و ۶۱ و ۶۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۹ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۳

جو نماز اس بیہوشی کی وجہ سے فوت ہو جائے جو پورے وقتِ نماز طاری رہے تو اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر آخر وقت میں افاقہ آ جائے جبکہ طہارت کر کے ایک رکعت پڑھ سکتا تھا (مگر نہ پڑھے) تو پھر قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھبیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی اُنیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو بے ہوشی کا دورہ پڑ جائے اور اس کی وجہ سے اس کی کچھ نمازیں فوت ہو جائیں تو آیا ان کی قضا کرے؟ فرمایا: نہ۔ صرف اس نماز کی قضا کرے جس کے وقت اسے افاقہ ہو۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ایوب بن نوح نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ جس شخص کو ایک دن یا اس سے زیادہ وقت غشی کا دورہ پڑے تو آیا وہ اس دوران کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کر لے؟ فرمایا: وہ نہ روزہ کی قضا کرے گا اور نہ نماز کی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ علی بن مہزیار نے یہی مسئلہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا؟ امامؑ نے فرمایا: نہ روزہ کی قضا کرے اور نہ نماز کی کیونکہ جو نماز کسی ایسی تکلیف کی وجہ سے فوت ہو جو خدا کی نازل کردہ ہو تو خدا عذر قبول کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (الفقیہ، عیون الاخبار)

۴ و ۵ و ۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے ہوش کے بارے میں جو روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ وہ تمام فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے گا یا ایک مہینہ کی قضا کرے گا یا صرف تین دن کی قضا کرے گا یہ سب صحیح ہیں۔ مگر یہ حکم بنابر استحباب ہے بطور وجوب نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو ایک دن، دو دن، تین دن یا چار دن تک غشی کا دورہ پڑتا ہے وہ کتنی نمازوں کی قضا کرے؟ فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا جواب نہ بتاؤں جو اس قسم کے تمام سوالوں کے جامع جواب ہے۔ (پھر فرمایا) ہر وہ بلا و مصیبت جو خدا کی جانب سے ہو (جس کی وجہ سے آدمی کا نماز و روزہ قضا ہو جائے) تو خدا بندہ کا عذر قبول کرنے کا زیادہ حقدار

ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۸۔ کتاب الخصال میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ امامؑ نے فرمایا: یہ (جواب) ان دروازوں میں سے ایک ہے جس سے آگے ایک ہزار دروازے کھلتے ہیں۔ (الخصال)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب المقنع میں فرماتے ہیں: مروی ہے کہ بے ہوش آدمی صرف اس دن یا اس رات کی نمازوں کی قضا کرے جس میں اسے افاقہ ہوا ہو۔ (المقنع)

۱۰۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ تین دن کے روزہ کی قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ یہ بھی مروی ہے کہ صرف ایک نماز کی قضا کرے گا جس کے وقت اسے افاقہ ہوا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب خزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو کئی دن تک بے ہوشی کا دورہ پڑا جس کی وجہ سے وہ کوئی نماز نہیں پڑھ سکا۔ آیا وہ ان سب فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۳۔ معمر بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں امام محمد باقرؑ (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر مریض کو بے ہوشی کا دورہ پڑ جائے (جس کی وجہ سے اس کی نماز فوت ہو جائے) تو آیا اس نماز کی قضا کرے؟ فرمایا: نہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابوبصیر مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی بیمار بیہوش ہو جائے تو نماز کی کس طرح قضا کرے؟ فرمایا: صرف اس نماز کی قضا کرے جس کے وقت اسے افاقہ ہو گیا تھا (مگر پڑھی نہیں تھی)۔ (ایضاً)

۱۵۔ علاء بن فضیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص رات تک بے ہوش رہتا ہے۔ پھر اسے افاقہ ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اگر غروب سے پہلے (بقدر اداءِ نماز) افاقہ ہو جائے تو اس دن کی نمازوں کی قضا کرے گا اور اگر کئی دن تک لگاتار بے ہوش رہے تو اس پر صرف آخری دن کی قضا لازم ہوگی بشرطیکہ اسے غروب سے پہلے افاقہ ہو جائے۔ ورنہ اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو دن میں بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے اور پھر غروب آفتاب سے پہلے اسے افاقہ ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ظہر و عصر کی نماز پڑھے گا۔ اور اگر رات کو بے ہوش ہو اور صبح سے پہلے ہوش میں آجائے تو رات کی نمازوں کی قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۱۷۔ عبداللہ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی خدمت میں خط ارسال کیا جس

میں لکھا تھا کہ "میں آپ پر قربان ہو جاؤں! جس بیمار کو کئی دن تک بے ہوشی کا دورہ پڑ جائے اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب ہم تک مختلف روایتیں پہنچی ہیں! بعض کہتے ہیں کہ صرف اس دن کی نمازیں قضا کرے گا جس دن اسے افاقہ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تین دن کی نمازیں قضا کرے گا۔ اور باقی ترک کرے گا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ سرے سے اس پر کسی نماز کی قضا واجب نہیں ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ صرف اس دن کی نمازیں قضا کرے گا۔ جس میں اسے افاقہ ہوا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کئی دن تک (مسلسل) بے ہوش رہا ہے؟ فرمایا: وہ کسی بھی نماز کو قضا نہیں کرے گا۔ (التہذیب)

۱۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کئی دن تک بے ہوش رہا پھر اسے افاقہ ہو گیا اب وہ کتنی نمازوں کی قضا کرے؟ فرمایا: صرف اس دن کی نمازوں کی قضا کرے جس میں اسے افاقہ ہوا۔ (اور وہ بھی صرف وہ جس کی کم از کم ایک رکعت طہارت کر کے پڑھ سکتا تھا)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مواقیت (باب ۳۰) اور حیض (باب ۴۸ و ۴۹) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص طہارت کر کے ایک رکعت کو وقت کے اندر درک کر لے اس پر وہ نماز واجب ہوتی ہے اور اس کے بعد بھی (باب ۴ میں) اور سونے کی زکوٰۃ (باب ۱۱ میں بھی) اور جو زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے اپنا مال کسی کو ھبہ کر دے (باب ۱۲ میں بھی) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

بے ہوش آدمی کے لیے (ہوش میں آنے کے بعد) تمام فوت شدہ نمازوں کی قضا کرنا مستحب ہے اور تین یا ایک دن کی نمازوں کی قضا زیادہ مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہاری وہ تمام نمازیں جو تمہاری بیماری کے دوران بے ہوشی کی وجہ سے قضا ہوئی ہیں جب افاقہ ہو تو ان سب کی قضا کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس بے ہوش کے بارے میں سوال کیا جسے افاقہ ہو جائے؟ فرمایا: فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے پہلی نماز میں اذان (و اقامت) کہے اور باقی میں صرف

اقامت کہنا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بے ہوش آدمی (کی نماز کے) متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ہر فوت شدہ نماز کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۴۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو پورا ایک مہینہ بے ہوش رہا وہ کس قدر نمازوں کی قضا کرے؟ فرمایا: سب کی قضا کرے۔ کیونکہ نماز کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس بیمار کے متعلق سوال کیا جو بے ہوش ہو جائے؟ فرمایا: جب اس کی بے ہوشی تین دن سے بڑھ جائے تو پھر اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر صرف تین دن تک بے ہوش رہے تو پھر ان تمام نمازوں کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۶۔ حفص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بے ہوش آدمی صرف اس نماز کی قضا کرے جس میں اسے افاقہ ہوا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بے ہوش آدمی تین دن کی نمازوں کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۸۔ یہی راوی انہی امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مسئلہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جو نمازیں فوت ہوئی ہیں ان کی قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۹۔ یہی راوی انہی امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن کی نماز قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو بے ہوشی کا دورہ پڑا جو مسلسل ایک ماہ تک جاری رہا تو؟ فرمایا: ان میں سے صرف تین دن کی نمازوں کی قضا کرے گا۔ (التہذیب)

۱۱۔ ابو کہمس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ ان سے بے ہوش آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ آیا تمام ترک شدہ نمازوں کی قضا کرے؟ فرمایا: میں، میری اولاد اور میرے سب اہل و عیال تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شہید اولؒ اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اونٹ سے سر کے بل گرا۔ اور پوری سترہ رات تک بے ہوش رہا۔ (جب ہوش میں آیا تو) ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس سلسلہ میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر نماز کی قضا کرو۔ (الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) اس قسم کی روایتیں گزر چکی ہیں اور یہ بھی کہ جب تک افاقہ نہ ہو تب تک قضا واجب نہیں ہے۔ (اسی لیے مستحبی قضا کی مقدار میں اختلاف ہے جو مؤکد اور غیر مؤکد پر محمول ہے)۔

باب ۵

جس جگہ پر نماز فوت ہوئی ہو اس کی قضا کرتے ہوئے اس جگہ سے کنارہ کشی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صبح کی نماز پڑھنا بھول جائے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے تھے۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا تھا جب بیدار ہوئے تھے تو نماز (قضا) پڑھی تھی مگر اس جگہ سے ہٹ کر پڑھی تھی جہاں وہ قضا ہوئی تھی۔ (الفروع)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جو نماز جس طرح فوت ہو اس کی قضا اسی طرح واجب ہے۔ پس نماز قصر کی قضا قصر ہی پڑھی جائے گی اگرچہ حضر میں پڑھی جائے اور حضر کی قضا پوری پڑھی جائے گی اگرچہ سفر میں ہی پڑھی جائے اور نماز فریضہ کی قضا سواری کے اوپر پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی سفر میں نماز قضا ہوگئی۔ جو اسے حضر میں یاد آئی تو؟ (اس کی قضا کس طرح کرے گا؟) فرمایا: جس طرح اور جس حالت میں قضا ہوئی ہے اسی طرح اس کی قضا کرے گا۔ چنانچہ اگر سفر میں قضا ہوئی ہے تو اس کی قضا حضر میں بھی قصر ہی کرے گا۔ اور اگر حضر میں قضا ہوئی ہے تو اس کی قضا سفر میں بھی پوری کرے گا جس طرح وہ قضا ہوئی تھی۔ (الفروع، التہذیب)۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی حضر میں نماز قضا ہوئی۔ آیا وہ حالت سفر میں اس کی قضا کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر رات کے وقت (آرام سے) زمین کے اوپر پڑھے (دن کے وقت) سواری کے اوپر نہ پڑھے۔ اور قضا

نماز اسی طرح پڑھے جس طرح وہ حضر میں (پوری) پڑھتا تھا۔ (التہذیب)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص سفر میں تھا کہ نماز کا وقت داخل ہوا۔ مگر اس نے اسے مؤخر کیا۔ یہاں تک کہ اپنے اہل وعیال کے پاس (وطن) پہنچ گیا۔ اور جب گھر پہنچا تو نماز پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ وقت نکل گیا۔ (اب اس کی قضا کس طرح کرے؟) فرمایا: دو رکعت پڑھے کیونکہ جب نماز کا وقت داخل ہوا تھا تو اس وقت وہ مسافر تھا۔ اور اسے چاہیئے تھا کہ اسی وقت اور اسی حالت میں پڑھتا۔[1] (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا (بھول کر) بلا طہارت پڑھے (اور وقت گزر جانے کے بعد) یاد آئے تو اس طرح قضا کرے جس طرح ادا واجب تھی نہ اس سے زیادہ پڑھے اور نہ کم! مثلاً جو شخص (حضر میں) چار رکعت پڑھنا بھول جائے۔ جب اسے یاد آئے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں چار رکعت ہی قضا کرے۔ اور اگر (سفر میں) دو رکعت قضا ہوئی ہے تو قضا میں بھی دو رکعت پڑھے گا۔ خواہ سفر میں ہو یا حضر میں! (التہذیب والفقیہ)

۵۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مسافر تھا جو بیمار ہو گیا۔ اور نماز فریضہ نہ پڑھ سکا تو؟ فرمایا: اگر وطن میں بھی پڑھے تو مسافر والی نماز قصر پڑھے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

نمازِ قضا میں ایک رکعت ایک رکعت سے زائد سے کافی نہیں ہوتی اگرچہ وہ مسجد الحرام یا مسجد نبویؐ یا مسجد کوفہ میں ہی کیوں نہ پڑھی جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الریان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اگر کوئی شخص پچاس (یا اکاون رکعت) نماز میں سے (کہ جو شب و روز میں پڑھی جاتی ہے) کسی نماز کی قضا کرے اور مسجد الحرام میں (جہاں ایک نماز کا

---

[1] یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ نماز کی قضا میں اس کا وقتِ وجوب ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ یا وقتِ قضا؟ اس روایت سے وقت وجوب ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اشہر و اظہر قول یہ ہے کہ اس سلسلہ میں وقتِ قضا مدنظر رکھ کر قضا کی جاتی ہے و لیس ھھنا محل للتحقیق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے) یا مسجد نبویؑ میں (جہاں ایک نماز کا ثواب دس ہزار نماز کے برابر ہے) یا مسجد کوفہ میں (جہاں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے) پڑھے تو آیا یہاں کی ایک رکعت اتنی ہی رکعتوں کے برابر شمار ہوگی۔

جو آپؑ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے ان مسجدوں کے بارے میں وارد ہے؟ (جو اوپر قوسین میں مذکور ہے)۔ چنانچہ اگر اسکے ذمہ دس ہزار رکعت ہو اور یہاں صرف ایک سو رکعت پڑھ لے تو اس سے دس ہزار ادا ہو جائے گی! یا اگر اس سے کم و بیش نماز ہو۔ (تو اسی نسبت سے) ادا ہو جائے گی؟ فرمایا: ثواب تو یقیناً کئی گنا مل جائے گا مگر اس سے نماز قضا میں کمی واقع نہ ہوگی۔ ایسا نہ کرے ورنہ فائدہ کی بجائے وہ نقصان وزیاں کے زیادہ قریب ہوگا۔ (الفروع)

باب ۸

نماز ہائے فریضہ کی قضا اور ان کے اعادہ میں اذان و اقامت ہر دو کا کہنا مستحب ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں صرف اقامت کہنے پر اکتفا کیا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو بے ہوشی کا دورہ پڑ گیا۔ پھر اسے افاقہ ہو گیا تو؟ فرمایا: اس کی جو نمازیں فوت ہوئی ہیں انکی اس طرح قضا کرے گا کہ پہلی میں اذان (و اقامت) کہے گا اور باقی ماندہ میں صرف اقامت کہے گا۔ (التہذیب)

۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جب کوئی آدمی نماز کا اعادہ کرے تو آیا اذان و اقامت کا بھی اعادہ کرے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۱ میں) اور اذان (باب ۳۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

نماز وتر کی قضا مستحب ہے اور اس کے چند احکام؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عیدین کی رات اگر تمہاری نماز وتر قضا ہو جائے تو جب تک نماز ظہر نہ پڑھ لو اس کی قضا نہ کرو۔ (التہذیب)

۲۔ عیسیٰ بن عبداللہ قمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیس بیس وتر کی قضا ایک ہی رات میں کر لیتے تھے۔ (التہذیب والفروع)

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نمازِ وتر کی دو رکعت (شفع) تو پڑھتا ہے مگر تیسری رکعت بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: صبح کے بعد بھی (جب یاد آئے) تو ایک رکعت وتر پڑھے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب علی بن جعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نمازِ شب پڑھنا بھول گیا اور جب نمازِ ظہر پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو اسے یاد آئی تو؟ فرمایا: پہلے نمازِ ظہر پڑھے۔ جب وہ پڑھ چکے تو پھر پہلے نمازِ شب اور وتر کی قضا کرے یا جب چاہے کرے!

(بحار الانوار، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مستحبی نمازوں (کے باب ۴۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

نمازِ وتر کی قضا بطور وتر ہی کی جائے گی اگرچہ سورج ڈھل جائے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریزؒ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض اوقات میرے والد ماجد بیس بیس وتروں کی قضا ایک ہی رات میں کرتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کی نمازِ وتر رات کو فوت ہو جائے تو؟ فرمایا: جب ہی (دن کے وقت) یاد آئے تو اس کی قضا کرے اگرچہ سورج ڈھل گیا ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ معاویہ بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا میں دو (فوت شدہ) وتروں کی قضا ایک رات میں کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں وتر کی قضا ہمیشہ کر سکتے ہو۔ (التہذیب والفروع)

۴۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا زوال کے بعد وتر کی قضا کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جس طرح وتر قضا ہوا ہے اس کی قضا ہمیشہ کی جا سکتی ہے۔ پھر عرض کیا: ایک

رات میں دو وتر پڑھے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! کیا ایک قضا نہیں ہے؟ (کتب اربعہ)

۵۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں وتر پڑھے بغیر صبح کرتا ہوں تو آیا رات تک قضا کر سکتا ہوں اور وہ بھی کس طرح؟ فرمایا: (اصل) کی مانند۔ (التہذیبین، الفقیہ)

۶۔ فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر کی قضا زوال تک تو وتر (تین رکعت) ہی ہوگی مگر زوال کے بعد دو دو (چار رکعت) ہوگی۔ (التہذیبین)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) نے فرمایا: جب رات کا وتر ترک ہو جائے تو اگر زوال سے پہلے۔ یا (دوسری) رات اس کی قضا کرو۔ تو پھر تو بطور وتر (تین رکعت) ہی قضا کرو گے۔ لیکن اگر زوال کے بعد (دن میں) کرو گے تو جفت (چار رکعت) پڑھو گے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ ایک ایک رکعت کا اضافہ کیوں؟ فرمایا: یہ وتر کو ضائع کرنے کی سزا ہے۔ (ایضاً۔ کذا عن کردویہ الھمدانی عن الکاظم علیہ السلام. و کذا عن ابی بصیر عن الصادق علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان آخری حدیثوں کی چند تاویلیں کی ہیں: (۱) یہ اس صورت میں ہے کہ جب بیٹھ کر قضا کرے۔ (۲) یہ اس صورت میں ہے کہ جب سہل انگیزی کی وجہ سے قضا کرے جیسا کہ زرارہ والی حدیث سے ظاہر ہے۔ (۳) ممکن ہے یہ تقیہ پر محمول ہوں۔ (واللہ العالم)۔

باب ۱۱

جب کسی شخص کی پنجگانہ نمازوں میں سے کوئی ایک نماز قضا ہو جائے اور پتہ نہ چل سکے کہ کون سی ہے؟ تو وہ (قضا میں) دو رکعت یا تین رکعت اور چار رکعت پڑھے۔ اور جس شخص کی اس قدر نمازیں قضا ہوں کہ تعداد کا علم نہ ہو تو اس پر اس قدر نمازوں کی قضا واجب ہے کہ ادائیگی کا ظن غالب ہو جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی نماز پنجگانہ میں سے ایک نماز پڑھنا بھول جائے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون سی ہے؟ تو وہ دو رکعت، تین رکعت، اور چار رکعت پڑھے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی باسناد خود حسین بن سعید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے مگر پتہ نہ چلے کہ کون سی ہے تو؟

فرمایا: وہ (قضا میں) تین رکعت، چار رکعت اور دو رکعت پڑھے۔ پس اگر دو ظہر و عصر یا عشاء تھی تو چار رکعت میں آ جائے گی اور اگر مغرب یا صبح تھی تو وہ بھی پڑھی گئی (تین اور دو میں آ گئی)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان میں مذکور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (اعداد الفرائض باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

میت کی طرف سے مستحبی نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا اور تمام عبادات بجالانا مستحب ہے اور اس کے ولی شرعی پر اس کی ان نمازوں کی قضا واجب ہے جو کسی عذر کی وجہ سے قضا ہوئی ہوں۔

(اس باب میں کل ستائیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو کیا امر مانع ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے! خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ؟ یعنی ان کی طرف سے نماز پڑھے، صدقہ دے، حج کرے اور روزہ رکھے۔ وہ جو کچھ ان کے لیے عمل خیر کرے گا خدا اسے بھی اتنا بلکہ اس سے زیادہ ثواب اور خیر کثیر عطا فرمائے گا کیونکہ اس نے (والدین سے) نیکی کی ہے اور صلۂ رحمی کی ہے۔ (الاصول، عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ زندہ آدمی کی طرف سے صرف دو قسم کی نماز پڑھی جا سکتی ہے: (۱) نماز طواف۔ (۲) نماز زیارت۔ جیسا کہ اس کا آئندہ تذکرہ کیا جائے گا انشاء اللہ۔

۲۔ جناب سید بن طاؤس باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص اپنے کسی مرنے والے کی جانب سے نماز پڑھ سکتا ہے اور روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جس قدر چاہے نماز پڑھے اور وہ جب بھی یہ کام میت کی خاطر کرے گا تو اس کا ثواب میت کو مل جائے گا۔ (غیاث سلطان الوریٰ کذا عن الکاظم علیہ السلام)

۳۔ محمد بن عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میت کی طرف سے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں! حتیٰ کہ بعض اوقات میت تنگی میں ہوتا ہے اور اس نماز کی وجہ سے اس کی کشائش کر دی جاتی ہے۔ اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ کشائش جو تجھے نصیب ہوئی ہے وہ تیرے لیے فلاں بھائی کے نماز پڑھنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میت

کی جانب سے غیر مؤمن آدمی نماز پڑھ سکتا ہے اور روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ بلکہ صرف مؤمن عارف ہی ایسا کرے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن ابی عمیر بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مر گیا۔ جبکہ اس کے ذمہ نماز و روزہ تھا؟ فرمایا: جو شخص (وراثت میں) سب سے اولیٰ ہے وہ (یہ فرائض) ادا کرے۔ (ایضاً)

۶۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق یا امام موسیٰ کاظم علیہما السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میت کو دعا کرنے، صدقہ دینے اور روزہ رکھنے کا ثواب پہنچ جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: آیا اسے پتہ بھی چلتا ہے کہ یہ عمل خیر کس نے اس کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر فرمایا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا (پہلے) اس پر ناراض ہوتا ہے۔ مگر (اس عمل خیر کے بعد) اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق یا امام موسیٰ کاظم علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا: ایک شخص اپنے والدین یا کسی اور رشتہ دار کی جانب سے حج و عمرہ کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اور صدقہ و خیرات دیتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کرنے والوں کو اس کارروائی کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا اور اسے میت سے صلۂ رحمی کرنے کا مزید اجر دیا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا: اگر وہ (مرنے والا) ہمارے نظریہ کا قائل نہ ہو بلکہ ناصبی ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر بھی اسکے عذاب میں تخفیف واقع ہوگی۔ (ایضاً)

۸۔ نیز علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اپنے زندہ اور مردہ رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے حج کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور صدقہ دیتا ہوں تو؟ فرمایا: ان کی طرف سے صدقہ دو، نماز پڑھو (انہیں بھی فائدہ ہوگا اور) تمہیں بھی صلۂ رحمی کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ (ایضاً)

جناب ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ (حج ہو یا نماز) وہ زندہ کی طرف سے صرف اس صورت میں جائز ہے جس صورت میں نیابت جائز ہے (یعنی حج بیماری اور معذوری کی صورت میں اور نماز صرف نماز طواف و زیارت کی شکل میں)۔

۹۔ حسن بن محبوب کتاب المشیخہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نماز، روزہ، حج و صدقہ، نیکی اور دعا میت کی قبر میں داخل ہوتی ہے (جو اس کے لئے ادا کی جائیں) اور ان کا اجر و ثواب میت اور یہ کار خیر کرنے والے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص میت کے لئے صدقہ دیتا ہے، روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے اور غلام آزاد کرتا ہے تو؟ فرمایا: سب اچھا ہے اور میت کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ کردین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا میت کے لئے صدقہ دینے، روزہ رکھنے اور حج کرنے کا ثواب میت کو ملتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر فرمایا میرے پیچھے جو قاضی کھڑا ہے یہ اس کا قائل نہیں۔ راوی نے عرض کیا: مجھے اس سے کیا سروکار ہے؟ بخدا اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں تو میں اڑا دوں گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ یہی راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا نماز میت تک پہنچتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جناب سید بن طاؤس فرماتے ہیں کہ اس سے وہ واجبی نماز مراد ہے جو مرنے والے کے ذمہ واجب الادا تھی اور اگر مستحبی نماز پڑھی جائے تو اس کا ثواب میت تک پہنچتا ہے، خود نماز نہیں پہنچتی۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز یہی راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سے میری ماں کا انتقال ہوا ہے تو میں نے جب بھی صدقہ دیا ہے تو صرف اس کی طرف سے دیا ہے۔ فرمایا: ہاں (ٹھیک ہے) راوی نے عرض کیا کہ آپؑ اس کے علاوہ اور بھی فرمائیں گے؟ فرمایا۔ ہاں، آدھا اپنی طرف سے اور آدھا اس کی طرف سے۔ عرض کیا: کیا صدقہ اس تک پہنچتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۱۴۔ حماد بن عثمان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نماز، روزہ، صدقہ، حج و عمرہ اور نیک عمل میت کو فائدہ پہنچاتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات تنگی اور سختی میں ہوتا ہے اور اس (عمل خیر کی وجہ سے) اسے وسعت و آسائش حاصل ہو جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے فلاں بیٹے اور فلاں دینی بھائی کے فلاں عمل کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ عبداللہ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص چاہتا ہے کہ اپنے اعمال کے تین حصے قرار دے۔ ایک تہائی اپنے لئے اور دو تہائی اپنے والدین کے لئے یا اپنے مستحبی اعمال میں سے ایک حصہ ان کے لئے مخصوص کر دیتا ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک زندہ ہو اور دوسرا مردہ۔ امامؑ نے جواب میں لکھا: مردہ کے لئے تو ایسا کرنا عمدہ ہے اور جائز بھی ہے لیکن زندہ کے ساتھ اچھا سلوک (صلہ رحمی) کرنا چاہئے (یعنی اس کے لئے نیک عمل بجالانے کی ضرورت نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۱۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مرنے والے کی موت سے پہلے جس نماز کا وقت داخل ہو گیا تھا (مگر وہ پڑھ نہ سکا) تو اس کی قضا سب سے زیادہ قریبی وارث پر واجب ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حج، روزہ، غلام آزاد کرنا اور دیگر نیک اعمال جو میت کے ذمہ ہوں قضا کی جائے۔ (ایضاً و کتاب الذکریٰ)

۱۸۔ صاحب الفاخر نے لکھا ہے کہ جس بات پر اجماع ہے اور ائمہ اہل بیتؑ سے ثابت یہ ہے کہ میت کی طرف سے تمام اعمال حسنہ قضا کئے جائیں گے۔ (ایضاً)

۱۹۔ حماد بن عثمان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جو شخص میت کی طرف سے کوئی نیک عمل بجا لائے تو خدا اسے بھی دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور میت کو بھی اس کی وجہ سے انعام ملتا ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو اسے موخر نہ کرو، پڑھو اور راحت کامل حاصل کرو، کیونکہ یہ قرض ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے احتضار (ج۱، باب ۲۸) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد وقف، وصیت اور حج میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

نماز کے لئے سوئے ہوئے آدمی کو جگانا مستحب ہے اور جو ترک نماز کو جائز یا ناجائز سمجھ کر ترک کرے اس کا حکم

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپؑ انیسویں ماہ رمضان کی سحری کے وقت بیت الشرف سے برآمد ہوئے اور (سوئے ہوئے) لوگوں کو نماز صبح کے لئے جگانا شروع کیا۔۔۔ الخ۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے قواطع نماز (باب ۵) وغیرہ (باب ۲۱ از مواقیت) میں گزر چکی ہے اور دوسرے حکم (تارک نماز) پر دلالت کرنے والی حدیثیں بھی قبل ازیں مقدمات عبادت (باب ۲) اور اعداد الفرائض (باب ۱۱) میں گزر چکی ہیں۔

نماز باجماعت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل پچھتر (۷۵) ابواب ہیں)

باب ۱

نماز ہائے فریضہ میں جماعت سنتِ مؤکدہ ہے مگر نماز جمعہ اور نماز عیدین کے سوا اور کسی نماز میں واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرادیٰ نماز سے چوبیس درجہ بلند ہوتی ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر ایک نماز کی پچیس نمازیں بن جائیں گی۔ (التہذیب، ثواب الاعمال)

۲۔ زرارہ اور فضیل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان (امامین علیہما السلام) میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا تھا کہ آیا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے؟ فرمایا: نماز پڑھنا تو فرض ہے مگر جماعت فرض نہیں ہے۔ ہاں البتہ سنت ضرور ہے۔ لہٰذا جو شخص اس سے اور اہل ایمان کی جماعت سے بغیر کسی عذر کے روگردانی کرے گا تو اس کی نماز (کامل) نہیں ہوگی۔ (التہذیب والفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ روایت کیسی ہے جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرادیٰ نماز سے پچیس درجہ بلند ہے؟ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں (حقیقت الامر یہی ہے)۔ (الفروع)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد سے) روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اس کے متعلق اچھا گمان کرو۔

(الفروع، الفقیہ)

۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کا درجہ جنت میں فرادیٰ نماز پڑھنے والے سے پچیس درجہ بلند ہوگا۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جو شخص نماز باجماعت پڑھنے کی خاطر مسجد کی طرف پیدل چل کر جائے تو اسے ہر ہر قدم کے عوض ستر ہزار نیکی ملتی ہے اور ستر ہزار درجے بلند ہوتے ہیں اور اگر اس حالت میں مر جائے تو خداوند عالم ستر ہزار فرشتوں کو موکل کرے گا جو اس کی قبر میں اس کی عیادت کریں گے۔ اسے خوشخبری دیں گے کہ اس کی تنہائی میں اس کے مونس و انیس ہوں گے اور بروز قیامت اس کے محشور ہونے تک اس کے لئے طلب مغفرت کریں گے۔ (الفقیہ)

۷۔ انس بن محمد اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اور تین درجات میں منجملہ ان کے ایک شب و روز میں جماعت کی طرف چل کر جانا بھی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جماعت اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ خداوند عالم کے لئے اخلاص، توحید، اسلام اور عبادت کھلم کھلا ہو، کیونکہ اس اظہار و اشتہار میں اہل شرق و غرب پر خدا کی حجت تمام ہوتی ہے اس لئے کہ کسی طرح منافق اور نماز کو سبک جاننے والا بھی اس کے ادا کرنے پر مجبور ہو جائے اور تا کہ اس طرح اہل اسلام کے لئے ایک دوسرے کے اسلام و ایمان کی شہادت دینا آسان اور نافذ العمل ہو جائے۔ علاوہ بریں اس طرح نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مساعدت اور معاونت بھی ہوتی ہے اور (آدمی کو) بہت سے گناہوں پر زجر و توبیخ کے ذریعے سے (ان کی بیخ کنی کرنے میں مدد ملتی ہے)۔
(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۹۔ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سب سے بڑے عالم نے آپؐ سے کچھ مسائل دریافت کئے جن کے آنحضرتؐ نے شافی و کافی جواب دیئے۔ منجملہ ان کے مسائل کے ایک مسئلہ نماز باجماعت پڑھنے کے متعلق تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میری امت کی صفیں ملائکہ کی صفوں کی مانند ہیں اور جماعت کے ساتھ ایک رکعت نماز (فرادیٰ کی) چوبیس رکعتوں کے برابر ہے اور ہر رکعت خداوند عالم کو چالیس سال کی عبادت سے زیادہ پسند ہے اور جمعہ وہ دن ہے جس میں خدائے قدیر تمام اولین و آخرین کو حساب و کتاب کے لئے جمع فرمائے گا (یعنی اس دن قیامت قائم ہوگی) پس جونہی مومن

پیدل چل کر جماعت کی طرف جائے تو خود اس پر قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے شدائد کو آسان فرمائے گا اور پھر حکم دے گا کہ اسے جنت الفردوس میں داخل کیا جائے۔ (امالی شیخ صدوق)

۱۰۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور پھر اس کے بعد (مصلی پر) بیٹھ کر طلوع آفتاب تک برابر خدا کا ذکر کرتا رہے تو خداوند عالم اسے جنت الفردوس میں ایسے ستر درجے عطا فرمائے گا کہ ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ اعلیٰ نسل کے تیز رو گھوڑے کی ستر سالہ رفتار کے برابر ہوگا اور جو ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اس کے لئے جنت عدن میں پچاس درجے بلند ہوں گے اور جو عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اسے اس قدر اجر وثواب ملے گا جتنا حضرت اسمعیلؑ کی نسل میں سے آٹھ ایسے غلاموں کو آزاد کرنے کا ملتا ہے جن میں سے ہر شخص صاحب خانہ ہو۔ اور جو شخص مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اسے حج مقبول اور عمرہ مبرورہ کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اسے لیلۃ القدر میں بیدار رہ کر عبادت خدا کرنے کے برابر اجر وثواب ملے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ محمد بن عمر جرجانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: (اسلام میں) پہلی نماز جماعت اس طرح عمل میں آئی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام ان کے ہمراہ تھے۔ جناب ابوطالبؑ وہاں سے گزرے جبکہ جناب جعفر (طیار) بھی ان کے ہمراہ تھے تو انہوں نے (حضرت علیؑ سے) فرمایا۔ بیٹا! اپنے چچازاد کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز (باجماعت) پڑھو۔ پس آنحضرتؐ نے محسوس کیا (کہ وہ میرے ساتھ نماز باجماعت پڑھ رہے ہیں تو) آپؐ ان دونوں بھائیوں سے قدرے آگے بڑھ گئے اور جناب ابوطالبؑ (یہ منظر دیکھ کر) خوش وخرم واپس[1] لوٹ گئے۔ یہ تھی پہلی جماعت جو (اسلام) میں قائم ہوئی۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرادیٰ کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے۔ (الخصال)

۱۳۔ جناب شیخ ورام بن ابوفراس اپنی کتاب (مجموعہ شیخ ورام) میں آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: خدا اس سے حیا کرتا ہے کہ جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے اور پھر خدا سے کسی چیز کا سوال کرے اور وہ اسے حاجت براری کے بغیر (خالی ہاتھ) واپس لوٹائے۔ (مجموعہ شیخ ورام)

۱۴۔ جناب شہید ثانی علیہ الرحمہ شرح لمعہ میں فرماتے ہیں کہ جماعت نماز فریضہ میں عموماً اور نماز پنجگانہ خصوصاً سنت

[1] اور خود چونکہ اصحاب کہف کی طرح تقیہ کی حالت میں تھے اس لئے خود نہیں پڑھی۔ (احقر مترجم)

موکدہ ہے، یہاں تک کہ وہ ایک نماز جو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے وہ فرادیٰ سے پچیس یا ستائیس درجے بلند ہے اور یہ بھی اس وقت ہے کہ جب غیر عالم پیش نماز کے ساتھ پڑھی جائے اور اگر عالم کے ساتھ پڑھی جائے تو وہ ایک نماز ہزار نماز کے برابر ہے اور پھر یہ ثواب بھی اس صورت میں ہے کہ جب مسجد کے باہر پڑھی جائے اور اگر مسجد میں پڑھی جائے تو پھر اس ثواب کو اس مسجد کی حیثیت کے مطابق اس کے ثواب میں ضرب دی جائے گی (کیونکہ بازار کی مسجد میں بارہ (۱۲)، محلہ کی مسجد میں پچیس (۲۵) اور جامع مسجد میں ایک سو (۱۰۰) نمازوں کا ثواب ملتا ہے) اس طرح اگر ایک نماز جامع مسجد میں غیر عالم کے ساتھ جماعت میں پڑھی جائے تو دو ہزار پانچ سو نمازوں کا ثواب ملے گا اور عالم کے ساتھ ایک لاکھ نمازوں کا۔ (شرح لمعہ)

۱۵۔ فرماتے ہیں: مروی ہے یہ ثواب اس صورت میں ہے کہ جب مقتدی صرف ایک ہو اور اگر ایک سے زائد مقتدی ہوں تو پھر سابقہ حاصل شدہ ثواب کو اتنے گنا میں ضرب دی جائے گی۔ (ایضاً)

۱۶۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام ارسال کردہ اپنے مکتوب میں لکھا کہ نماز کو اوقات فضیلت میں پڑھنا چاہیے اور نماز باجماعت کو فرادیٰ پر فضیلت ہے کہ جماعت کی ایک رکعت فرادیٰ کی ایک ہزار رکعت کے برابر ہے اور فاسق و فاجر شخص کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو ہاں البتہ اہل ولایت کی اقتداء میں پڑھو۔ مردار حیوان کے چمڑے میں اور درندوں کی کھالوں میں نماز نہ پڑھو۔ (تحف العقول)

۱۷۔ جناب برقیؒ باسناد خود سعد بن طریف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تین درجات پر منجملہ ان کے ایک شب و روز میں نمازوں کی طرف چل کر جانا ہے اور جماعت پر محافظت و مداومت کرنا ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (وضو باب ۱۰، مساجد باب ۳۳ و ۳۵، نماز جمعہ باب ۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ اور باب ۱۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

سوائے عذر شرعی جیسے بارش یا بیماری، تکلیف یا انتہائی مصروفیت جماعت میں حاضر نہ ہونا مکروہ ہے۔ حتیٰ کہ نابینا آدمی کو بھی چاہیے کہ گھر سے لے کر مسجد تک ایک رسی باندھے اور اس کے سہارے جائے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک

حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان سنے اور پھر کسی علت و تکلیف کے بغیر لبیک نہ کہے (باجماعت نماز نہ پڑھے) تو اس کی نماز نہیں ہے۔ (الفروع۔ التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کیا ایک آدمی کو شرم نہیں آتی کہ اس کی کنیز ہو جسے وہ فروخت کردے اور وہ (اس کا یہ عیب ظاہر کرے) کہ وہ نماز باجماعت میں شریک نہ ہوتا تھا؟ (ایضاً و المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بیماری یا انتہائی مصروفیت کے سوا اگر مسجد کا پڑوسی نماز باجماعت میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ سے فرمایا (جو نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے) کہ تم مسجد میں حاضر ہوا کرو یا پھر میں تمہارے گھروں کو جلا دوں گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب (بارش کی وجہ سے) جوتے تر ہو جائیں تو پھر اقامت گاہ پر نماز پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے پڑوسیوں پر یہ شرط عائد کی تھی کہ وہ ضرور نماز باجماعت میں حاضر ہوں گے اور فرمایا: جو لوگ نماز جماعت میں شریک نہیں ہوتے وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ میں موذن کو حکم دوں گا کہ وہ اذان کہے اور پھر اقامت، پھر میں اپنے اہل بیتؑ میں سے ایک مرد کو حکم دوں گا جو کہ حضرت علیؑ ہیں کہ وہ ان کے گھروں کو نذر آتش کردیں کیونکہ وہ جماعت میں شریک نہیں ہوتے۔ (عقاب الاعمال)

۷۔ زرارہ بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص بغیر کسی تکلیف کے باجماعت نماز اور مسلمانوں کے اجتماع سے روگردانی کرتے ہوئے اسے ترک کردے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (الامالی)

۸۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جماعت اور اجتماع اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ ایک تو نماز گزار اور بے نماز کے درمیان امتیاز ہو جائے اور اوقات نماز کی حفاظت کرنے والے اور انہیں ضائع کرنے والے کا پتہ چل جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص کسی شخص کو نیکی کی شہادت نہ دے سکتا۔ کیونکہ

جو شخص مسلمانوں کے ہمراہ (باجماعت) نماز نہیں پڑھتا تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی تکلیف کے بغیر مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کے گھر جلانے کا ارادہ فرمایا کیونکہ وہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اپنے اپنے گھروں میں پڑھتے تھے۔ اس اثناء میں ایک نابینا شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نابینا ہوں۔ بعض اوقات میں اذان سنتا ہوں اور چاہتا بھی ہوں کہ آپؐ کے ساتھ نماز پڑھوں مگر کوئی پکڑ کر لے جانے والا آدمی نہیں ملتا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے گھر سے لے کر مسجد تک ایک رسی باندھ لے اور اس کو پکڑ کر جماعت میں حاضر ہوا کر۔ (التہذیب)

۱۰۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود محمد بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے بقدر اک بالشت بھی علیحدہ ہو جائے اس کی گردن سے ایمان کی رسی نکال لی جاتی ہے۔ (المحاسن)

مولف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور) مساجد (باب ۲) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱) اور باب شہادات میں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۳

نماز صبح اور مغرب وعشاء جماعت کے ساتھ مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر چند لوگوں کا نام لے کر پوچھا کہ کیا وہ جماعت میں حاضر ہیں؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یا رسول اللہؐ! فرمایا: کیا وہ لوگ کہیں باہر گئے ہوئے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یا رسول اللہؐ! فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ اس نماز اور نماز عشاء سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر زیادہ سخت نہیں ہے، اگر ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ ان میں کیا فضیلت ہے تو ضرور شریک ہوتے، اگرچہ گھٹنوں کے بل بھی چل کر آتے۔

(التہذیب، الفقیہ، الامالی، ثواب الاعمال، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص صبح اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے وہ خدا کی امان میں ہوتا ہے لہٰذا جو شخص اس پر ظلم کرے وہ خدا پر ظلم کرے گا اور جو اسے حقیر سمجھے گا وہ دراصل خدا کو حقیر سمجھے گا۔ (الفقیہ)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص نماز صبح، نماز مغرب اور نماز عشاء مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے وہ ایسا ہے جیسے ساری رات اس نے جاگ کر عبادت خدا میں گزاری ہے۔ (الامالی) مولف فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱) مساجد (باب ۲ اور تعقیبات باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

وہ کم از کم افراد جن سے جماعت منعقد ہوتی ہے وہ دو شخص ہیں (ایک امام اور دوسرا ماموم) اور جماعت مسجد کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا دو آدمیوں سے جماعت منعقد ہو جاتی ہے؟ فرمایا ہاں! مگر اس صورت میں مقتدی کو چاہئے کہ پیش نماز کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن یوسف اپنے باپ (یوسف) سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قبیلہ جہنیہ کا ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بادیہ نشین ہوں، البتہ میرے بیوی بچے اور غلام میرے پاس رہتے ہیں، اگر میں اذان واقامت کہہ کر ان کو نماز پڑھا دوں تو اس طرح ہماری جماعت منعقد ہو جائے گی؟ فرمایا ہاں! پھر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جہاں بارش ہوتی ہے (اور وہاں گھاس اور چارہ ہوتا ہے) میرے غلام وہاں چلے جاتے ہیں اور گھر میں صرف میں اور میرے بیوی بچے باقی رہ جاتے ہیں۔ اگر میں اذان واقامت کہہ کر ان کو نماز پڑھاؤں تو اس طرح ہماری جماعت ہو جائے گی؟ فرمایا، ہاں! پھر عرض کیا یا رسول اللہؐ! بعض اوقات میرے بچے بھی حیوانوں کے ساتھ (انہیں چرانے چگانے) نکل جاتے ہیں اس طرح گھر میں صرف میں اور میری بیوی رہ جاتے ہیں۔ پس اگر میں اذان واقامت کہہ کر اسے نماز پڑھاؤں تو جماعت منعقد ہو جائے گی؟ فرمایا، ہاں! پھر

عرض کیا: بعض اوقات بیوی بھی اپنے کسی کام سے کہیں چلی جاتی ہے اور گھر میں صرف میں رہ جاتا ہوں، تو اگر میں اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھوں تو جماعت ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں، مؤمن تنہا بھی ہو تو وہ جماعت ہے۔ (ایضاً)
مولف فرماتے ہیں کہ آخری شکل کو مجازاً جماعت کہا گیا ہے نہ حقیقتاً۔ مقصد یہ ہے کہ جب آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اور (وہ میسر نہ ہو) اور وہ اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے تو اسے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ پس وہ تنہا جماعت ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا دو شخص جماعت کے طور پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا، ہاں اور پیش نماز کو چاہیئے کہ مقتدی کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرے۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: دو آدمی جماعت ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مؤمن تنہا بھی ہو تو حجت ہے اور وہ تنہا بھی ہو تو جماعت ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو آدمی یا ان سے زائد جماعت ہیں۔ (عیون الاخبار)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حسن صیقل سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کم از کم کتنے افراد سے جماعت ہو سکتی ہے؟ فرمایا، ایک مرد سے (جو پیش نماز ہو) اور ایک عورت سے (جو مقتدی ہو)۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۸۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جماعت کے لئے صف بندی کی جائے تو بچہ مرد کے دائیں جانب کھڑا ہو اور وہ بیمار جو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے وہ بچے کے دائیں جانب باجماعت نماز پڑھے۔ (التہذیب، قرب الاسناد)

مولف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں یہ بات ذکر کی جائے گی کہ عورت عورت کو نماز پڑھا سکتی ہے مگر یہاں اس کا ذکر جو نہیں کیا گیا تو شاید اس کی وجہ اس جماعت کے ثواب کی کمی یا امامت کے لائق عادل عورت کی کمیابی ہے۔ (واللہ اعلم)

باب ۵

جس شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا صحیح نہیں بطور تقیہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور وہ بھی پہلی صف میں مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن سے دو مکررات کو ترک کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص ان (مخالفین) کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھے وہ (اجر و ثواب میں) ایسا ہے جیسا کہ اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صف اول میں نماز پڑھی ہے۔

(الفقیہ، الامالی، الفروع)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم ان (مخالفین) کے ساتھ نماز پڑھو گے تو تمہارے مخالفوں کی تعداد کے مطابق تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ (الفقیہ)

۳۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم ان لوگوں کے ساتھ (تقیۃً) نماز باجماعت پڑھو گے جن کی تم اقتداء نہیں کرتے تو بھی تمہیں اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس کے ساتھ پڑھنے کا ملتا ہے جس کی تم اقتداء کرتے ہو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں ایک ایسا شخص ہوں جو اپنی قوم (مخالف حق) کی مسجد کے پڑوس میں رہتا ہوں اور جب میں ان کے ساتھ جماعت میں نماز نہیں پڑھتا تو وہ میرے بارے میں بھانت بھانت کی باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تو یہ کہتا ہے تو پھر سن! حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنے اور پھر بغیر کسی علت کے لبیک نہ کہے (باجماعت نماز نہ پڑھے) تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ جب وہ شخص جانے لگا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کے ساتھ اور ہر پیش نماز کے پیچھے (بطور تقیہ) نماز پڑھنا ترک نہ کر! پس وہ شخص چلا گیا تو میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، اس شخص کے سوال کے جواب میں آپؑ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ مجھ پر گران گزرا ہے کیونکہ اگر وہ لوگ کامل ایمان نہ ہوں تو؟ (ان کے پیچھے کس طرح نماز پڑھی جا سکتی ہے؟) زرارہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام (میری بات سن کر) ہنس پڑے اور فرمایا: اے زرارہ! میرا خیال ہے کہ تم ابھی تک یہیں ہو (ظاہر بین ہو) تم نے غور نہیں کیا کہ (میں نے حضرت امیر علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو بغیر کسی علت کے لبیک نہ کہے) تو اس سے بڑی علت اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ شخص ان کی اقتداء نہیں کرتا (لہٰذا وہ

وعید اس پر عائد نہیں ہوتی ہاں البتہ رواداری کی خاطر ان کے ساتھ پڑھنا اور بات ہے) اے زرارہ! کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ تم اپنی مسجدوں میں نماز پڑھو اور اپنے پیش نمازوں کے ساتھ پڑھو؟ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں ایک مخالف (مذہب) پیش نماز ہے جو ہمارے تمام اصحاب و احباب سے بغض و عداوت رکھتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں اس سے کیا واسطہ! اگر تو سچا ہے تو پھر تو مسجد جانے (اور اس میں نماز پڑھنے کا) اس سے زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور سب کے آخر میں اس سے نکل اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ اور اچھی باتیں کرو۔ (التہذیب)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے اسحاق! کیا تو مسجد میں ان (مخالفین) کے ساتھ نماز پڑھتا ہے؟ میں نے عرض کیا، ہاں! فرمایا: ان کے ساتھ نماز پڑھو کیونکہ جو شخص ان کے ساتھ صف اول میں (مقام تقیہ میں) نماز پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے شمشیر بکف ہو کر راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: میں تمہیں تقوائے خداوندی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ لوگوں کو اپنی گردنوں پر مسلط نہ کرو ورنہ ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے! خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿قُولُوا لِلنَّاسِ خَيْراً﴾ (لوگوں سے اچھی بات کرو) پھر فرمایا ان (مخالفین) کے بیماروں کی بیمار پرسی کرو، ان کے جنازوں میں شرکت کرو، ان کے حق میں بھی اور ان کے خلاف بھی گواہی دو اور ان کی مسجدوں میں ان کے ہمراہ نماز پڑھو (تاکہ تمہارے اخلاق و اطوار کا ان پر خوشگوار اثر ہو)۔ (المحاسن)

۸۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے ان (مخالفین) کے ساتھ نکاح کرنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا یہ بڑا سخت معاملہ ہے۔ تم اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ (نوادر احمد بن محمد۔ مخطوطہ)

۹۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ناصبی سے رشتہ کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا اس سے رشتہ کرو اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھو۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ یہ بغیر تقیہ دوسرے اوقات سے مخصوص ہے (ورنہ مقام تقیہ میں جائز ہے) اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ یہ بات فقہ اسلامی پر اجمالی نگاہ رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اگر کبھی مقام تقیہ یا مقام رواداری میں اس پیش نماز کے پیچھے پڑھی جائے جو جامع الشرائط نہیں ہے تو اپنی اذان واقامت علیحدہ کہی جاتی ہے اور فرادیٰ کی نیت کر کے صورۃً جماعت کے ساتھ اور حقیقتاً الگ اپنی آہستہ قرات کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور یہاں جہر کرنا معاف ہے۔ اگر حضرت امیرؑ نے حالات کی ستم ظریفی کے تحت اگر کبھی مخالفین کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ اسی طریقہ پر پڑھی ہے۔ جو حضرات اس موضوع کی تفصیلات معلوم کرنا چاہیں وہ تجلیات صداقت کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶

مستحب ہے کہ مخالف کے ساتھ نماز پڑھنے سے پہلے یا اسکے بعد نماز فریضہ (واجارہ) پڑھ لی جائے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص جب اپنی نماز فریضہ اس کے وقت پر ادا کرلے تو پھر بطور تقیہ ان (مخالفین) کے ساتھ باوضو ہو کر نماز پڑھے تو خداوند عالم اس کے لئے پچیس درجے رکھتا ہے۔ پس تم اس (کار خیر کے بجا لانے) میں رغبت کرو۔ (الفقیہ، کذا عن ابن سنان عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے دروازے پر ایک مسجد ہے جس میں مخالفین ومعاندین کی ایک جماعت رہتی ہے اور وہ (نماز عصر) بالکل شام کر کے پڑھتے ہیں تو میں (گھر میں) نماز عصر پڑھ لیتا ہوں اور پھر باہر نکل کر ان کے ہمراہ بھی پڑھ لیتا ہوں۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہاری ایک نماز چوبیس نمازوں کے برابر شمار ہو؟ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جان لو! کہ آج کے دور میں تم میں سے جو شخص دشمن کے ساتھ چھپ کر وقت باجماعت نماز پڑھے تو خداوند عالم اسے پچاس نماز باجماعت کا ثواب عطا فرمائے گا اور جو شخص تم میں سے دشمن سے چھپ کر بوقت فضیلت فرادیٰ نماز کامل پڑھے تو خدا اسے پچیس فرادیٰ نمازوں کا ثواب عنایت فرمائے گا اور تم میں سے جو شخص بروقت ایک کامل نماز نافلہ پڑھے تو خدا اسے دس نافلہ نمازوں کا ثواب مرحمت فرمائے گا اور تم میں سے جو شخص کوئی ایک نیکی بجالائے گا تو خدا اسے بیس نیکیوں کا ثواب کرامت فرمائے گا اور تم

میں جب کوئی بندۂ مؤمن اچھے عمل بجالائے اور اپنے دین و ایمان کی بھلائی کے لئے تقیہ پر عمل درآمد کرے اور اپنی زبان کو کنٹرول کرے تو خدائے کریم اس کے عمل کو کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔

(الاصول من الکافی)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن علی مرافقی اور عمر بن ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر مقام تقیہ نہ ہو تو اس (مخالف) کے پیچھے نماز پڑھ لوں اور اپنی قرات کروں؟ فرمایا، نہیں، بلکہ اس کے پیچھے پڑھنے سے پہلے یا اس کے بعد اپنی نماز (علیحدہ) پڑھ لو۔ عرض کیا گیا: آیا اس کے پیچھے نماز پڑھ کر اسے مستحبی نماز قرار دے دوں تو؟ فرمایا: اگر اس طرح (اس صورت میں) مستحبی نماز قبول ہو سکتی تو پھر فریضہ بھی قبول ہو جاتی! ہاں البتہ اسے صرف تسبیح قرار دے سکتے ہو۔

(التہذیب)

۵۔ نشیط بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارا کوئی شخص اپنی نماز اپنے گھر کے اندر دروازہ بند کر کے پڑھتا ہے، پھر باہر نکل کر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ (تقیۃً) نماز پڑھتا ہے، آیا اس کی وہ گھر والی فرادیٰ نماز جماعت سمجھی جائے گی؟ فرمایا: خدائے کریم اس کی فرادیٰ نماز کا جماعت کے ثواب کے دو برابر عطا فرمائے گا (یعنی اس کے پچاس درجے ہوں گے جبکہ نماز باجماعت کے پچیس درجے ہوتے ہیں) اور وہ نماز جو اس نے (تقیۃً) اپنے پڑوسیوں کے ساتھ پڑھی ہے تو اسے اس کا ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھنے کا ملتا ہے اور یہ شخص ان کے ساتھ شامل ہو کر جب باہر نکلے گا تو اپنے گناہ وہاں چھوڑ آئے گا اور ان کی نیکیاں اپنے ہمراہ لائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ ناصح مؤذن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں اپنی نماز گھر میں پڑھتا ہوں اور پھر باہر نکل کر ان کے ہمراہ دوبارہ (تقیۃً) پڑھتا ہوں تو؟ فرمایا: اسے نافلہ قرار دے مگر (ان کے ساتھ) تکبیرۃ الاحرام نہ کہہ (بلکہ ان سے آگے یا پیچھے کہہ) ورنہ ان کے ساتھ نماز میں شامل سمجھا جائے گا کیونکہ نماز کی کلید تکبیر ہے۔ (ایضاً)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں (اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں) اور میں نماز پڑھ چکا ہوتا ہوں۔ آیا ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں اور اس نماز کو شمار نہ کروں؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر میں تو ان کے ساتھ اس طرح پڑھتا ہوں کہ ان کو دکھاتا ہوں کہ میں سجدہ کر رہا ہوں مگر درحقیقت (نیت اقتداء نہ کرنے کی وجہ سے) سجدہ نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۸۔ حسین بن عبداللہ ارجانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص اپنے گھر نماز پڑھ کر ان کی مسجد میں جائے اور اس میں (ان کے ہمراہ رواداری کی خاطر) نماز پڑھے تو جب وہ وہاں سے نکلے گا تو ان کی نیکیاں اپنے ساتھ لائے گا۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

- مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (ابواب امر بالمعروف باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۷

جماعت کے ساتھ پہلی صف کو ایسے اہل فضل کے لئے مخصوص قرار دینا مستحب ہے جو پیش نماز کی غلطی پر اس کی رہنمائی کر سکیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص نماز باجماعت پڑھا رہا ہو اور وہ غلطی کرے تو؟ فرمایا: وہ شخص مدد کرے جو اس کے پیچھے کھڑا ہے۔ (الفروع)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو لوگ پیش نماز کے ساتھ متصل (پہلی صف میں) ہوتے ہیں وہ صاحبان عقل و علم ہونے چاہئیں تاکہ اگر پیش نماز بھول جائے یا اس پر قرات کرنا دشوار ہو جائے تو وہ اسے سیدھا کر سکیں۔ (ایضاً، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر پیش نماز قرأت کرتے ہوئے بھول جائے اور اسے کچھ سمجھ نہ آئے کہ کیا پڑھے تو؟ فرمایا جو شخص اس کے پیچھے کھڑا ہے وہ اسے لقمہ دے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے (اور آیت بھول جاتا ہے اس لئے) وہ کسی شخص سے امداد چاہتا ہے، آیا وہ (لقمہ دے کر) اس کی مدد کر سکتا ہے؟ آیا ایسا کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۸

نماز جماعت میں پیش نماز کے قریب ہونا اور پہلی صف میں کھڑا ہونا اور دائیں جانب کو بائیں جانب پر ترجیح دینا اور نماز جنازہ میں آخری صف میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابرؓ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ تمام صفوں سے افضل پہلی صف ہے اور اس پہلی صف میں سے افضل حصہ وہ ہے جو پیش نماز کے قریب ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سہل بن زیاد باسناد خود امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صفوں کی دائیں جانب کو بائیں جانب پر وہی فضیلت حاصل ہے جو نماز با جماعت کو فرادیٰ پر ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن بنی زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص پہلی صف میں کھڑا ہونے اور (پیش نماز کے ساتھ) تکبیرۃ الاحرام کہنے پر مداومت کرے اور کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچائے اسے وہ اجر دیا جائے گا جو دنیا و آخرت میں اذان کہنے والوں کو دیا جائے گا۔ (الفقیہ، عقاب الاعمال)

۴۔ یہی روایت عقاب الاعمال میں بھی موجود ہے مگر اس میں اس قدر اضافہ ہے۔ فرمایا: جو شخص جہاں بھی ہو جماعت پر مداومت کرے وہ پل صراط سے سب سے پہلے گزرنے والوں کے ساتھ چمکدار بجلی کی مانند گزر جائے گا اور اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن اور چمکدار ہوگا اور اسے ہر ہر دن اور ہر ہر رات جس میں اس نے جماعت پر محافظت کی تھی ایک ایک شہید کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ (عقاب الاعمال)

۵۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا (جماعت کی) پہلی صف میں نماز پڑھنا راہ خدا میں جہاد کرنے کی مانند ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ بروایت ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: تمام صفوں میں سے بہتر مردوں کی پہلی صف ہے اور سب سے کمتر آخری صف ہے۔ (الامالی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ج ا باب ۲۹ نماز جنازہ و ج ۲ باب ۱۰ از قرات۔ نیز یہاں باب ا و باب ۴ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جماعت اگرچہ آخری وقت میں ہوتاہم پیش نماز کے لئے اول وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنے سے آخروقت میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کوترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دوحدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی شخص پیش نماز ہوتو اس سے کیا افضل ہے؟ آیا اول وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنا یا آخری وقت میں اہل مسجد کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنا؟ فرمایا: نماز کو موخر کر کے باجماعت پڑھنا افضل ہے! (الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگ بیٹھ کر باہم باتیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ رات کا ایک ثلث گزرجاتا ہے اب ان کے لئے نماز عشاء باجماعت پڑھنا افضل ہے یا فرادیٰ پڑھنا؟ فرمایا: جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱،۲،۳ میں) بعض ایسی حدیثیں گزرچکی ہیں جو عمومی طور پر اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰

پیش نماز کے لئے مؤمن اور ائمہ اہل بیتؑ کا حبدار ہونا شرط ہےاور سوائے تقیہ کے عام حالات میں عقائد حقہ صحیحہ کے مخالف کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مخالفین کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وہ میرے نزدیک بمنزلہ دیواروں کے ہیں (جو نمازی کے آگے کھڑی ہوں)۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابوعلی بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے موالی آپس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا میں مخالفین کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں یا نہ؟ فرمایا: سوائے اس شخص کے جس کے دین وایمان پر اعتماد ہے اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھ۔(الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام سے محبت تو ظاہر کرتا ہے مگر ان کے دشمنوں سے برات ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں البتہ وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ وہ (حضرت امیر علیہ السلام) مجھے ان کے مخالفین کی نسبت زیادہ محبوب ہیں؟ فرمایا وہ (حق و باطل کو) گڈمڈ کرنے والا ہے اور وہ (دراصل) دشمن ہے۔ مقام تقیہ کے سوا اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو کیونکہ اس کی کوئی عزت وعظمت نہیں ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۴۔ علی بن سعد البصری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بنی عدی کی قوم میں اترا ہوں۔ ان کا مؤذن اور پیش نماز بلکہ تمام اہل مسجد عثمانی ہیں جو آپ سے اور آپ کے شیعوں سے برأت ظاہر کرتے ہیں، چونکہ میں ان کے ہاں مقیم ہوں تو ان کے پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس کے پیچھے نماز پڑھ اور جو کچھ سنے اسے شمار کرتا رہ لیکن جب بصرہ جائے اور فضیل بن یسار تم سے حقیقت حال دریافت کرے تو تو اسے میرا یہ فتویٰ بتانا اور جو کچھ وہ کہے اس پر عمل کر اور میرے اس فتویٰ کو ترک کر دے! علی بیان کرتے ہیں کہ جب میں بصرہ گیا اور فضیل بن یسار کو سب ماجرا سنایا تو اس نے کہا کہ امامؑ نے جو کچھ تم سے فرمایا ہے وہ اس کو بہتر جانتے ہیں مگر میں نے تو ان سے اور ان کے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے جو کچھ سنا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں بزرگواروں نے فرمایا ہے کہ ناصبی کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کی پرواہ نہ کر اور (اس کے پیچھے) اس طرح قرأت کر کہ گویا تو فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں: ظاہر ہے کہ حدیث کا پہلا حصہ تقیہ پر محمول ہے۔

۵۔ ابوعبداللہ البرقیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ ایک شخص آپ کے والد (امام رضا علیہ السلام) یا ان کے جد (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) پر توقف کرتا ہے (واقفی ہے ان کے بعد والے ائمہؑ کو نہیں مانتا) آیا اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے؟ فرمایا: اس کے پیچھے نماز نہ پڑھ۔ (التہذیب والفقیہ)

۶۔ خلف بن حماد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غالی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو اگرچہ (بظاہر) وہ تمہارا ہمنوا کیوں ہی نہ ہو۔ نہ ہی مجہول الحال کے پیچھے پڑھو اور نہ ہی متجاہر بالفسق کے پیچھے پڑھو اگرچہ (عقیدہ میں) معتدل کیوں نہ ہو۔ (التہذیب، الفقیہ، الخصال)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص (بوجہ تمہارے ائمہ اہل بیتؑ سے محبت کرنے کے لئے) کفر کی شہادت دے یا جس کے

کفر کی تم شہادت دو (بوجہ ائمہ اہل بیتؑ سے عداوت رکھنے کے) اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (الفقیہ)

۸۔ اسماعیل بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اس شخص کی اقتداء میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جو خدا کی قضا و قدر کا انکار کرتا ہے؟ فرمایا: جو نماز اس کی اقتداء میں پڑھی ہے اس کا اعادہ کر۔ (الفقیہ، التوحید)

۹۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص خدا کی جسمانیت کا قائل ہے اسے زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دو (کیونکہ اس کے مستحق میں ایمان شرط ہے) اور نہ ہی اس کی اقتداء میں ماز پڑھو (کہ اس میں ایمان و عدالت شرط ہے)۔ (الفقیہ، التہذیب، التوحید)

۱۰۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ ایک شخص جو خدا کی جسمانیت اور یونس[1] کے نظریہ کا قائل ہے تو؟ فرمایا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو، اسے زکوٰۃ نہ دو اور اس سے برأت ظاہر کرو۔ خدا اس سے بری ہے۔ (الامالی)

۱۱۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون کے نام مکتوب میں لکھا کہ سوائے اہل ولایت کے کسی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو۔ (عیون الاخبار)

۱۲۔ ابراہیم بن ابومحمود امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص یہ فاسد عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا بندوں کو گناہوں پر مجبور کرتا ہے (جبری عقیدہ کا قائل ہے) یا خدا لوگوں کو تکلیف مالا یطاق (طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف) دیتا ہے، پس اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو۔ (عیون الاخبار)

۱۳۔ جناب احمد بن علی الطبرسی باسناد خود ابراہیم بن ابومحمود سے اور وہ امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا بندوں کو گناہوں پر مجبور کرتا ہے یا انہیں طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے، اس کے ہاتھوں کا ذبیحہ نہ کھاؤ، اس کی شہادت قبول نہ کرو، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور اسے مال زکواۃ میں سے کچھ نہ دو۔ (الاحتجاج)

۱۴۔ قبل ازیں (وضو باب ۳۸ میں) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے

---

[1] کتب رجال میں یونس بن ظبیان کا وہ نظریہ جس سے امام علیہ السلام نے برأت ظاہر کی ہے اور برأت ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے یہ لکھا ہے کہ وہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے متعلق غلو کیا کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے اس پر لعنت بھی فرمائی ہے یہ شخص روایت کے باب میں انتہائی جھوٹا اور حدیثیں خود گھڑ کے امامؑ کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ مزید تفصیل کے لیے جامع الرواۃ، ج ۲، صفحہ ۳۵۵ طبع بیروت اور رجال کشی و نجاشی وغیرہ کتب رجال کو دیکھا جا سکتا ہے۔

فرمایا ہے کہ موزوں پر مسح نہ کرو اور جو ان پر مسح کرتا ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے اذان (باب ۲۶ نماز جمعہ باب ۲۹ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۱

فاسق و فاجر کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی وجہ سے پڑھنی پڑ جائے تو (فرادیٰ کی طرح) اپنی قرأت کرے اور جس شخص کا فسق ظاہر نہ ہو اور نماز پنجگانہ ہو اس کی اقتداء جائز ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک پیش نماز عارف حق ہے اور اس کے تمام معاملات درست ہیں صرف ماں باپ سے قدرے درشت کلام کرتا ہے جو ان کو غصہ دلاتا ہے تو؟ فرمایا بالکل عاق اور قاطع رحم نہ ہو اس کے پیچھے اپنی قرأت نہ کرو (یعنی اس کی اقتداء کرو)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوذرؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: تمہارا پیش نماز تمہارا شفیع اور سفارشی ہوتا ہے لہٰذا اپنا سفارشی کسی سفیہ (بیوقوف) اور فاسق و بدکار کو نہ بناؤ۔ (الفقیہ، التہذیب، علل الشرائع)

۳۔ فرمایا: جو شخص نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ پڑھے اس کے بارے میں اچھا گمان کیا کرو۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: تین شخص ایسے ہیں جن کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی: (۱) مجہول الحال۔ (۲) غالی۔ اگرچہ (بظاہر) تمہارا ہمنوا ہو۔ (۳) متجاہر بالفسق اگرچہ عقیدۃً معتدل اور درست ہی ہو۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع دین میں فرمایا کہ نماز اول وقت میں پڑھنی چاہئے اور نماز باجماعت کو فرادیٰ نماز پر چوبیس درجے فضیلت حاصل ہے اور فاسق کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور ولایت اہل بیتؑ رکھنے والے کے تو اور کسی کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے۔ (الخصال)

۶۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں یہ بات خوش آیند لگتی ہے کہ تمہاری نماز پاکیزہ ہو اور پروان چڑھے تو اپنے نیکوکاروں کو (امامت) کے لئے آگے بڑھاؤ۔ (المقنع)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سوائے اس شخص کے جس کے دین و دیانت پر اعتماد ہو اور کسی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھو۔ (الفروع)

۸۔ سماعہ بن مہران، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص لوگوں سے معاملہ کرے مگر ان پر ظلم و جور نہ کرے، جو لوگوں سے کوئی واقعہ بیان تو کرے مگر جھوٹ نہ بولے اور جب ان سے کوئی وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے تو یہ شخص ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی غیبت حرام ہے، جن کی مروت و شرافت کامل ہے، عدالت ظاہر ہے اور اس سے اخوت اور برادرانہ تعلقات قائم کرنا واجب ہیں۔ (الاصول)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن اسمٰعیل سے اور وہ اپنے باپ (اسمٰعیل) سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس امر کا عارف ہے (مذہب حق رکھتا ہے) مگر برابر گناہ کرتا ہے۔ آیا اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۱۰۔ جناب ادریس حلیؒ باسناد خود ابن قولویہ سے اور وہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، فرمارہے تھے کہ کچھ شخص ایسے ہیں جو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتے منجملہ ان کے ایک وہ شخص ہے جو نبیذ اور شراب پیتا ہے۔[1] (السرائر)

۱۱۔ جناب ابن ادریسؒ ابوعبداللہ السیاری جو کہ امام موسیٰ کاظم اور امام رضا علیہما السلام کے صحابی ہیں کی کتاب سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے چند موالی ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اس اثناء میں نماز کا وقت داخل ہوجاتا ہے، پس ان میں سے بعض کو آگے کردیا جاتا ہے اور وہ باجماعت نماز پڑھاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس نماز پڑھانے والے اور خدا کے درمیان کوئی مطالبہ نہیں ہے تو پھر بیشک پڑھائے۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو جس سے توبہ نہ کی ہو، کیونکہ توبہ سے مطالبہ اور فسق ختم ہوجاتے ہیں۔

۱۲۔ جناب شہید اولؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو بغیر علت کے مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہے اور جو شخص ہماری جماعت سے روگردانی کرکے گھر میں نماز پڑھتا ہے اس کی غیبت (حرام) نہیں ہے اور جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے منہ موڑتا ہے اس کی عدالت ختم ہوجاتی ہے اور اس کا بائیکاٹ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا معاملہ مسلمانوں کے امام کے پاس پیش کیا جائے تو وہ اسے (اس کے برے انجام سے) ڈرائے گا اور جو شخص مسلمانوں

---

[1] باقی پانچ شخص باب ۱۴ کی حدیث نمبر ۶ میں مذکور ہیں جو یہ ہیں: (۱) ولد الزنا۔ (۲) مرتد۔ (۳) ہجرت کے اعرابی بننے والا۔ (۴) جس پر شرعی حد جاری ہوچکی ہو۔ (۵) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔ (الخصال، السرائر)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کی جماعت کو لازم پکڑے تو ان پر اس کی غیبت کرنا حرام ہے اور اس کی عدالت ثابت ہے۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس صورت پر محمول ہے کہ پیش نماز سے کوئی فسق و فجور ظاہر نہ ہو۔

۱۳۔ جناب طبرسیؒ اپنی کتاب الاحتجاج میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب دیکھو کہ کسی شخص کی ظاہری ڈیل ڈول اچھی ہے، گفتگو میں نرمی اور ٹھہراؤ ہے اور حرکات و سکنات میں تواضع و فروتنی ہے تو ٹھہرنا، وہ تمہیں دھوکہ نہ دے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی جسمانی ساخت، خست نفس اور بزدلی کی وجہ سے دنیا حاصل نہیں کر سکتے اور فعل حرام کا ارتکاب نہیں کر سکتے اس لئے وہ دین کا لبادہ اوڑھ کر اسے دنیا کمانے کا جال بناتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے ظاہر سے برابر لوگوں کو دھوکہ فریب دیتے رہتے ہیں مگر جونہی ان کی مال حرام تک دسترس ہوتی ہے تو اس پر جھپٹ پڑتے ہیں اور اگر دیکھو کہ کوئی شخص مال حرام سے بھی اجتناب کرتا ہے تو خبردار! جلدی نہ کرنا، وہ تمہیں کہیں دھوکہ نہ دے، کیونکہ لوگوں کی شہوات و خواہشات مختلف ہوتی ہیں۔ کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مال حرام سے تو بچتے ہی اگرچہ زیادہ بھی ہو مگر ایک انتہائی بدشکل و بدصورت عورت پر فریفتہ ہو کر زنا جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور جب دیکھو کہ کوئی شخص اس (زنا کاری) سے بھی دامن بچاتا ہے تو ٹھہر جانا جلدی نہ کرنا، وہ تمہیں کہیں دھوکہ نہ دے دے۔ اس کی عقل و خرد دیکھنا کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص ان تمام برے کاموں سے بچتا تو ہے مگر اس کی عقل و خرد نہیں ہوتی لہٰذا وہ اپنی کمی عقل کی وجہ سے اتنی اصلاح نہیں کرتا جتنی اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے خرابی پیدا کرتا ہے اور اگر اس کی عقل و خرد بھی بالکل درست ہو تو پھر بھی جلدی نہ کرنا وہ کہیں تمہیں دھوکہ نہ دے دے۔ پہلے یہ دیکھنا کہ وہ خواہشات نفس اور عقل کی کشاکش میں اپنی خواہش نفس کا ساتھ دیتا ہے یا عقل و خرد کا ساتھ دیتا ہے؟ اور جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ آیا وہ ریاست باطلہ (بڑائی و کبریائی) کی خواہش رکھتا ہے یا نہیں رکھتا؟ کیونکہ لوگوں میں کچھ ایسے (بدبخت) لوگ بھی ہوتے ہیں جو دنیا کو دنیا کے لئے ترک کر کے دنیا و آخرت میں نقصان و زیان اٹھاتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ رئیس و سردار بننے کی جو لذت ہے وہ مال و دولت اور حلال و جائز نعمتوں کی لذت سے کہیں بہتر و برتر ہے۔ اس لئے وہ یہ سب لذتیں اس لذت کی خاطر ترک کر دیتے ہیں۔ ہاں! آدمی اور بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کو خدا کے حکم کے تابع بنائے اور اس کی تمام قوتیں خدا کی رضا جوئی میں صرف ہوں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق کا ساتھ دینے کی (ظاہری) ذلت ابدی و سرمدی عزت کے زیادہ قریب ہے بہ نسبت اس (ظاہری) عزت کے جو باطل کا ساتھ دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ بس یہ ہے بہترین آدمی۔ پس اس کے دامن کو پکڑلو اور اس کی روش و رفتار کی اقتداء کرو اور بارگاہ خداوندی میں اس سے توسل حاصل کرو کیونکہ ایسے شخص کی دعا رد

نہیں ہوتی اور وہ اپنے مطالبہ میں خائب و نامراد نہیں ہوتا۔ (الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ عدالت کے اعلیٰ ترین مراتب کامیابی ہے اس کے ادنیٰ مرتبہ کا بیان نہیں ہے علاوہ بریں اس کا تعلق اس شخص سے جس سے ہم نے علم دین حاصل کرنا ہے اور احکام شرعیہ میں اقتداء کرنی ہے۔ جیسا کہ اس کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے عام پیش نماز یا عام گواہ سے اس کا تعلق نہیں ہے (زرقنا اللہ ھٰت المرتبہ الجلیلہ بحق النبی وآلہ) نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں اور باب ۹، ۱۰ اور ۱۳ اذان اور جمعہ باب ب ۱۹ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ و ۵۷ وغیرہ میں) اور باب الشہادات (باب ۳۲ وغیرہ) میں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۱۲

مجہول الحال آدمی کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب کشیؒ باسناد خود یعقوب بن یزید سے اور وہ اپنے والد یزید بن حماد سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں جسے میں پہچانتا نہیں ہوں؟ فرمایا: نماز نہ پڑھ مگر اس کے پیچھے جس کے دین و دیانت پر تجھے اعتماد ہو۔

(رجال کشی)

۲۔ قبل ازیں باب ۱۰ حدیث نمبر ۶ میں بروایت خلف بن حماد بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں آپؑ نے یہ فرمایا ہے کہ مجہول الحال کے پیچھے نماز نہ پڑھ۔ (فراجع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی ان میں سے ایک مجہول الحال بھی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحیم القصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تم ایک شخص کو نہیں پہچانتے لیکن وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہے تو تم اس کی قرأت پر بھروسہ کرتے ہوئے خود قرأت نہ کرو (یعنی اس کی اقتداء میں نماز پڑھو)۔

(التہذیب)

مولف علام فرماتے ہیں کہ شاید امام علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب وہ (ان) عادل اہل ایمان کو نماز پڑھا رہا ہو (جن کو تم پہچانتے ہو) جبکہ ان کے تقیۃً نماز پڑھنے کا احتمال نہ ہو (تو یہ اس کی عدالت کا ثبوت ہے) نیز ممکن ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جس شخص کا ہنوز ختنہ نہ ہوا ہو باوجودیکہ اس کے لئے کرانا ممکن تھا تو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: غیر ختنہ شدہ آدمی لوگوں کو نماز نہ پڑھائے اگرچہ اس کی قرأت سب سے اعلیٰ ہو کیونکہ وہ ایک بہت بڑی سنت کا تارک ہے اور نہ ہی اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے مگر یہ کہ اس نے جان کے تلف ہونے کے خوف سے ایسا کیا ہو۔

(التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۱) میں فاسق کی اقتداء والی حدیثوں میں بعض ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ یہ شخص بھی اسی کے افراد میں سے ایک فرد ہے کیونکہ اس نے ختنہ کا فرض ترک کر دیا ہے اور "اس پر نماز نہ پڑھی جائے" اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی نے اس پر نماز جنازہ پڑھ دی ہو (اور اس طرح فرض کفایہ ادا ہو گیا ہو) تو پھر اس پر نماز پڑھنا کوئی مرغوب امر نہیں ہے (الغرض اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اتنا بڑا گنہگار ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے)۔

باب ۱۴

پیشنماز کا عاقل و بالغ اور طاہر المولد (حلال زادہ) ہونا واجب و لازم ہے اور ان افراد کا تذکرہ جن کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پانچ قسم کے لوگ کسی صورت میں بھی لوگوں کو نماز نہ پڑھائیں پھر ان میں مجنون اور ولد الزنا کو بھی شمار کیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مجنون اور ولد الزنا کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس لڑکے کو ہنوز احتلام نہ ہوا وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے اور اذان بھی دے سکتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو اس لڑکے پر محمول کیا ہے جو سن وسال یا موئے زہار کے اُگ آنے کی وجہ سے سن بلوغت کو پہنچ جائے (اگرچہ اسے احتلام نہ ہوتا ہو) اور اگر اس سے نابالغ لڑکا مراد لیا جائے تو پھر اس کے نماز پڑھانے کے جواز کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہم عمر لڑکوں کو پڑھا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جو لوگوں کو امامت نہ کرائیں اور نماز فریضہ باجماعت نہ پڑھائیں۔ پھر ان میں ایک ولد الزنا کو بھی شمار کیا۔ (الفقیہ)

۵۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نوجوان لڑکے کا صدقہ دینا اور غلام آزاد کرنا جائز ہے اور نافذ بھی۔ اور وہ لوگوں کو نماز بھی پڑھا سکتا ہے جبکہ اکی عمر بیس سال (دس سال) ہو۔ (ایضاً)

۶۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ چھ اشخاص ایسے ہیں جنہیں لوگوں کو نماز نہیں پڑھانی چاہئے: (۱) ولد الزنا۔ (۲) مرتد۔ (۳) ہجرت کے بعد اعرابی (دیہاتی بن جانے والا)۔ (۴) شارب الخمر۔ (۵) جس پر ایک بار شریعت کی حد جاری ہو چکی ہو۔ (۶) جس کا ہنوز ختنہ نہ ہوا ہو۔ (الخصال، السرائر)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر احتلام سے پہلے کوئی نوجوان اذان دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ہاں البتہ احتلام سے پہلے نماز نہ پڑھائے اور اگر پڑھائے گا تو اس کی نماز تو درست ہوگی مگر مقتدیوں کی باطل ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ اعرابی (بدو) کی امامت مکروہ ہے کیونکہ اس کے اجڈ پن کی وجہ سے اس سے نقص ہوتا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۵، ۱۶، ۱۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۵

جس شخص کو جذام اور برص کی بیماری ہو اس کی اقتداء کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے جذام اور برص والے کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ مسلمانوں کو نماز پڑھا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کہ آیا خدا مؤمن کو ایسی (موذی) بیماریوں میں مبتلا کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) بلاء و مصیبت تو مقرر ہی اہل ایمان کے لیے ہوئی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، المحاسن)

۲۔ ابراہیم بن عبید الحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے چہرہ پر (برص وغیرہ) کے نشانات ہوں وہ لوگوں کو نماز نہ پڑھائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت کراہت پر محمول ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جو لوگوں کو نماز فریضہ باجماعت نہ پڑھائیں: (۱) مبروص۔ (۲) مجذوم۔ (۳) ولد الزنا۔ (۴) بدو۔ یہاں تک کہ (دیہات سے) ہجرت کرے (اور شہر میں آجائے)۔ (۵) جس پر شریعت کی کوئی حد جاری ہو چکی ہو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت مجذوم اور مبروص میں کراہت پر محمول ہے۔ (کما تقدم)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ پانچ شخص کسی حالت میں بھی لوگوں کو نماز نہ پڑھائیں۔ (۱) کوڑھی۔ (۲) پھلبری والا۔ (۳) دیوانہ۔ (۴) حرام زادہ۔ (۵) بدو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ منابی بھی کراہت پر محمول ہے جیسا کہ جناب شیخ طوسیؒ اور دیگر علماء نے لکھا ہے۔

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص، جذامی، مبروص، مجنون، محدود (جس پر کوئی حد جاری ہو چکی ہو) کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور اعرابی (جس نے ہجرت نہیں کی وہ) مہاجرین کو نماز نہ پڑھائے۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۱۶

غلام کی اقتداء کرنا جائز تو ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے غلام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب وہ فقیہ ہو اور وہاں اس سے

بشرطیکہ کوئی اور فقیہ موجود نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ (الفروع)۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے استفسار کیا کہ آیا غلام لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے جبکہ لوگ اس پر راضی ہوں۔ اور وہ ان سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا غلام لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ وہ ان سب سے زیادہ عالم اور فقیہ ہو۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ غلام صرف اپنے اہل وعیال کو نماز پڑھائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث استحباب پر محمول ہے کہ مستحب یہ ہے کہ وہ صرف اپنے اہل وعیال کو پڑھائے اور سابقہ حدیثیں جواز پر محمول ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس کی اقتداء کر سکتے ہیں۔

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ غلام اگر قاری ہو تو اس کے لوگوں کو نماز پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۷

(وضو والے آدمی کے لیے تیمم والے آدمی کی اقتداء کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔)

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک قوم کا پیشنماز سفر کی حالت میں جب ہو جاتا ہے مگر اس کے پاس بقدر غسل پانی نہیں ہے تو آیا دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص وضو کر کے لوگوں کو جماعت کرا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! البتہ جب (پیشنماز) تیمم کرے اور نماز پڑھائے۔ کیونکہ خدا نے مٹی کو طہور بنایا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا جو جب ہو گیا تھا اور اس نے (پانی نہ ملنے کی وجہ سے) تیمم کیا تھا اور پھر ہمیں نماز پڑھائی تھی جبکہ ہم نے وضو کیا ہوا تھا؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابواسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک

قوم کا پیشنماز ہے اور جنب ہو گیا ہے مگر اس کے پاس بقدر غسل پانی موجود نہیں ہے تو؟ فرمایا: تیمم کرے اور ان کو نماز پڑھائے۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تیمم والا شخص وضو والوں کو نماز نہ پڑھائے اور نہ ہی فالج زدہ آدمی تندرست آدمیوں کو جماعت کرائے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ جس شخص نے تیمم کیا ہوا ہو وہ باوضو لوگوں کو امامت نہ کرائے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان آخری حدیثوں کو فضیلت پر (کہ افضل یہ ہے کہ نہ پڑھائے) اور پہلی حدیثوں کو جواز پر محمول کیا ہے۔ اور بعد ازیں (باب ۲۲ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۸

مسافر حاضر کی اور حاضر مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے مگر کراہت کے ساتھ (ہاں البتہ اس صورت میں ہر شخص کو قصر و تمام میں اپنی نماز کو مدنظر رکھنا واجب ہے۔ نیز مسافر دو نمازوں کو حاضر کی ایک نماز کے ساتھ پڑھ سکتا ہے!)

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مسافر حاضر شخص کی اقتداء میں نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ دو رکعت مکمل کرکے سلام پھیر دے۔ اور اگر وہ ان کے ساتھ نماز ظہر میں اقتداء کرے تو پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی اور آخری دو رکعتوں میں عصر کی اقتداء کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی مسافر مقیم کی اقتداء میں نماز پڑھے تو؟ فرمایا: دو رکعت پڑھ کر جہاں جی چاہے چلا جائے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۳۔ ابو بصیر مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسافر مقیم کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے۔ اور اگر پڑھے تو دو رکعت پر ختم کر دے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ عبداللہ بن مسکان اور محمد بن نعمان الاحول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مسافر حاضرین کے ساتھ نماز باجماعت میں شامل ہو جائے تو اگر نماز ظہر ہو تو وہ پہلی دو رکعتوں کو اپنی نماز فریضہ قرار دے اور اگر نماز عصر ہو تو پہلی دو رکعتوں کو نافلہ اور آخری دو رکعتوں کو اپنا فریضہ قرار دے۔

(التہذیب، کذا فی المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نماز عصر کے بعد سوائے نماز قضا کے اور کوئی بھی (سنتی) نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۵۔ محمد بن علی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مسافر کے بارے میں استفسار کیا جو حاضر لوگوں کی نماز باجماعت میں شریک ہو جائے؟ فرمایا: اپنی نماز (قصر) پڑھے۔ پھر سلام پھیر لے۔ اور آخری دو رکعتوں کو (نافلہ) قرار دے۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ ابو العباس فضل بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاضر مسافر کی اور مسافر حاضر کی اقتداء نہ کرے (کہ مکروہ ہے) اور اگر کبھی ایسا کرنا پڑ جائے تو پس اگر اسے حاضر لوگوں کو نماز پڑھانی پڑ جائے تو پس جب وہ دو رکعت پڑھ چکے تو سلام پھیر دے (اور وہ فرادیٰ کی نیت کر کے اپنی اپنی نماز مکمل کریں گے) اور اگر کوئی مسافر حاضر کے پیچھے نماز پڑھے تو اپنی دو رکعت مکمل کر کے سلام پھیر دے۔ اور اگر ان کے ساتھ نمازِ ظہر میں شامل ہو تو پہلی دو رکعت میں ظہر کی اور آخری دو رکعت میں عصر کی اقتداء کرے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مسافر (حاضر) پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھتا ہے نماز کی دو رکعت اس کے ہمراہ درک کر لیتا ہے تو آیا یہ کافی ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفروع، التہذیب)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک حاضر پیشنماز مسافروں کو نماز پڑھائے تو مسافر کس طرح نماز پڑھیں؟ فرمایا: وہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ اور وہیں بیٹھ جائیں اور پیشنماز اٹھ کر اپنی نماز مکمل کرے۔ (اور جب سلام پھیرے تو وہ بھی (جہاں جی چاہے) چلا جائے۔ اور یہ بھی چلے جائیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۳) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

مرد مردوں کو اور محرم اور غیر محرم عورتوں کو نماز پڑھا سکتا ہے اور عورتیں پیشنماز اور مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں اور اگر بچے بھی موجود ہوں تو پھر وہ ان کے بھی پیچھے کھڑی ہوں گی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ عورت نماز فریضہ اور نافلہ اپنے شوہر کے پیچھے پڑھے گی۔ اور نماز میں اس کی اقتداء بھی کر سکتی ہے۔ (التہذیب)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے پہلے حصہ میں عورت کے اقتداء کرنے کی صراحت نہیں ہے بلکہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب مرد و زن ایک جگہ نماز پڑھیں تو اس میں ان کے کھڑے ہونے کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ مرد آگے کھڑا ہوگا اور عورت اس کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

۲۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں اُمّ علی! (اپنی زوجہ کی کنیت) کو نماز پڑھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! مگر وہ اس طرح تیری دائیں جانب کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کا مقام تیرے پاؤں کے برابر ہو۔ (التہذیب)

۳۔ قاسم بن ولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک پیشنماز ایک آدمی کو نماز جماعت پڑھاتا ہے مگر ان کے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں تو؟ فرمایا: مرد تو اسی کے پہلو میں کھڑا ہوگا مگر عورتیں ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوں گی!۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ آیا مرد عورت کو نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! مگر وہ کھڑی اس کے پیچھے ہوگی۔
(التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص اپنے گھر میں عورت کو نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر وہ اس کے پیچھے کھڑی ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص ایسی عورتوں کو نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے جن کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو؟ فرمایا: ہاں۔ (پھر فرمایا) اور اگر ان کے ہمراہ کوئی (نماز پڑھنے والا) بچہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کی ایک طرف

کھڑا ہو۔ (اور عورتیں اس کے بھی پیچھے کھڑی ہوں)۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ میں اور مکان مصلی باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

عورت عورتوں کو کراہت کے ساتھ نماز باجماعت پڑھا سکتی ہے مگر اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ صف کے درمیان کھڑی ہو۔ (آگے کھڑی نہ ہو) اور اگر ننگا آدمی ننگوں کو پڑھائے تو وہ بھی اسی طرح صف میں کھڑا ہوگا۔ اور سوائے نماز طلب باران کے عید اور اعادہ والی نماز کے نوافل میں جماعت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورت عورتوں کو نماز پڑھا سکتی ہے؟ فرمایا: نافلہ میں امامت کرا سکتی ہے مگر فریضہ میں نہیں۔ (یعنی مکروہ ہے) اور (اس میں) آگے نہ بڑھے۔ بلکہ ان کے درمیان کھڑی ہو (اور دیگر عورتیں اس کے دائیں بائیں کھڑی ہوں)۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حسن بن زیاد صیقل بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ عورتیں کس طرح نماز جنازہ پڑھیں؟ آیا نماز فریضہ میں عورت عورتوں کو نماز پڑھا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عورت عورتوں کو نماز باجماعت پڑھا سکتی ہے؟ فرمایا: نہ! سوائے نماز جنازہ کے اور وہ بھی تب کہ جب اس سے کوئی اولیٰ موجود نہ ہو تب وہ صف میں ان کے درمیان کھڑی ہو جائے اور تکبیر کہے (اور وہ بھی تکبیر کہیں)۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: عورتوں پر جمعہ اور جماعت نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث شرائع دین میں فرمایا کہ مستحب نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی۔ کیونکہ یہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جائے گی۔ (الخصال، کذا فی العیون عن الرضا علیہ السلام)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو قرأت کرتے اور تکبیر کہتے وقت اس کے آواز بلند کرنے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اس قدر کہ خود سنے۔ (التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد)

۷۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت ایک بھی ہو تو وہ صف[1] ہے۔ دو عورتیں بھی صف ہیں اور تین بھی۔ (لہٰذا سب پیشنماز کے پیچھے کھڑی ہوں گی)۔ (التہذیب)

۸۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورت عورتوں کو نماز باجماعت پڑھا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۹۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہ رمضان میں اپنی اہلیہ کو نماز فریضہ و نافلہ باجماعت پڑھاؤ کیونکہ میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ (التہذیب)

نوٹ:۔ اس کی توجیہ عنقریب آرہی ہے۔

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابرؓ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرد (نماز پڑھانے والا) نہ ہوتو عورت عورتوں کے درمیان کھڑی ہو جائے اور باقی عورتیں اس کی دائیں بائیں جانب کھڑی ہو جائیں اور وہ وسط میں (تکبیر کہے) یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے (جمع بین الاخبار کرتے ہوئے) فرمایا ہے کہ جن حدیثوں سے عورت کی پیشنمازی کرانے کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے۔ ان سے مراد کراہت ہے۔ اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ دیگر احادیث میں جواز کی صراحت موجود ہے۔ اور علامہ حلیؒ نے اپنی کتاب المنتہیٰ میں لکھا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ اس ممانعت کا تعلق اس عورت سے ہو جو نماز کے فرائض و ارکان کو نہیں جانتی۔ (یا جس میں صفت عدالت نہیں پائی جاتی) جیسا کہ اکثر عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ اور جن حدیثوں میں (نماز فریضہ میں جماعت کی ممانعت اور) نافلہ میں جواز ثابت ہوتا ہے (حالانکہ ہمارے مذہب میں سوائے چند خاص موارد کے باقی نوافل میں جماعت جائز ہی نہیں ہے) تو یہ حدیثیں یا تقیہ پر محمول ہیں یا۔ یہاں جماعت سے مراد صرف متابعت ہے۔ (نہ حقیقی جماعت)۔ یا اس سے پڑھی ہوئی نماز فریضہ کا اعادہ مراد ہے (جس میں جماعت جائز ہے) یا اس سے مراد وہ نافلہ ہے جس میں جماعت جائز ہے (جیسے نماز طلب باران، نماز عید اور اعادۂ واجب وغیرہ)۔

---

[1] لہٰذا وہ پیشنماز کے پیچھے کھڑی ہوگی۔ بخلاف مرد کے کہ وہ اگر ایک ہو تو وہ پیشنماز کی دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ ہاں جب مقتدی دو مرد ہوں یا زیادہ ہوں تو وہ پیچھے کھڑے ہوں گے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کما تقدم ویأتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ننگے آدمی کے ننگوں کو نماز پڑھانے کا تذکرہ قبل ازیں (باب ۵۱، از لباس مصلی میں) کیا جا چکا ہے۔ (فراجع)

باب ۲۱

نابینا شخص اگر نماز پڑھانے کی اہلیت رکھتا ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے بشرطیکہ وہ قبلہ کی معرفت رکھتا ہو یا اس کی راہنمائی کر دی جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر اندھا آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ یہی مقتدی اسے رو بقبلہ کریں۔ (التہذیب)

۲۔ شعبی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اندھا آدمی خلق خدا میں جماعت نہ کرائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے کہ جب اسے قبلہ کی معرفت نہ ہو۔ اور نہ ہی ماموم اس کی رہنمائی کریں یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس میں نماز پڑھانے کی اہلیت نہ پائی جاتی ہو یا پھر یہ ممانعت کراہت پر محمول ہے۔ (وھوالاظہر)۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ جب مقتدی اندھے آدمی کو پسند کریں اور وہ ان سے زیادہ قاری اور فقیہ ہو تو وہ نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حقیقی اندھا وہ ہے جو دل کا اندھا ہے (بے بصیرت ہے) چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ﴾ (آنکھیں اندھی نہیں ہوئیں بلکہ وہ دل اندھے ہو گئے جو سینوں کے اندر ہیں)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں نابینا آدمی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! جبکہ اسے (قبلہ کی طرف) راہنمائی کرنے والا کوئی شخص موجود ہو اور وہ دوسروں سے افضل بھی ہو۔ (الفروع)

۶۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر نابینا آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے اور اس کا منہ قبلہ کی جانب نہ ہو تو؟ فرمایا: وہ تو نماز کا اعادہ کرے گا مگر مقتدی اعادہ نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے (بینا ہونے

کی وجہ سے) اپنی سی کوشش کر لی تھی۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ نابینا اندھے صحراء میں (جہاں قبلہ کی شناخت مشکل ہوتی ہے) لوگوں کو نماز باجماعت نہ پڑھائے۔ مگر یہ کہ اسے روبقبلہ کر دیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مسجد میں دین و دنیا کی دعا کرنے کے (باب ۱۷) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ان میں مذکور ہے کہ سفر مکہ میں بہت سے لوگوں نے ابوبصیر کی اقتداء میں نماز پڑھی جبکہ وہ نابینا تھے۔ مگر امامؑ نے فرمایا کہ نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ میں) بھی ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

آزاد آدمیوں کیلئے قیدی کی اقتداء کرنا اور تندرست لوگوں کی فالج زدہ آدمی کی اقتداء کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی قیدی آزاد آدمیوں کو اور کوئی فالج کا مریض تندرست لوگوں کو اور کوئی تیمم والا باوضو لوگوں کو نماز باجماعت نہ پڑھائے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فالج کا مریض تندرست لوگوں کو نماز نہ پڑھائے۔ (التہذیب)

باب ۲۳

اگر مقتدی ایک ہو اور ہو بھی مرد یا بچہ تو وہ پیشنماز کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ اور اگر وہ ایک عورت ہو تو پھر پیچھے کھڑی ہو۔ اور عورتوں کا مردوں حتیٰ کہ غلاموں اور بچوں سے بھی پیچھے کھڑا ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر صرف دو مرد ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے کو نماز باجماعت پڑھائے تو دوسرا اس کی دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر ایک سے زائد ہوں تو پھر اس کے پیچھے کھڑے ہوں۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز باجماعت کے لیے صف بندی کی جائے گی تو بچہ پیشنماز کی داہنی جانب کھڑا ہوگا۔ اور وہ بیمار جو بیٹھ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے وہ بچہ کے دائیں جانب بیٹھے گا۔

(التہذیب وقرب الاسناد)

۳۔ عبداللہ بن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی ابراہیم کے مسائل میں ایک مسئلہ ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں بھیجا۔ اور ابراہیم نے وہ مسائل ابن سدیر کے حوالے کیے۔ چنانچہ انہوں نے وہ مسائل امامؑ سے دریافت کئے جبکہ ابراہیم بن میمون بھی وہاں موجود تھے (اور وہ مسئلہ یہ تھا کہ) آیا مرد عورتوں کو نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: یہ بھی پوچھو کہ اگر عورتوں کے ہمراہ کچھ نابالغ بچے بھی ہوں تو آیا عورتیں ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہو جائیں یا بچے ان سے آگے ہوں؟ فرمایا: عورتیں بچوں کے ہمراہ کھڑی نہ ہوں۔ بلکہ بچے اگرچہ غلام بھی کیوں نہ ہوں وہ ان سے آگے کھڑے ہوں۔ (التہذیب)

۴۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ عورت ایک ہو یا دو (۲) ہوں یا تین۔ وہ صف ہیں (یعنی پیشنماز کے پیچھے ہی کھڑی ہوں گی)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص صرف عورتوں کو نماز پڑھا سکتا ہے جن کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) اور اگر اس (پیشنماز) کے ہمراہ کوئی لڑکا ہو تو وہ اس کی دائیں جانب کھڑا ہوگا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۶۔ علی بن ابراہیم ہاشمی مرفوعاً بیان کرتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا جو ایک گروہ کو اس طرح نماز پڑھا رہے تھے کہ وہ اپنے مکان کے ایک زاویہ میں دیوار کے پاس کھڑے تھے اور تمام مقتدی ان کی دائیں جانب تھے اور بائیں طرف کوئی ایک شخص بھی نہیں تھا۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص دو آدمیوں کو نماز باجماعت پڑھاتا ہے (تو وہ کہاں کھڑا ہو؟) فرمایا: وہ آگے کھڑا ہو۔ درمیان میں کھڑا نہ ہو۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر صرف دو آدمی ہوں اور ایک دوسرے کو نماز پڑھائے تو؟ فرمایا: تو پھر ماموم کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرے۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز باجماعت پڑھا کرتی تھیں اور ان کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ مردوں سے پہلے سر اٹھائیں (تاکہ لوگوں پر ان کی نگاہ نہ پڑے)

کیونکہ (پردہ والی) چادریں چھوٹی ہوتی تھیں۔ (الفقیہ، قرب الاسناد)

۹۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیا مرد عورتوں کو نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) اور اگر ان کے ساتھ کچھ نوجوان بھی ہوں تو اگرچہ وہ غلام بھی ہوں۔ تاہم ان کو عورتوں سے آگے کھڑا کرو (اگرچہ وہ آزاد ہی ہوں)۔ (الفقیہ)

۱۰۔ احمد بن رباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب صرف دو آدمی باجماعت نماز پڑھتے ہیں تو ماموم پیشنماز کی دائیں جانب کھڑا ہوتا ہے؟ فرمایا: چونکہ وہ امام ہے اور یہ اس کا ماموم اور مطیع۔ اور خداوند عالم نے دائیں جانب والوں (اصحاب الیمین) کو ہی مطیع و فرمانبردار قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے وہ دائیں جانب کھڑا ہوتا ہے اور بائیں جانب کھڑا نہیں ہوتا۔ (علل الشرائع)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ایک عورت مرد کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ پوری صف تصور کی جائے گی۔ (لہٰذا پیچھے کھڑی ہوگی) مگر ایک مرد صف شمار نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ پیشنماز کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ (قرب الاسناد)

۱۲۔ البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو مرد (جبکہ مقتدی ہوں تو) صف ہیں۔ لہٰذا جب کل تین ہوں (ایک پیشنماز اور دو مقتدی) تو پیشنماز آگے کھڑا ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ و ۳۰ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

پیشنماز کے لیے مستحب ہے کہ مقتدی کو بائیں جانب سے دائیں جانب منتقل کرے اگرچہ نماز کی حالت میں بھی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حسین بن سعید نے ذکر کیا کہ انہوں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ ان (امام رضا علیہ السلام) سے یہ مسئلہ پوچھے کہ ایک شخص ایک شخص کی اقتداء میں بائیں طرف کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا۔ جس کا پہلے تو پیشنماز کو علم نہیں تھا مگر بعد میں علم ہو گیا تو اب وہ کیا

کرے؟ فرمایا: اسے دائیں جانب پھیر دے۔ (الفروع، کذا عن الحسین بن یسار المدائنی عن الرضا علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

اگر بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوؤں کو امامت کرائے تو یہ مکروہ ہے۔ ہاں اس کا برعکس کہ کھڑا ہوا بیٹھے ہوؤں کو پڑھائے تو یہ جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کسی تکلیف کی وجہ سے) بیٹھ کر اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ہرگز کوئی شخص بیٹھ کر امامت نہ کرائے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے جس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا۔ اس لیے آپ نے مادر ابراہیم کے حجرہ میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بیمار ہو اور بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز باجماعت پڑھے تو وہ دائیں جانب بیٹھے گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان میں بیان کردہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۱ و ۵۲ از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۷۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

افضل و اعلم شخص کو پیشنماز کے لئے مقدم کرنا اور خود آگے نہ بڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عزرمی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے (نماز باجماعت پڑھائے) جبکہ اس جماعت میں اس (پیشنماز) سے بڑا عالم موجود ہو تو قیامت تک ایسی قوم کا معاملہ برابر تنزل اور پستی کی طرف بڑھتا رہے گا۔ (التہذیب، عقاب الاعمال، علل الشرائع، المحاسن، الفقیہ، السرائر)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم کا امام (پیشنماز) اس قوم کا پیشرو واحد قاصد ہوتا ہے پس تم اپنے سے افضل کو آگے بڑھاؤ۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تمہاری نماز پاک و پاکیزہ ہو تو اپنے بہترین لوگوں کو آگے بڑھاؤ۔ (الفقیہ، المقنع، علل الشرائع)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے امام خدا کی بارگاہ میں تمہارے پیشرو اور قاصد ہوتے ہیں۔ لہٰذا اچھی طرح غور سے دیکھ لو کہ اپنے دین اور اپنی نماز میں کسے اپنا قاصد بنا رہے ہو؟ (قرب الاسناد و السرائر)

۵۔ جناب شہید اولؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا کہ جو شخص کسی عالم (باعمل) کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو گویا وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱، ۱۳ و ۱۶ میں اور باب ۱۶ از اذان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

اس پیشنماز کو آگے بڑھانا مستحب ہے جسے مقتدی پسند کریں اور جسے وہ ناپسند کریں اس کا آگے بڑھنا مکروہ ہے اور نماز باجماعت پڑھانے کو باجماعت پڑھنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آٹھ آدمی ایسے ہیں کہ جن کی خدا نماز قبول نہیں کرتا۔ (۱) بھگوڑا غلام جب تک لوٹ کر اپنے آقا کی خدمت میں حاضر نہ ہو۔ (۲) شوہر کی نافرمان بیوی جس پر شوہر ناراض ہو۔ (۳) مانع زکوٰۃ۔ (۴) وہ پیشنماز جسے مقتدی ناپسند کریں۔ (۵) تارک وضو۔ (۶) وہ بالغ عورت جو بغیر دوپٹے کے نماز پڑھے۔ (۷) جو پیشاب اور پاخانہ روک کر نماز پڑھے۔ (۸) جو نشہ کی حالت میں نماز پڑھے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں مقتدیوں کی رضامندی کے بغیر پیشنماز کو نماز پڑھانے کی ممانعت فرمائی۔ اور فرمایا: جو شخص کسی قوم کو ان کی اجازت کے ساتھ نماز پڑھائے اور وہ اس پر راضی ہوں۔ اور وہ بھی حاضری وحضوری میں میانہ روی سے کام لے۔ اور اپنی نماز کو عمدہ طریقہ پر پڑھے۔ اور اس کے رکوع وسجود اور قیام وقعود کو اچھے طریقہ پر بجالائے تو اسے تمام قوم کے اجر وثواب کے برابر اجر وثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر وثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ (الفقیہ، عقاب الاعمال)

۳۔ عبدالملک بن عمیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) ظالم و جابر پیشوا۔ (۲) وہ پیشنماز جسے مقتدی ناپسند کریں۔ (۳) وہ غلام جو بلاضرورت (شرعیہ) اپنے آقا سے بھاگ جائے۔ (۴) وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے۔ (الخصال)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابوعبداللہ سیاری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے موالیوں کی ایک جماعت ایک جگہ موجود ہوتی ہے اور نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے پس ان میں سے کوئی آدمی اذان کہتا ہے اور پھر آگے بڑھ کر ان کو نماز پڑھاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ان سب کے دل ایک ہیں تو پھر تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (فرمایا) مگر اس چیز (دلوں کے ایک ہونے) کی ضمانت کون دیتا ہے؟ اس لیے بہتر ہے کہ امامت (پیشنمازی) کو اس کے اہل کے لیے چھوڑ دو۔ (سرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ''دلوں کے ایک ہونے'' سے مراد واللہ العالم۔ یہ ہے کہ وہ سب اس پیشنماز پر قلبی طور پر راضی ہوں۔ اور ''ان کے اہل'' سے مراد وہ شخص ہے جس میں پیشنمازی کے تمام شرائط پائے جائیں۔ شاید امام کا مقصد اس سلسلہ میں باہمی نزاع سے منع کرنا ہے وبس۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا صاحب السابری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں مشک اذفر پر گامزن ہوں گے۔ (۱) وہ مؤذن جو محض خدا کی خوشنودی کے لیے اذان کہے۔ (۲) وہ پیشنماز جس پر اس کے مقتدی راضی ہوں۔ (۳) وہ غلام جو خدا کی اور اپنے آقاؤں کی اطاعت کرے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی خدا نماز قبول نہیں کرتا: (۱) ایک وہ غلام جو اپنے آقاؤں سے بھاگ جائے جب تک واپس آکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں نہ دے (ان سے صلح نہ کرلے)۔ (۲) جو شخص کسی گروہ

کو نماز پڑھائے جبکہ وہ اس پر خوش نہ ہوں۔ (۴) جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

مستحب ہے کہ پیشنمازی کے لیے اسے مقدم کیا جائے جو قرأت میں اقرأ ہو۔ بعد ازاں جو ہجرت میں اقدم ہو بعد ازاں جو افقہ ہو بعد ازاں جو اصبح ہو (زیادہ خوبصورت ہو) اور صاحب خانہ اور صاحب سلطنت پر آگے بڑھنا مکروہ ہے اسی طرح جس کی قرأت عمدہ نہ ہو اس کا عمدہ قرأت والے کو نماز پڑھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت ایک جگہ اکٹھی ہوتی ہے اور نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے تو بعض دوسرے بعض سے کہتے ہیں: اے فلاں آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں تو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (ایسی صورت میں) وہ شخص آگے بڑھے جو قرآن کا اچھا قاری ہو۔ اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جو ہجرت میں مقدم ہو۔ اور اگر اس میں بھی مساوی ہوں۔ تو پھر وہ آگے بڑھے جو سن و سال میں بڑا ہو۔ اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جو سنت کا بڑا عالم ہو اور دینی بصیرت زیادہ رکھتا ہو۔ اور کوئی شخص صاحب خانہ پر اس کے گھر میں اور صاحب سلطنت پر اس کی حکومت میں آگے نہ بڑھے (الّا یہ کہ وہ خود کسی کو مقدم کرے)۔ (الفروع، التہذیب، علل الشرائع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ یہ سابقہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے کہ اگر سن و سال میں مساوی ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جس کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۱ و ۲۶ اور قبل ازیں باب ۱۶ از اذان میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

جب دو شخص اکٹھی نماز پڑھیں اور پھر ہر شخص یہ کہے کہ میں پیشنماز تھا تو دونوں کی نماز صحیح ہے۔ اور اگر دونوں یہ کہیں کہ میں تو ماموم تھا تو دونوں پر نماز کا اعادہ واجب ہے اور ماموم کے امام پر مقدم ہونے یا اس کے برابر کھڑا ہونے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں دو آدمیوں نے اکٹھی نماز پڑھی۔ اور پھر ان کا آپس میں اختلاف ہوگیا۔ ایک نے کہا: میں تیرا پیشنماز تھا، دوسرے نے کہا: نہیں بلکہ میں تیرا پیشنماز تھا۔ جب حضرت امیر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: دونوں کی نماز درست ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر اسی صورت میں ہر ایک یہ کہے کہ میں تیرا مقتدی تھا تو؟ فرمایا: دونوں کی نماز باطل ہے انہیں چاہیئے کہ از سر نو نماز پڑھیں۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ماموم امامؑ کے برابر کھڑا ہوسکتا ہے (کیونکہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونوں برابر کھڑے تھے۔ ورنہ یہ (اختلاف نہ ہوتا)۔ اسی طرح عورت اور ننگے آدمی کی پیشنماز والی حدیثوں سے بھی استدلال کیا گیا ہے (کہ وہ صف میں برابر کھڑے ہوتے ہیں) اسی طرح اگر ایک مقتدی ہو تو وہ پیشنماز کے دائیں جانب کھڑا ہوتا ہے۔ مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ نماز باجماعت کی اکثر حدیثوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ امامؑ کو آگے کھڑا ہونا چاہیئے۔ قبل ازیں مکانِ مصلیٰ میں گزر چکا ہے کہ جو شخص نماز زیارت پڑھے وہ امامؑ کے (مزار) کے پیچھے پڑھے کیونکہ امامؑ سے آگے بڑھنا یا اس کے برابر کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ اسی سے بعض علماء نے ماموم کے مؤخر ہونے کے بعد وجوب پر استدلال کیا ہے۔ اور احتیاط بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۳۰

اگر پیشنماز پسندیدہ ہو تو ماموم پر واجب ہے کہ قرأت کے سوا باقی تمام واجبات نماز بجالائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن کثیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیشنماز کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: قرأت نہ

کی جائے کیونکہ پیشنماز اس کا ضامن ہے۔ اور فرمایا: قرأت کے سوا پیشنماز مقتدیوں کی نماز کا ضامن نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ وہ قرأت کا ضامن ہوتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا پیشنماز (مقتدیوں کی تمام) نماز کا ضامن ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ وہ ضامن نہیں ہے (یعنی تمام نماز کا ضامن نہیں بلکہ صرف قرأت کا ضامن ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از اذان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جہری نماز میں جائز الاقتداء پیشنماز کے پیچھے قرأت جائز نہیں ہے بلکہ خاموشی سے اس کی قرأت سننا واجب ہے ہاں البتہ جب کچھ سنائی نہ دے حتیٰ کہ ہمہمہ بھی نہ سنے تو پھر قرأت مستحب ہے اور غیر جہری میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھو جس کی تم اقتداء کرتے ہو تو اس کے پیچھے اپنی قرأت نہ کرو۔ خواہ اس کی قرأت سنو یا نہ سنو۔ مگر یہ کہ جہری نماز ہو۔ اور تم بالکل کچھ نہ سنو تو پھر (بطور استحباب) تم قرأت کر سکتے ہو۔ (کتب اربعہ)

۲۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مقتدی پیشنماز کی قرأت کا ہمہمہ بھی سن لے تو پھر خود قرأت نہ کرے۔ (الفقیہ)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرو۔ بلکہ خاموشی سے اس کی قرأت سنو۔ اور آخری دو رکعتوں میں بھی قرأت نہ کرو۔ (بلکہ تسبیحات اربعہ پڑھو)۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ ... الآیۃ﴾ یعنی (جب فریضہ نماز باجماعت میں قرآن پڑھا جائے) تو ﴿فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے)۔ اور آخری رکعتیں پہلی کی تابع ہیں۔ (الفقیہ، السرائر)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اس پیشنماز کے پیچھے اپنی قرأت کرے جس کی وہ اقتداء کرتا ہے تو اگر وہ مر گیا تو فطرت (اسلامی) پر نہیں مرے گا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، عقاب الاعمال، السرائر)

۵۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جب میں پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھوں تو آیا اپنی قرأت کروں؟ فرمایا: جو غیر جہری نماز ہے۔ اس قرأت تو صرف پیشنماز کے سپرد ہے۔ تم نہ کرو اور جہری نماز میں پیشنماز کو اسی لیے جہر کرنے کا حکم ہے تاکہ مقتدی خاموشی سے سنیں۔ پس اگر تم اس کی آواز سن رہے ہو تو خاموش رہو۔ اور اگر نہ سنو تو پھر قرأت کرو۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو جس کی تم اقتداء کرو تو پھر خاموش رہو۔ البتہ آہستہ آہستہ تسبیح خدا کرو۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ قتیبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم اپنے پسندیدہ پیشنماز کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہو اور نماز بھی جہری ہو اور تم قرأت نہ سنو تو آہستہ قرأت کرو۔ اور اگر ہمہمہ بھی سنو تو پھر قرأت نہ کرو۔

(ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا آدمی نماز ظہر و عصر میں پیشنماز کے پیچھے قرأت کر سکتا ہے۔ جبکہ اسے معلوم نہ ہو کہ وہ قرأت کر رہا ہے؟ فرمایا: اسے قرأت نہیں کرنی چاہیئے (بلکہ) اسے پیشنماز کے سپرد کرنی چاہیئے۔ (التہذیبین)

۹۔ عبداللہ بن سنان بسند خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو جو جائز الاقتداء ہے اور وہ قرآن خوانی میں امین بھی ہو اور نماز بھی غیر جہری ہو۔ تم تم اس کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرو۔ اور آخری دو رکعتوں میں بھی تسبیح کافی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ آپؑ (ان میں) کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: میں الحمد پڑھتا ہوں۔ (التہذیب)

۱۰۔ سماعہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور وہ اس کی قرأت کی آواز (ہمہمہ) سنتے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے؟ فرمایا: جب آواز سنائی دے تو یہ کافی ہے اور جب بالکل کچھ سنائی نہ دے تو پھر آہستہ قرأت کریں۔

(التہذیب والاستبصار)

۱۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی وہ اقتداء کرتا ہے اور نماز جہری ہے مگر اس کے کان میں آواز نہیں پہنچتی؟ فرمایا: اگر خاموش رہے تو بھی اور اگر قرأت کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم جب ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھو جس کی تم اقتداء کرتے ہو تو پھر خود قرأت نہ کرو۔ خواہ اس کی قرأت کی آواز سنو یا نہ سنو۔ (ایضاً)

۱۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر آدمی غیر جہری نماز قابل اقتداء پیشنماز کے پیچھے پڑھ رہا ہو تو آیا پہلی دو رکعتوں میں الحمد پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر پڑھو تو بھی ٹھیک ہے اور اگر خاموش رہو تو بھی ٹھیک[1] ہے۔ (التہذیب)

۱۴۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میں اپنے پسندیدہ پیشنماز کے پیچھے قرأت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: جب پیشنماز تمہارا پسندیدہ ہے تو پھر اس کے پیچھے قرأت نہ کرو۔ (التہذیبین)

۱۵۔ عمرو بن ربیع بصری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ پیشنماز کے پیچھے قرأت کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر پیشنماز ایسا ہے جس سے تم محبت کرتے ہو اور اعتماد بھی! تو پھر اسکی قرأت کافی ہے اور اگر تم قرأت کرنا چاہو تو غیر جہری نماز میں کر سکتے ہو۔ لیکن جب جہری ہو اور وہ بالجہر پڑھے تو پھر خاموش رہو۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿وَ اَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ﴾ (خاموشی سے سنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے)۔

۱۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی وہ اقتداء کرتا ہے اور وہ بالجہر قرأت کرتا ہے تو آیا یہ شخص قرأت کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ اسی کی اقتداء کرے۔ (قرب الاسناد)

(دوسری روایت میں ہے فرمایا: بلکہ قرآن سنے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۳۰ اس سے پہلے باب ۳ از اذان، باب ۲۶ از قرأت قرآن میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۳۲ میں اور نماز خوف باب ۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

---

[1] یہ اس صورت میں ہے کہ جب پیشنماز کی آواز بالکل سنائی نہ دے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۲

جب ماموم پیشنماز کی قرأت نہ سن سکے تو اس کے لیے مستحب ہے (واجب نہیں ہے)۔ کہ تسبیح خدا کرے، دعا کرے، کوئی ذکر خدا کرے اور محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود وسلام پڑھے اور بالکل خاموش رہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد ازدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں ایک آدمی کے لیے اس چیز کو مکروہ جانتا ہوں (ناپسند کرتا ہوں) کہ جب وہ پیشنماز کے پیچھے وہ نماز پڑھے جس میں قرأت بالجہر نہیں ہوتی تو وہ گدھے کی طرح (ساکت وصامت) کھڑا رہے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں تو پھر وہ کیا کرے؟ فرمایا: تسبیح خدا کرے۔

(الفقیہ، التہذیب، قرب الاسناد)

۲۔ ابوالمعزا حمید بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حفص کلبی نے سوال کیا کہ میں پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں (اور نماز جہری ہے) اور پیشنماز بالجہر قرأت بھی کر رہا ہے تو کیا میں (اچھائی کی) دعا اور (برائی سے) پناہ مانگ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں بے شک دعا کر۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ قرأت کا سننا واجب ہے اس لیے یہ حدیث) یا تو پیشنماز کے قرأت شروع کرنے سے پہلے دعا کرنے پر محمول ہے یا اس طرح دعا کرے کہ قرأت بھی سنتا رہے اور دعا بھی کرتا رہے۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب ماموم تک قرأت کی آواز نہ پہنچے۔ جیسا کہ یہ بات سابقہ باب میں گزر چکی ہے۔

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز ظہر وعصر اس پیشنماز کے پیچھے پڑھ رہا ہے جس کی وہ اقتداء کرتا ہے آیا وہ قرأت کرے؟ فرمایا: نہ۔ البتہ تسبیح خدا کرے اور اس کی حمد وثنا کرے اور محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے۔ (قرب الاسناد، بحارالانوار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھو جس کی تم اقتداء کرتے ہو۔ تو خاموش رہو ہاں البتہ آہستہ سے تسبیح خدا کرتے رہو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے آخری دو رکعتوں میں قرأت خلف الامام کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پیشنماز سورۂ حمد پڑھے گا اور یہ تسبیح پڑھے۔ (التہذیب)

۶۔ سالم ابو خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی قوم کے پیشنماز ہو تو تم پر لازم ہے کہ تم پہلی دو رکعتوں میں قرأت (حمد و سورہ) کرو۔ اور جو تمہارے پیچھے کھڑے ہیں وہ قیام کی حالت میں (تسبیحاتِ اربعہ) ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ پڑھیں۔ اور آخری رکعتوں میں مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ الحمد پڑھیں اور تم (جو پیشنماز ہو) اسی طرح تسبیحات اربعہ پڑھو جس طرح مقتدیوں نے پہلی دو رکعتوں میں پڑھی تھی۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابن ادریسؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ مقتدی پر تمام رکعتوں اور تمام نمازوں میں قرأت نہیں ہے خواہ جہری نماز ہو، یا اخفاتی۔ اور یہی بات تمام روایات سے اظہر ہے۔ (السرائر)

۸۔ یہ بھی مروی ہے کہ جہری نمازوں میں خاموش رہے اور اخفاتی میں قرأت کرے۔ (ایضاً)

۹۔ یہ بھی مروی ہے کہ اخفاتی نماز میں مقتدی کو اختیار ہے کہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ یہ بھی مروی ہے کہ آخری دو رکعتوں میں ماموم پر نہ قرأت ہے اور نہ تسبیحات۔ (ایضاً)

۱۱۔ یہ بھی مروی ہے کہ ان آخری دو رکعتوں میں قرأت (الحمد) کرے یا تسبیح پڑھے (وھوالافضل)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے قرأت کے باب میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

جس شخص کی اقتداء جائز نہ ہو اس کے پیچھے قرأت واجب ہے اور اذان و اقامت مستحب ہے اور تقیہ کی صورت میں جہاں جہر اور قرأت کرنا مشکل ہو وہاں ساقط ہے اور بالکل آہستہ دل میں پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرتِ شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ اور پیشنماز بالجہر قرأت کرتا ہے۔ فرمایا: آہستگی سے اپنی قرأت کرو۔ اگرچہ تم خود بھی نہ سن سکو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابراہیم بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں

یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہوں جو حضرت امیر علیہ السلام سے محبت تو کرتا ہے مگر وہ مسح علی الخفین کا قائل ہے۔ یا ایسے شخص کے پیچھے پڑھتا ہوں جو مسح (علی الخفین) کو حرام تو جانتا ہے مگر خود کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر تم اور وہ ایک جگہ اکٹھے ہو اور تمہیں مجبوراً ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے تو اپنی اذان واقامت کہو (اور اپنی قرأت کرو) اور اگر وہ تم سے پہلے کچھ قرأت کر چکا ہے تو تم تسبیح پڑھو۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن عذافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک ایسے پیشنماز کے ساتھ جس کے پیچھے میں نے اپنی قرأت کرنی ہے۔ دوسری رکعت میں شامل ہوتا ہوں۔ اور جب میں الحمد سے فارغ ہوتا ہوں تو وہ رکوع میں چلا جاتا ہے۔ (یعنی میں دوسری سورہ نہیں پڑھ سکتا) تو؟ فرمایا: تم آخری دو رکعتوں میں قرأت کرو۔ تاکہ تم دو رکعتوں میں قرأت کر سکو۔ (التہذیب، علل الشرائع)

۴۔ محمد ابن ابوحمزہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم ان (مخالفین) کے ہمراہ نماز (باجماعت) پڑھو۔ تو دل میں (آہستہ) قرأت کر سکتے ہو۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۵۔ علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اس شخص کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ اور وہ اس سے پہلے کچھ قرأت کر چکا ہے تو؟ فرمایا: جب یہ صرف سورۂ الحمد پڑھ لے تو کافی ہے۔ باقی کو چھوڑ دے اور (اس کے ساتھ) رکوع کرلے۔ (التہذیبین)

۶۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں ان لوگوں (مخالفین) کے ساتھ نماز مغرب میں شامل ہوتا ہوں۔ اور وہ بہت جلد نماز پڑھتے ہیں۔ اور بمشکل اذان واقامت کہہ کر صرف سورۂ حمد پڑھتا ہوں کہ وہ رکوع میں چلے جاتے ہیں تو؟ فرمایا: تمہارے لیے صرف سورۂ الحمد کا پڑھ لینا کافی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن سعید بصری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: (یہاں وہ حدیث درج ہے جو قبل ازیں باب ۱۰ نمبر ۴ پر گزر چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے)۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کے پیچھے تم قرأت کرتے ہو (اس کی اقتداء نہیں کرتے) وہاں اذان بھی کہو۔ (الفقیہ)

۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھو جس کی تم اقتداء نہیں کرتے۔ تو تم اپنی قرأت کرو (الحمد و سورہ پڑھو) خواہ اس

کی قرأت سنو یا نہ سنو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۰۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مخالفین کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میرے نزدیک وہ بمنزلہ دیوار کے [1] ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن وامام حسین علیہما السلام (شدت تقیہ کی بنا کسی ایسے) پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتے تھے (جس کی اقتداء جائز نہیں ہوتی تھی تو) اپنی قرأت خود کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ و باب ۳۱ میں اور قبل ازیں باب ۳۴ اور باب ۳۳ و ۳۸ و ۵۲ از قرأت میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

آدمی جس شخص کی اقتداء نہیں کرتا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے اور کسی وجہ سے قرأت نہ کر سکے تو وہ ساقط ہے اور سخت تقیہ کی صورت میں صرف رکوع کے ساتھ شامل ہو جانا بھی کافی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں جس کی میں اقتداء نہیں کرتا تو؟ فرمایا: اس کی فراغت سے پہلے تو (قرأت سے) فارغ ہو جا۔ کیونکہ تو تنگی میں گھرا ہوا ہے۔ اور اگر وہ پہلے فارغ ہو جائے (اور تیری قرأت ہنوز باقی ہو) تو اپنی قرأت کو قطع کر کے اس کے ساتھ رکوع کر۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص لوگوں کو نماز باجماعت پڑھاتا ہے۔ اور نماز بھی وہ ہے جس میں قرأت بالجہر کی جاتی ہے مگر پیشنماز آپ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے (غیر مؤمن ہے) تو؟ فرمایا: جب سنو کہ خدا کی کتاب پڑھی جا رہی ہے تو خاموشی سے سنو! راوی نے عرض کیا: مگر وہ تو مجھے مشرک سمجھتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے (اور غلط فتویٰ دیتا ہے) تو تو خدا کی اطاعت کر۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے پھر بات دہرانے کی کوشش کی مگر امام نے مجھے (اس کے پیچھے قرأت کی) رخصت نہ دی۔ میں نے عرض کیا کہ آیا میں گھر میں اپنی نماز پڑھ کر باہر نکلوں؟ (اور پھر ان کے ساتھ پڑھ

---

[1] جس طرح دیوار کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح ان کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

لوں؟) فرمایا: یہ تمہاری مرض ہے! فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نماز صبح پڑھا رہے تھے کہ ابن الکواء (منافق) نے جو ان کے پیچھے کھڑا (نماز پڑھ رہا) تھا یہ آیت پڑھی: ﴿وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾ تو حضرت علی علیہ السلام (نماز پڑھاتے ہوئے) تعظیم قرآن کی خاطر خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب ابن الکواء آیت پڑھ چکا تو پھر آپ نے قرأت شروع کی۔ مگر ابن الکواء نے دوبارہ وہی آیت پڑھنی شروع کی۔ آنجنابؑ پھر خاموش ہو گئے۔ جب وہ پڑھ چکا تو پھر آپ نے قرأت شروع کی مگر اس نے سہ بارہ اس آیت کی تلاوت کی۔ حضرتؑ پھر خاموش ہو گئے۔ اور پھر یہ آیت پڑھی: ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ﴾ بعدازاں سورہ مکمل فرمائی اور پھر رکوع کیا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ یہ روایت مسلمہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے یا اس صورت پر کہ جب یہ اپنی قرأت (آہستہ آہستہ) کرے اگرچہ (بظاہر) چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے گزر چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا (کہ ایسے حالات میں اپنی قرأت لازم ہے) یا اپنی نماز پہلے یا بعد میں پڑھ لینی چاہیئے)۔

۳۔ بکیر بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک ناصبی شخص ہمیں نماز پڑھاتا ہے۔ آپ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جب وہ بلند آواز سے قرأتِ قرآن کرلے تو خاموشی سے اس کی قرأت سنو (اور دل میں اپنی قرأت کرو)۔ پھر رکوع وسجود اپنے لیے (فرادیٰ کی نیت سے) کرو۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ (مخالف) پیشنماز اور ساری جماعت رکوع میں جا چکی ہے۔ اب میرے لیے اذان واقامت اور تکبیر کہنا ممکن نہیں ہے تو؟ فرمایا: پس اس حالت میں اس رکعت میں ان کے ساتھ شامل ہو اور اسے شمار بھی کر کہ یہ تیری بہترین رکعتوں میں سے ہے! اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے مغرب کی اذان سنی۔ میں نے غلام سے کہا: ذرا دیکھ آیا نماز کی اقامت کہہ دی گئی ہے! غلام نے آکر اطلاع دی کہ ہاں! چنانچہ میں جلدی جلدی اٹھا اور جب مسجد میں داخل ہوا تو لوگ رکوع میں جا چکے تھے۔ پس میں بھی پہلی صف میں جا کر رکوع میں شامل ہو گیا۔ اور اسے پوری رکعت شمار کیا۔ اور پھر سلام پھیر کر چار رکعت (نافلہ) پڑھ کر واپس لوٹ آیا۔ اچانک میرے پڑوسیوں میں سے پانچ چھ آدمی جو بنی مخزوم اور بنی امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ میرے پاس آئے اور

آ کر کہا: اے ابو ہاشم! جزاک اللہ خیرا۔ بخدا ہم نے آپ کو اس کے برخلاف دیکھا ہے جو کچھ ہم نے آپ کے بارے میں خیال کر رکھا تھا یا آپ کے بارے میں کہا گیا تھا! میں نے کہا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب آپ نماز پڑھنے کے لیے گئے تو ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلے گئے کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ آپ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ مگر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور اسے درخور اعتنا بھی سمجھا ہے۔ پس خدا آپ سے راضی ہو اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ ماجرا سن کر میں نے کہا: سبحان اللہ! آیا مجھ جیسے آدمی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے؟ اسحاق کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے پتہ چلا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے کیوں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا؟ کیونکہ انہیں میرے بارے میں اس قسم کا اندیشہ تھا۔ (تو گویا یہ سب کاروائی تقیہ پر مبنی تھی)۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم ناصبی کے پیچھے نماز پڑھو اور جہری نماز میں خود قرأت نہ کرو۔ تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کی قرأت جبکہ تم اسے سن لو تو وہ تمہارے لئے کافی ہے۔

(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہے یا جہر بالقرأت کے ترک کرنے پر محمول ہے۔ نہ کہ اصل قرأت کے ترک کرنے پر۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ روایتیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

جو اس پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو جس کی اقتداء نہیں کرتا اور اس سے پہلے اپنی قرأت سے فارغ ہو جائے تو اس کے لیے کوئی ذکر خدا کرنا مستحب ہے یا سورہ کی ایک آیت چھوڑ دے اور ذکر خدا کرتا رہے پس جب وہ فارغ ہو تو یہ وہ آیت پڑھ کر رکوع میں چلا جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (مخالف) پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ مگر میں اس کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی قرأت سے فارغ ہو جاتا ہوں تو؟ فرمایا: ایک آیت چھوڑ دو۔ اور خدا کی حمد و ثنا کرتے رہو۔ پس جب وہ فارغ ہو تو تم وہ باقیماندہ آیت پڑھ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں جس

کی میں اقتداء نہیں کرتا پس اگر میں اپنی قرأت (حمد و سورہ) سے فارغ ہو جاؤں اور وہ ہنوز فارغ نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کے فارغ ہونے تک تم خدا کی تسبیح کرتے رہو۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (مخالف) پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں اس کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی قرأت سے فارغ ہو جاتا ہوں تو؟ فرمایا: اپنی سورہ تمام کر کے اس کی فراغت تک خدا کی حمد وثنا کرتے رہو۔ (التہذیب)

۴۔ جناب احمد بن محمد البرقی" باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک مصلیٰ (جائے نماز) ہے جہاں ہم نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہاں کے تمام نمازی ناصبی ہیں اور ان کا پیشنماز بھی (حق کا) مخالف ہے تو آیا میں اس کی اقتداء کروں؟ فرمایا: نہ! پھر عرض کیا: (اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے تو) جب وہ قرأت کرے تو میں بھی کروں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا کہ اگر اس کے فارغ ہونے سے پہلے میرا سورہ ختم ہو جائے تو؟ فرمایا: خدا کی تسبیح پڑھو اور تکبیر کہو۔ کیونکہ یہ بمنزلہ قنوت کے ہے۔ لہٰذا تکبیر (اَللّٰهُ اَکْبَرُ) اور تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) پڑھو۔ (المحاسن)

باب ۳۶

جب یہ واضح ہو جائے کہ پیشنماز باطہارت نہیں تھا تو اس پر اپنی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ مقتدیوں پر نہیں ہے اگرچہ وہ ان کو اطلاع بھی دے۔ نیز اس پر مقتدیوں کو آگاہ کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی قوم کو (بھول کر) نماز باجماعت پڑھائے جبکہ وہ جنب ہو یا بغیر وضو کے ہو تو اس پر (یاد آنے کے بعد) اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ مگر مقتدیوں پر اعادہ واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس پر یہ واجب ہے کہ ان لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتا۔ میں نے عرض کیا کہ کس طرح؟ فرمایا: اس طرح کہ وہ ان مقتدیوں کو کیونکر بتاتا جو خراسان چلے گئے اور کس طرح ان کو اطلاع دیتا جن کو وہ جانتا ہی نہیں ہے؟ فرمایا: (اس لیے) اس سے یہ وجوب اٹھا لیا گیا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص لوگوں کو نماز باجماعت پڑھا رہا تھا کہ جب وہ دو رکعت پڑھا چکا تو اس نے (بھول کر) لوگوں کو بتا دیا کہ وہ تو بے وضو ہے

تو؟ فرمایا: لوگ اپنی (باقیماندہ) نماز (فرادیٰ) مکمل کریں گے۔ کیونکہ اب پیشنماز ان کی اس نماز کا ضامن نہیں ہے۔ (اور وہ خود اپنی نماز دوبارہ پڑھے گا)۔ (کتب اربعہ)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (غلطی سے) لوگوں کو نماز باجماعت پڑھائی جبکہ وہ باطہارت نہیں تھا ہاں البتہ نماز پڑھا کر اس نے لوگوں کو حقیقت حال کی اطلاع دی (کیونکہ اسے اسی وقت علم ہوا) فرمایا: وہ خود نماز کا اعادہ کرے گا مگر وہ لوگ اعادہ نہیں کریں گے۔ (الفروع)

اگر چہ وہ ان کو بتا بھی دے کہ وہ باطہارت نہیں تھا۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگوں کو ان کے پیشنماز نے نماز پڑھائی۔ حالانکہ وہ باطہارت نہیں تھا۔ (جس کا بعد میں اسے علم ہوا اور) تو آیا ان لوگوں کی نماز درست ہے؟ یا وہ اس کا اعادہ کریں؟ فرمایا: ان پر اعادہ واجب نہیں ہے۔ ان کی نماز درست ہے۔ ہاں البتہ پیشنماز پر اعادہ لازم ہے! اور اس پر لوگوں کو اطلاع لازم نہیں ہے۔ یہ اس سے ساقط ہے۔ (التہذیبین)

۶۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا پیشنماز نمازِ فریضہ کا ضامن ہوتا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ (مخالفین) گمان کرتے ہیں کہ وہ ضامن ہوتا ہے؟ فرمایا: وہ ضامن نہیں ہے! (پھر فرمایا) اور بھلا وہ کس چیز کا ضامن ہوگا؟ ہاں البتہ وہ صرف ایک چیز کا ضامن ہے کہ جب وہ جنابت میں یا بغیر وضو کے نماز پڑھائے! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اس کی مخالفت کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اعادہ واجب ہے۔ مگر مقتدیوں پر نہیں ہے۔

۷۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے ہمیں سفر میں نماز پڑھائی (اور ہم نے بظاہر اسے عادل سمجھ کر اس کے پیچھے پڑھی) جبکہ وہ جنب تھا اور اسے اس بات کا علم بھی تھا۔ مگر ہمیں علم نہ تھا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے (تمہاری نماز ٹھیک ہے[1])۔ (ایضاً)

۸۔ عبدالرحمٰن العرزمی اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام علی علیہ السلام نے لوگوں کو بغیر طہارت کے نماز پڑھائی۔ اور یہ نماز ظہر تھی۔ پھر آپ اندر تشریف لے

---

[1] کیونکہ ظاہری قانون شرع کے مطابق ادا کی گئی ہے۔ لہٰذا خداوند عالم از راہ لطف و کرم اسے قبول فرمائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

گئے اور کچھ دیر کے بعد آپ کا منادی برآمد ہوا جس نے ندا دی کہ حضرت امیر علیہ السلام نے چونکہ بغیر طہارت کے نماز پڑھائی ہے اس لیے تم لوگ اپنی نماز کا اعادہ کرو۔ اور چاہیئے کہ حاضرین غائبین تک یہ بات پہنچائیں۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت شاذ و نادر ہے۔ اور تمام احادیث (معتبرہ) کے خلاف ہے (لہٰذا ناقابل اعتبار ہے) علاوہ بریں یہ روایت عصمت امامؑ کے بھی منافی ہے اس لیے اس پر عمل کرنا (اور اس پر اعتماد کرنا) جائز نہیں ہے۔ پھر شیخ نے جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور ان کے کچھ مشائخ کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ ایسی صورت میں مقتدیوں پر اخفاتی نماز کا اعادہ واجب ہے (جہری کا نہیں)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ گو حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے مشائخ کا یہ فتویٰ اسی طرح نقل کیا ہے مگر جو کچھ ہم نے حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے کلام میں دیکھا ہے اور انہوں نے جو کچھ اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے۔ وہ ایک مسئلہ کے بارے میں ہے یعنی جب نماز پڑھنے کے بعد پیشنماز کا کفر ظاہر ہو جائے۔ ان کا یہ فتویٰ زیر بحث مسئلہ میں نہیں ہے (جبکہ نماز کے بعد پیشنماز کا بے طہارت ہونا ظاہر ہو جائے)۔ بہرحال یہ روایت تقیہ فی الروایۃ پر محمول ہے۔ کیونکہ مخالفین آنجنابؐ اور عمر کے بارے میں ایسی روایت نقل کیا کرتے ہیں۔ (مگر امامیہ حضرت امیر علیہ السلام کی ذات والا صفات کو اس قسم کے نقص و عیب سے منزہ و مبرا جانتے ہیں ماشاہ عن ذلک الغرض ع

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

باب ۳۷

جب (نماز پڑھ چکنے کے بعد) پیشنماز کا کفر ظاہر ہو جائے تو مقتدیوں پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر پیشگی اس بات کا علم ہو تو پھر اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان لوگوں کے بارے میں جو خراسان یا (وہاں کے) بعض پہاڑوں سے روانہ ہوئے اور راستہ میں ان کو ایک شخص نماز باجماعت پڑھاتا رہا مگر جب کوفہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ شخص تو یہودی ہے؟ فرمایا: (جب پہلے ممکنہ تحقیق کر کے اور اس شخص کو بظاہر اس کا اہل سمجھ کر پڑھی ہے تو) پھر وہ نماز کا اعادہ نہیں کریں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن مروان کندی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں

لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان لوگوں کے بارے میں جو خراسان سے چلے اور مکہ جاتے ہوئے ان کو تمام راستہ میں ایک ہی شخص نماز پڑھاتا رہا۔ مگر جب مکہ پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ شخص یہودی یا نصرانی ہے؟ فرمایا: ان پر ان نمازوں کا اعادہ واجب نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ اسماعیل بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے (جو خدا کی قضا و قدر کو جھٹلاتا ہے؟ فرمایا: ہر اس نماز کا اعادہ کیا جائے جو اس (بدعقیدہ شخص) کی اقتداء میں پڑھی گئی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدی کو پہلے سے پیشنماز کے بدعقیدہ ہونے کا علم تھا۔ (لہٰذا اس کی نماز باطل ہے) اس میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ پڑھنے سے پہلے اسے اس بات کا کوئی علم نہیں تھا اور بعد میں معلوم ہوا ہے۔ اس مسئلہ میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے مشائخ سے جو کلام نقل کیا ہے۔ وہ ابھی اوپر نقل ہو چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کی مختلف حدیثوں میں جمع و توفیق کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ عندالتحقیق یہاں کوئی تعارض و اختلاف ہی نہیں ہے۔ اس لیے اس جمع کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

باب ۳۸

جب (نماز پڑھ چکنے کے بعد) ظاہر ہو کہ پیشنماز روبقبلہ نہ تھا تو مقتدیوں پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے ہاں البتہ پیشنماز پر واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور بعد میں اسے پتہ چلتا ہے کہ اس نے روبقبلہ نماز نہیں پڑھائی؟ فرمایا: ان لوگوں پر اعادہ واجب نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس اندھے شخص کے بارے میں جس نے لوگوں کو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھائی تھی؟ فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔ مگر مقتدی نہیں کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے تو (امکان بھر قبلہ معلوم کرنے کی) کوشش کر لی تھی۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں قبلہ کی بحث میں (باب ۱۱ کے اندر) اس مسئلہ کی ایک اور تفصیل گزر چکی ہے۔

باب ۳۹

جب (نماز کے بعد) واضح ہو کہ پیشنماز نے نماز کی نیت نہیں کی تھی تو مقتدیوں پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جا کر لوگوں کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو گیا۔ جبکہ اس کی نیت نماز پڑھنے کی نہ تھی۔ مگر اتفاقاً پیشنماز سے حدث سرزد ہو گیا۔ اور اس نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا اور اس نے لوگوں کو نماز مکمل کرائی۔ آیا ان لوگوں کی وہ نماز جو انہوں نے اس شخص کی اقتداء میں پڑھی ہے کافی اور درست ہے؟ فرمایا: اس شخص کو چاہیئے کہ اگرچہ وہ پہلے نماز پڑھ ہی چکا ہے۔ تاہم نماز کی نیت کر لے اس طرح اس کی یہ اور نماز بن جائے گی ورنہ نمازیوں کے ساتھ داخل ہی نہ ہو۔ (یہ تو تھی اس شخص کے بارے میں امامؑ کی ہدایت باقی رہ گئے دوسرے لوگ) تو ان کی نماز بہر حال درست ہے۔ اگرچہ اس نے نیت نہیں کی تھی۔ (کیونکہ نیت کا علم تو یا خدا کو ہے یا خود اس شخص کو۔ دوسرے بیچاروں کا اس میں کیا قصور ہے؟)۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پیشنماز کے کفر کے ظاہر ہونے والی حدیثوں سے بھی (جو سابقہ باب میں گزر چکی ہیں) اس مطلب پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ کافر کی بھی تو کوئی نیت نہیں ہوتی۔ یا اگر وہ نیت کرتا بھی ہے تو وہ باطل ہے۔ (مگر بااین ہمہ وہاں مقتدیوں پر اعادہ واجب نہیں ہے تو یہی کیفیت یہاں بھی ہے)۔

باب ۴۰

جو شخص بعد میں جماعت میں شامل ہوا تھا اگر پیشنماز کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو اسے نائب بنانا جائز ہے۔ ہاں البتہ جب مقتدیوں کی نماز ختم ہو جائے تو وہ ان کو سلام پھیرنے کا اشارہ کر دے اور خود اٹھ کر اپنی باقیماندہ نماز مکمل کر لے اور اگر اسے پتہ نہ چلے کہ اس نے کس قدر پڑھی ہے تو پھر مقتدی اسے یاد دلائیں گے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس پیشنماز کے بارے میں جس نے (اپنے کسی عارضہ کی وجہ سے) اس شخص کو (پیشنمازی کے لیے) آگے بڑھایا جو دوسری رکعت میں آ کر شامل ہوا تھا۔ فرمایا کہ جب مقتدیوں کی نماز مکمل ہو جائے تو وہ

دائیں بائیں ان کو سلام پھیرنے کا اشارہ کردے اور خود اٹھ کر اپنی نماز مکمل کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس پیشنماز کے بارے میں جو (بھول کر) وضو کے بغیر نماز پڑھا رہا تھا (اور جب اسے یاد آیا تو) خود پیچھے ہٹ گیا اور ایک شخص کو آگے بڑھایا (تاکہ وہ لوگوں کو نماز مکمل کرائے) مگر وہ شخص نہیں جانتا کہ سابقہ پیشنماز کس قدر نماز پڑھا چکا تھا؟ فرمایا: اسے مقتدی (اشارہ سے) یاد دلائیں گے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمارؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہو کر اس وقت جماعت میں شامل ہوتا ہے جبکہ پیشنماز ایک رکعت یا اس سے زیادہ پڑھا چکا تھا۔ پھر پیشنماز کو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے (مثلاً اس کی نکسیر پھوٹتی ہے) اور وہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیتا ہے کیونکہ یہی سب سے زیادہ اس کے قریب کھڑا تھا (اور پیشنمازی کا اہل بھی تھا) تو؟ فرمایا: جب مقتدیوں کی نماز ختم ہو جائے تو وہ بیٹھ جائے پس جب وہ تشہد پڑھ چکیں تو وہ دائیں بائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے ان کو بتائے کہ ان کی نماز مکمل ہو گئی ہے لہٰذا وہ سلام پھیر دیں اور خود اٹھ کر اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کرے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ وہ باوضو نہیں ہے لہٰذا وہ خود تو الگ ہو گیا۔ مگر (مقتدیوں میں سے) ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے بڑھا دیا۔ اب اس شخص کو معلوم نہیں ہے کہ لوگ کس قدر نماز پڑھ چکے ہیں تو؟ فرمایا: وہ ان کو نماز پڑھائے گا۔ اور جہاں غلطی کرے گا تو مقتدی تسبیح پڑھ کر (اشارہ سے) اسے متوجہ کریں گے۔ اور وہ سابقہ پیشنماز کی نماز پر بنا رکھے گا۔ (اور جب مقتدیوں کی نماز مکمل ہو جائے گی۔ تو وہ سلام پھیر دیں گے اور یہ اٹھ کر اپنی نماز مکمل کرے گا)۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۴۱

جس شخص سے پہلے کچھ نماز پڑھی جا چکی ہو اگرچہ صرف اقامت ہی کہی گئی ہو اس کو نائب بنانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز باجماعت پڑھا رہا تھا کہ اس سے کوئی حدیث سرزد ہو گیا اور اس نے اس شخص کو آگے بڑھایا، جس سے پہلے ایک رکعت پڑھی جا چکی تھی اب وہ کس طرح کرے؟ فرمایا: پیشنماز

کو چاہیئے کہ ایسے شخص کو آگے نہ کرے جس سے پہلے ایک رکعت پڑھی جا چکی ہو بلکہ کسی اور شخص کے ہاتھ سے پکڑ کر اسے آگے کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ معاویہ بن شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے کہ جب پیشنماز سے اثناءِ نماز میں کوئی حدث صادر ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ کسی ایسے شخص کو آگے بڑھائے جو اقامت کے وقت حاضر تھا۔ (ایضاً، کذا فی الفقیہ عن معاویہ بن میسرہ عن الصادق علیہ السلام)

باب ۴۲

اقامت کہے جانے کے بعد (مقررہ) پیشنماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ مستحب ہے کہ کسی اور شخص کو آگے کیا جائے۔ اگرچہ پیشنماز مؤذن ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب اقامت کہہ دی جائے تو آیا اب لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے یا ہنوز (اگر پیشنماز نہ آیا ہو تو) اس کے انتظار میں بیٹھا رہنا چاہیئے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ چاہیئے کہ کھڑے ہو جائیں پس اگر اس اثنا میں پیشنماز آ جائے تو فبہا ورنہ انہی لوگوں میں سے کسی (اہل) شخص کے بازو سے پکڑ کر آگے کر دینا چاہیئے (جو نماز پڑھائے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن شریح ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اقامت کہہ دی جائے تو لوگوں کو چاہیئے کہ پیشنماز کا مزید انتظار کئے بغیر کھڑے ہو جائیں اور انہی لوگوں میں سے کسی شخص کو آگے بڑھائیں۔ راوی نے عرض کیا: اگرچہ امام ہی مؤذن ہو؟ فرمایا: ہاں اگرچہ وہی مؤذن ہو۔ مگر اب مزید انتظار نہ کریں بلکہ کسی اور شخص کو آگے کر دیں۔

باب ۴۳

اگر اثناءِ نماز میں پیشنماز کا انتقال ہو جائے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ اس کی میت اپنے پیچھے رکھ دیں اور کسی شخص کو آگے کر دیں جو ان کو نماز مکمل کرائے۔ از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر پیشنماز صرف ایک رکعت نماز پڑھا کر اچانک فوت ہو جائے تو؟ فرمایا: مقتدی

اس رکعت کو شمار کریں اور کسی اور شخص کو آگے بڑھائیں (جو ان کو نماز مکمل کرائے) اور میت کو اپنے پیچھے رکھ دیں اور جو شخص اسے ہاتھ لگائے وہ غسل (مس میت بھی) کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے غسل مس میت (ج ۱، باب ۱، از مس میت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۴

جو شخص پیشنماز کے رکوع میں جانے سے پہلے اس کی (رکوع والی) تکبیر کو درک کر لے اس نے گویا پوری رکعت درک کر لی۔ اور جو صرف حالتِ رکوع میں پہنچے اس کے لیے اس رکعت میں شامل ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر پیشنماز کے رکوع میں جانے سے پہلے اس کی تکبیر کو درک کر لو۔ تو تم نے پوری رکعت درک کر لی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تو جماعت کے ساتھ پیشنماز کی رکوع والی تکبیر کہنے سے پہلے شامل نہیں ہوا تو پھر تو اس کے ساتھ اس رکعت میں شامل نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تو اس رکعت کو شمار نہ کر جس کی (رکوع والی) تکبیر میں تو پیشنماز کے ساتھ شامل نہیں ہوا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم پیشنماز کی رکوع والی تکبیر کو نہ پا سکو۔ تو پھر اس رکعت میں اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی اور یہ بھی کہ اس رکعت میں شامل ہونے کی یہ ممانعت کراہت پر محمول ہے۔

باب ۴۵

جو شخص پیشنماز کو رکوع کی حالت میں درک کر لے تو گویا اس نے وہ رکعت درک کر لی لیکن جو اس کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسے درک کرے تو اس کی وہ رکعت فوت ہو گئی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے پیشنماز کو رکوع کی حالت میں درک کیا اور اس نے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہی اور پیشنماز کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ فرمایا: اس نے پوری رکعت کو درک کر لیا ہے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم اس وقت پہنچو کہ جب پیشنماز رکوع میں جا چکا ہو۔ اور تم تکبیر کہہ کر اس کے سر اٹھانے سے پہلے اس کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جاؤ۔ تو تم نے اس رکعت کو پا لیا۔ اور اگر تمہارے رکوع میں جانے سے پہلے وہ سر اٹھا لے تو پھر تمہاری وہ رکعت فوت ہو گئی۔ (کتب اربعہ)

۳۔ معاویہ بن میسرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص (جماعت کے ساتھ شامل ہونے کے لیے) جلدی جلدی آئے اور اس وقت پیشنماز رکوع کی حالت میں ہو تو اس کے لیے ایک ہی تکبیر نماز اور رکوع کے لیے کافی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۴۔ جناب طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص اس وقت جماعت کے ساتھ شامل ہو جبکہ پیشنماز رکوع میں جا چکا تھا۔ تو آیا وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے اور اس رکعت کو شمار کرے؟ کیونکہ ہمارے بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ جب تک وہ رکوع کی تکبیر نہ سنے اس وقت تک اس رکعت کو شمار نہ کرے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جب رکوع میں شامل ہو جائے اور پیشنماز کی ایک تسبیح ہی سن لے تو وہ اس رکعت کو شمار کر سکتا ہے۔ اگرچہ رکوع کی تکبیر نہ سنی ہو۔ (الاحتجاج)

۵۔ قبل ازیں (باب ۹ از رکوع میں بروایت) محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہاری نماز کی ابتداء رکوع سے ہوتی ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۶ و ۴۹ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر

دلالت کرتی ہیں کہ رکوع کی حالت میں چلنا (اور چل کر جماعت میں شامل ہونا) جائز ہے۔ اور یہ کہ مقتدیوں کے انتظار میں پیشنماز کے لیے رکوع کو طول دینا بھی جائز ہے۔

باب ۴۶

جو شخص جماعت کے ساتھ شامل ہونے کے لیے آئے اور پیشنماز رکوع میں ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ وہ کہیں سر نہ اٹھالے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہیں رکوع میں جھک جائے اور پھر رکوع میں یا سجود کے بعد آہستہ آہستہ چلتا ہوا صفوں کے ساتھ شامل ہو جائے اور نماز کی ابتداء اور رکوع کے لیے ایک ہی تکبیر کافی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا (اور دیکھا کہ لوگ رکوع میں ہیں) اور اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کی رکعت فوت نہ ہو جائے؟ تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: لوگوں تک پہنچنے سے پہلے (نیت کرکے اور تکبیر کہہ کر) رکوع میں جھک جائے اور پھر اسی حالت میں چلتے ہوئے لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ نماز عصر کی ادائیگی کے لیے مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ ابھی صفوں تک نہیں پہنچے تھے کہ لوگ رکوع میں چلے گئے۔ امامؑ وہیں تنہا رکوع میں چلے گئے اور پھر وہیں دو سجدے کئے بعد ازاں (آہستہ آہستہ) چلتے ہوئے جا کر صفوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (التہذیب والفروع)

۳۔ عبدالرحمن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو اور پیشنماز رکوع میں جا چکا ہو۔ اور تمہارا خیال ہو کہ اگر وہاں پہنچ کر جماعت کے ساتھ شامل ہوئے تو وہ سر اٹھالے گا۔ تو پھر وہیں رکوع میں جھک جاؤ۔ اور پھر سجدہ بھی وہیں کرو۔ اور جب وہ بیٹھے تو تم وہیں بیٹھو۔ ہاں جب وہ کھڑا ہو تم چل کر صفوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ (مذکورہ بالا صورت میں) جب نماز میں چلنا پڑے تو پاؤں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلو۔ گام زنی نہ کرو۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک

امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جو جماعت کے ساتھ شامل ہو تو کیا وہ اس سے دور ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا کہ اگر دور ہو تو کیا وہ نزدیک ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفروع)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ جبکہ پیشنماز رکوع میں ہوتا ہے تو میں تنہا رکوع میں چلا جاتا ہوں اور پھر سجدہ بھی وہیں کرتا ہوں تو اس سے سر اٹھا کر کیا کروں؟ فرمایا: چلو اور چل کر ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ خواہ قیام میں ہوں۔ یا قعود میں!

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایسی کچھ حدیثیں قبل ازیں اذان (باب ۱۳ میں) اور مکان مصلی (باب ۴۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔ اور جب وقت تنگ ہو تو صرف ایک تکبیر کے افتتاح اور رکوع کے لیے کافی ہونے کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ میں) اور تکبیرۃ الاحرام کے بیان میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

جس شخص کی پیشنماز کے ساتھ کچھ رکعتیں فوت ہو جائیں تو اسے چاہیئے کہ جس رکعت میں وہ شامل ہوا ہے اسے اپنی پہلی رکعت قرار دے اور دوسری میں تشہد پڑھے۔ (اس طرح اپنی نماز مکمل کر کے) سلام پھیر لے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر پیشنماز کے ساتھ تمہاری کچھ نماز فوت ہو جائے تو تم جہاں شامل ہوئے ہو اسے اپنی نماز کی ابتداء قرار دو۔ اور اول کو آخر نہ بناؤ۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پیشنماز کی دوسری رکعت کے ساتھ آ کر شامل ہوا۔ اب اس کی تو یہ پہلی رکعت ہے۔ تو جب پیشنماز تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھے تو یہ کیا کرے؟ فرمایا: ٹک کر نہ بیٹھے (بلکہ) گھٹنے اٹھا کر اور ہاتھ زمین پر ٹیک کر (اس طرح بیٹھے جس طرح اٹھنے کے لیے تیار آدمی بیٹھتا ہے)۔ اور جب پیشنماز کی تیسری رکعت ہو (اور اس کی دوسری) تو پیشنماز (سجدتین کے بعد جب چوتھی رکعت کے لیے) اٹھے تو یہ بیٹھ کر تشہد پڑھ لے اور پھر اٹھ کر اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ پھر سوال کیا کہ اگر کوئی شخص آخری دو رکعتوں میں شامل ہو تو

وہ قرأت کا کیا کرے؟ فرمایا: قرأت کرے۔ کیونکہ (پیشنماز کی تیسری و چوتھی رکعت ہے) اور اس کی پہلی دو رکعت ہیں۔ لہٰذا ان میں قرأت کرو۔ اور اپنی نماز کے پہلے حصہ کو آخری حصہ نہ بناؤ۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)۔

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیشنماز تجھ سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکے ہو اور تم آخری قرأت (دوسری رکعت) کو درک کرو۔ تو اس کی تیسری رکعت میں (جو تمہاری دوسری ہے) قرأت کرو گے (حمد و سورہ پڑھو گے) اور اگر تم پیشنماز کی آخری رکعت میں شامل ہو تو اس میں قرأت کرو۔ اور اگر وہ تم سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو تم اپنی دوسری رکعت میں جو کہ اس کی تیسر رکعت ہوگی۔ بیٹھ کر تشہد پڑھو گے۔ اور پھر اس کی صف (چوتھی رکعت) میں شامل ہو جاؤ گے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کی ایسے پیشنماز کے پیچھے جس کی وہ اقتداء کرتا ہے۔ کچھ رکعتیں فوت ہو جائیں۔ تو وہ جس رکعت میں بھی شامل ہوگا۔ اسے اپنی نماز کی ابتداء (پہلی رکعت) قرار دے گا۔ مثلاً اگر نماز ظہر و عصر یا عشاء کی آخری دو رکعتوں کو پالے اور اس کی (پہلی) دو رکعتیں فوت ہو جائیں تو وہ ان کی آخری رکعتوں میں آہستہ آہستہ الحمد اور سورہ پڑھے گا۔ اور اگر دوسری سورہ مکمل نہ پڑھ سکے تو صرف الحمد پر اکتفا کرے گا۔ اور جب پیشنماز سلام پھیرلے تو یہ اٹھ کر (دل میں فرادیٰ کی نیت کرکے) اپنی آخری دو رکعت مکمل کرلے گا اور ان میں حمد و سورہ نہیں پڑھے گا۔ کیونکہ یہ قرأت صرف پہلی دو رکعتوں میں ہوتی ہے اور آخری رکعتوں میں صرف تسبیح، تکبیر، تہلیل اور دعا (تسبیحات اربعہ) پڑھی جاتی ہیں۔ اور اگر پیشنماز کے ساتھ صرف آخری ایک رکعت کو درک کرے تو اس میں قرأت کرے گا اور جب پیشنماز سلام پھیرے گا تو یہ اٹھ کر دوسری رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے گا۔ بعد ازاں بیٹھ کر تشہد پڑھے گا اور پھر آخری دو رکعت پڑھے گا جن میں قرأت نہیں کرے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۵۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص پیشنماز کے ساتھ آخری رکعت میں (رکوع سے اتنی دیر پہلے) شامل ہو کہ وہ اسے قرأت کرنے کی مہلت نہ دے (اور رکوع میں چلا جائے) جبکہ وہ رکعت اس (مقتدی) کی پہلی رکعت تھی۔ تو آیا اس قرأت کی آخر نماز میں قضا کرے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیبین)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس قضا کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ یعنی وہ آخری رکعتوں میں سورۂ حمد پڑھے۔ کما تقدم۔ (تسبیحات اربعہ نہ پڑھے)۔

۶۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام

علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی جب پیشنماز کے ساتھ (کسی رکعت میں بھی) شامل ہو تو وہ اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت قرار دے گا۔ (اور پھر اس کے مطابق ساری) کاروائی کرے گا)۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم اس طرح نہیں کہتے جس طرح احمق لوگ کہتے ہیں۔ (کہ اگر پیشنماز کی آخری رکعت میں اس کے ساتھ شامل ہو تو وہ اسے اپنی نماز کے آخری حصہ قرار دے گا)۔ (ایضاً)

۷۔ احمد بن النضر ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے ان سے فرمایا کہ یہ لوگ (مخالفین) اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس کی پیشنماز کے ساتھ پہلی دو رکعتیں فوت ہو جائیں (یعنی تیسری رکعت میں شامل ہو؟) عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ان رکعتوں میں الحمد و سورہ پڑھے گے! امامؑ نے فرمایا: کیا وہ نماز کو الٹا دے۔ کہ اول کو آخر بنا دے؟ راوی نے عرض کیا: تو کیا پھر وہ کیا کرے؟ فرمایا: ہر رکعت میں صرف سورہ حمد پڑھے گا۔ (کتب اربعہ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے پیشنماز کے ساتھ صرف آخری ایک رکعت پڑھی ہے پھر وہ اٹھ کر کیونکر نماز پڑھے؟ آیا تینوں میں یا صرف پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرے؟ فرمایا: پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرے۔ اور اگر (بوقت ضرورت) صرف ایک سورہ پڑھے تو بھی کافی ہے۔ (قرب الاسناد)

۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۶ میں) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو تشہد کے حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

مقتدی پر پیشنماز کی متابعت واجب ہے۔ پس اگر اس سے پہلے رکوع یا سجود سے سر اٹھائے تو اگر عمداً ایسا کرے تو پھر اسی حالت پر قائم رہے اور اگر سہواً کرے تو پھر رکوع و سجود کی طرف لوٹ جائے۔ اور یہی حکم پیشنماز سے پہلے رکوع و سجود میں جانے کا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا جس کی وہ اقتداء کرتا ہے۔ مگر (سہوا) پیشنماز سے پہلے سجدہ سے سر اٹھالیا تو؟ فرمایا: پھر سجدہ میں لوٹ جائے۔ (الفقیہ، التہذیب)۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سہل اشعری سے اور وہ اپنے والد (سہل) سے روایت کرتے ہیں ان کا

بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایسے پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جس کی وہ اقتداء کرتا ہے۔ مگر (غلطی سے) اس سے پہلے رکوع سے سر اٹھا لیا تو؟ فرمایا: دوبارہ رکوع میں لوٹ جائے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ ابن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص ایسے پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جس کی وہ اقتداء کرتا ہے۔ مگر وہ یہ خیال کر کے کہ پیشنماز رکوع میں چلا گیا ہے وہ رکوع میں چلا گیا مگر جب (رکوع میں جا کر) معلوم ہوا کہ ہنوز وہ رکوع میں نہیں گیا۔ تو پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر امام کے ساتھ دوبارہ رکوع میں گیا۔ تو آیا ایسا کرنے سے اس کی نماز باطل ہو جائے گی یا صحیح رہے گی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ایسا کرنے سے اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ بلکہ صحیح رہے گی۔ (التہذیب)

۴۔ محمد بن علی بن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے پیشنماز کے ساتھ سجدہ میں سر رکھا۔ مگر (غلطی سے) اس سے پہلے اٹھا لیا تو؟ فرمایا: دوبارہ سجدہ میں چلا جا۔ (ایضاً)

۵۔ غیاث بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جب کوئی پیشنماز رکوع کو طول دے اور اس کا مقتدی اس سے پہلے سر اٹھا لے۔ تو آیا دوبارہ رکوع میں جائے؟ فرمایا: نہیں۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ عمداً پیشنماز سے پہلے سر اٹھائے اور اس قسم کی کچھ حدیثیں جو متابعت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۴۹

جو شخص رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پیشنماز کو درک کرلے اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کے ساتھ سجدہ تو کرے مگر اسے شمار نہ کرے اور از سر نو نماز پڑھے اور جو سجدہ کے اندر اسے درک کرے وہ نیت کر کے تشہد میں بیٹھ جائے اور اٹھ کر مکمل نماز پڑھے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ جب تک پیشنماز کے ساتھ نماز (باجماعت کا

ثواب) حاصل کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب اسے آخری سجدہ میں پالے تو اس نے نماز باجماعت کی فضیلت حاصل کرلی۔ (التہذیب)

۲۔ معلّٰی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیشنماز تم سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکے اور تم اس وقت اسے درک کرو۔ جبکہ وہ (رکوع سے) سر بلند کر چکا ہو۔ تو تم اس کے ساتھ سجدہ تو کرو۔ مگر اسے شمار نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پیشنماز کو تشہد پڑھتی حالت میں درک کرتا ہے جبکہ اس کا مقتدی صرف ایک شخص ہے جو اس کی دائیں جانب بیٹھا ہے تو؟ فرمایا: نہ پیشنماز آگے بڑھے اور نہ مقتدی پیچھے ہٹے۔ ہاں البتہ یہ شخص (نیت اور تکبیر کہہ کر) پیشنماز کے پیچھے بیٹھ جائے۔ اور جب وہ سلام پھیرلے تو یہ اٹھ کر اپنی نماز تمام کرے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے پیشنماز کو اس حالت میں درک کیا کہ وہ دوسری رکعت کا (پہلا) تشہد پڑھ رہا ہے تو وہ کیا کرے؟ (فرمایا) (نیت کرکے اور تکبیر کہہ کر) نماز شروع تو کردے مگر بیٹھے نہ۔ ہاں جب پیشنماز کھڑا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایسا کرنے کے جواز پر اور پہلی (اس کے ساتھ بیٹھنے کے) استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ علاوہ بریں دونوں حدیثوں کا محل الگ الگ ہے یعنی اس حدیث میں پہلے تشہد کا تذکرہ ہے جبکہ سابقہ حدیث آخری تشہد کے بارے میں ہے۔

۵۔ عبدالرحمٰن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تم پیشنماز کو سجدہ کی حالت میں پاؤ۔ تو ٹھہر جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ سر اٹھائے۔ اور اگر بیٹھا ہوا ہے (تشہد پڑھ رہا ہے) تو بیٹھ جاؤ۔ اور اگر قیام میں کھڑا ہے تو تم بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ (التہذیب، الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن شریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کوئی شخص جلدی جلدی آئے اور پیشنماز کو رکوع میں پائے تو نماز شروع کرنے اور رکوع میں جانے کے لیے ایک ہی تکبیر کافی ہے۔ اور جو شخص اسے سجدہ میں پائے تو وہ تکبیر کہہ کر سجدہ میں اس کے ساتھ شامل تو ہو جائے مگر اسے شمار نہ کرے۔ اور جو شخص آخری رکعت میں پیشنماز کے ساتھ شامل ہو جائے تو گویا اس نے جماعت کی فضیلت حاصل کر لی ہے۔ اور اگر اسے اس حالت میں درک کرلے کہ جب وہ آخری سجدہ سے سر اٹھا چکا ہو اور تشہد پڑھ رہا ہو تو (نیت کرکے اور تکبیر کہہ کر) اس کے ساتھ بیٹھ جائے ایسا کرنے سے اسے جماعت کا

ثواب مل جائے گا۔ اور اس سے اذان واقامت بھی ساقط ہو جائے گی۔ (اور پیشنماز کے سلام کے بعد اٹھ کر اپنی نماز مکمل کرے گا) ہاں جو سلام پھیرنے کے بعد آئے۔ اسے اپنی اذان واقامت کہنی پڑے گی۔ (اور جماعت کا ثواب بھی فوت ہو جائے گا)۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم آؤ اور ہمیں سجدہ میں پاؤ تو سجدہ میں شامل ہو جاؤ۔ مگر اسے شمار نہ کرو۔ (فرمایا) جو شخص ایک رکعت کو پالے تو اس نے گویا تمام نماز پالی ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۴۴ و ۴۵ میں) اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۰

جب پیشنماز رکوع میں ہو اور اسے محسوس ہو کہ کوئی شخص جماعت کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اپنے معمول سے دو گنا زیادہ رکوع کو طول دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں اور جب رکوع میں جاتا ہوں تو کچھ لوگ (مسجد میں) داخل ہوتے ہیں تو میں کس قدر ان کا انتظار کروں؟ فرمایا: جابر! تمہارا سوال کتنا عجیب ہے؟ (پھر فرمایا) اپنے عام عادی رکوع کے دو برابر تک ان کا انتظار کرو۔ پس اگر اس اثناء میں وہ شامل ہو جائیں تو فبہا ورنہ سر اٹھالو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مروک بن عبید سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں قبیلہ کی مسجد کا پیشنماز ہوں چنانچہ بعض اوقات میں ان کو نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں کہ کچھ لوگوں کے قدموں کی آہٹ محسوس کرتا ہوں تو؟ فرمایا: اپنے عام عادی رکوع کے دو برابر تک صبر کرو پس اگر وہ شامل ہو جائیں تو فبہا ورنہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۵۱

پیشنماز کے لیے مستحب مؤکد ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اس قدر بیٹھے کہ بعد میں شریک جماعت ہونے والا ہر شخص اپنی نماز مکمل کر لے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عبد الخالق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان

(اماميں علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ پیشنماز کو نہیں چاہیئے کہ اپنی جگہ سے اٹھے جب تک کہ اس کا ہر مقتدی (جو بعد میں شریک جماعت ہوا) اپنی نماز مکمل نہ کرلے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں تعقیبات (کے باب ۲) میں متعدد ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ بلکہ کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۲

پیشنماز کے لیے مستحب ہے کہ جب وہ مرد ہو تو اپنے مقتدیوں کو قرأت، تشہد اور اپنے تمام اذکار سنائے بشرطیکہ آواز بہت بلندی تک نہ پہنچ جائے۔ اور ماُموم کے لیے پیشنماز کو کچھ سنانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ پیشنماز کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کو تشہد سنائے (آواز بلند پڑھے)۔ مگر وہ (مقتدی) اسے کوئی چیز یعنی شہادتین (وغیرہ) کچھ نہ سنائیں (بلکہ آہستہ پڑھیں) اسی طرح ان کو سلام یعنی ﴿السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین﴾ بھی نہ سنائے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر اماميں علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پیشنماز کو مقتدیوں کی آواز نہ سناؤ۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کو چاہیئے کہ وہ جو کچھ پڑھے وہ اپنے مقتدیوں کو سنائے اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ جو کچھ پڑھیں وہ پیشنماز کو کچھ نہ سنائیں۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں عبداللہ بن سنان سے نقل کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا پیشنماز کیلئے ضروری ہے کہ اپنے تمام مقتدیوں تک اپنی آواز پہنچائے اگرچہ وہ کثیر التعداد ہوں؟ فرمایا: اسے چاہیئے کہ میانہ روی کے ساتھ قرأت کرے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (نہ بہت اونچی آواز سے اپنی نماز پڑھو اور نہ بہت آہستہ آواز سے)۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیتِ مبارکہ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے تو نماز بہت بلند آواز سے پڑھتے تھے جس کی وجہ سے مشرکین کو آپؐ کی جگہ معلوم ہو جاتی تھی اس طرح وہ آپ کو اذیت پہنچاتے تھے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو پیشنماز کو بلند آواز سے نماز پڑھنی چاہیئے۔ تاکہ مقتدیوں تک اپنی آواز پہنچائے۔

۶۔ حلبی بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ دو برائیوں کے درمیان اچھائی کرو! عرض کیا: بابا جان کس طرح؟ فرمایا: جیسے ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ لہٰذا (حد سے زیادہ) جہر بھی برائی۔ اور (حد سے زیادہ) اخفات بھی برائی ہے اور ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (درمیانہ راست اختیار کرو) یہ اچھائی ہے۔ یا جیسے ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ (نہ تو ہاتھ کو بالکل پسِ گردن باندھ دو اور نہ ہی اسے بالکل کھلا چھوڑ دو) بلکہ میانہ روی اختیار کرو۔ یا جیسے ارشادِ قدرت ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا﴾ (وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی بخل کرتے ہیں۔ پس فضول خرچی بھی گناہ ہے اور بخل بھی گناہ اور ﴿وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (وہ اس کے بین بین رہتے ہیں) یہ نیکی ہے۔ پس تم پر لازم ہے کہ دو گناہوں کے درمیان نیکی بجا لاؤ[1]۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں تشہد (باب ۶)، قرأت (باب ۳۳) اور قنوت (باب ۲۰) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (فراجع)

[1] الغرض کوئی بھی دینی یا دنیوی معاملہ ہو اس میں افراط و تفریط مذموم ہے اور گناہ بھی ہے اور میانہ روی ممدوح ہے اور نیکی بھی ہے و خیر الامور اوساطہا۔ و لنعم ما قیل ۔

عدل در قہر و رضا از کف مدہ قصد در فقر و غنا از کف مدہ

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۳

نمازِ فریضہ پڑھنے والا نماز فریضہ پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ اگرچہ دونوں فرض مختلف ہوں۔ اور جب نمازِ فریضہ کا بطور استحباب اعادہ کرنا ہو تو فریضہ والا اس کے پیچھے اور یہ عارضی مستحبی والا فریضہ والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور جو ظہر پڑھنے والا عصر پڑھنے والے کی اقتداء میں یا اس کے برعکس پڑھنا چاہے تو اس کا حکم؟ یا اگر مسافر دو (۲) نمازیں حاضر کی ایک نماز کے پیچھے پڑھنا چاہے تو؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک پیشنماز ایک گروہ کو نماز باجماعت پڑھا رہا ہے مگر اسکی نماز عصر ہے۔ جبکہ مقتدی نماز ظہر پڑھ رہے ہیں تو؟ فرمایا: اس کی نماز بھی درست ہے اور ان کی نماز بھی ٹھیک ہے۔ (التہذیبین)

۲۔ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک پیشنماز نماز ظہر پڑھا رہا تھا کہ ایک عورت اس کے برابر کھڑی ہوگئی۔ اور نمازِ عصر سمجھ کر اس کے ہمراہ نماز پڑھنے لگی جبکہ وہ نماز ظہر پڑھ چکی تھی تو آیا اس عورت کا یہ اقدام ان لوگوں کی نماز کو باطل کر دے گا؟ اور اس کی اپنی نماز کا کیا بنے گا؟ فرمایا: اس سے ان لوگوں کی نماز تو باطل نہیں ہوگی۔ البتہ وہ عورت اپنی نماز کا اعادہ کرے گی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس اعادہ کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ مردوں کے برابر آکر کھڑی ہوئی ہے اور یہ اعادہ مستحب ہے۔ جیسا کہ یہ مسئلہ مکانِ مصلّی میں گزر چکا ہے۔ یا چونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ نماز عصر ہے۔ لہٰذا اس نے پیشنماز کے مطابق نیت کی۔ (جبکہ پیشنماز کی نیت تو ظہر کی تھی) علاوہ بریں یہ حدیث تقیہ اور مخالفین کے زیادہ مشہور نظریہ کے مطابق ہے۔

۳۔ سلیم فرّاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص جو ایک قوم کا مؤذن اور ان کا پیشنماز ہے وہ مکہ وغیرہ کے راستہ میں نماز عصر کے وقت لوگوں کو نماز عصر پڑھا رہا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اسے نماز ظہر خیال کر کے ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ تو آیا اس کی نماز عصر ہو جائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں فرض مسئلہ یہ ہے کہ اس نے نماز عصر کی نیت نہیں کی۔ بلکہ ظہر کی نیت کی ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ پیشنماز کے عصر کی نیت کرنے سے اس کی نماز تو عصر کی نہیں ہو سکتی۔

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ نماز ظہر پڑھ رہے ہیں (اس لیے لامحالہ اس نے ظہر کی نیت کی) جبکہ وہ نماز عصر پڑھ رہے تھے تو؟ فرمایا: وہ اسے اپنی نماز ظہر ہی قرار دے اور بعد میں عصر پڑھ لے۔ (التہذیب والفروع)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اگر اسے علم ہو کہ یہ نماز عصر پڑھ رہے ہیں اور اس نے ہنوز نماز ظہر نہ پڑھی ہو تو یہ ان کے ساتھ شامل نہ ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت میں تقیہ کا احتمال ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ عصر کی نیت سے داخل نہ ہو۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مسافر کسی حاضر کے پیچھے نماز پڑھے۔ تو دو رکعت مکمل کرکے سلام پھیر لے۔ اور اگر ان کے ساتھ نماز ظہر پڑھے تو پہلی دو رکعت کو اپنی نماز ظہر اور دوسری دو رکعت کو اپنی نمازِ عصر کی نیت سے پڑھے۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر اسے نمازیوں سے اپنی جان کا خطرہ ہو تو (بوجہ تقیہ) (پہلی دو رکعت کو اپنی نماز ظہر قرار دے کر) باقی دو رکعت کو مستحبی نماز قرار دے دے۔ (ایضاً)

۸۔ فرمایا: یوں بھی مروی ہے کہ اگر نماز ظہر میں یہ صورت حال پیش آئے تو پہلی دو رکعت کو فریضہ اور آخری دو رکعت کو نافلہ قرار دے۔ اور اگر یہ صورت حال نماز عصر میں پیش آئے تو پہلی دو رکعت کو نافلہ اور آخری دو کو فریضہ قرار دے۔ (ایضاً)

۹۔ فرمایا: اور یہ بھی مروی ہے کہ اگر نماز ظہر میں یہ صورت حال پیش آئے تو پہلی دو رکعت کو ظہر اور دوسری دو رکعت کو عصر قرار دے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فی الحقیقت ان حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ نماز گزار کو اختیار ہے کہ جس حدیث پر چاہے عمل کرلے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں نافلہ سے مراد وہ نماز فریضہ ہے جسے دوبارہ پڑھا جائے۔ یا اگر نافلہ سے مراد حقیقی نافلہ ہے تو پھر ان کے باجماعت پڑھنے سے ظاہری اقتداء مراد ہے نہ کہ حقیقی۔ (کیونکہ نافلہ میں جماعت نہیں ہوتی) نیز اس سے قبل مختلف مقامات پر اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بھی ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

جب ایک شخص اپنی نماز فرادیٰ پڑھ چکا ہو اور پھر جماعت قائم ہو جائے تو اس کے لیے اس نماز کا اعادہ مستحب ہے خواہ پیشنماز ہو یا مقتدی اگرچہ تقیہ کے طور پر مخالفین کی جماعت کے ساتھ بھی پڑھنی پڑے ہاں البتہ یہ اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی نماز فرادیٰ پڑھ چکا تھا۔ اور پھر اسے جماعت دستیاب ہوگئی تو؟ فرمایا: ان کے ساتھ اس نماز کو پڑھے۔ اور چاہے تو اسے فریضہ قرار دے۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھے۔ اور نماز کی نیت نہ کرے بلکہ اسے چاہیئے کہ اگرچہ پہلے نماز پڑھ چکا ہو مگر پھر بھی (جماعت کے ساتھ) اس کی نیت کرے یہ اس کی ایک اور نماز بن جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے اہل و عیال میں نماز پڑھ کر (کسی کام کے لیے) مسجد جاتا ہوں اور لوگ پکڑ کر مجھے آگے کھڑا کر دیتے ہیں تو؟ فرمایا: ہاں آگے بڑھو اور ان کو نماز پڑھاؤ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ان دو نمازوں (فرادیٰ اور باجماعت) میں سے جو نماز افضل و اکمل ہوگی وہ اس کے لیے شمار ہوگی۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مراسلہ ارسال کیا کہ میں اپنے پڑوسیوں وغیرھم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ اور وہ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں ان کو نماز پڑھاؤں! حالانکہ میں پہلے اپنی نماز پڑھ چکا ہوتا ہوں تو؟ جبکہ میری اقتداء کرنے والوں میں کچھ وہ ہیں جو میری اقتداء کرتے ہیں۔ کچھ مستضعف ہیں اور کچھ جاہل ہیں۔ تو میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ ان وجوہ کی بنا کر کے آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤں! تو مجھے حکم دیں کہ اس حالت میں کیا کروں؟ تاکہ میں اس کے مطابق عمل کروں۔ امامؑ نے لکھا کہ ان کو نماز پڑھاؤ۔ (التہذیب، الفروع)

۶۔ یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! (ہم قافلہ کے ساتھ سفر کر رہے ہیں) کہ نماز ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر جب تک اہل

قافلہ نہ اتریں ہم تو نہیں اتر سکتے۔ پس ہم ان کے ہمراہ اترتے ہیں۔ اور نماز ظہر (فرادیٰ) پڑھ لیتے ہیں۔ مگر جب وہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں تو (ہم ان کی فرمائش پر) ان کو باجماعت نماز پڑھاتے ہیں اور پھر ہم نماز عصر (فرادیٰ) پڑھ لیتے ہیں (اور پھر چل پڑتے ہیں مگر) عصر کے وقت اہل قافلہ پھر اتر پڑتے ہیں اور ہمیں آگے کھڑا کر دیتے ہیں اور ہم ان کو پڑھاتے ہیں تو؟ فرمایا: بے شک ان کو پڑھاؤ۔ خدا ان پر رحمت نازل نہ کرے۔ (ایضاً)

۷۔ داؤد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص شہر میں کسی مسجد کا مؤذن اور پیشنماز ہے اور جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو وہ نماز عصر کو اس کے وقت پر (نماز جمعہ کے بعد) پڑھ لیتا ہے۔ تو وہ اپنی مسجد کا کیا کرے؟ فرمایا: اپنی نماز تو اپنے وقت پر (فرادیٰ) پڑھ لے۔ اور جب اس شہر والوں کی اذان کا وقت ہو تو اذان کہہ کر اس وقت لوگوں کو نماز پڑھائے جس وقت شہر والے پڑھتے ہیں۔ (التہذیب)

۸۔ عبید اللہ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم مسجد میں ہو اور اپنی نماز (فرادیٰ) پڑھ چکے ہو۔ اور اُدھر جماعت کی اقامت کہہ دی جائے۔ تو اگر چاہو تو تم باہر چلے جاؤ۔ اور چاہو تو اس نماز کو دوبارہ ان کے ساتھ پڑھو اور اسے تسبیح (مستحبی نماز) قرار دو۔ (التہذیب، الفقیہ)

۹۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نماز فریضہ (فرادیٰ) پڑھ لیتا ہے۔ پھر اسے نمازِ باجماعت دستیاب ہو جاتی ہے۔ تو آیا اس کے لیے جائز ہے کہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے اپنی نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: ہاں۔ اور یہ افضل ہے۔ عرض کیا: اور اگر ایسا نہ کرے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۱۰۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور وہاں جماعت کھڑی ہو جاتی ہے جبکہ میں وہ نماز پڑھ چکا ہوں تو؟ فرمایا: ان کے ساتھ پھر وہ نماز پڑھ لو۔ ان میں جو زیادہ پسندیدہ ہوگی۔ خدا اسے منتخب کر لے گا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

ادا نماز پڑھنے والے کے لیے قضا پڑھنے والے کی اور اس کے برعکس قضا پڑھنے والے کے لیے ادا پڑھنے والے کی اقتداء جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جماعت قائم ہو جاتی ہے جبکہ میں وہ نماز پہلے پڑھ چکا ہوتا ہوں تو؟ فرمایا: نماز پڑھ۔ اور اسے کوئی قضا نماز قرار دے دے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر جماعت کی عمومی حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں اور اس سے پہلے (باب ۱و۲ و۳ میں اور) مواقیت (باب ۶۱ و۶۳ میں) نیت تبدیل کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۶

اگر کوئی شخص فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو اور دوسری طرف جماعت عادلہ قائم ہو جائے اور اسے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کی نیت تبدیل کر کے اسے نفل قرار دے کر دو رکعت پر سلام پھیر لے اور جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اور اگر جماعت مخالفین کی ہے تو تقیۃً متابعت ظاہر کرے اور جب جماعت کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو اس کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز شروع کی وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ مؤذن نے اذان و اقامت کہی (اور نماز باجماعت شروع ہوگئی) تو؟ فرمایا: (نفل کی نیت کر کے) دو رکعت پر سلام پھیر لے اور پیشنماز کے ساتھ از سر نو نماز پڑھے۔ اور وہ (پہلی) دو رکعت مستحبی قرار پائیں گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا تھا۔ جب ایک رکعت پڑھ چکا۔ تو پیشنماز برآمد ہوا۔ (اور جماعت شروع کر دی) تو؟ فرمایا: اگر پیشنماز عادل ہو تو یہ شخص ایک رکعت اور پڑھ کر سلام پھیر لے اور انہیں مستحبی نماز قرار دے اور جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اور اگر پیشنماز عادل نہ ہو تو پھر اپنی نماز کو جاری رکھے۔ اور دوسری رکعت پڑھ کر اتنی دیر تشہد کے لیے بیٹھے کہ شہادتین پڑھ لے ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ پھر اس پیشنماز کے ساتھ جس قدر ہو سکے (متابعت ظاہر کر کے) اپنی نماز کو تمام کرے کیونکہ تقیہ بہت وسیع ہے۔ اور ہر تقیہ کرنے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان میں بیان کردہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے اذان (باب ۴۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۷

اگر تنگی کی وجہ سے صف میں گنجائش نہ ہو تو مقتدی اکیلا کھڑا ہوسکتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ پیشنماز کے ایک جانب کھڑا ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن عبداللہ اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کے لیے داخل ہوتا ہے۔ مگر دیکھتا ہے کہ تنگی کی وجہ سے صف میں گنجائش نہیں ہے لہٰذا وہ تنہا کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۲۔ ابوالصباح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک آدمی صف پر تنہا کھڑا ہو جائے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہے اسی طرح ایک کے بعد دوسرا کھڑا ہوتا ہے (تو صفیں بن جاتی ہیں)۔(التہذیب، علل الشرائع)

۳۔ سعید الاعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نماز باجماعت پڑھنے کے لیے آئے۔ مگر صف میں جگہ نہ ہو تو آیا تنہا کھڑا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں پیشنماز کے ایک جانب کھڑا ہو جائے۔

(التہذیب، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی صف پر تنہا کھڑا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! صفیں اسی طرح یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی ہیں (بنتی ہیں)۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۸ و ۷۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۵۸

جب تک صف کے اندر گنجائش ہو تو علیحدہ کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ ''مشکل میں نہ پڑنا'' میں نے عرض کیا: مشکل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس سے مراد صفوں کے بعد تنہا

کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ہے۔ ہاں اگر صف میں کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو پھر پیشنماز کے پہلو میں کھڑا ہو جائے تو کافی ہے۔ اور اگر اسے صف سے عناد ہو تو پھر اس کی نماز درست نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۷۰ میں) ذکر کی جائیں گی جہاں صفوں کو سیدھا رکھنے اور خالی جگہ کو پُر کرنے کا تذکرہ کیا جائے گا انشاء اللہ۔

باب ۵۹

پیشنماز اور مقتدی کے درمیان جبکہ وہ مرد ہو کہ حائل دیوار وغیرہ کا ہونا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ ستونوں کے درمیان صفیں قائم ہو سکتی ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کچھ لوگ نماز باجماعت پڑھ رہے ہوں اور ان کے اور ان کے پیشنماز کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو تو یہ ان کی نماز باجماعت نہیں ہے۔ مگر جو دروازہ کے سامنے ہو۔ فرمایا: یہ چھپر کھٹ جابر حکمرانوں نے ایجاد کئے ہیں۔ اگر کوئی پیشنماز ان میں کھڑا ہو اور کوئی باہر والا اس کی اقتداء کرے تو یہ نماز باجماعت صحیح نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ستونوں کے درمیان صفیں کھڑی کی جائیں تو میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔

(التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۳۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک پیشنماز تنگ مکان میں نماز پڑھا رہا ہے۔ اور اس کے مقتدیوں کے درمیان کوئی پردہ حائل ہے تو اس صورت میں وہ پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ مختصر پردہ ہے جو مشاہدہ سے مانع نہ ہو۔ یا اس سے مراد ستون ہیں۔ یا پھر یہ روایت محمول بر تقیہ ہے۔

باب ۶۰

عورت مرد کی اقتداء کر سکتی ہے۔ جبکہ درمیان میں کوئی حائل موجود ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک گھر ہے۔ اس میں کچھ عورتیں ہیں۔ آیا وہ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ جبکہ پیشنماز ان سے پست جگہ پر ہو؟ راوی نے عرض کیا: کہ اگر درمیان میں کوئی دیوار یا راستہ حائل ہو تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب

باب ۶۱

پیشنماز کا محراب کے اندر کھڑا ہونا جائز ہے اور جو شخص مقتدی (بالواسطہ یا بلاواسطہ) اس کا مشاہدہ کرے گا اس کی نماز صحیح ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں طاق یعنی محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا (پڑھاتا) ہوں تو؟ فرمایا: جب تم جگہ میں (مقتدیوں کے لیے) وسعت پیدا کرنے کی خاطر ایسا کرو۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۵۹ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جماعت کی صحت میں یہ شرط ہے کہ مقتدی پیشنماز کا مشاہدہ کرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔

باب ۶۲

پیشنماز اور مقتدی کے درمیان اور دو صفوں کے درمیان ایک گام سے زیادہ فاصلہ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاہیئے کہ صفیں باہم متصل ہوں اور کامل ہوں۔ اور دو صفوں کے درمیان ایک گام سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ یعنی آدمی کا بدن سجدہ کی حالت میں جس قدر جگہ کو گھیرتا ہے اس قدر فاصلہ ہو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کچھ لوگ کسی پیشنماز کی اقتداء میں نماز

پڑھ رہے ہوں اور ان کے اور پیشنماز کے درمیان ایک گام سے زیادہ فاصلہ ہو۔ تو وہ پیشنماز ان کا پیشنماز نہیں ہے۔ اور ہر وہ صف والے جو کسی پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں۔ اور ان کی صف اور اس سے اگلی کے درمیان ایک گام سے زیادہ فاصلہ ہو۔ اگرچہ بقدر ایک بالشت یا بقدر دیوار (زائد فاصلہ) ہو تو ان کی نماز باجماعت نہیں ہے۔ ہر وہ عورت جو کسی پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھے۔ اور ان کے درمیان ایک گام سے زیادہ فاصلہ ہو۔ تو وہ نماز باجماعت درست نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس حالت میں کوئی آدمی آجائے اور وہ بھی باجماعت نماز پڑھنا چاہے تو وہ کیا کرے۔ جبکہ عورت پیشنماز کے ایک جانب (قدرے پیچھے ہٹ کر) کھڑی ہے؟ فرمایا: اسے چاہیئے کہ عورت اور پیشنماز کے درمیان گھس جائے۔ اور عورت تھوڑا سا پیچھے ہٹ جائے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب، السرائر)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے اور قبلہ کے درمیان کم از کم فاصلہ بکری کے بیٹھنے اور زیادہ سے زیادہ گھوڑے کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر ہونا چاہیئے۔ (الفقیہ)

باب ۶۳

پیشنماز کا معتد بہ حد تک مقتدی سے بلند ہونا جائز نہیں ہے جیسے دکان کے (یا مکان) کے اوپر ہونا ہاں البتہ اس کا الٹ یعنی مقتدی کا پیشنماز سے بلند جگہ پر ہونا جائز ہے۔ اور ڈھلوان والی زمین میں یہ دونوں امر جائز ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص لوگوں کو نمازِ باجماعت پڑھا رہا ہے مگر جہاں مقتدی کھڑے ہیں وہ پیشنماز کے کھڑے ہونے کی جگہ سے پست ہے تو؟ فرمایا: اگر تو پیشنماز دکان یا اس جیسی کسی بلند جگہ پر کھڑا ہے تو پھر ان کی نماز درست نہیں ہے اور اگر وہ بقدر ایک انگلی یا اس سے کچھ کم و بیش بلندی پر ہے جبکہ یہ بلندی کسی وادی (یعنی چٹیل میدان) میں ہو اور اگر زمین ہموار ہو۔ یا اس میں کچھ ڈھلوان ہو اور پیشنماز اس کی بلند جگہ پر کھڑا ہو جائے اور مقتدی پست جگہ پر تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ امامؑ سے پھر سوال کیا گیا کہ اگر پیشنماز پست جگہ پر ہو اور مقتدی بلندی پر تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے پھر فرمایا کہ اگر مقتدی دکان یا مکان کی چھت پر ہوں اور پیشنماز نیچے اور کھڑا ہو کر پڑھائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ وہ پیشنماز سے بہت ہی بلندی پر ہوں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک پیشنماز کچھ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک گھر ہے جس میں کچھ عورتیں ہیں۔ آیا ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں؟ فرمایا: ہاں۔ بشرطیکہ پیشنماز کے کھڑے ہونے کا مقام ان سے پست ہو۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ پیشنماز ایک جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہے۔ اور اس کے مقتدی اس سے پست جگہ پر کھڑے ہیں یا وہ جس جگہ کھڑا ہے اس کے مقتدی اس سے بلند جگہ پر کھڑے ہیں تو؟ فرمایا: دونوں کے کھڑے ہونے کا مقام برابر ہونا چاہیئے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کسی شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ کسی دکان پر کھڑے ہو کر کسی پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھے (جو زمین پر کھڑا ہو؟) فرمایا: اگر صف میں کچھ لوگوں کے ہمراہ کھڑا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (بحار الانوار)

باب ۶۴

اگر مقتدی پیشنماز کے ہمراہ رکوع کرنا بھول جائے یہاں تک کہ پیشنماز سجدہ میں چلا جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ علیحدہ رکوع کر کے اس کے ساتھ (سجدہ میں) شامل ہو جائے۔ اسی طرح اذکار نماز بھول جانے یا بھول کر پیشنماز سے پہلے سلام پھیرنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور کسی شرعی عذر کی بنا پر فرادیٰ کی نیت کر کے مقتدی جماعت سے الگ ہو سکتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا جس کی وہ اقتداء کرتا ہے مگر جب پیشنماز نے رکوع کیا تو یہ رکوع کرنا بھول گیا۔ حتیٰ کہ پیشنماز رکوع سے سر اٹھا کر سجدے میں جانے لگا۔ تو آیا اب یہ رکوع کر کے سجدہ میں اس کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں رکوع کرے اور پھر سجدہ میں گر جائے۔ اور ان کے ساتھ نماز مکمل کرے اور اس پر کچھ بھی (سجدۂ سہو وغیرہ) نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور پیشنماز تشہد کو غیر معمولی طول دیتا ہے اور مقتدی کو سخت پیشاب آ جاتا ہے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہے جس کے فوت ہونے کا اسے اندیشہ ہے یا اسے درد لاحق ہو جاتا ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: (فرادیٰ کی نیت کر کے) تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر اور پیشنماز کو وہیں چھوڑ کر چلا جائے۔ (التہذیب، الفقیہ، قرب الاسناد، بحار الانوار)

۳۔ ابوالمعزا نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ اور بھول کر اس سے پہلے سلام پھیر دے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۶۵

جو شخص جماعت کو متفرق ہونے سے پہلے درک کر لے اس سے اذان و اقامت ساقط ہے اور اس حالت میں مسجد کے کسی گوشے میں جماعت بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو۔ جبکہ لوگ نماز باجماعت پڑھ چکے ہوں تو آیا وہ اذان و اقامت کہے؟ فرمایا: جب داخل ہو۔ اور ہنوز صف متفرق نہ ہوئی، ہو تو پھر انہی لوگوں کی اذان و اقامت سے نماز پڑھے۔ اور اگر لوگ متفرق ہو گئے ہوں تو پھر خود اذان و اقامت کہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابوعلی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے مسجد میں نماز (باجماعت) پڑھی۔ بعد ازاں کچھ لوگ چلے گئے۔ اور کچھ وہیں ہنوز تسبیح و ذکر خدا میں مشغول تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اور اذان کہنا چاہی۔ تو ہم نے اسے روکا۔ امامؑ نے یہ سن کر فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا۔ اسے ایسا کرنے سے روکو اور سخت روکو۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس اثنا میں کچھ لوگ داخل ہوں اور باجماعت نماز پڑھنا چاہیں تو؟ فرمایا: ہاں مسجد کے کسی گوشہ میں جماعت کرائیں مگر (پہلی جماعت کے احترام میں) پیشنماز ظاہر نہ ہو۔ (بلکہ صف کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھائے)۔

(التہذیب، الفقیہ)

۳۔ زید بن علیؑ اپنے آباء طاہرین کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نماز باجماعت پڑھا چکے تھے تو دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے آنجنابؑ نے ان سے فرمایا: اگر چاہو تو تم میں سے ایک شخص دوسرے کو باجماعت نماز پڑھادے۔ مگر اذان و اقامت نہ کہے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن شریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص جلدی جلدی آئے جبکہ پیشنماز رکوع میں تھا تو اس کے لیے ایک تکبیر کافی ہے۔ اور جو شخص اس وقت پہنچے جبکہ پیشنماز آخری سجدہ سے سر اٹھا چکا ہو اور تشہد پڑھ رہا ہو۔ تو اس نے "جماعت" کا ثواب حاصل کر لیا۔ اور اس پر اذان و اقامت نہیں ہے اور جو شخص اس کے سلام پھیرنے کے بعد آئے تو اسے اذان و

اقامت کہنی چاہیئے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اذان و اقامت کہنے کے جواز پر محمول ہے (یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب صفیں متفرق ہوگئی ہوں۔ (وھوالاظہر)

باب ۶۶

جو شخص بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہو تو اس کے لیے پیشنماز کے ساتھ تشہد پڑھنا مستحب ہے اور اپنے مقام پر اپنا تشہد پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن الحصین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان (امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص اس وقت جماعت کے ساتھ شامل ہوا۔ جبکہ پیشنماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا۔ یعنی پیشنماز کی دوسری رکعت تھی۔ اور اس کی پہلی۔ تو آیا پیشنماز کے ساتھ تشہد پڑھے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: (اپنی دوسری رکعت پر بھی پڑھے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: سب پڑھے؟ فرمایا: ہاں۔ یہ بات باعث خیر و برکت ہی ہے۔ (التہذیب، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیشنماز تم سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ تو جب اس کی تیسری اور تمہاری دوسری رکعت ہو تو (سجدتین کے بعد) بیٹھ جاؤ (اور تشہد پڑھو) یہاں تک کہ کھڑی ہوئی صفیں سیدھی ہو جائیں (تو ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز مغرب میں آخری رکعت میں (جماعت کے ساتھ) شامل ہو تو (پیشنماز کے سلام پھیرنے کے بعد) جب اٹھے تو کیا کرے کیا اپنی دوسری اور تیسری رکعت میں بیٹھے (اور تشہد پڑھے؟) فرمایا: ہاں ان سب میں بیٹھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۷

جو شخص محض پیشنماز کی متابعت کی خاطر بے محل بیٹھے تو اسے چاہیئے کہ ٹک کر نہ بیٹھے بلکہ اس کے لیے مستحب ہے کہ گھٹنے اٹھا کر اور ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص پیشنماز کی دوسری رکعت میں جماعت کے ساتھ شامل ہوتا ہے جبکہ اس کی پہلی رکعت ہے تو جب پیشنماز تشہد کے لیے بیٹھے تو یہ کیا کرے؟ فرمایا: ٹک کر نہ بیٹھے بلکہ بطور "تجافی" (ہاتھ زمین پر ٹیک کر اور گھٹنے اٹھا کر بیٹھے)۔ اور جب پیشنماز کی تیسری اور اس کی دوسری رکعت ہو تو بقدر تشہد بیٹھ کر (اور تشہد پڑھ کر) پیشنماز کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جس شخص کو پیشنماز (متابعت) کی خاطر اس جگہ بٹھائے جہاں اس پر کھڑا ہونا واجب تھا تو اسے چاہیئے کہ بطور اقعاء وتجافی بیٹھے اور ٹک کر نہ بیٹھے۔ (الفقیہ)

باب ۶۸

اس شخص کا حکم جس سے پیشنماز ایک رکعت پہلے پڑھ چکا ہو اور پھر پیشنماز سہواً ایک رکعت زائد پڑھ جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس سے پہلے پیشنماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا۔ پھر وہ بھول کر پانچ رکعت پڑھ گیا۔ فرمایا: وہ اپنی (چھوٹی ہوئی) ایک رکعت مکمل کرلے اور پیشنماز کے سہو کی پروا نہ کرے۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب مقتدی کو (پیشنماز کے پانچویں رکعت کے) رکوع میں جانے سے پہلے یاد آجائے ورنہ قبل ازیں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ رکوع وسجود کی زیادتی سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

باب ۶۹

جب پیشنماز کے پیچھے کوئی کمزور آدمی موجود ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ مختصر نماز پڑھائے۔ ورنہ عام حالات میں طوالت مستحب ہے۔ اور اختصار اور طوالت میں افراط جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر و عصر پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں میں اختصار فرمایا۔ جب سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ فرمایا: نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں! لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے دو رکعتیں مختصر پڑھی ہیں؟ فرمایا: تم نے بچے کی چیخ و پکار نہیں سنی تھی؟ (التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ آخری بات جس پر میں نے حبیب قلب (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مفارقت کی وجہ یہ تھی کہ مجھ سے فرمایا: یا علیؑ! اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں سے کمزور ترین آدمی کی حالت کے مطابق نماز پڑھو۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں جناب معاذؓ ایک مسجد میں نماز پڑھاتے تھے اور قرأت کو بہت طول دیتے تھے۔ ایک (مسافر) شخص ان کے پاس سے گزرا (اور جماعت دیکھ کر ساتھ شامل ہو گیا۔ مگر جب) آپ نے لمبی سورہ کی تلاوت شروع کی۔ تو اس شخص نے (جماعت سے الگ ہو کر) نماز پڑھی۔ اور پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر چلا گیا۔ جب آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو معاذؓ کو پیغام بھیجا۔ کہ خبردار! لوگوں کے لیے آزمائش کا باعث نہ بن۔ تم پر لازم ہے کہ **و الشمس و ضحاھا** اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت کرو۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص کسی گروہ کو نماز باجماعت پڑھائے اور پھر اپنی حاضری یا قرأت، رکوع، سجود اور قیام و قعود میں میانہ روی سے کام نہ لے۔ تو اس کی نماز اسے واپس لوٹا دی جاتی ہے۔ اور وہ اس کی ہنسلی کی ہڈی سے آگے نہیں بڑھتی۔ اور خدا کی بارگاہ میں اس کا مقام ایک ایسے ظالم حاکم کے برابر ہے جو اپنی رعایا کے لیے موزون نہ ہو۔ اور نہ ان میں خدا کا حکم نافذ کرے۔ اس مقام پر حضرت امیر علیہ السلام نے اٹھ کر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! ایسے جابر حکمران کا جو ظالم ہو اور رعایا

میں حکم خدا نافذ نہ کرے خدا کی بارگاہ میں کیا مقام ہے؟ فرمایا: جن چار شخصوں کو بروزِ قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب کیا جائے گا ان میں سے چوتھا یہ ہوگا۔ جبکہ پہلا ابلیس لعنہ، دوسرا فرعون، تیسرا قاتل اور چوتھا یہ ظالم حکمران ہے۔ (عقاب الاعمال)

۵۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تھے تو نماز مختصر کر دیتے تھے تا کہ اس کی ماں آنسو نہ بہائے۔ (علل الشرائع)

۶۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے جناب مالک اشتر کے نام اپنے عہد نامہ میں لکھا کہ: ''جس کام کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کرنا چاہو اسے کامل طور پر بجا لاؤ۔ اور جب لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو (نماز کو طول دے کر) لوگوں کو نفرت نہ دلاؤ۔ کیونکہ لوگوں میں کچھ بیمار ہوتے ہیں اور کچھ صاحبانِ حاجت ہوتے ہیں۔ (لہٰذا ان کا خیال رکھنا چاہیئے)۔'' فرمایا: جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن (کا حاکم بنا کر) بھیجا تو میں نے پوچھا کہ لوگوں کو کس طرح نماز پڑھاؤں؟ فرمایا: ان کے کمزور ترین آدمی کی حالت کے مطابق پڑھاؤ۔ اور اہل ایمان کے ساتھ مہربان بن کر رہو۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے تکبیرۃ الاحرام (باب ۹)، رکوع (باب ۶ میں) اور نماز پنجگانہ کے اوقات (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۷۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۷۰

مستحب ہے کہ صفوں کو سیدھا رکھا جائے، مکمل کیا جائے اور کاندھے برابر رکھے جائیں اور درمیانی خلل وخلا کو پُر کیا جائے اور اس امر کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر صف تنگ ہو تو پھر تقدم وتأخر جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ پیشنماز کے پیچھے صف میں کھڑا ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: حالت قیام میں حتی الامکان سیدھے کھڑے ہو ہاں جب بیٹھو اور جگہ تنگ ہو۔ تو پھر قدرے آگے پیچھے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، المسائل)

۲۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب صفوں میں کچھ خلل پاؤ تو اسے مکمل کرو۔ اور اگر صف میں جگہ تنگ ہو تو پھر ترچھا ہو کر پیچھے ہٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر اگلی صف میں جگہ تنگ ہو تو پچھلی صف کی طرف پیچھے ہٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر تم کسی صف میں موجود ہو اور اس سے اگلی صف میں جانا چاہو تو اس کی طرف چل کر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھو۔ اور اپنے کاندھوں کو برابر رکھو۔ کہیں تم پر شیطان غالب نہ آجائے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو۔ کیونکہ میں پیچھے کی طرف سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے کی جانب سے دیکھتا[1] ہوں۔ اور آگے پیچھے کھڑے نہ ہو ورنہ خدا تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔

(الفقیہ، المقنعہ، بصائر الدرجات)

۶۔ ابو سعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز پڑھنے لگو تو صفوں کو برابر رکھو، اور سیدھا کرو۔ اور درمیانی خلا کو پُر کرو۔ اور جب تمہارا پیشنماز ﴿اَللّٰـهُ اَکْبَرُ﴾ کہے تو تم بھی ﴿اَللّٰـهُ اَکْبَرُ﴾ کہو۔ اور جب وہ ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہے تو تم کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ﴾۔

(الآمالی)

۷۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایہا الناس! اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ اور اپنے کاندھوں کو باہم ملا کر رکھو۔ تاکہ تمہارے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہے اور آگے پیچھے کھڑے نہ ہو۔ ورنہ خدا تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ خبردار! کہ میں تمہیں اپنے پیچھے کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔ (عقاب الاعمال)

۸۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات ہم مسجد میں ہوتے ہیں اور صفیں باہم مختلف ہوتی ہیں (لوگ

---

[1] یہ بات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اگرچہ اس کی صحیح کیفیت ہم سے مستور ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آگے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں) میں آگے بڑھتا ہوں تاکہ صف کو مکمل کروں تو؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایہا الناس! میں اپنے پیچھے کی جانب سے تمہیں اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح وہ اپنے آگے کی جانب سے دیکھتا ہوں! اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو۔ ورنہ خدا تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ (بصائر الدرجات)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابوعتاب مولیٰ آل دعش سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جب اپنی صفوں میں کچھ خلل دیکھو تو انہیں سیدھا کرو۔ جب کسی صف میں کچھ تنگی محسوس کرو۔ تو پچھلی صف کی طرف ہٹ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ پچھلی صف کو مکمل کرو۔ یا اگر ترچھے چل کر اگلی صف کو مکمل کر دو تو یہ اور بھی بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو۔ کیونکہ میں پچھلی جانب سے بھی دیکھتا ہوں اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ ورنہ خدا تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۰۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آدمی نماز باجماعت میں ہوتا ہے۔ آیا اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی اگلی (طرف بڑھ جائے) یا پچھلی صف کی طرف ہٹ جائے؟ فرمایا: ہاں اگر ان میں کچھ جگہ خالی ہو اور اسے پُر کرنے کی خاطر ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۸ میں) اور مکانِ مصلیٰ (باب ۴۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۱

پیشنماز کے لیے مستحب ہے کہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے مشترکہ دعا کرے اور اس کے لیے صرف اپنے لیے مخصوص دعا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سلیمان بن سماعہ سے اور اپنے چچا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی قوم کو نماز باجماعت پڑھائے اور پھر ان کو نظر انداز کر کے صرف اپنے لیے دعا کرے تو اس نے ان سے خیانت کی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۰ از دعا میں) گزر چکی ہے۔

باب ۷۲

جب پیشنماز کو کوئی عارضہ جیسے نکسیر، حدث وغیرہ لاحق ہو جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ کسی شخص کو آگے بڑھائے جو لوگوں کو نماز مکمل کرائے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مقتدی خود ایسا کریں اور ایسا ہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب پیشنماز مسافر ہو اور اس کی نماز پہلے ختم ہو جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر پیشنماز کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے اور کسی کو آگے نہ بڑھا جائے تو لوگ کیا کریں؟ فرمایا: ان کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ مگر پیشنماز کے ساتھ۔ پس وہ کسی شخص کو آگے بڑھائیں جو ان کو نماز مکمل کرائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص جب ہو اور بھول کر نماز پڑھانا شروع کر دے یا اثناءِ نماز میں اس سے حدث سرزد ہو جائے۔ یا نکسیر پھوٹ پڑے۔ یا پیٹ میں درد پیدا ہو جائے۔ تو اسے چاہیئے کہ ناک پر کپڑا رکھ کر لوٹ جائے اور کسی (مقتدی) کے ہاتھ سے پکڑ کر آگے کر دے۔ جو اس کی جگہ نماز پڑھائے۔ اور خود وضو کر کے اپنی باقیماندہ نماز مکمل کرے۔ اور اگر جب ہو تو غسل کر کے از سرِ نو نماز پڑھے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ نماز کی تکمیل یا تقیہ پر محمول ہے یا حدث کے علاوہ کسی اور عارضہ پر محمول ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ حدث کے سرزد ہونے سے تو نماز باطل ہو جاتی ہے اور از سرِ نو پڑھنی پڑتی ہے۔

۳۔ ابوالعباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسافر پیشنماز حاضر لوگوں کو نماز پڑھائے اور دو رکعت پر اس کی نماز مکمل ہو جائے تو سلام پھیر لے اور کسی شخص کے ہاتھ سے پکڑ کر آگے بڑھائے جو ان لوگوں کو نماز مکمل کرائے۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۳

ایک کشتی میں یا چند (متصل) کشتیوں میں مردوں اور عورتوں کے لیے نماز باجماعت پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ وادی (پانی بہنے کی جگہ) باجماعت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کشتی میں نماز باجماعت کیسی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیبین)

۲۔ علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک جماعت کشتی میں نماز باجماعت پڑھی ہے وہاں پیشنماز کس جگہ کھڑا ہو؟ اور اگر ان کے ہمراہ عورتیں بھی ہوں تو پھر کس طرح کریں؟ آیا کھڑے ہوکر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ فرمایا: کھڑے ہوکر پڑھیں۔ اور اگر کھڑے نہ ہوسکیں تو پھر بیٹھ کر پڑھیں! اور پیشنماز ان کے آگے کھڑا ہو۔ اور عورتیں ان کے پیچھے کھڑی ہوں۔ اور اگر کشتی ہچکولے کھانے لگے تو عورتیں بیٹھ جائیں اور مرد (کھڑے ہوکر) پڑھتے رہیں اور اگر عورتیں مردوں کے ایک جانب ہوں تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، بحارالانوار، قرب الاسناد)

۳۔ ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں درجائے دجلہ میں کشتی کے اندر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ نماز کا وقت داخل ہوگیا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں؟ فرمایا: وادی کے پیٹ میں باجماعت نہ پڑھو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے قبلہ (باب ۱۳) اور قیام (باب ۲۹) کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

پیشنماز کے لیے مستحب ہے کہ اول وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنے پر (آخر وقت) میں باجماعت پڑھنے کو ترجیح دے اس طرح فرادیٰ طویل نماز پر جماعت کے ساتھ مختصر نماز کو مقدم سمجھے اور وضو کے بغیر نمازِ باجماعت جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مقام تقیہ میں ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ پیشنماز کے لیے کیا افضل ہے آیا اول وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنا۔ یا کچھ دیر کرکے اہل مسجد کے ساتھ باجماعت پڑھنا؟ فرمایا: مؤخر کرکے اہل مسجد کے ساتھ باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز یہی راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے پوچھا کہ میرے گھر کے دروازہ پر مسجد ہے۔ تو میرے لیے افضل کیا ہے؟ آیا گھر کے اندر مفصل نماز پڑھوں یا مسجد میں جماعت کے ساتھ مختصر پڑھوں؟ امامؑ نے جواب دیا کہ ان کے ساتھ (مسجد میں) نماز پڑھ اور اچھے طریقہ پر پڑھ اور سستی نہ کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آخری حکم پر دلالت کرنے والی عمومی اور خصوصی طور پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب الوضوء (نمبر۲) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۵

تقیۃً (رواداری کے تحت) مخالفین کے لیے اذان کہنا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کے بیماروں کی عیادت کرنا، ان کے جنازوں میں شرکت کرنا اور ان کی مسجدوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں زید کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زید! عامۃ الناس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ ان کی مسجدوں میں نماز پڑھو۔ ان کے بیماروں کی مزاج پرسی کرو۔ اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ اور اگر ہو سکے تو ان کے لیے اذان اور اقامت کہو کیونکہ جب تم اس قسم کے اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کروگے تو لوگ کہیں گے؟ کہ یہ جعفری ہیں! خدا (امام) جعفر صادقؑ پر رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے اپنے اصحاب کو کتنا باادب و مہذب بنا دیا ہے! اور اگر تم ایسا نہیں کروگے تو یہ لوگ کہیں گے: یہ جعفری ہیں خدا (امام) جعفر صادقؑ کا برا کرے کہ انہوں نے اپنے اصحاب کی کتنی غلط تربیت کی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب ابن ادریس حلی حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ سے اور وہ باسناد خود جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان (امام محمد باقر علیہ السلام) سے سوال کیا کہ میرے کچھ پڑوسی ہیں۔ جن میں کچھ معرفت حق رکھتے ہیں (مؤمن ہیں) اور کچھ معرفت نہیں رکھتے (عام مسلمان ہیں) وہ مجھ سے خواہش کرتے ہیں کہ میں ان کے لیے اذان کہوں اور ان کو نماز پڑھاؤں۔ مگر میں ڈر گیا کہ شاید اس بات کی گنجائش نہ ہو؟ فرمایا: ان کے لیے اذان کہو۔ اور ان کو نماز بھی پڑھاؤ۔ اور اوقات فضیلت کی جستجو کرو۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۶ و ۳۴ میں) اور مساجد کے احکام (باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں۔

﴿ نمازِ خوف کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل سات باب ہیں)

بابا
نمازِ خوف میں قصر واجب ہے خواہ سفر ہو یا حضر!

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نماز سفر اور نماز خوف دونوں قصر ہوتی ہیں؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) اور نماز خوف تو نماز سفر سے بھی بڑھ کر قصر ہونے کی حقدار ہے کیونکہ اس میں خوف ہوتا ہے (جبکہ عام سفر میں نہیں ہوتا)۔

(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکَافِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا﴾ (اگر تم زمین میں سفر کرو اور تمہیں کافروں سے خوف دامن گیر ہو تم پر قصر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے) کے ذیل میں فرمایا: یہ دوسری قصر ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت کو ایک رکعت کی طرف لوٹا دے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس آیت مبارکہ ﴿فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ دو رکعتوں میں قصر ہے (جو سفر میں) قصر پڑھی جاتی ہیں۔

(الفروع، التہذیب)

۴۔ مفسر عیاشی باسناد خود ابراہیم بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے حاضر پر چار رکعت فرض کی ہیں اور مسافر پر دو رکعت فرض کی ہیں۔ اور خوفزدہ آدمی پر ایک رکعت فرض کی ہے۔ فرمایا: یہ ہے خداوند کا ارشاد: ﴿وَلَا جُنَاحَ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی دو رکعتوں میں قصر کرو۔ لہٰذا اس طرح ایک رکعت باقی رہ جائے گی۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲ میں بھی) اس قسم کی بعض حدیثیں آئیں گی اور مخفی نہ رہے کہ دو رکعتوں کے ایک رکعت کی طرف لوٹانے سے مراد چار رکعت کا دو رکعت کی طرف لوٹانا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت آئے گی۔ اور ممکن ہے کہ یہ حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں۔

باب ۲

نمازِ خوف میں جماعت مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ حدیثوں کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن ابو عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں اس طرح اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی کہ اپنے اصحاب کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروہ کو دشمن کے سامنے (لڑنے کے لیے) کھڑا کر کے دوسرے گروہ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا۔ چنانچہ آپؐ نے تکبیر کہی اور انہوں نے بھی کہی۔ آپ نے قرأت کی اور انہوں نے خاموشی سے سنی، آپؐ نے رکوع کیا انہوں نے بھی کیا۔ آپؐ نے سجدہ کیا اور انہوں نے بھی کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر دوسری رکعت میں کھڑے رہے۔ مگر وہ لوگ دوسری رکعت فرادیٰ (اور جلدی جلدی) پڑھ کر اور سلام پھیر کر چلے گئے اور دشمن کے سامنے ڈٹ گئے اور دوسرے گروہ نے آ کر آنحضرتؐ کے ساتھ شروع کی۔ تکبیر کہی۔ آپؐ نے قرأت کی۔ وہ خاموش رہے۔ پھر آپ کے ساتھ رکوع و سجود کیا۔ پھر آنحضرتؐ نے تشہد پڑھ کر سلام پھیرا۔ اور انہوں نے اٹھ کر اپنی دوسری رکعت فرادیٰ پڑھ کر اپنی نماز مکمل کی۔ چنانچہ خداوند عالم اپنے حبیبؐ سے فرماتا ہے: ﴿فَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ﴾ (تو جب آپ ان لوگوں میں موجود ہوں اور انہیں نماز پڑھائیں تو چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ کے ہمراہ کھڑا ہو جائے) پھر پوری نمازِ خوف والی آیت پڑھی اور فرمایا: یہ ہے نماز خوف جس کا خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا۔ اور فرمایا: اور جو شخص نماز مغرب (جس میں قصر نہیں ہوتی) بطور خوف لوگوں کو پڑھائے۔ اسے چاہیئے کہ پہلے گروہ کو ایک رکعت اور دوسرے گروہ کو دو رکعت پڑھائے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نمازِ مغرب بطور نمازِ خوف پڑھی جائے تو (پیشنماز کو) چاہیئے کہ لوگوں کو دو حصوں پر تقسیم کرے۔ اور ایک گروہ کو دو رکعت پڑھائے اور تشہد کے بعد ان کو ہاتھ سے اشارہ کرے تاکہ وہ اٹھ کر اپنی باقیماندہ ایک رکعت فرادیٰ پڑھ لیں۔ اور سلام پھیر کر چلے جائیں اور دوسرے گروہ کی جگہ (دشمن کے سامنے) کھڑے ہو جائیں پھر جب وہ سلام پھیر لے تو یہ اٹھ کر اور ایک رکعت پڑھ کر اور پہلے پڑھی ہوئی کو ساتھ ملا کر تشہد پڑھے اور بعد ازاں کھڑے ہو کر اور تیسری رکعت پڑھ کر سلام اکٹھا پھیریں گے۔ اس طرح پیشنماز کی تین رکعت مکمل (جماعت کے ساتھ) اور پہلے گروہ کی دو رکعت اور دوسرے کی ایک رکعت باجماعت ہوگی اور باقی فرادیٰ۔ پس پہلے گروہ کو نماز کی تکبیرۃ الاحرام میسّر آجائے گی اور دوسرے کو سلام مل جائے گا۔ (التہذیب، تفسیر العیاشی)

۳۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر نمازِ مغرب بطور نمازِ خوف پڑھی جائے تو پیشنماز پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے گا اور دو رکعت وہ فرادیٰ پڑھیں گے اور دوسرے گروہ کو دو رکعت پڑھائے گا۔ اور ایک رکعت وہ فرادیٰ پڑھیں گے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ خوف کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب پیشنماز نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہوگا تو ایک گروہ اس کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ اور دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا ہو جائے گا۔ چنانچہ پیشنماز ان کو ایک رکعت باجماعت پڑھائے گا۔ اور جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگا تو وہ وہیں کھڑا رہے گا۔ اور مقتدی دوسری رکعت فرادیٰ پڑھ کر اور سلام پھیر کر چلے جائیں گے اور دوسرے گروہ کی جگہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے۔ پھر دوسرا گروہ آئے گا اور پیشنماز کے پیچھے نماز شروع کر دے گا۔ اور ان کو اپنی دوسری رکعت پڑھائے گا (جو ان کی پہلی ہوگی) پھر پیشنماز (تشہد کے لیے) بیٹھ جائے گا اور وہ کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت فرادیٰ پڑھیں گے اور (جب تشہد پڑھ چکیں گے تو پھر) پیشنماز (اور وہ) سلام پھیریں گے۔ اور پھر لوٹ جائیں گے۔ اور اگر نمازِ مغرب ہو تو اس طرح ایک گروہ آکر پیشنماز کے ساتھ ایک رکعت تو باجماعت پڑھے گا۔ اور جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں گے تو پیشنماز تو وہیں کھڑا رہے گا۔ اور مقتدی اپنی باقیماندہ دو رکعتیں فرادیٰ پڑھ کر اور سلام پھیر کر چلے جائیں گے اور دوسرے گروہ کی جگہ سنبھال لیں گے اور وہ آکر پیشنماز کے پیچھے کھڑے ہو جائیں گے۔ اس طرح ایک رکعت ان کو پڑھائے گا۔ پھر وہ تشہد پڑھے گا۔ (اور مقتدی بھی متابعت میں بطور تجافی بیٹھے رہیں گے) بعد ازاں اٹھ کر ان کو ایک اور رکعت پڑھائے گا (جو اس کی تیسری اور ان کی دوسری ہوگی)۔ پھر وہ تشہد میں بیٹھ جائے گا۔ اور

وہ (تشہد پڑھ کر) کھڑے ہو جائیں گے۔ اور جب تیسری رکعت پڑھ کر بیٹھیں گے تو پھر ان کے ساتھ سلام پھیر لے گا۔ (الفروع، التہذیب، المقنع)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نمازِ خوف کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا: پیشنماز کچھ لوگوں کے ساتھ نماز شروع کرے گا اور ان کو ایک رکعت پڑھائے گا پس جب وہ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں گے تو پیشنماز وہیں کھڑا رہے گا۔ اور مقتدی اپنی دوسری رکعت مختصر کر کے اور فرادیٰ پڑھ کر چلے جائیں گے۔ اور پھر باقی لوگ آئیں گے۔ اور پیشنماز کی دوسری رکعت کے ساتھ شریک ہو جائیں گے پھر جب پیشنماز تشہد کے لیے بیٹھے گا تو وہ کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت فرادیٰ پڑھ لیں گے۔ پھر بیٹھ کر اور پیشنماز کے ساتھ تشہد پڑھ کر سلام پھیریں گے اور لوٹ جائیں گے۔

(قرب الاسناد، بحار الانوار)

۶۔ مفسر عیاشیؒ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نمازِ خوف کا وقت داخل ہو جائے تو پیشنماز مجاہدوں کو دو حصوں پر تقسیم کر دے گا۔ پس ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جائے گا اور ایک گروہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا۔ جس طرح کہ خداوند عالم نے فرمایا۔ لہٰذا ان کے ساتھ تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز شروع کرے گا۔ پھر ان کو ایک رکعت پڑھائے گا۔ پھر سجدتین سے فارغ ہو کر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگا تو پھر وہ وہیں کھڑا رہے گا اور مقتدی اپنی دوسری رکعت فرادیٰ پڑھ کر اور سلام پھیر کر چلے جائیں اور دوسرے گروہ کی جگہ ڈٹ جائیں گے اور دوسرا گروہ آ کر اور تکبیرۃ الاحرام کہہ کر پیشنماز کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے گا لہٰذا وہ ان کو بھی ایک رکعت پڑھائے گا۔ اور سلام پھیر لے گا۔ پس پہلے گروہ کو پیشنماز کے ساتھ تکبیرۃ الاحرام اور نماز کا افتتاح کا موقع مل جائے گا۔ اور دوسرے گروہ کو سلام مل جائے گا۔ پس جب پیشنماز سلام پھیر چکے گا تو یہ گروہ اٹھ کر اپنی دوسری رکعت فرادیٰ مکمل کرے گا۔ اس طرح پیشنماز کی دو رکعت (باجماعت) مکمل ہو جائیں گی اور مجاہدین کی دو رکعت بھی مکمل ہو جائے گی ایک ایک رکعت جماعت کے ساتھ اور ایک ایک فرادیٰ۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے نمازِ مغرب کے بارے میں (ظاہری مختلف) حدیثوں میں اس طرح جمع کی ہے کہ ان کو اختیار پر محمول کیا ہے (کہ پیشنماز چاہے تو پہلے گروہ کو دو رکعت اور دوسرے کو ایک رکعت یا اس کے برعکس پڑھائے)۔

باب ۳

جس شخص کو چور، درندے، یا دشمن کا خوف ہو تو وہ حسب الامکان کھڑا ہو کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھے۔ خواہ سواری پر ہو۔ یا غیر قبلہ کی طرف اور اگر (وضو نہ کر سکے اور) نیچے بھی نہ اتر سکے تو پھر اپنے گھوڑے کی زین یا اس کی گردن کے بالوں پر تیمم کرے گا۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ (اگر خوف ہو تو پیدل یا سوار ہو کر نماز پڑھو) کے بارے میں سوال کیا کہ اگر کسی درندہ یا چور کا خوف ہو تو کس طرح نماز پڑھے اور کیا پڑھے؟ فرمایا: تکبیرۃ الاحرام کہے اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو درندہ سے سابقہ پڑ گیا۔ اُدھر نماز کا وقت بھی داخل ہو گیا۔ اب وہ درندہ کے ڈر سے کہیں جا بھی نہیں سکتا۔ اور اگر نماز پڑھتا ہے تو اندیشہ ہے کہ کہیں رکوع یا سجود میں درندہ اس پر حملہ نہ کر دے۔ اور یہ درندہ یعنی شیر قبلہ کی طرف بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر یہ قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے تو خطرہ ہے کہ کہیں شیر اس پر حملہ نہ کر دے۔ تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: شیر کی طرف منہ کر کے اور سر سے اشارہ کر کے کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ اگرچہ شیر قبلہ کی جانب نہ ہو۔

(الفروع، التہذیب، بحار الانوار، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کو کسی درندہ سے واسطہ پڑ جائے اور اسے نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ رو بقبلہ ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو جدھر درندہ کا رخ بدلتا جائے تو یہ بھی اشارہ سے نماز پڑھتے ہوئے ادھر رُخ پھیرتا جائے۔ (الفقیہ)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ایسی جگہ پر موجود ہو کہ زمین پر باقاعدہ نہ پڑھ سکے تو پھر تو اشارہ سے نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جسے

چوروں کا ڈر ہو؟ تو وہ اپنی سواری پر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو چوروں یا درندوں کا ڈر ہو۔ تو وہ اپنی سواری پر اشارہ سے نماز پڑھے گا! راوی نے عرض کیا: اگر وہ باوضو نہ ہو اور سواری سے نیچے بھی نہ اتر سکتا ہو تو پھر کیا کرے؟ فرمایا: اپنے گھوڑے کی زین یا اس کی گردن کے بالوں پر تیمم کرے کیونکہ ان میں کچھ غبار ہوتا ہے اور سجدہ کے لیے رکوع سے قدرے زیادہ جھک کر اشارہ کرے! اور قبلہ کی طرف خواہ مخواہ منہ نہ پھیرے۔ ہاں البتہ تکبیرۃ الاحرام روبقبلہ ہو کر شروع کرے اور پھر جدھر اس کی سواری پھرتی جائے وہ بھی ادھر پھرتا جائے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو فرما رہے تھے کہ اگر خوفناک زمین ہو اور چور یا درندہ کا خوف ہو تو اپنی سواری پر (اشارہ سے) نماز پڑھو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں قیام (باب ۱۴)، مکانِ مصلّی (باب ۱۵)، قبلہ (باب ۱۳) کی بحث میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد بھی (باب ۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴

نمازِ مطاردہ (نماز جنگ) کی کیفیت اور اس کے چند احکام۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ عبد الرحمٰن بن ابو عبد اللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نمازِ جنگ کے بارے میں فرمایا: وہ صرف تہلیل (لا الٰہ الا اللّٰہ) اور تکبیر (اللّٰہ اکبر) کہنے کا نام ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً اَوْ رُكْبَانًا﴾ (اگر دشمن کا خوف ہو تو پیدل یا سوار ہو کر نماز پڑھو)۔ (الفقیہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز زحف (جب لشکر دشمن کی طرف بڑھ رہا ہو) سواری کی پشت پر سر کے اشارہ سے ہے اور تکبیر ہے۔ اور ''نماز مسایفہ'' (جب باہم تلواریں چل رہی ہوں) وہ صرف تکبیر ہے۔ بغیر سر کے اشارہ کے اور ''نماز مطاردہ'' (جب لشکر ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہوں) صرف اشارہ سے ہر شخص اپنے سامنے نماز پڑھے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن مغیرہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نماز مسایفہ میں ہر نماز کے عوض کم از کم دو تکبیریں کہنی چاہئیں سوائے نماز مغرب کے کہ اس میں تین تکبیریں ہیں۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے "نماز قتال" (نماز جنگ) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب دو لشکروں کی مڈبھیڑ ہو جائے تو اس وقت نماز صرف تکبیر کہنے کا نام ہے اور جب لشکر (آمنے سامنے) کھڑے ہوں۔ اور نماز با جماعت نہ پڑھ سکتے ہوں تو اس وقت نماز صرف اشارہ سے ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں لوگ نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ با جماعت نہ پڑھ سکے تو آنجناب نے ان کو حکم دیا کہ پیادہ اور سوار صرف تکبیر و تہلیل اور تسبیح کریں۔

(الفقیہ)

۶۔ جابر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے بمقام صفین خطبہ دیا۔ پھر خمیس کے دن طلوع آفتاب کے وقت جنگ شروع ہوگئی۔ اور مغربی شفق کے زائل ہونے تک برابر جاری رہی۔ اس دن لوگوں نے نماز کے اوقات پر صرف تکبیر کہی تھی! اور اس دن جناب امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے پانچ سو چھ آدمی واصل جہنم کئے تھے۔ (الامالی)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عذافر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (میدان جنگ میں) گھوڑے دوڑنے لگیں اور تلواریں چلنے لگیں۔ تو آدمی کے لیے (ہر نماز کے عوض) صرف دو تکبیریں کافی ہیں۔ (فرمایا) یہ (قصر) میں اور قصر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، فضیل اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس نماز خوف کے بارے میں کہ جب جنگ و جدال شروع ہو۔ تو اس وقت جدھر اس کا منہ ہو ادھر ہی ہر شخص اشارہ سے نماز پڑھے گا اور جب جنگ سخت ہو جائے اور لوگ باہم گھتم گھتا ہو رہے ہوں تو پھر نماز صرف تکبیر (اللہ اکبر)، تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور تسبیح (سبحان اللہ)، تحمید (الحمد للہ) اور حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو اس نماز کے اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

(التہذیب، الفروع، تفسیر العیاشی)

۹۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے لیلۃ الہریر میں پانچ نمازیں اشارہ سے پڑھیں اور کہا گیا ہے کہ صرف تکبیر کہی تھی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب

میں اشارہ سے نماز پڑھی تھی۔ (مجمع البیان)

۱۰۔ جناب عیاشیؒ زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں "نماز مواقفہ" (دشمن کے آمنے سامنے کھڑا ہو کر پڑھی جانے والی نماز) کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: دشمن سے انصاف کی امید نہ ہو (کہ وہ نماز پڑھنے کی مہلت دے گا) تو پیدل ہو یا سوار (سر کے) اشارہ سے نماز پڑھو۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً اَوْ رُكْبَانًا﴾ (اگر دشمن کا خوف ہو تو پھر پیادہ یا سوار ہو کر (اشارہ سے) پڑھو)۔ رکوع میں یہ کہو (یعنی اشارہ میں) ﴿لک رکعت و انت ربی﴾ اور سجدہ میں کہو: ﴿لک سجدت و انت ربی﴾ اور جدھر سواری کا رخ پھرتا جائے تم بھی ادھر منہ کر کے پڑھتے جاؤ۔ ہاں البتہ پہلی تکبیرۃ الاحرام روبقبلہ ہو کر کہو۔ (تفسیر عیاشی)

۱۱۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے سفر میں نماز مغرب کے بارے میں فرمایا: اسے ایک ساعت مؤخر کر دو اور جب نماز عشاء پڑھنا چاہو تو اسے بھی ان کے ساتھ پڑھو۔ اور اگر چاہو تو شفق کے زائل ہونے تک سفر کرو۔ (پھر پڑھو)۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھا۔ (فرمایا) آنحضرتؐ ایک کو مؤخر اور دوسری کو مقدم کر کے پڑھتے تھے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ اس سے خدا کی مراد یہ ہے کہ نماز اہل ایمان پر واجب ہے اس کے علاوہ خدا نے کچھ اور ارادہ نہیں کیا۔ اگر بات اس طرح ہوتی جس طرح لوگ کہتے ہیں تو آنحضرتؐ کبھی جمع بین الصلوتین نہ کرتے۔ جو کہ سب سے زیادہ علم و معرفت رکھتے تھے۔ فرمایا: جنگ صفین میں جب لوگ نماز ظہر و عصر و مغرب وعشاء حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ نہ پڑھ سکے تو آنجنابؑ نے ان کو حکم دیا کہ پیادہ یا سوار ہو کر تکبیر، تہلیل اور تسبیح پڑھو۔ خدا فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً اَوْ رُكْبَانًا﴾ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ (ایضاً)

باب ۵

قیدی کے لیے جائز ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس طرح نماز پڑھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو مشرک پکڑ کر لے جاتے ہیں اور نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور اسے اندیشہ ہے کہ وہ اسے نماز نہیں پڑھنے دیں گے تو؟ فرمایا: اشارہ سے پڑھے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۶

نمازِ خوف میں آدمی کو اختیار ہے کہ سواری پر الحمد اور دوسری سورہ کے ساتھ پڑھے یا زین پر صرف الحمد کے ساتھ پڑھے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ہم سفر مکہ کے راستہ میں نماز پڑھنے کے لیے اترتے ہیں مگر وہاں بدو موجود ہوتے ہیں (جن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے) تو آیا زمین پر صرف الحمد کے ساتھ نماز پڑھیں؟ یا سواری پر الحمد و سورہ کے ساتھ پڑھیں؟ فرمایا: جب ڈر ہو تو سواری پر فریضہ پڑھو۔ اور جب الحمد اور سورہ دونوں پڑھو تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اور ویسے تم جیسا بھی کرو۔ میں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۷

جو شخص کیچڑ میں پھنسا ہوا ہو یا پانی میں غرق ہو رہا ہو وہ حسب الامکان نماز پڑھے گا۔ اور جب کسی اور طرح نہ پڑھ سکے تو اشارہ سے پڑھے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کسی شخص کے پاس سجدہ کے لیے کوئی چیز نہ ہو یا ایسی جگہ ہو کہ سجدہ کی جگہ ہی نہ ہو تو نماز فریضہ وغیرہ کس طرح پڑھے؟ فرمایا: تمام نمازیں اشارہ سے پڑھے۔ (التہذیب)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ایسی جگہ ہو جہاں زمین پر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو پھر اشارہ سے پڑھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ مکانِ مصلی میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

نمازِ مسافر کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انتیس (۲۹) باب ہیں)

باب ۱

دو برید یعنی آٹھ فرسخ یا ایک دن کی معتدل رفتار کی مسافت پر قصر واجب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلاکم وکاست آٹھ فرسخ پر نماز قصر کرنا واجب ہے کیونکہ یہی مسافت عامۃ الناس اور عام قافلوں کی ایک دن کی عمومی مسافت ہے۔ پس ایک دن کی مسافت پر قصر واجب ہے۔ اور اگر ایک دن کی مسافت پر قصر واجب نہ ہو۔ تو پھر ہزار سال کی مسافت پر بھی واجب نہ ہوگی۔ کیونکہ اس دن کے بعد جو بھی دن آئے گا وہ اسی دن جیسا ہی ہوگا۔ پس اگر اس میں قصر واجب نہیں ہے تو اس جیسے دن میں بھی واجب نہیں ہے کیونکہ وہ بھی اسی کی مانند ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۲۔ یہی روایت علل الشرائع اور عیون الاخبار میں بھی مذکور ہے۔ مگر اس میں یہ تتمہ بھی موجود ہے۔ فرمایا: رفتار مختلف ہوتی ہے۔ بیل کی رفتار چار فرسخ، گھوڑے کی رفتار بیس فرسخ ہے۔ تو نماز قصر میں آٹھ فرسخ کی مسافت مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ آٹھ فرسخ اونٹوں اور قافلوں کی عمومی اور غالبی رفتار ہے۔ جو عام شتر بانوں اور کرایہ پر گدھے اور خچر دینے والوں کی عام رفتار ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن یحییٰ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو نماز قصر کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ دو برید یعنی چوبیس میل (شرعی) میں قصر ہے۔ پھر فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ وہ تیز رفتار خچر یا تیز رفتار ناقہ کی رفتار پر مقرر نہیں کی گئی بلکہ عام اونٹوں کی قطار کی (ایک دن کی) رفتار پر مقرر کی گئی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ سے) ''ذی خشب'' تشریف لے گئے جو مدینہ سے دو برید یعنی چوبیس میل (شرعی) کے فاصلہ پر ہے اور وہاں نماز قصر کی اور

روزہ افطار کیا پس اس کے بعد یہ سنت قرار پا گئی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ زکریا بن آدم نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے سوال کیا کہ جب کوئی شخص کسی جائز کام کے سلسلہ میں اپنے خانوادہ کی جائیداد کا دو شب و روز تک یا تین شب و روز تک چکر لگائے تو کتنی مسافت پر قصر کرے؟ فرمایا: ایک شب و روز کی مسافت پر قصر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص پر محمول ہے جو شب و روز میں آٹھ فرسخ طے کرے۔ یا یہاں ''واو'' (بمعنی ''او'' یعنی ''یا'' کے) معنی میں استعمال ہوئی ہے (یعنی ایک دن یا ایک رات کی مسافت) یا تقیہ پر محمول ہے کیونکہ یہ بعض مخالفین کے نظریہ کے موافق ہے۔

۶۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کو اپنے مکتوب میں لکھا کہ آٹھ فرسخ یا اس سے زائد مسافت میں نماز قصر ہوتی ہے اور جہاں نماز قصر کرو وہاں روزہ افطار کرو۔

(عیون الاخبار)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کتنی مسافت پر قصر ہوتی ہے؟ فرمایا: دو برید (۲۴ میل ہاشمی)۔ یا اتنی مسافت پر جو ایک دن کی سفیدی میں طے کی جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ مسافر کتنی مسافت پر نماز قصر کرے؟ فرمایا: ایک دن کی مسافت پر اور یہ دو برید ہے اور وہ آٹھ فرسخ ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مسافر دو دن کی مسافت پر پوری نماز پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے اور یہ احتمال بھی دیا ہے کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جو دو دن میں پوری مسافت (آٹھ فرسخ) طے نہ کر سکے۔

۱۰۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ مسافر کتنی مسافت پر نماز قصر پڑھے؟ فرمایا: ایک دن کی رفتار اور وہ آٹھ فرسخ ہے۔ (التہذیب)

۱۱۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ قصر کی حد چوبیس (شرعی۔ ہاشمی) میل ہے۔ (جو انگریزی میل سے قدرے بڑا ہوتا ہے)۔ (التہذیبین)

۱۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی

خدمت میں عرض کیا کہ نماز قصر کرنے کی کم از کم مسافت کس قدر ہے؟ فرمایا: ایک دن کی سفیدی میں سنت جاری ہے! (یعنی جو مقدار طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک طے کی جائے)۔ عرض کیا گیا کہ یہ مسافت تو آدمیوں کے اختلاف سے ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ کوئی شخص ایک دن میں پندرہ فرسخ طے کرتا ہے اور کوئی چار اور کوئی پانچ تو پھر؟ فرمایا: اس پر نگاہ نہیں ڈالی جائے گی۔ (پھر فرمایا) کیا تم نے مکہ و مدینہ کے درمیان ان قافلوں کی رفتار نہیں دیکھی؟ پھر ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا چوبیس میل یعنی آٹھ فرسخ۔ (التہذیب)

۱۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک دن کی مسافت کے سفر پر روانہ ہوتا ہے تو؟ فرمایا: ایک دن کی مسافت پر قصر واجب ہے۔ اگرچہ وہ اپنے کام میں چکر لگائے (یعنی جانے اور واپس آنے سے مسافت مکمل ہو جائے)۔ (ایضاً)

۱۴۔ جناب کشیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو برید میں قصر واجب ہے۔ (رجال کشی)

۱۵۔ شیخ حسن طوسیؒ اپنی کتاب امالی میں حضرت شیخ، شیخین اور ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ تین برید سے کم تر میں قصر نہیں ہے۔ (آمالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فتویٰ تقیہ پر محمول ہے۔ نیز معلوم ہونا چاہیئے کہ آٹھ فرسخ والی ان حدیثوں میں یہ کہیں شرط نہیں ہے کہ وہ صرف جانے کے ہوں بلکہ اگر چار فرسخ جانے کے اور چار آنے کے ہوں۔ تو بھی نماز قصر ہوگی۔ جیسا کہ بعد ازیں اس کی صراحت بھی آئے گی انشاء اللہ۔

باب ۲
جس شخص کا چار فرسخ جانے اور چار فرسخ آنے کا قصد ہو اس پر قصر واجب ہے۔ اس سے کمتر پر نہیں ہے۔

(اس باب میں کل انیس (۱۹) حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قصر دو برید میں ہوتی ہے۔ اور ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کم از کم کس قدر مسافت پر نماز قصر ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک برید جاتے وقت اور ایک برید آتے وقت۔ (التہذیبین)

۳۔ ابو اُسامہ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے

تھے کہ آدمی (ایک طرف کے) بارہ میل (شرعی) پر نماز قصر کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ سلیمان بن حفص مروزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا امام رضا علیہ السلام) نے فرمایا: (یک طرفہ) دو برید میں قصر ہوتی ہے یا ایک برید جاتے وقت اور ایک برید آتے وقت اور ایک برید چھ میل (شرعی) کا ہوتا ہے اور یہ دو فرسخ ہیں اور قصر چار فرسخ پر ہوتی ہے لہٰذا جب کوئی شخص گھر سے بارہ میل (شرعی) یعنی چار فرسخ کے قصد سے سفر پر نکلے۔ اور پھر دو فرسخ تک پہنچ جائے یا دو فرسخ مزید طے کرلے (کل چار فرسخ) اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہو تو نماز قصر کرے گا اور اگر دو فرسخ پر پہنچ کر واپس لوٹنے کے ارادہ کو ترک کردے اور وہیں ٹھہرنے کا ارادہ کرلے۔ تو اسے نماز پوری پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر نماز قصر پڑھے اور پھر ارادہ بدل دے تو نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں نماز کے اعادہ کا حکم استحباب پر محمول ہے۔ نیز مخفی نہ رہے کہ یہاں برید کی تفسیر چھ میل یا دو فرسخ کے ساتھ جو کی گئی ہے وہ نصوص کثیرہ کے مخالف ہے اور شاذ و شاید کاتبوں سے غلطی ہوئی ہے۔ دراصل یہ "نصف البرید" کی توضیح ہے کہ وہ چھ میل یعنی دو فرسخ ہے۔ یا پھر میل اور فرسخ سے کوئی اور اصطلاح مراد ہے۔ جیسے خراسانی میل اور فرسخ۔ جو کہ تقریباً شرعی میل اور فرسخ کے دو برابر ہوتا ہے کیونکہ وہ خراسانی ہے اور شاید یہ برید کی وضاحت والا بیان اسی کا کلام ہے۔

۵۔ اسماعیل بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ قصر کتنی مسافت پر ہے؟ فرمایا: چار فرسخ پر۔ (ایضاً)

۶۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کتنی مسافت پر قصر ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک برید میں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی حدیثیں اس غالبی اور عمومی روش و رفتار پر محمول ہیں کہ جب مسافر اتنی مسافت پر جاتا ہے تو اس کا ارادہ واپس گھر لوٹنے کا ہوتا ہے۔

۷۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں قادسیہ جاتا ہوں آیا نماز پوری پڑھوں یا قصر؟ فرمایا: کس قدر فاصلہ ہے؟ عرض کیا: وہی ہے جو آپ کا دیکھا ہوا ہے! فرمایا: قصر کر۔

(التہذیب، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کوفہ سے قادسیہ جاتا ہے اور حضرت شیخ طوسیؒ نے چار فرسخ والی حدیثوں کے ضمن میں درج کیا ہے (یعنی جب ایک طرف کی مسافت پر چار فرسخ ہو)۔

۸۔ صفوان نے ایک حدیث کے ضمن میں امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بغداد سے سفر پر نکلا اور نہروان کے مقام پر پہنچا جو چار فرسخ کی مسافت پر واقع ہے تو؟ (قصر کرے یا تمام؟) فرمایا: اگر اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ نہروان جائے گا اور پھر واپس آئے گا۔ تو اس پر لازم ہے کہ رات کے وقت سفر کرنے اور افطار کرنے کا ارادہ کرے! اور اگر رات کا ارادہ نہ تھا۔ ہاں صبح کے بعد اچانک سفر کا پروگرام بن گیا تو پھر نماز قصر کرے گا۔ مگر اس دن کا روزہ افطار نہیں کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسی صورت میں جہاں جانے آنے سے مسافت مکمل ہوتی ہو) جانے اور واپس آنے کا ارادہ ضروری ہے۔

۹۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کتنی مسافت پر قصر ہے؟ فرمایا: ایک برید میں! میں نے عرض کیا: صرف ایک برید میں؟ فرمایا: ہاں جب ایک برید جائے گا اور ایک برید آئے گا تو اس کا پورا دن صرف ہو جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ مسافت سے مراد جانے اور آنے کی مجموعی مقدار ہے۔ نیز مخفی نہ رہے کہ اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ جو بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ چار فرسخ میں قصر ہے اور بعض میں وارد ہے کہ کم از کم مسافت ایک دن کی رفتار پر ہوتی ہے ان کا مطلب ایک ہی ہے۔ (کہ چار فرسخ جانے اور چار فرسخ آنے سے پورا دن صرف ہو جاتا ہے)۔ نیز ان حدیثوں میں اسی دن واپس آنے کی کوئی شرط مذکور نہیں ہے۔ (لہٰذا نویں دن بھی واپس آئے تو نماز قصر ہی رہے گی)۔ جس طرح پورے آٹھ فرسخ میں یہ شرط نہیں ہے (کہ ایک ہی دن میں طے کرے)۔

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک برید پر قصر ہوتی ہے اور برید چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۱۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کتنے میلوں پر قصر واجب ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میلوں کی حد مدینہ کے "عیر" اور "وعیر" نامی دو پہاڑوں کے سایہ پر رکھی تھی۔ جب سورج نکلتا تھا عیر نامی پہاڑ کا سایہ وعیر نامی پہاڑ کے سایہ پر پڑتا تھا۔ یہی وہ میل ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصر مقرر کی تھی۔ (الفروع)

۱۲۔ محمد بن یحییٰ خزاز بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم بیٹھے تھے اور میرا والد بنی امیہ کے حاکم مدینہ کے پاس گیا ہوا تھا کہ اچانک میرا والد واپس آیا اور آکر بیٹھ گیا۔ اور بیان کیا کہ میں تھوڑی دیر پہلے حاکم کے پاس

تھا۔ اس نے لوگوں سے قصر کی حد کے بارے میں سوال کیا؟ کسی نے تین (برید) کسی نے ایک شب و روز۔ اور کسی نے کہا: ایک روحہ؟ چنانچہ اس نے مجھ سے بھی پوچھا۔ میں نے اسے بتایا کہ جبرئیلؑ قصر کا حکم لے کر جب آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے! تو آنحضرتؐ نے پوچھا کہ یہ کتنی مسافت پر قصر ہے؟ تو جبرئیلؑ نے کہا: ایک برید پر! فرمایا: برید کیا ہے؟ کہا: عیر کے سایہ سے لے کر وعیر کے سایہ تک۔ اس طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ پھر بنی امیہ نے مناسب سمجھا کہ راستہ پر کچھ نشانات مقرر کریں۔ تو ان کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا کلام یاد آیا۔ تو انہوں نے عیر کے سایہ سے وعیر کے سایہ تک کی مسافت کو ناپا۔ پھر دن کا بارہ (۱۲) میلوں پر تجزیہ کیا۔ جبکہ ہر میل تین ہزار[1] پانچ سو ہاتھ کا تھا۔ اس مناسبت سے نشانات لگائے۔ جب بنی ہاشم کو غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے بنی امیہ کے معاملہ کو تبدیل کر دیا کیونکہ یہ بات ہاشمی تھی (امام محمد باقر علیہ السلام کی فرمودہ تھی) لہٰذا ہر علم کے پہلو میں اپنا ایک علم نصب کر دیا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کتنی مسافت پر قصر ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک برید جاتے وقت اور ایک برید آتے وقت۔ (الفقیہ)

۱۴۔ فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام "ذباب" (تشریف لے جاتے جو کہ ایک برید کے فاصلہ پر ہے تو نماز قصر کرتے تھے کیونکہ جب واپس لوٹتے تھے تو دو برید یعنی آٹھ فرسخ ہو جاتے تھے۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ نماز جمعہ صرف اس شخص پر واجب ہے جو دو فرسخ پر موجود ہے۔ اس سے دور والے پر نہیں ہے۔ کیونکہ جس مسافت پر قصر واجب ہے وہ دو برید ہے۔ ایک برید جاتے ہوئے اور ایک برید آتے ہوئے۔ اور ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ تو نماز جمعہ اس شخص پر ہے۔ جو نصف برید پر ہے جہاں نماز قصر نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دو فرسخ جائے گا۔ اور دو فرسخ آئے گا۔ یہ کل ہوئے چار فرسخ۔ اور یہ مسافر کی مسافت کا نصف ہے۔ (العلل، العیون)

۱۶۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ قصر چار فرسخ میں ہوتی ہے۔ ایک برید جاتے ہوئے اور ایک برید آتے ہوئے۔ یعنی بارہ

---

[1] ایک حدیث میں (الفقیہ میں) شرعی میل دو ہزار پانچ سو کا قرار دیا گیا ہے جبکہ یہ فقہاء اور علماء لغت کی مشہور تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ یا پھر بازہ۔۔۔۔؟ ہاتھوں سے مراد کوئی اور ہاتھ ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بارہ میل اور جب نماز قصر کروگے تو روزہ افطار کروگے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳و۴و۵و۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔ اور اس سے پہلے ایسے حدیثیں گزر چکی ہیں جو آٹھ فرسخ پر نماز کے قصر کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص واپس لوٹنے کی نیت سے چار فرسخ جائے تو اس سے آٹھ فرسخ مکمل ہو جاتے ہیں۔ اور ان حدیثوں میں اسی دن یا رات واپس آنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان میں (قصر و تمام میں) اختیار کا کوئی تذکرہ ہے (بلکہ قصر ہی کا حکم دیا گیا ہے) اور دراصل ان تینوں بابوں کی حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

باب ۳

جس شخص کا چار فرسخ جانے اور چار فرسخ واپس آنے کا قصد ہو تو اس کے لیے اسی دن یا اسی رات واپس لوٹنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل مکہ عرفات میں پوری نماز پڑھتے ہیں! امامؑ نے یہ سن کر فرمایا: افسوس ان پر! کون سا سفر اس سے زیادہ سخت ہے؟ تو نماز پوری نہ پڑھ۔ بروایتے فرمایا: تم پوری نماز نہ پڑھو۔

(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یوم ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) سے دس دن پہلے (مکہ) پہنچ جائے۔ وہ بمنزلہ اہل مکہ کے ہے۔ لہٰذا اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور جب (براستہ عرفات) منیٰ جائے تو اس پر قصر واجب ہے (کیونکہ اس طرح آمد و رفت سے شرعی مسافت پوری ہو جاتی ہے) اور جب وہاں (منیٰ) سے زیارت بیت اللہ کے لیے جائے تو نماز پوری پڑھے۔ اور جب یہاں سے (دوبارہ سیدھا) منیٰ جائے تو نفر (بارہ یا ۱۳ ذی الحجہ کو واپس لوٹنے تک) پوری نماز پڑھے۔ (التہذیب)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکہ والے جب (منیٰ سے) بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئیں اور پھر اپنے اپنے گھروں میں بھی داخل ہوں۔ (تو چونکہ ان کا سفر قطع ہو جائے گا لہٰذا) جب وہ واپس سیدھے منیٰ جائیں گے تو نماز پوری پڑھیں گے۔ اور اگر گھروں میں داخل نہ ہوں۔ تو نماز قصر کریں گے۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کتنی مسافت پر قصر کروں؟ فرمایا: ایک برید پر! کیا تم نہیں دیکھتے کہ مکہ والے عرفات (اور وہاں سے منیٰ) جاتے ہیں تو ان پر قصر لازم ہوتی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کس قدر مسافت پر قصر ہے؟ فرمایا: ایک برید میں! (پھر فرمایا) افسوس ہے ان لوگوں پر گویا انہوں نے کبھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج نہیں کیا؟ تاکہ وہ (عرفات ومنیٰ کے مقام پر) قصر پڑھتے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کیا اور بمقام منیٰ میں تین دن قیام فرمایا اور وہاں نماز قصر پڑھتے رہے۔ پھر ابوبکر وعمر بھی اپنے اپنے دور میں ایسا ہی کرتے رہے اور ان کے بعد عثمان بھی اپنے دور خلافت میں چھ سال تک ایسا ہی کرتے رہے اور اس کے بعد (کسی وجہ سے) پوری نماز پڑھنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی۔ پھر اپنی بیماری ظاہر کی تاکہ (جب دوسرا پیشنماز بھی پوری پڑھائے اور اس طرح) وہ اپنی بدعت کو مضبوط بنائیں۔ چنانچہ انہوں نے مؤذن سے کہا کہ جاؤ اور حضرت علی علیہ السلام سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز عصر پڑھائیں۔ پس مؤذن حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ امیر عثمان کہتے ہیں کہ آپؑ لوگوں کو نماز عصر پڑھائیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح دو رکعت (قصر) پڑھوں گا! مؤذن نے جا کر عثمان کو آپؑ کا پیغام پہنچایا۔ عثمان نے کہا کہ ان سے جا کر کہو۔ کہ آپؑ کو اس میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں آپؑ اسی طرح نماز پڑھائیں جس طرح آپؑ سے کہا گیا ہے! جناب امیر علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ بالآخر خود عثمان برآمد ہوا۔ اور لوگوں کو چار رکعت نماز پڑھائی۔ (وقت گزرتا رہا) جب حضرت امیر علیہ السلام شہید ہو گئے اور لوگوں نے معاویہ پر اجماع کیا تو وہ حج پر گیا۔ اور منیٰ میں نماز ظہر دو رکعت پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو بنی امیہ، بنی ثقیف اور دیگر شیعیانِ عثمان ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور کہا کہ اس نے تو تمہارے ساتھی (عثمان) کے خلاف فیصلہ کر کے دشمن کو شماتت کا موقع فراہم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ (چیں بجبیں ہو کر) معاویہ کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے (نماز قصر) پڑھ کر ہمارے ساتھی (عثمان) کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا ہے، ان کے دشمن کو طعن کا موقع فراہم کیا ہے؟ اور ان کے طریقہ سے منہ موڑا ہے! معاویہ نے کہا افسوس ہے تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ ان کے بعد ابوبکر، عمر اور خود

عثمان نے بھی چھ سال تک اسی طرح دو رکعت پڑھی ہے! تو کیا تم مجھ سے یہ چاہتے ہو کہ میں سنت رسولؐ اور سنت شیخین اور بدعت سے پہلے خود سنت عثمان سے روگردانی کروں؟ ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم ہم ہرگز آپ سے خوش نہیں ہوں گے۔ جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے (پوری نماز نہیں پڑھیں گے)۔ اس پر معاویہ نے کہا: اگر ایسا ہے تو میں تمہاری بات مانتا ہوں اور تمہارے ساتھی کی سنت کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ چنانچہ نماز عصر چار رکعت پڑھائی۔ بعد ازاں تمام خلفاء و امراء آج تک برابر چار رکعت ہی پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ (الفروع)

۷۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ سفر کر لیے روانہ ہوئے۔ جب اس مقام پر پہنچے جہاں نماز قصر ہوتی ہے (حد ترخص سے نکل گئے) تو نماز قصر پڑھی۔ الغرض جب دو یا تین یا چار فرسخ طے کر چکے تو ان کا ایک ایسا ساتھی پیچھے رہ گیا۔ جس کے بغیر وہ سفر جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ اس کی آمد کے انتظار میں وہاں رک گئے۔ اور کئی دنوں تک وہاں رکے رہے۔ اور اب کشمکش میں مبتلا ہو گئے کہ اب سفر کریں یا واپس لوٹ جائیں۔ تو اس اثناء میں جو نمازیں پڑھیں وہ پوری پڑھیں یا قصر؟ فرمایا: اگر تو چار فرسخ کی مسافت تک پہنچ چکے ہیں تو پھر خواہ وہاں ٹھہرے رہیں یا واپس لوٹ آئیں۔ نماز قصر ہی پڑھیں گے۔ اور اگر چار فرسخ سے کم فاصلہ طے کیا تھا کہ یہ تذبذب پیدا ہو گیا تو پھر خواہ وہاں ٹھہریں یا واپس لوٹیں نماز پوری پڑھیں گے۔ ہاں البتہ جب سفر کے لیے روانہ ہوں تو پھر قصر کریں گے۔ (الفروع، علل الشرائع، المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور جناب برقیؒ نے اس حدیث کو علل الشرائع اور المحاسن میں اس طرح نقل کیا ہے۔ مگر ان کی روایت میں اس کا ایک تتمہ اس طرح مذکور ہے کہ امام نے راوی سے فرمایا: آیا تم جانتے ہو کہ یہ حکم اس طرح کیوں ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ نہیں! فرمایا: اس لیے ہے کہ قصر دو برید پر ہوتی ہے اور اس سے کم تر مسافت پر نہیں ہوتی۔ پس انہوں نے ایک برید (چار فرسخ) تک سفر کیا اور پھر واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو اس طرح گویا قصر والی پوری مسافت (دو برید) طے کر لی۔ اور اگر ہنوز ایک برید سفر نہیں کیا تھا کہ واپسی کا پروگرام بن گیا۔ تو پھر ان کو نماز پوری پڑھنی پڑے گی۔ راوی نے عرض کیا: آیا وہ اس جگہ نہیں پہنچ گئے تھے جہاں ان کو اپنے شہر کی اذان سنائی نہیں دیتی تھی۔ (یعنی حد ترخص سے باہر نہیں چلے گئے۔ جہاں ان کو نماز قصر کرنی چاہیئے؟) فرمایا: ہاں۔ اور اسی لیے تو وہاں انہوں نے نماز قصر پڑھی تھی کیونکہ ان کا ارادہ سفر جاری رکھنے کا تھا۔ مگر جب رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اور ایک برید طے کرنے سے پہلے رکنا پڑ گیا اور سفر کرنے کا ارادہ مصمم نہ رہا تو پھر یہ صورت حال پیش آئی (تو اب نماز پوری پڑھیں)۔ (ایضاً)

۹۔ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص خرید و فروخت کی خاطر

ایک بازار میں جاتا ہے کہ جو اس کے گھر سے چار فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے پس اگر وہ گھوڑے پر سوار ہو تو دن کے بعض حصے میں وہاں پہنچ جاتا ہے اور اگر کشتیوں پر سوار ہوتا ہے تو پورے ایک دن میں وہاں نہیں پہنچ سکتا تو؟ فرمایا: گھڑ سوار جو اسی دن واپس آجائے وہ تو روزہ رکھے گا۔ اور کشتی سوار قصر کرے گا۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ گھڑ سوار کے نماز و روزہ کو پورا کرنے کی وجہ شاید یہ ہے کہ وہ زوال سے پہلے سفر سے واپس آجائے۔ یا زوال کے بعد سفر شروع کرے۔ بخلاف کشتی سوار کے کہ وہ ایسا نہیں کرسکتا۔

۱۰۔ حباب ابن ابی عقیل اپنی فقہی کتاب میں فرماتے ہیں: جیسا کہ علامہ حلی نے مختلف الشیعہ میں اس سے نقل کیا ہے۔ ہر وہ (شرعی) سفر جس کی مسافت دو برید یعنی آٹھ فرسخ ہو۔ یا ایک برید یعنی چار فرسخ جاتے ہوئے اور ایک برید آتے ہوئے۔ خواہ اسی دن واپس آئے یا دس دن کے اندر اندر واپس آئے۔ تو آل محمد علیہم السلام کے نزدیک ایسے مسافر پر سفر میں (چار رکعتی نماز) دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔ بشرطیکہ اپنے شہر کی دیواروں کو اپنے پس پشت چھوڑ آئے اور اس کو اذان کی آواز سنائی نہ دے (حد ترخص سے باہر نکل آئے)۔ (مختلف الشیعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں دس دن کے اندر واپس لوٹنے کی شرط اس لیے مقرر کی گئی ہے کیونکہ اس صورت میں سفر پر جانے آنے سے مرکب ہے۔ تو ضروری ہے کہ مسافر اس اثناء میں دس دن کے قیام کی نیت نہ کرے۔ نیز مخفی نہ رہے کہ ابن ابی عقیل کا یہ کلام آل محمد علیہ السلام کی مرسل حدیث کے حکم میں ہے کیونکہ وہ ثقہ جلیل ہیں (بغیر حدیث کے وہ ویسے نسبت نہیں دے سکتے) اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

قصر میں شرعی مسافت کا قصد کرنا شرط ہے۔ لہٰذا اگر اس سے کمتر کا قصد ہو تو پھر اگرچہ سفر لمبا ہو قصر جائز نہیں ہے ہاں البتہ واپسی پر قصر ہوگی اگر شرعی مسافت پوری ہو جائے اور قصر میں رات سے سفر کی نیت کرنا شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے تعاقب میں بغداد سے نکلا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ایک میل تک اس تک پہنچ جائے گا۔ مگر (نہ پہنچ سکا اور) برابر اس کے پیچھے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ بمقام نہروان پہنچ گیا۔ جو بغداد سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ آیا وہ اپنا روزہ افطار کر دے اور نماز قصر پڑھے؟ فرمایا: نہ نماز قصر کرے اور نہ روزہ

افطار کرے۔ کیونکہ گھر سے نکلتے وقت اس کا آٹھ فرسخ تک سفر کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ بلکہ وہ تو اپنے ساتھی کو ساتھ شامل ہونے کے ارادہ سے نکلا اور پھر اتفاقاً سفر طول پکڑ گیا۔ ہاں البتہ اگر اس کا ارادہ گھر سے نکلتے وقت نہروان جانے اور پھر واپس آنے کا ہوتا۔ (اور اس طرح آٹھ فرسخ مکمل ہو جائے)۔ اور وہ سفر کرنے اور روزہ افطار کرنے کی نیت بھی رات سے کرتا (تب روزہ افطار کرتا) لیکن اگر رات سے سفر کی نیت نہ تھی اور صبح اچانک سفر کا پروگرام بن گیا تو بے شک نماز قصر کرے گا۔ مگر اس دن کا روزہ افطار نہیں کرے گا۔ (بلکہ رکھے گا)۔

(التہذیب والاستبصار)

۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی کام کے سلسلہ میں گھر سے نکلا۔ مگر سفر کا ارادہ نہ تھا۔ البتہ وہ چلتے چلتے آٹھ فرسخ تک پہنچ گیا تو نماز کا کیا کرے؟ (پوری پڑھے یا قصر؟) فرمایا: وہ (واپسی پر) اپنے گھر پہنچنے تک نماز قصر کرے گا۔ اور تمام نہیں پڑھے گا۔ (اور جاتے وقت پوری پڑھے گا)۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کام کے سلسلہ میں گھر سے نکلا اور پانچ یا چھ فرسخ تک برابر چلا گیا۔ اور ایک بستی میں جا کر ٹھہرا۔ پھر وہاں سے نکلا اور پھر پانچ چھ فرسخ اور سفر کیا۔ اور پھر اسی بستی میں ٹھہرا تو؟ فرمایا: جب تک اپنے گھر یا اپنے دیہات سے آٹھ فرسخ کا قصد کر کے نہ سفر کرے اس وقت تک اسے (شرعی) مسافر نہیں سمجھا جائے گا۔ اس لیے اسے چاہیئے کہ وہ نماز پوری پڑھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جو شخص شرعی مسافت کا قصد کر کے سفر پر روانہ ہو اور پھر اثنا میں ارادہ ترک کر کے واپسی کا ارادہ کر لے تو اگر چار فرسخ تک پہنچ گیا ہے تو قصر پڑھے گا ورنہ تمام کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کشتی کے ذریعہ کوفہ سے قصر ابو ہریرہ جو کوفہ سے تقریباً بیس فرسخ کے فاصلہ پر پانی کے اندر موجود ہے۔ میں دن بھر نماز قصر پڑھتا رہا۔ پھر جب رات ہوئی تو میرا ارادہ بدل گیا اور واپس کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اب میں نہیں جانتا کہ پوری نماز پڑھوں یا قصر؟ اور مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: اگر تو نے

اس دن میں ایک برید (چار فرسخ) طے کر لیا تھا تو واپسی پر گھر پہنچنے تک تمہیں نماز قصر پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ تو مسافر ہے اور اگر تو نے دن بھر میں ایک برید سے کم تر مسافت طے کی تھی تو تمہیں ہر اس نماز کی جو اس سفر میں قصر پڑھی تھی۔ اس کی پوری نماز کے ساتھ قضا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تم ابھی اس مقام پر پہنچے ہی نہیں جہاں نماز قصر ہوتی ہے کہ تم نے ارادہ بدل دیا۔ لہٰذا تم پر بطور قصر پڑھی ہوئی نماز کی قضا واجب ہے اور تم پر لازم ہے واپس لوٹتے وقت اور گھر پہنچنے تک پوری نماز پڑھو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی اور یہاں قصر پڑھی ہوئی نماز (جو کہ بظاہر درست پڑھی گئی) کی قضا کا حکم اس نماز کے ساتھ مخصوص ہے جو واپس لوٹنے کے ارادہ کے بعد پڑھی گئی۔ یا استحباب پر محمول ہے۔

باب ۶

جب دیواریں چھپ جائیں اور اذان سنائی نہ دے تو جاتے اور آتے وقت نماز قصر واجب ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص سفر کا ارادہ کرتا ہے وہ کب قصر پڑھے؟ فرمایا: جب گھروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جعفر بن محمد نے ان (جناب امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ کتنی مسافت میں قصر ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ حضرت امیر علیہ السلام جب سفر کے لیے نکلتے تھے تو ایک فرسخ پر قصر کرتے تھے۔ اگلے سال پھر یہ مسئلہ پوچھا۔ تو امام نے جواب میں لکھا کہ "دس دنوں میں۔" (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: پہلے مسئلہ اور اس کے جواب سے ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد ترخص کی حد دریافت کی گئی ہے۔ تو مقصد یہ ہے ایک فرسخ تک تاخیر جائز ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے قصر پڑھی جا سکتی ہے۔ ضابطہ وہی ہے جو عنوان میں مذکور ہے۔ اور دوسرے مسئلہ کا مقصد یہ پوچھنا ہے کہ جب کسی شخص کا قصد شرعی مسافت کا ہو۔ تو آیا اسے ایک دن یہ قطع کرنا ضروری ہے؟ فرمایا: اگر دس دن میں بھی اسے قطع کرے تو وہ قصر پڑھے گا واللہ اعلم۔

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ قصر کب پڑھی جائے؟ فرمایا: جب تک اس جگہ پر موجود ہو جہاں اذان کی آواز سنائی دیتی ہو تو پوری پڑھو اور جب اس مقام پر پہنچ

جاؤ کہ اذان سنائی نہ دے تو پھر قصر پڑھو اور جب سفر سے واپس لوٹو تو اسی طرح عمل کرو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ابوسعید الخدری بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک فرسخ طے کر لیتے تھے تو قصر پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد جب کوفہ سے نکلتے تھے تو نماز قصر پڑھتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ دیواروں کے پوشیدہ ہونے اور اذان کے سنائی نہ دینے پر مبنی ہے۔ یا محمول بر تقیہ ہے۔

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ مکہ والے جب کعبہ کی زیارت کرنے کے لیے آئیں تو آیا نماز پوری پڑھیں؟ فرمایا: ہاں! پھر فرمایا کہ جو شخص ایک مہینہ مکہ میں قیام کرے اس کا حکم بھی یہی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسافر (سفر سے واپسی پر) اذان کی آواز سنے تو نماز پوری پڑھے۔ (المحاسن)

۸۔ حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسافر شہر میں داخل ہوتے وقت تک قصر پڑھے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حماد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آدمی سفر کے لیے نکلے تو جب گھروں سے نکلے گا تو قصر پڑھے گا۔ (التہذیب)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب سفر کے لیے روانہ ہوتے تھے تو اس وقت تک نماز قصر شروع نہیں کرتے تھے جب تک گھروں سے خارج نہیں ہو جاتے تھے اور واپسی پر اس وقت تک قصر پڑھتے تھے جب تک کہ گھروں کے اندر داخل نہیں ہو جاتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

اس مسافر کا حکم جو اپنے شہر میں تو داخل ہو جائے مگر ہنوز اپنے گھر میں داخل نہ ہو؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: مکہ والے جب خانۂ خدا کی زیارت کے لیے (منٰی سے) آئیں اور اپنے گھروں میں داخل ہو جائیں تو نماز پوری پڑھیں گے۔ اور اگر اپنے گھروں میں داخل نہ ہوں تو پھر نماز قصر کریں گے۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بصرہ میں رہتا ہے جبکہ وہ ہے کوفہ کا باشندہ اور اس کا وہاں گھر بار بھی ہے۔ وہ اثناءِ سفر میں (مکہ جاتے ہوئے۔ [قرب الاسناد]) کوفہ سے گزرتا ہے مگر وہاں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ ہاں صرف سفر کی تیاری کی خاطر ایک دو دن وہاں ٹھہر جاتا ہے تو؟ (نماز پوری پڑھے یا قصر؟) فرمایا: شہر کے ایک گوشہ میں قیام کرے اور نماز قصر پڑھے! راوی نے عرض کیا: اور اگر اپنے اہل و عیال کے پاس (اپنے گھر میں) جائے تو؟ فرمایا: پھر تو اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (جو کہ کوفہ کا باشندہ ہے) سفر میں تھا۔ اور واپسی پر کوفہ کے گھروں میں داخل ہو گیا تو آیا اب نماز پوری پڑھے گا۔ یا اپنے اہل و عیال کے ہاں وارد ہونے تک قصر ہی پڑھے گا؟ فرمایا: اپنے اہل و عیال کے ہاں پہنچنے تک قصر ہی پڑھے گا۔ (کتب اربعہ)

۴۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسافر برابر نماز قصر پڑھتا ہے۔ جب تک اپنے گھر کے اندر داخل نہ ہو جائے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب اپنے گھر سے (سفر پر) نکلو تو قصر شروع کرو۔ اور واپسی پر گھر پہنچنے تک برابر قصر پڑھتے رہو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں (کہ چونکہ سابقہ باب اور اس باب کی حدیثوں میں بظاہر اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہاں جاتے وقت حد ترخص کے بعد قصر شروع ہوتی ہے اور واپسی پر وہاں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے اور یہاں گھر کے حدود کو انتہا قرار دیا گیا ہے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں میں وارد شدہ لفظ "اپنے اہل و عیال کے ہاں وارد ہونے" سے اپنے گھر کی دیواروں کا نظر آنا اور اذان کی آواز کا سنائی دینا مراد لیا ہے اور ممکن ہے کہ اس باب کی حدیثوں کو اس شخص پر محمول کیا جائے جس کا گھر جانے کا ارادہ نہ ہو۔ (مگر اتفاقاً وہاں پہنچ جائے) اور سابقہ حدیثوں کو اس شخص پر محمول کیا جائے جس کا گھر جانے کا ارادہ ہو۔ نیز ان حدیثوں کو تقیہ پر محمول کرنے کا بھی امکان ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۸

نماز کے قصر ہونے میں شرط ہے کہ سفرِ معصیت نہ ہو اور اگر ہو تو پھر پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابوعمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی ماہِ رمضان میں (سفر کے اندر) روزہ افطار نہ کرے۔ مگر سفرِ حق (جائز) میں۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حماد بن عثمان آیت مبارکہ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ کی تفسیر کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''باغی'' سے یہاں شکاری اور ''عادی'' سے چور مراد ہے۔ یہ (ناجائز سفر والے) اگر مضطر ہو جائیں تو ان کے لیے (جان بچانے کی خاطر) مردار کھانا جائز نہیں ہے جس طرح کہ دوسرے مسلمانوں کے لیے جائز ہے اور نہ ہی ان کو نماز کے قصر کرنے کا کوئی حق ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سفر کرے وہ نماز قصر پڑھے اور روزہ افطار کرے مگر یہ کہ (اس کا سفر معصیت نہ ہو جیسے) شکار کھیلنے کے لیے یا خدا کی کسی نافرمانی کے لیے، خدا کے کسی نافرمان بندے کی پیغامبری کے لیے، دشمن کو تلاش کرنے، عداوت کی آگ بجھانے اور چغلخوری کرنے یا کسی اور طریقہ سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کی غرض سے سفر کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے مسافر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا: جو شخص سفر پر نکلے وہ نماز قصر کرے اور روزہ افطار کرے مگر یہ کہ کسی ظالم حاکم کی مشایعت کرنے یا شکار کرنے کے لیے نکلے۔ یا اپنے گاؤں کی طرف سفر کرے جو ایک دن کی مسافت پر واقع ہے اور وہاں اپنے اہل وعیال کے ہاں رات گزارنا چاہتا ہو تو وہ نماز قصر نہیں کرے گا اور نہ ہی روزہ افطار کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ گاؤں والا حکم اس بات پر محمول ہے کہ یا تو مسافت پوری نہ ہو۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ گھر میں نماز پوری پڑھے گا اور روزہ افطار کرے گا۔

۵۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات شخص ایسے ہیں جو کہ نماز قصر نہیں کریں گے۔ منجملہ ان کے ایک وہ شخص ہے جو لہوی شکار کرنے کے لیے سفر کرے اور وہ ڈاکو جو راہزنی کے لیے نکلے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۶۔ ابو سعید خراسانی بیان کرتے ہیں کہ دو شخص حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز قصر کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ایک سے فرمایا کہ تم پر قصر لازم ہے کیونکہ تو مجھ سے ملنے کے ارادہ سے آیا ہے (لہٰذا تیرا سفر جائز ہے؟) اور دوسرے سے فرمایا کہ تجھ پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے کیونکہ تو بادشاہ سے ملنے کے لیے آیا ہے (لہٰذا تیرا سفر معصیت ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۹ میں) اور باب الاطعمہ میں ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۹

جو شخص بطور لہو ولعب شکار کے لیے سفر کرے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور جو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی قوت لایموت کے لیے شکار کرنے کی خاطر سفر کرے اس پر قصر واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص شکروں، بازوں اور کتوں کا (لہوی) شکار کھیلنے کے لیے ایک روز یا تین راتوں کے لیے گھر سے نکلے آیا نماز قصر کرے یا نہ؟ فرمایا: چونکہ وہ لہو ولعب کے لیے باہر نکلا ہے اس لیے وہ قصر نہ کرے۔

(التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص شکار کرنے کے لیے سفر پر نکلتا ہے تو؟ فرمایا: اگر (شرعی مسافت کے کمتر میں) شکار کے ارد گرد گھومتا رہے تو پھر تو قصر نہیں کرے گا۔ اور اگر وقت سے تجاوز کر جائے (شرعی مسافت تک چلا جائے) تو پھر قصر کرے گا۔ (ایضاً والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں شرعی مسافت (آٹھ فرسخ) کی شرط کی طرف اشارہ ہے۔ بہرحال اس حدیث میں اجمال ہے۔ جو حدیث نمبر ۵ میں آئندہ آنے والی تفصیل پر محمول ہے۔ (نیز یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب شکار کرنا جائز ہو)۔

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شکاری پر تین دن تک قصر نہیں ہے اور جب تین دن سے تجاوز کر جائے تو پھر قصر لازم ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، المقنع)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص شکار کے لیے سفر پر نکلتا ہے! آیا وہ نماز قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا؟ فرمایا: پوری پڑھے گا کیونکہ اس کا سفر حق (جائز) نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۵۔ عمران بن محمد بن عمران قمیؒ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک یا دو دن کی مسافت پر شکار کے لیے گھر سے نکلتا ہے آیا نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟ فرمایا: اگر تو اس کی غرض اس سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قوت (لایموت) حاصل کرنا ہے تو پھر روزہ افطار کرے اور نماز قصر کرے! اور اگر بے فائدہ (محض لہو ولعب کے لیے) نکلا ہے تو پھر قصر نہ کرے۔ اور نہ ہی اس کی کوئی عزت و منزلت ہے۔ (کتب اربعہ)

۶۔ احمد بن محمد سیاری بعض اہل عسکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: شکاری جب تک شاہراہ پر رہے۔ نماز قصر کرے گا اور جب اس سے روگردانی کرے تو پھر پوری پڑھے گا۔ اور جب پھر شاہراہ پر آجائے گا تو قصر کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس پر محمول کیا ہے کہ جو شخص شکار کرنے کا ارادہ کیے بغیر شاہراہ پر سفر کرے گا وہ قصر کرے گا اور جب شکار کے ارادہ سے شاہراہ سے ہٹ جائے گا تو پوری پڑھے گا۔

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک، دو یا تین دن تک شکار کرتا ہے آیا وہ نماز قصر پڑھے گا؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کی مشایعت کرنے کے لیے سفر کرے! کیونکہ (لہوی) شکار کے لیے سفر کرنا باطل ہے۔ اس لیے نماز قصر نہ ہوگی۔ فرمایا: ہاں جب برادر ایمانی کی مشایعت کرے تو قصر پڑھے گا۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار، المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ مروزی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو دل کو خراب کرتی ہیں اور نفاق کو اس طرح اگاتی ہیں جس طرح پانی درخت کو اُگاتا ہے: (۱) لہو ولعب۔ (۲) بدزبانی۔ (۳) بادشاہ کے دروازہ پر جانا۔ (۴) شکار کرنا۔ (الخصال)

باب ۱۰

جو شخص کسی مؤمن کی مشایعت یا اس کے استقبال کے لیے نکلے نہ کہ کسی ظالم و جابر کے لیے تو اس پر افطار اور قصر واجب ہے اور اس نیک مقصد کے لیے نکلنا اور نماز قصر پڑھنا قصداً اقامت کرکے نماز پوری پڑھنے سے افضل ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن

میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے مؤمن بھائی کی مشایعت کرتے ہوئے (بامقصد) اس حد تک چلا جاتا ہے جہاں قصر و افطار واجب ہوتی ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ قصر کرے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ماہِ رمضان میں ہمارے اصحاب اور برادرانِ ایمانی میں سے ایک شخص کی مقام ''اعوص'' سے آمد کی اطلاع ملتی ہے آیا ہم اس کی ملاقات کے لیے وہاں جائیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا کہ جب میں اس کی ملاقات کے لیے جاؤں تو کیا روزہ افطار کروں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا کہ آیا جاؤں اور روزہ افطار کروں۔ (تو یہ بہتر ہے یا) قیام کروں اور روزہ رکھوں؟ تو یہ بہتر ہے؟ فرمایا: اس سے ملاقات کرو اور روزہ افطار کرو۔ (یہ افضل ہے)۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے برادرِ مؤمن کی مشایعت کے لیے دو یا تین دن کی مسافت تک جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ماہِ رمضان میں جائے (تو چونکہ شرعی سفر ہے اس لیے) روزہ افطار کرے گا۔ (عرض کیا گیا کہ کون سا کام افضل ہے؟ گھر رہنا اور روزہ رکھنا یا مؤمن کی مشایعت کرنا اور روزہ افطار کرنا؟) فرمایا: مشایعت کرنا۔ کیونکہ جب وہ مشایعت کے لیے سفر کرے گا تو خدا اس سے روزہ کا وجوب ساقط کردے گا۔ (الفقیہ، المقنع، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں ایک دو دن تک اپنے مؤمن بھائی کی مشایعت کرتا ہے تو؟ فرمایا: روزہ افطار کرے اور نماز قصر کرے کیونکہ یہ چیز (شرعاً) اس پر لازم ہے۔

(التہذیب، الفروع)

۵۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولید سے بمقام ''اعوص'' ملنے کی اجازت چاہی جبکہ ہم ماہ رمضان کے روزے رکھ رہے تھے؟ فرمایا: ہاں اس سے ملو اور روزہ افطار کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر (ولید سے ظالم حاکم مراد لیا جائے تو) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔ (کیونکہ جابر سے ملنے کے لیے سفر کرنا غیر شرعی سفر ہے۔ جس میں روزہ افطار نہیں کیا جاتا) اور ممکن ہے کہ ولید سے وہ حاکم جابر مراد نہ ہو بلکہ (کوئی ولید نامی مؤمن مراد ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے)۔

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعید بن ابو جارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے مؤمن بھائی کی ایک دو دن کی مسافت تک مشایعت کرتا ہے تو آیا روزہ افطار کرے گا؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا: آیا سفر کر کے روزہ افطار کرے یا قیام کر کے روزہ رکھے؟ فرمایا: مشایعت کر کے افطار کرے (کہ یہ افضل ہے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ باب الصوم میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مکاری (چوپائے کرایہ پر دینے والا)، شتربان، ملاح، ڈاکیہ، چرواہا، ٹیکس وصول کرنے والا، تاجر اور خانہ بدوش (وغیرہ کثیر السفر) پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے جبکہ ایک جگہ (دس دن) قیام نہ کریں۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکاری اور شتربان جو ہمیشہ (اپنے کاروبار کے سلسلہ میں) چلتے پھرتے رہتے ہیں اور ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ وہ نماز پوری پڑھیں گے اور ماہِ رمضان المبارک کا روزہ بھی رکھیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار اشخاص ایسے ہیں جن پر سفر و حضر میں پوری نماز پڑھنا واجب ہے: (۱) کرایہ پر چوپائے دینے والا۔ (۲) کرایہ پر لینے والا۔ (۳) چرواہا۔ (۴) ڈاکیہ، کیونکہ یہ ان کا شغل ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، الخصال، الاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ملاحوں پر کشتیوں میں نماز قصر نہیں ہے اور نہ ہی مکاری اور شتربان پر قصر ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا ملاحوں اور خانہ بدوشوں پر نماز قصر ہے؟ فرمایا: خانہ بدوش قصر نہیں کریں گے کیونکہ ان کے گھر ان کے ہمراہ ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کشتی بان اپنی کشتیوں میں نماز پوری پڑھیں گے۔ (الفروع)

۶۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام)

سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات قسم کے آدمی ایسے ہیں جو نماز قصر نہیں کریں گے: (۱) ٹیکس وصول کرنے والا جو اس سلسلہ میں گھومتا رہتا ہے۔ (۲) وہ امیر جو اپنی امارت میں چکر لگاتا ہے۔ (۳) وہ تاجر جو چلتا پھرتا کاروبار کرتا ہے۔ (۴) چرواہا۔ (۵) وہ خانہ بدوش جو بارش اور گھاس والی جگہ تلاش کرتا رہتا ہے۔ (۶) جو لہوی شکار کی خاطر سفر کرے۔ (۷) وہ ڈاکو جو ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے سفر کرے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، الخصال، تفسیر القمی)

۷۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود سلیمان جعفری سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر مسافر پر نماز قصر کرنا اور روزہ افطار کرنا واجب ہے۔ سوائے ملاح کے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر (کشتی) میں ہے۔ جہاں چاہتا ہے گھومتا پھرتا ہے۔ (المحاسن)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ قسم کے آدمی ایسے ہیں جو سفر میں ہوں یا حضر میں نماز بہرحال پوری پڑھیں گے: (۱) کرایہ پر چوپائے دینے والا۔ (۲) کرایہ پر چوپائے لینے والا۔ (۳) ڈاکیہ۔ (۴) چرواہا۔ (۵) ملاح۔ کیونکہ یہ سفر ان کا شغل[۱] ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی اور کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور ہم ان کی وجہ وہیں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

کرایہ پر چوپایہ دینے والے کے کثیر السفر ہونے کا ضابطہ یہ ہے کہ درمیان میں دس دن قیام نہ کرے پس جو شخص دس دن قیام کے بعد سفر کرے اس پر قصر واجب ہے جب تک پھر کثیر السفر نہ ہو جائے اور جو شخص پانچ دن ٹھہرے اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عبدالرحمٰن سے اور وہ اپنے بعض آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس مکاری کی جو سفر میں نماز پوری پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے حد کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ مکاری جو اپنے گھر یا کسی اور شہر میں دس دن قیام نہ کرے تو اس پر

---

[۱] اس باب کی اور دوسری متعلقہ حدیثوں میں غور و فکر کرنے سے مستفاد ہوتا ہے کہ کثیر السفر ہونے کا معیار یہی ہے کہ مسافر کا پیشہ سفر ہو یعنی اس کا کاروبار ایسا ہو کہ جس کے ساتھ سفر لازم ہو۔ اور یہی موجودہ دور کے مراجع عظام کا فتویٰ ہے اور یہی ہماری ناچیز تحقیق ہے۔ اور بعض دوسرے معیار ناقص العیار ہیں واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہمیشہ سفر میں پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے۔ اور جو شخص اپنے گھر یا کسی اور شہر میں دس دن سے زائد (یا دس دن) قیام کرے اس پر (پہلے سفر میں) نماز کا قصر کرنا اور روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جو لوگ کرایہ پر چوپائے (گھوڑے، گدھے) دیتے ہیں اور ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں اور جب کرایہ مل جائے تو چلے جاتے ہیں۔ آیا جب وہ سفر پر جائیں تو نماز قصر کریں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب دس دن یا اس سے زیادہ دن قیام کرنے کے بعد سفر پر نکلیں (ورنہ تو کثیر السفر ہونے کی بنا پر ان پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے)۔

۳۔ محمد بن جزک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں نے کرایہ پر دینے کے لیے اونٹ رکھے ہوئے ہیں اور اس کام کے لیے آدمی مقرر کئے ہوئے ہیں۔ (جو ہمراہ جاتے ہیں) میں ان کے ساتھ نہیں جاتا۔ سوائے سفر مکہ کے کہ وہ بھی شوق حج میں یا کسی اور سفر میں کسی عجیب و غریب جگہ کو دیکھنے کے شوق میں، تو جب کبھی سفر پر نکلوں تو آیا سفر میں نماز و روزہ پورا کروں یا قصر؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ چونکہ تم ہر سفر میں نہیں نکلتے (بلکہ کبھی کبھار سفر مکہ وغیرہ میں نکلتے ہیں) اس لیے تم پر نماز قصر کرنا اور روزہ افطار کرنا لازم ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مکاری اپنے گھر میں صرف پانچ دن یا اس سے بھی کمتر قیام کرے تو وہ سفر میں دن کے وقت قصر کرے گا۔ اور رات کو پوری پڑھے گا۔ اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے گا۔ اور جب اپنے گھر میں یا اس شہر میں جہاں جائے۔ دس دن یا اس سے زیادہ قیام کرے تو اس پر پوری نماز پڑھنا، اور روزہ رکھنا لازم ہے۔ (الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے۔ اور اکثر علماء نے دن میں قصر کرنے کو نہاری نوافل کے ساقط ہونے پر محمول کیا ہے! اور نماز پوری پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پانچ دن کو تقیہ پر محمول کیا جائے کیونکہ یہ بہت سے مخالفین کے نظریہ کے موافق ہے۔

باب ۱۳

مکاری اور شتربان پر قصر واجب ہے۔ جب ان کو سفر میں بہت جلدی ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کرایہ پر گھوڑا اور گدھا دینے والے اور شتربان کو سفر میں بہت جلدی ہو تو نماز قصر کریں۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عمران بن محمد اشعری بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر شتربان اور مکاری کو بہت جلدی ہو۔ تو وہ (منازل سفر میں سے) دو منزلوں کے درمیان نماز قصر کریں گے اور منزل پر پہنچ کر پوری پڑھیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اس شخص پر محمول کیا ہے (اور سفر کی جلدی کا یہ مفہوم بیان کیا ہے) کہ جو دو منزلوں کو ایک بنائے (اور ان کو عبور کر جائے) وہ راستہ میں قصر کرے اور منزل پر پہنچ کر پوری پڑھے۔ اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ جب (جلدی میں) دو منزلوں کو ایک منزل بنائے تو نماز قصر کرے گا اور جب حسب معلوم ایک منزل کو ایک ہی منزل بنائے تو پھر (اپنی تکلیف شرعی کے مطابق) پوری پڑھے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ مطلب یہ ہو کہ (جلدی کی وجہ سے پورے سفر میں نماز قصر پڑھے گا۔ اور جب اپنی منزل (یعنی گھر) میں داخل ہوگا تو وہاں پوری پڑھے گا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا کہ جو کرایہ بردار (دریائے) نیل کی طرف عموماً سفر کرتے رہتے ہیں۔ آیا ان پر پوری نماز پڑھنا فرض ہے؟ فرمایا: ہاں جب ان کی آمد و رفت جاری ہو تو وہ روزہ بھی رکھیں اور نماز پوری پڑھیں۔ مگر یہ کہ ان کو بہت جلدی ہو۔ تو پھر روزہ افطار کریں۔ اور نماز قصر کریں۔ (کتاب المسائل، مندرجہ بحار الانوار)

باب ۱۴

جو شخص کسی ایسے گھر میں پہنچ جائے جہاں وہ چھ ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک بطور وطن قیام کر چکا ہو یا وہاں اس کی کچھ ملکیت ہو اور وہ اسی طرح بقصد وطن چھ ماہ یا اس سے زیادہ قیام کر چکا ہو اس پر وہاں نماز پوری پڑھنا واجب ہے اور اس سے پہلے اور اس کے بعد شرعی مسافت معتبر ہوگی۔ اگر کم ہوئی تو پھر قصر جائز نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تیرا ہر وہ گھر جہاں تم نے بطور وطن قیام نہیں کیا اس میں تم پر قصر کرنا لازم ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ اسماعیل بن الفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک سرزمین

سے دوسری سرزمین کی طرف سفر کرتا ہے اور (اثناءِ سفر میں) اپنی بستیوں اور اپنی جائیدادوں میں اترتا ہے تو؟ فرمایا: اگر تم اپنی بستیوں اور اپنی زمین پر اترتے ہو تو نماز پوری پڑھو۔ اور جب اپنی زمین پر نہ اترو۔ تو پھر نماز قصر کرو۔ (ایضاً والتہذیب والاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف یا ایک جائیداد سے اپنی دوسری جائیداد کی طرف سفر کے ارادہ سے نکلتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس کے ان دونوں گھروں یا دونوں جائیدادوں کے درمیان دو برید (آٹھ فرسخ) کی مسافت ہے تو پھر نماز قصر پڑھے گا اور اگر اس سے کم ہے تو پھر پوری پڑھے گا۔ (التہذیب)

۴۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میری کچھ جائیداد کوفہ کے قریب تقریباً اتنے فاصلہ پر موجود ہے جتنا فاصلہ کوفہ اور قادسیہ میں ہے تو ماہِ رمضان کا مہینہ ہے مگر مجھے ایک ضروری کام پیش آتا ہے کہ میرے وہاں جانے میں میرا فائدہ ہے یا وہاں نہ جانے میں میرا نقصان ہے مگر میں جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں اس سفر میں روزہ رکھوں یا افطار کروں؟ امامؑ نے فرمایا: جا اور نماز پوری پڑھ اور روزہ رکھ۔ کیونکہ میں نے قادسیہ دیکھا ہوا ہے الخ۔۔۔ (یعنی اس طرح تمہاری جائیداد تک شرعی مسافت پوری نہیں ہوتی)۔ (ایضاً)

۵۔ عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر میں نکلتا ہے اور اثناءِ سفر میں اپنے گاؤں یا اپنے گھر سے گزرتا ہے اور وہاں قیام کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس کی وہاں صرف ایک کھجور بھی ہو۔ تو وہ وہاں نماز پوری پڑھے گا اور قصر نہیں کرے گا اور اگر وہ وہیں قیام پذیر ہو کہ ماہِ رمضان شروع ہو جائے تو وہ وہاں روزہ بھی رکھے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی جگہ مکان بناتا ہے اور پھر (اثناءِ سفر میں) وہاں سے گزرتا ہے آیا وہاں نماز پوری پڑھے یا قصر؟ فرمایا: ہر وہ مکان جہاں تم بطور وطن رہائش پذیر نہیں ہو وہ تمہارا مکان نہیں ہے اور نہ ہی اس میں تمہیں پوری نماز پڑھنے کا کوئی حق ہے۔

(ایضاً)

۷۔ نیز علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سفر کے دوران ایک ایسے شہر سے گزرتا ہے جہاں اس کا مکان ہے مگر وہ شہر اس کا وطن نہیں ہے آیا وہ وہاں پوری نماز پڑھے

گا یا قصر؟ فرمایا: نماز قصر پڑھے گا اور جب وہاں سے گزرے تو روزہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سفر کرتے ہوئے اپنے مکان کے پاس سے گزرتا ہے جو راستہ میں واقع ہے تو وہاں پوری نماز پڑھے گا یا قصر؟ فرمایا: قصر کرے گا۔ تمام وہاں ہوتی ہے جہاں آدمی بطور وطن رہتا ہو۔ (ایضاً)

۹۔ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کا کسی شہر میں مکان ہے یا کچھ جائیداد تو آیا وہاں سے گزرتے ہوئے نماز کس طرح پڑھے؟ فرمایا: اگر وہاں سکونت پذیر ہے تو پھر پوری پڑھے۔ اور اگر وہاں سکونت نہیں رکھتا تو پھر قصر کرے۔ (ایضاً)

۱۰۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ مختلف گاؤں یا مختلف فاصلوں پر میرے مکانات ہیں اور جائیدادیں ہیں تو؟ فرمایا: تمہارا ہر وہ مکان (اور ہر وہ جائیداد) جہاں تم بطور وطن نہیں رہتے وہاں قصر کرنا لازم ہے۔ (التہذیب)

۱۱۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی جائیداد میں جائے تو نماز قصر پڑھے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک دس دن قیام کا ارادہ نہ کرے۔ یا جب تک اس کا وہاں کوئی ایسا مکان نہ ہو جہاں بقصد وطن رہا ہو۔ راوی نے عرض کیا کہ بطور وطن رہنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس جائیداد میں اس کا کوئی مکان ہو جہاں (کم از کم) چھ ماہ قیام کیا ہو۔ اور جب ایسی صورت حال ہو تو پھر جب بھی وہاں جائے گا تو نماز پوری پڑھے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۱۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی مختلف مقامات پر جائیداد ہیں کچھ نزدیک ہیں اور کچھ دور! وہ نکلتا ہے اور ان کا چکر لگاتا ہے (فروع کافی میں ہے کہ وہاں جا کر قیام کرتا ہے۔ وھوالانسب) آیا پوری نماز پڑھے یا قصر؟ فرمایا: پوری پڑھے گا۔ (کتب اربعہ)

۱۳۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں اپنی زمین کی طرف گیا پس تین (نمازیں یا تین دن تک) نماز قصر کی اور تین (نمازیں یا تین دن) پوری پڑھی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید ان کا مطلب یہ ہے کہ راستہ میں قصر پڑھی اور اپنی زمین میں اس لیے پوری پڑھی کہ وہاں بقصد وطن قیام کر چکے تھے۔ یا پھر دس روزہ قیام کا پروگرام تھا۔

۱۴۔ عمران بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہوں! میری کچھ جائیداد (شرعی) پندرہ میل یعنی پانچ فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ میں کبھی کبھار وہاں جاتا ہوں اور وہاں بعض اوقات تین دن، کبھی پانچ دن اور کبھی سات دن تک ٹھہرتا ہوں۔ آیا وہاں پوری نماز پڑھوں یا قصر؟ فرمایا: راستہ میں قصر پڑھ اور جائیداد میں پوری! (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہاں بقصد وطن رہائش رکھ چکا ہو۔

۱۵۔ موسیٰ بن الخزرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات میں اپنی جائیداد کی طرف جاتا ہوں جو کہ میرے مکان سے بارہ میل (شرعی) کے فاصلہ پر واقع ہے تو آیا میں نماز قصر کروں یا پوری پڑھوں؟ (جبکہ آمد و رفت سے مسافت پوری ہو جاتی ہے؟) فرمایا: پوری پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ جائیداد میں پوری پڑھو (وہ بھی وہاں جہاں بقصد وطن کم از کم چھ ماہ قیام کر چکے ہو) نہ کہ راستہ میں (کہ وہاں تو قصر ہے)۔

۱۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی جائیداد کی طرف جاتا ہے اور وہاں ایک، دو اور تین دن تک قیام کرتا ہے آیا نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟ فرمایا: جب بھی اپنی جائیدادوں میں سے کسی جائیداد کی طرف جائے تو نماز پوری پڑھے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی وہاں بقصد وطن چھ ماہ قیام کر چکا ہو۔ یا بصورت دیگر دس روزہ قیام کا پروگرام ہو۔ جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماءِ کرام نے ان حدیثوں کا مفہوم بیان کیا ہے۔

باب ۱۵

جب مسافر کسی جگہ دس روزہ قیام کا پروگرام بنائے تو اس پر نماز و روزہ تمام کرنا واجب ہے اور آئندہ سفر کے سلسلہ میں وہاں سے مسافت کا لحاظ کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص قیام کرنے میں متردّد ہو تو تیس دن تک اس پر قصر واجب ہے اور اس کے بعد اگر ایک نماز بھی پڑھے گا تو پوری پڑھے گا۔ اور پانچ روزہ قیام کا حکم؟

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر میں تھا کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا اور وہ کچھ دن ایک جگہ قیام کرتا ہے آیا اس پر روزہ رکھنا واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک دس دن قیام کرنے کا عزم نہ کرلے۔ ہاں البتہ جب کسی جگہ دس دن قیام کرنے کا پروگرام بنالے تو پھر روزہ رکھے گا اور نماز بھی پوری پڑھے گا۔ پھر سوال کیا کہ ابھی ماہ رمضان کے کچھ روزے باقی ہیں مگر وہ سفر میں ہے لہٰذا اگر کسی جگہ قیام کرے تو روزہ رکھے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک دس روزہ قیام کی نیت نہ کرے! (الفروع، المسائل، قرب الاسناد)

۲۔ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہا: جب کسی ایسی سرزمین میں پہنچو جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو روزہ رکھو اور نماز پوری پڑھو۔ اور اگر دس دن سے کمتر قیام کا ارادہ ہو (مگر اتفاقاً زیادہ ٹھہر جاؤ تو) ایک ماہ تک قصر پڑھو۔ ہاں البتہ جب مکمل ایک ماہ ہو جائے۔ تو اس کے بعد پوری نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ اگرچہ یہ کہو کہ کل روانہ ہو جاؤں گا۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کسی شہر میں جاؤ اور وہاں دس دن قیام کا پروگرام ہو تو نماز پوری پڑھو۔ (التہذیب)

۵۔ ابو ولاد الحناط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اگر چاہو تو کسی جگہ دس دن قیام کی نیت کر کے نماز پوری پڑھو۔ اور اگر دس دن قیام کی نیت نہ کرو تو پھر ایک ماہ تک قصر پڑھو گے۔ ہاں جب ایک ماہ مکمل ہو جائے تو اس کے بعد پوری پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی جائیداد پر جائے اور وہاں دس دن قیام کا عزم نہ کرے تو نماز قصر کرے گا اور اگر دس روزہ قیام کا عزم ہو تو پھر پوری پڑھے گا۔ (ایضاً)

۷۔ موسیٰ بن حمزہ بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان! بغداد کے اس طرف میری کچھ جائیداد ہے تو میں کوفہ سے بغداد کے ارادہ سے نکلتا ہوں اور کچھ دن اپنی جائیداد میں ٹھہر جاتا ہوں تو آیا نماز قصر کروں یا پوری پڑھوں؟ فرمایا: اگر وہاں دس دن قیام کا پروگرام نہیں ہے تو قصر پڑھ۔ (التہذیب، الاستبصار، المحاسن للبرقیؒ)

۸۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب کوئی مسافر کسی شہر میں داخل ہو تو کب تک اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے۔ اور کب تمام؟ فرمایا: جب تک کسی زمین میں داخل ہو اور وہاں

دس روزہ قیام کا یقین ہو تو نماز پوری پڑھو۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہاں کس قدر قیام ہوگا؟ بس تم یہی کہتے ہو کہ کل روانہ ہوں گا اور پرسوں ہوں گا تو پھر پورے ایک ماہ تک قصر پڑھو۔ پس جب ایک ماہ مکمل ہو جائے تو پھر پوری پڑھو۔ اگرچہ اسی وقت روانگی کا ارادہ ہو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، السرائر)

۹۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مسافر (حاجی) یوم ''ترویہ'' سے دس دن پہلے مکہ پہنچ جائے تو (دس روزہ قیام کی وجہ سے) اہل مکہ کی طرح اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔ ہاں جب منیٰ کی طرف جائے گا تو پھر اس پر قصر واجب ہوگی۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

۱۰۔ ابو ایوب بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسافر کے بارے میں سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو اس کا نفس کہیں دس روزہ قیام کا فیصلہ کرلے تو پھر نماز پوری پڑھے۔ اور اگر ایسا کوئی فیصلہ نہ کر پائے کہ ایک دن قیام کرے گا یا زیادہ۔ تو تیس (۳۰) دن شمار کرے اس کے بعد خواہ ایک دن قیام کرے یا ایک نماز پڑھے وہ پوری ہی پڑھے گا۔ محمد بن مسلم نے عرض کیا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپؑ نے پانچ روزہ قیام پر بھی نماز پوری پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ہاں میں نے یہ بات کہی ہے! اس پر ابو ایوب نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں اگر پانچ دن سے کمتر قیام کرلے تو؟ فرمایا: پھر نہ۔

(التہذیب والاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے پانچ روزہ قیام کو اس شخص پر محمول کیا ہے جو مکہ یا مدینہ میں قیام کرے مگر اقرب یہ ہے کہ اسے تقیہ پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات بہت سے مخالفین کے نظریہ کے موافق ہے۔

۱۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص (سفر میں کسی جگہ) دس دن قیام کرنے کا عزم کرلے تو اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے اور اگر اسے شک ہو کہ کتنے دن قیام کرے گا آج جاؤں گا یا کل؟ تو پھر پورے ایک ماہ تک قصر پڑھے۔ اور اگر ایک ماہ سے زائد وہاں ٹھہرے تو پھر نماز پوری پڑھے۔ (التہذیب)

۱۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے مسافر کے بارے میں سوال کیا جو کسی سرزمین پر جاتا ہے؟ فرمایا: اگر اس کا نفس فیصلہ کرے کہ دس دن وہاں ٹھہرے گا تو پھر تو نماز پوری پڑھے اور اگر کہے آج نکلتا ہوں اور کل نکلتا ہوں اور نہیں جانتا (کہ کب نکلے گا؟) تو پورے ایک ماہ تک

قصر کرے پس جب ایک ماہ گزر جائے تو نماز پوری پڑھے اور دس روزہ قیام سے کمتر میں پوری نہ پڑھے سوائے مکہ اور مدینہ کے اور اگر مکہ و مدینہ میں صرف پانچ دن ہی قیام کرے تو نماز پوری پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں پوری نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ پانچ دن کے قیام کا قصد نہ بھی ہو۔ بلکہ وہاں ہر حال میں پوری پڑھنا مستحب ہے۔ تو پھر پانچ روزہ قیام کی نیت کے بعد کیا اشکال ہے؟

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی ایسے شہر میں داخل ہو جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو وہاں نماز پوری پڑھو۔ اور اگر دس دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر قصر کرو۔ اور اگر مذبذب ہو کہ کل جاتا ہوں اور پرسوں؟ اور دس دن ٹھہرنے کا عزم نہ ہو۔ تو ایک ماہ تک قصر پڑھو۔ ہاں جب ایک ماہ مکمل ہو جائے تو پھر پوری پڑھو۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر میں یکم ماہ رمضان کو کسی شہر میں وارد ہوں۔ اور وہاں دس دن قیام کرنے کا کوئی پروگرام نہ ہو تو؟ فرمایا: نماز قصر کرو۔ اور روزہ افطار کرو۔ عرض کیا کہ اگر یہی آج و کل کا تردد باقی رہے تو کیا پورا مہینہ ایسا ہی کروں کہ نماز قصر اور روزہ افطار؟ فرمایا: ہاں۔ دونوں کا معاملہ ایک ہے جب نماز قصر کرو گے تو روزہ افطار کرو گے اور جب روزہ افطار کرو گے تو نماز قصر پڑھو گے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۱۴۔ رجاء بن ابوالضحاک بیان کرتے ہیں کہ مدینہ سے لے کر مرو تک میں اس سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی معیت میں تھا۔ جب آپؑ کسی شہر میں دس دن کا قیام کرتے تھے تو روزہ رکھتے تھے اور افطار نہیں کرتے تھے اور جب رات داخل ہو جاتی تھی تو افطار سے پہلے نماز پڑھتے تھے الخ۔۔۔ (عیون الاخبار)

۱۵۔ جناب شیخ حسن طوسیؒ باسناد خود سوید بن غفلہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم سفر میں ہو اور اس اثناء میں کسی ایسے شہر سے گزرو جس میں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر نماز پوری پڑھو۔ اور اگر دس دن سے کمتر ٹھہرنا ہو تو پھر قصر کرو۔ اور اگر تذبذب ہو کہو کہ کل جاؤں گا اور پرسوں تو پھر ایک ماہ تک قصر پڑھو۔ ہاں جب ایک ماہ مکمل ہو جائے تو پھر پوری پڑھو۔ (آمالی طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز چاہیئے کہ یہاں مہینہ کا لفظ پورے تیس (۳۰) دن پر محمول کیا جائے کیونکہ مہینہ کا لفظ مجمل ہے اور تیس دن مبیّن ہے۔

باب ۱۶

قصر صرف چار رکعتی میں ہوتی ہے اور ہر نماز سے دو رکعت کم ہو جاتی ہیں اور نماز صبح اور مغرب میں قصر نہیں ہوتی۔ اور ظہرین کے نوافل ساقط ہو جاتے ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حذیفہ بن منصور سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں نماز صرف دو رکعت ہوتی ہے۔ ان سے پہلے یا بعد کوئی چیز نہیں ہوتی۔ (التہذیب، المحاسن)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں نماز صرف دو رکعت ہوتی ہے جن سے پہلے یا بعد کچھ نہیں ہوتا۔ سوائے نماز مغرب کے کہ جو بہر حال تین رکعت ہی رہتی ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اعداد الفرائض، نوافل اور اذان وغیرہ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ و ۲۹ میں) آئیں گی۔ نیز اس سے پہلے اعداد الفرائض میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں مغرب و عشاء اور صبح کے نوافل اور نماز شب ساقط نہیں ہوتی۔ فراجع۔

باب ۱۷

جو عمداً سفر میں نماز پوری پڑھے اس پر وقت کے اندر اعادہ اور وقت کے بعد نماز کی قضا واجب ہے اور جو بھول کر ایسا کرے اس پر وقت کے اندر اعادہ واجب ہے مگر بعد میں قضا نہیں ہے اور جو شخص جہالت کی وجہ سے ایسا کرے یا قصد اقامت کرنے کے باوجود جہالت کی وجہ سے قصر کرے وہ اعادہ نہیں کرے گا اور اس شخص کا حکم جو جہالت کے سبب سے نماز مغرب قصر کرے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو سفر میں تھا۔ اس نے (بھول کر) نماز پوری پڑھی تو؟ فرمایا: اگر وقت باقی ہو تو اعادہ کرلے اور اگر وقت نکل جائے تو پھر نہ۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے بھول کر سفر میں دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھ لی تو؟ فرمایا: اگر اسی دن یاد آئے تو

پھر اس نماز کا اعادہ کرے اور اگر اس وقت یاد آئے جب وہ دن گزر چکا ہو تو پھر اعادہ نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی ایسے شہر میں داخل ہو جہاں دس دن قیام کرنے کا ارادہ ہو تو وہاں نماز پوری پڑھو اور اگر کوئی شخص جہالت کی وجہ سے وہاں نماز قصر کرے تو اسے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ زرارہ اور محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے سفر میں چار رکعت نماز پڑھی آیا وہ اس کا اعادہ کرے یا نہ؟ فرمایا: اگر تو اس شخص کے سامنے نماز قصر کرنے والی آیت پڑھی گئی تھی اور اس کی تفسیر کر کے اسے سمجھائی بھی گئی تھی اور اس کے باوجود اس نے (اس کی خلاف ورزی کر کے) چار رکعت پڑھی تو پھر تو اعادہ کرے گا اور اگر اس طرح وہ آیت نہیں پڑھی گئی اور وہ یہ مسئلہ نہیں جانتا تھا تو پھر اس پر اعادہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، العیاشی)

۵۔ سابقہ روایت کو جناب عیاشی نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے کہ فرمایا: ہر نماز فریضہ سفر میں دو رکعت ہوتی ہے سوائے مغرب کے کہ وہ تین رکعت ہے اور اس میں قصر نہیں ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سفر و حضر میں بہر حال تین رکعت ہی رکھا ہے۔ (تفسیر العیاشی)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے سفر میں (بھول کر) نماز ظہر چار رکعت پڑھ لی تو؟ فرمایا: اس کا اعادہ کر (یعنی وقت کے اندر)۔ (التہذیب)

۷۔ محمد بن اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک عورت کے بارے میں سوال کیا جو (سفر حج میں) ہمارے ساتھ تھی اور جاتے آتے وقت نماز مغرب دو رکعت پڑھتی رہی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس حدیث پر (جو کہ بظاہر اخبار معتبرہ اور اصول معتمدہ کے خلاف ہے) تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شاذ و نادر ہے اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ نماز مغرب میں قصر نہیں ہے۔ تو جو اسے قصر کرے گا اس پر اعادہ واجب ہوگا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی چند تاویلیں اور بھی ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ (۱) یہ استفہام انکاری پر محمول ہے۔ کیا اس پر قضا نہیں ہے؟ (یعنی ہے)۔ (۲) شاید عورت بالغہ نہ ہو۔ (۳) ممکن ہے نماز مغرب کے نوافل مراد ہوں۔

(بہرکیف اس روایت کے معارض روایات اس سے پہلے اعداد الفرائض اور خلل نماز میں (اور یہاں باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ و ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع دین میں فرمایا کہ نماز آٹھ فرسخ میں جو کہ دو (۲) برید کے برابر ہے قصر ہوتی ہے اور جب نماز قصر کرو گے تو روزہ بھی افطار کرو گے اور جو شخص سفر میں نماز قصر نہ کرے اس کی نماز جائز نہیں ہے کیونکہ اس نے خدائے عزوجل کے فریضہ میں زیادتی کی ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں باب الصوم (نمبر ۲۰) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جو شخص کسی جگہ دس روزہ قیام کا ارادہ کرے اور کچھ نمازیں وہاں بھی اگرچہ ایک ہی ہو پوری پڑھے۔ پھر قصد اقامت بدل جائے تو جب تک وہاں سے روانہ نہ ہوگا اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر کوئی نماز پڑھنے سے پہلے ارادہ بدل جائے تو پھر اس پر قصر واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو ارادہ تھا کہ وہاں دس دن قیام کروں گا اور نماز پوری پڑھوں گا مگر بعد میں ارادہ بدل گیا۔ تو آپؑ کیا فرماتے ہیں نماز پوری پڑھوں یا قصر؟ فرمایا: جب تم دس دن قیام کا ارادہ لے کر وارد ہوئے تھے تو اگر کوئی نماز پوری پڑھی ہے اگرچہ ایک ہی ہو تو جب تک وہاں سے روانہ نہیں ہو جاؤ گے تم قصر نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر اسی ارادہ کے بعد کوئی ایک نماز بھی پوری نہیں پڑھی کہ قیام کا ارادہ بدل گیا تو تمہیں اختیار ہے کہ پھر دس دن قیام کی نیت کر کے پوری نماز پڑھو۔ اور اگر یہ نیت نہ کرو تو پھر پورے ایک ماہ تک نماز قصر پڑھو گے۔ ہاں البتہ جب پورا ایک ماہ گزر جائے تو پھر نماز پوری پڑھو گے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ حمزہ بن عبداللہ جعفری بیان کرتے ہیں کہ جب میں مقام منیٰ سے مکہ مکرمہ لوٹا تو ارادہ تھا کہ وہاں (دس دن تک) قیام کروں گا اور وہاں پہنچ کر ایک نماز پوری پڑھی بھی مگر اس کے بعد گھر سے ایک ایسی اطلاع موصول ہوئی کہ مجھے لازماً گھر جانا پڑ گیا۔ اب مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہاں نماز پوری پڑھوں یا قصر؟ (حسن اتفاق سے) ان دنوں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مکہ میں تشریف رکھتے تھے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا عرض کیا؟ فرمایا:

قصر کی طرف لوٹ جاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ یہ روایت سابقہ ضابطہ کے بظاہر منافی ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس مطلب پر محمول کیا ہے کہ امام کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جب مکہ سے گھر سفر کرے گا تو قصر کی طرف لوٹے گا نہ کہ اس سے پہلے (مکہ میں) اور جناب شہید اوّل نے کتاب الذکریٰ میں اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ مکہ پہنچ کر دس روزہ قیام کی نیت سے غافل ہو کر پوری نماز پڑھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے دس دن سے کم قیام کے ارادہ پر محمول کیا جائے واللہ العالم۔

باب ۱۹

اگر مسافر اثناءِ سفر میں بعض رشتہ داروں کے ہاں وارد ہو تو جب شرائط قصر پائے جائیں تو اس پر قصر کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مسافر اثناءِ سفر میں اپنے بعض رشتہ داروں کے ہاں ایک شب و روز تک ٹھہرتا ہے تو؟ فرمایا: نماز قصر کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن سہل اپنے باپ (سہل) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی جائیداد کی طرف جاتا ہے جو دو یا تین برید کی مسافت پر ہے (جو شرعی سفر ہے) اور اثناءِ سفر میں اپنے چچازاد بھائیوں کی جائیداد کے پاس سے گزرتا ہے آیا وہ نماز قصر کرے اور روزہ افطار کرے یا نماز پوری پڑھے اور روزہ رکھے؟ فرمایا: نہ قصر کرے اور نہ ہی روزہ افطار کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ ایسی ہی ایک روایت فضل بقباق سے مروی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مسافر بعض رشتہ داروں کے ہاں ایک دن یا ایک رات یا تین شب و روز تک قیام کرتا ہے تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ نماز قصر کرے؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں اس صورت پر محمول ہیں کہ اس شخص کا وہاں کوئی ایسا مکان ہو جہاں وہ بقصد وطن چھ ماہ تک قیام کر چکا ہو یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب سفر کی بعض شرطیں مفقود ہوں یا یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۲۰

جب کوئی مسافر اثناءِ نماز میں دس دن قیام کا ارادہ کرلے تو اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سفر پر روانہ ہوتا ہے اور نماز پڑھتے وقت دس دن قیام کرنے کی نیت کر لیتا ہے تو؟ فرمایا: جب قیام کا ارادہ کرلے تو پھر نماز پوری پڑھے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر عمومی طور پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

اس شخص کا حکم کہ جب نماز کا وقت داخل ہوا تو وہ حاضر تھا مگر (ہنوز نماز نہیں پڑھی تھی کہ) سفر پر روانہ ہوگیا یا اس کے برعکس جب نماز کا وقت داخل ہوا تو وہ مسافر تھا (مگر ہنوز نہیں پڑھی تھی کہ) حاضر ہوگیا تو اس پر قصر واجب ہے یا تمام؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص سفر کا ارادہ رکھتا ہے مگر گھر سے اس وقت نکلتا ہے کہ جب اسے وہیں زوال ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: جب سفر میں نکل کھڑے ہو تو پھر دو رکعت پڑھو۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سفر میں تھا کہ نماز کا وقت داخل ہوگیا مگر ہنوز نماز پڑھی نہیں تھی کہ گھر پہنچ گیا تو؟ فرمایا: پوری نماز پڑھ۔ پھر عرض کیا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا تھا کہ گھر میں نماز کا وقت داخل ہوگیا مگر ہنوز پڑھی نہ تھی کہ سفر پر روانہ ہوگیا تو؟ فرمایا: قصر پڑھ اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو بخدا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت[1] کرے گا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سفر میں تھا کہ نماز کا وقت داخل ہوا۔ مگر اس نے ادائیگی میں دیر کی۔ یہاں تک کہ گھر پہنچ گیا۔ اب پڑھنے کا ارادہ تھا۔ مگر بھول گیا۔ یہاں تک

---

[1] ان تمام حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت وجوب کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا بلکہ وقت ادا کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کہ اس کا وقت چلا گیا تو؟ فرمایا: مسافر کی نماز دو رکعت قضا کرے کیونکہ جب نماز کا وقت داخل ہوا تو اس وقت وہ مسافر تھا اور اسے چاہیئے تھا کہ اس وقت نماز پڑھتا۔ (التہذیب)

۴۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سفر میں تھا کہ نماز کا وقت داخل ہوا مگر نماز پڑھنے سے پہلے وہ گھر پہنچ گیا تو؟ فرمایا: چار رکعت پڑھے۔ پھر فرمایا: وہ برابر قصر پڑھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص گھر پہنچا مگر جب نماز کا وقت داخل ہوا تو وہ سفر میں تھا تو؟ فرمایا: وہ دو رکعت پڑھے گا! عرض کیا: اگر وہ اس وقت سفر کے لیے روانہ ہوا کہ جب گھر میں نماز کا وقت داخل ہو گیا تھا تو؟ فرمایا: چار رکعت پڑھے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اگرچہ اس حدیث سے ظاہر تو یہ ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے میں وقت وجوب کو مدنظر رکھا گیا ہے) مگر بعید نہیں ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ قصر سفر میں اور پوری حضر میں پڑھے (تاکہ اس حدیث کی دوسری حدیثوں سے) ظاہری منافات ختم ہو جائے۔

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اس شخص کے بارے میں فرمارہے تھے جو نماز کے وقت گھر پہنچ جائے (اور سفر میں نہ پڑھی ہو) کہ اگر وقت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پوری پڑھے اور اگر یہ اندیشہ ہو تو پھر قصر کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز کے وقت سفر سے واپس گھر پہنچے۔ فرمایا: اگر اسے وقت کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو گھر پہنچ کر پوری نماز پڑھے۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ گھر پہنچنے تک وقت ختم ہو جائے گا تو گھر پہنچنے سے پہلے ہی قصر پڑھ لے۔

(التہذیب)

۸۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور اس کے گھر پہنچنے سے پہلے سفر میں ہی نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ اور وہ چلتے چلتے گھر پہنچ جائے تو چاہے تو قصر کرے اور چاہے تو پوری پڑھے۔ مگر پوری پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ چاہے تو سفر میں قصر پڑھے یا چاہے تو صبر کرے یہاں تک کہ گھر پہنچ کر پوری پڑھے۔ یہ تاویل علامہ حلیؒ نے اپنی کتاب منتہی الفقہ میں بیان کی ہے۔ نیز اس میں تقیہ کا احتمال بھی رد

نہیں کیا جا سکتا۔

۹۔ بشیر نبال بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ جب بمقام شجرہ پہنچے (جو کہ مدینہ کے بالکل قریب ہے)۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے نبال! میں نے عرض کیا: لبیک! فرمایا: میرے اور تیرے سوا اس لشکر میں سے کسی پر چار رکعت واجب نہیں ہے کیونکہ ہمارے روانہ ہونے سے پہلے نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے کہ انہوں نے اثناءِ سفر میں چار رکعت پڑھی بلکہ ممکن ہے کہ مدینہ میں ہی پڑھی ہو۔

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر کرتا ہوا مکہ میں داخل ہوا (جہاں دس روزہ قیام کا ارادہ ہے)۔ جبکہ نماز کا وقت (سفر میں ہی) داخل ہو گیا تھا تو؟ فرمایا: دو رکعت پڑھے۔ اور جب سفر پر روانہ ہو جبکہ نماز کا وقت (گھر میں) داخل ہو جائے تو چار رکعت پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ امام یہ حکم دے رہے ہیں کہ اسے اول وقت میں نماز پڑھنی چاہیئے لہٰذا اگر وہ سفر میں ہے تو پھر قصر پڑھے اور حضر میں ہے تو پھر تمام پڑھے۔

۱۱۔ حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر تمہارا سفر پر جانے کا ارادہ ہو مگر روانگی سے قبل گھر میں زوال ہو جائے تو نماز پوری پڑھو۔ (یعنی گھر میں) اور اگر زوال کے بعد گھر سے نکلو تو پھر نماز عصر قصر پڑھو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلی بروایت امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مسافر کے بارے میں جو سفر میں نماز ظہر و عصر پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ گھر پہنچ گیا (جبکہ ہنوز وقت باقی تھا) فرمایا: وہ چار رکعت پڑھے گا۔ (السرائر)

اسی سابقہ حدیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص گھر میں ظہر و عصر پڑھنا بھول جائے۔ یہاں تک کہ سفر میں روانہ ہو جائے تو سفر میں چار رکعت پڑھے گا۔ اور اگر کسی نماز کا وقت اس وقت داخل ہو جبکہ وہ گھر میں ہو مگر (پڑھنے سے پہلے) سفر پر روانہ ہو جائے تو سفر میں بھی چار رکعت پڑھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ و حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو جو سفر میں وقت داخل ہونے کے بعد گھر میں داخل ہو کر نماز قصر کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب

تمام پڑھنے میں تنگی وقت کی وجہ سے نماز کے قضا ہونے کا خطرہ ہو۔ اور جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ایک اور مقام پر اسے تخییر پر محمول کیا ہے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ قصر پڑھے یا تمام۔ مگر تمام پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے مگر گزشتہ حدیثیں اس تاویل کو رد کرتی ہیں۔ مگر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اگرچہ بظاہر اس روایت سے وقتِ وجوب کا ملحوظ رکھنا ظاہر ہوتا ہے مگر جو حدیثیں وقتِ ادا کے مدنظر رکھ کر نماز پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں وہ دلالت میں زیادہ واضح، سند میں زیادہ قوی اور تعداد میں زیادہ ہیں۔ لہٰذا ان کو ہی مقدم سمجھا جائے گا۔ (واللہ العالم)۔

باب ۲۲

سفر میں قصر فرض واجب ہے۔ سوائے چار مقاماتِ مقدسہ کے اور کہیں اس کے ترک کی رخصت نہیں ہے یا اس کے بالعکس حضر میں قضا ہو اور سفر میں ادا کی جائے تو اس کا حکم؟ اور مسافر کا حاضر کی اور حاضر کی مسافر کی اقتداء کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا نمازِ خوف اور نمازِ سفر دونوں قصر ہوتی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ نمازِ سفر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ وہ کس طرح ہے اور کس قدر ہے؟ فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ﴾ پس اسے سفر میں قصر کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح حضر میں پوری پڑھنا فرض ہے)۔ ہم نے عرض کیا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ﴾ (تم پر کوئی حرج نہیں ہے)۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ ﴿افعلوا﴾ کہ قصر کرو۔۔۔؟ تو پھر قصر پڑھنا واجب کیسے ہو گیا؟ فرمایا: آیا خداوند عالم نے صفا و مروہ کے بارے میں نہیں فرمایا کہ ﴿فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (کہ جو شخص حج کرے یا عمرہ بجالائے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان دو پہاڑیوں کا طواف کرے (ان کے درمیان سعی کرے) کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان کا طواف کرنا فرض واجب ہے (حالانکہ الفاظ وہی ہیں جو نماز قصر کے بارے میں ہیں)۔ کیونکہ خداوند عالم نے قرآن میں ذکر کیا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا۔ یہی کیفیت نماز قصر کی ہے جسے خدا نے قرآن میں ذکر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا۔ (الفقیہ، العیاشی)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سفر میں چار رکعت پڑھے۔ میں خدا کی بارگاہ میں اس سے

بری و بیزار ہوں۔ (الفقیہ، المقنع، کذا عن الصادق علیہ السلام، التہذیب وعقاب الاعمال)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سفر میں پوری نماز پڑھنے والا ایسا ہے جیسے حضر میں قصر پڑھنے والا۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کا نام "عُصاۃ" (نافرمان ٹولہ) رکھا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہ قیامت تک نافرمان ہیں کیونکہ انہوں نے اس وقت (سفر میں) روزہ رکھا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افطار کیا تھا۔ اور نماز پڑھی تھی۔ پھر فرمایا: ہم اس گروہ کو اور آج تک ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کو بھی جانتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ ابان بن تغلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو سفر میں روزہ افطار کرتے ہیں اور نماز قصر پڑھتے ہیں۔
(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، المقنع)

۷۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امت کے بیماروں اور مسافروں کو نماز قصر کرنے اور روزہ نہ رکھنے کا صدقہ دیا ہے۔ (پھر فرمایا) آیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ خدا کا دیا ہوا صدقہ اسے واپس کر دیا جائے؟ (الفروع)

۸۔ شیخ حسن طوسی (فرزند حضرت شیخ طوسیؒ) باسناد خود سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام، ابوبکر، عمر اور ابن عباس نے کہا ہے کہ جب ماہ رمضان میں سفر کرو تو روزہ رکھو۔
(امالی شیخ حسن طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت امام علی علیہ السلام کا یہ فتویٰ یا تقیہ پر محمول ہے یا اس صورت پر کہ جب مسافر شرعی مسافت سے کم مسافت تک سفر کرے!!

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نماز سفر کے متعلق سوال کیا گیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے آباء واجداد قصر پڑھا کرتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے از راہ عزت و کرامت مجھے اور میری امت کو ایک ایسا ہدیہ دیا ہے جو کسی امت (اور اس کے کسی نبیؐ) کو نہیں دیا! لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ ہدیہ کیا ہے؟ فرمایا: سفر میں روزہ کھولنا اور نماز قصر پڑھنا۔ پس جو شخص ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ خدا کا ہدیہ ٹھکراتا ہے۔

(الخصال)

۱۱۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (فلسفۂ قصر بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ سفر میں نماز اس لیے قصر کی گئی ہے کہ اصل میں نماز فریضہ تھی ہی کل دس رکعت۔ سات رکعت کا اضافہ تو بعد میں کیا گیا تھا۔ خدائے مہربان نے از راہ رحمت و شفقت سفر اور اس کی زحمت و مشقت اور اس کی تھکاوٹ و اکتاہٹ اور نقل و حمل کی مصروفیت کی وجہ سے ان اضافی سات رکعت کی کمی کر دی۔ تاکہ اس کی وجہ سے مسافر کا کوئی ضروری کام نہ رہ جائے۔ البتہ نماز مغرب میں کمی نہیں کی کیونکہ وہ پہلے ہی قصر شدہ ہے۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۲ و ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴، از کتاب الصوم میں) بیان کی جائیں گی۔ اور عنوان میں مذکورہ دیگر احکام پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے نماز با جماعت (باب ۱۸) اور قضا (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

جو شخص سفر کے لیے روانہ ہو اور نماز قصر بھی پڑھے مگر بعد ازاں واپس لوٹ آئے تو اس پر اعادہ واجب نہیں ہے اور مسافر کے سواری پر یا پیدل چلتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم؟ اور اس کی نماز کے اوقات و اعداد کا بیان؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ جب اپنے گاؤں سے دو فرسخ کی مسافت پر جا چکا تو نماز کا وقت داخل ہو گیا۔ تو سب نے نماز (قصر) پڑھی۔ بعد ازاں کچھ لوگ کسی ضروری کام کے سلسلہ میں واپس لوٹ آئے جن میں یہ بھی تھا مگر یہ پھر سفر پر نہ جا سکا۔ اب اس کی قصر پڑھی ہوئی نماز کا کیا بنے گا؟ فرمایا: وہ درست ہے۔ اس کے اعادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ قبل ازیں (باب ۲ حدیث نمبر ۴ میں) بروایت سلیمان بن حفص مروزی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ ارشاد

نقل کیا جا چکا ہے کہ فرمایا: اگر کوئی شخص نماز قصر پڑھے پھر سفر کے ارادہ سے باز آ جائے تو نماز کا اعادہ کرے۔
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب ہنوز وقت باقی ہو۔ مگر اقرب یہ ہے کہ اعادہ کو استحباب پر محمول کیا جائے جیسا کہ صاحب منتقی الجمان نے کیا ہے۔ اور عنوان میں مذکورہ بالا دیگر عناوین پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ از قبلہ، اعداد الفرائض باب ۲۲ اور باب ۶ از مواقیت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

ہر قصر شدہ نماز کے بعد تیس بار تسبیحات اربعہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن حفص امروزی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسافر پر واجب ہے کہ ہر قصر نماز کے بعد اس کی تمامیت و تکمیل کے لیے تیس بار تسبیحات اربعہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ پڑھے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رجاء بن ابی الضحاک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی معیت میں تھا۔ آپ ہر نماز قصر کے بعد تیس بار تسبیحات اربعہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس سے نماز مکمل ہوتی ہے۔

(عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں تعقیبات کے سلسلہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ہر نماز کے بعد تیس یا چالیس بار تسبیحات اربعہ کا پڑھنا مستحب ہے تو نماز قصر کے بعد اس کے مستحب مؤکد ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان میں تداخل نہ ہو (یعنی عمومی تعقیبات کے اعتبار سے تیس بار الگ اور نماز قصر کے بعد خصوصی طور پر تیس بار الگ) اس طرح ان تسبیحات کی مجموعی تعداد ساٹھ ہو جائے گی۔

باب ۲۵

مسافر کو چار مقامات پر یعنی مکہ، مدینہ، کوفہ اور حائر (حسینی) میں قصر و تمام پڑھنے میں اختیار ہے۔ اگرچہ دس دن قیام کا ارادہ نہ بھی ہو۔ اور پوری پڑھنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چونتیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی انتیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: خدا کے مخزون (پوشیدہ) علم میں سے چار مقامات پر پوری نماز پڑھنا ہے۔(۱) حرم اللہ (مکہ)۔(۲) حرم رسولؐ (مدینہ)۔(۳) حرم امیر علیہ السلام (کوفہ)۔(۴) اور حرم حسین علیہ السلام (کربلا)۔

(التہذیب، الخصال، کتاب المزار لابن قولویہ)

۲۔ مسمع حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) ان دو حرموں (حرم اللہ و حرم رسولؐ) کے لیے ایسی حرمت و عظمت کے قائل تھے جو ان کے علاوہ کسی اور جگہ کے لیے قائل نہ تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ان دو مقاموں میں پوری نماز پڑھنا ذخیرہ شدہ (پوشیدہ) امور میں سے ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مکہ میں وارد ہوا اور اپنے احرام پر قائم رہا تو؟ فرمایا: جب تک احرام کی حالت میں ہے نماز قصر پڑھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے جواز پر محمول کیا ہے (کہ قصر پڑھنا بھی جائز ہے)۔

۴۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ حرمین میں نماز کے قصر یا تمام پڑھنے کے بارے میں آپؑ کے آباء طاہرینؑ سے مختلف روایتیں ہم تک پہنچی ہیں۔ بعض میں تمام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور بعض میں قصر کرنے کا؟ بعض میں ہے کہ پوری پڑھے خواہ ایک نماز ہی پڑھے اور بعض میں وارد ہے کہ جب تک دس دن کے قیام کی نیت نہ کرے اس وقت تک قصر پڑھے! اور میں ہمیشہ یہاں پوری نماز پڑھتا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ جب میں اس سال حج سے مشرف ہوا اور یہاں پہنچا تو ہمارے اصحاب کے فقہاء نے مجھ سے کہا کہ جب تک تم دس دن کے قیام کا ارادہ نہیں رکھتے ہو تو قصر پڑھو۔ تو میں نے قصر پڑھنا شروع کر دی۔ مگر تنگی محسوس کر رہا ہوں اور جب تک آپؑ کی رائے گرامی معلوم نہیں ہوگی اس وقت تک اس کا ازالہ نہیں ہوگا۔ امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے خط مبارک سے لکھا: خدا تم پر رحم فرمائے۔ تم حرمین شریفین میں نماز پڑھنے کی فضیلت سے تو آگاہ ہو گئے ہو تو میں تمہارے لیے اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ جب یہاں آؤ تو قصر نہ پڑھو۔ اور جس قدر ہو سکے زیادہ نماز پڑھو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب دو سال کے بعد امام علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ میں نے اس طرح عریضہ آپؑ کی خدمت میں لکھا تھا اور آپؑ نے اس طرح جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا تو "حرمین شریفین" سے آپ کی مراد کیا تھی؟ فرمایا: مکہ اور مدینہ۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۵۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکہ اور مدینہ میں پوری نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہاں نماز پوری پڑھو۔ اگرچہ ایک ہی پڑھو۔ (التہذیبین)

۶۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہشام نے آپؑ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے انہیں حرمین میں پوری نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور یہ بات لوگوں کی وجہ سے (تقیۃً) ہے؟ فرمایا: نہ (لوگوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ) میں اور میرے آباء و اجداد سب یہاں لوگوں سے چھپ کر پوری نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ مسمع بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جب مکہ میں داخل ہو تو جس دن داخل ہو تو وہاں نماز پوری پڑھو۔ (ایضاً)

۸۔ عمر بن ریاح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مکہ میں وارد ہوتا ہوں تو وہاں نماز قصر پڑھوں یا تمام؟ فرمایا: پوری پڑھو۔ میں نے پھر عرض کیا کہ مدینہ میں وارد ہوں تو قصر پڑھوں یا تمام؟ فرمایا: یہاں بھی پوری پڑھو۔ (ایضاً)

۹۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مکہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو چاہے پوری پڑھے اور جو چاہے قصر پڑھے۔ (ایضاً)

(گو تمام پڑھنا افضل ہے۔ کما فی الحدیث الآتی)

۱۰۔ عمران بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میں مسجد الحرام میں نماز قصر پڑھوں یا پوری؟ فرمایا: اگر قصر پڑھنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے! اور اگر پوری پڑھو تو یہ خیر (بہتر) ہے اور خیر کی زیادتی خیر (بہتر) ہوتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، المزار)

۱۱۔ ابو شبل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کروں؟ فرمایا: ہاں طیب و طاہر (امامؑ) کی زیارت کر۔ اور وہاں پوری نماز پڑھ۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے بعض اصحاب تو قصر کرنے کے قائل ہیں؟ فرمایا: کمزور (ایمان والے) ایسا کرتے ہیں۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع، المزار)

۱۲۔ زیاد قندی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے (مجھ سے) فرمایا: اے زیاد! میں تیرے لیے وہ کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور وہ کچھ تیرے لیے ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں! لہٰذا تو حرمین میں، کوفہ میں اور امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس نماز پوری پڑھ۔ (التہذیب، المزار، المصباح)

۱۳۔ جناب اسماعیل بن جعفرؑ کے خادم عبدالحمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ چار مقامات پر نماز پوری پڑھو: (۱) مسجد الحرام۔ (۲) مسجد نبوی۔ (۳) مسجد کوفہ۔ (۴) حرم امام حسین علیہ السلام۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع، المزار، المصباح)

۱۴۔ محمد بن ابراہیم حضینی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے قصر و تمام کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب حرمین میں داخل ہو تو دس دن کی نیت کر اور پوری نماز پڑھ! میں نے عرض کیا کہ میں ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) سے ایک یا دو یا تین دن پہلے وہاں پہنچتا ہوں (جبکہ ۸ یا ۹ ذی الحجہ کو احرام باندھ کر عرفات جانا ہے تو؟) فرمایا: بس دس دن کے قیام کی نیت کر اور پوری نماز پڑھ۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت بھی سابقہ روایتوں کے موافق ہے۔ کیونکہ (یہاں دس روزہ قیام کی نیت صرف صوری ہے حقیقی نہیں ہے) کیونکہ جب علم و یقین ہے کہ دس دن ٹھہرنا نہیں ہے تو پھر یہ نیت غیر معتبر ہی ہوگی۔ ہاں البتہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہاں اس قسم کی نیت کو بھی معتبر تسلیم کیا ہے مگر اس قسم کے تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن مختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مکہ و مدینہ میں داخل ہوتے ہیں آیا نماز پوری پڑھیں یا قصر؟ فرمایا: اگر قصر پڑھو تو جائز ہے اور اگر پوری پڑھو تو نیکی میں اضافہ ہوگا۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۱۶۔ عثمان بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حرمین یعنی مکہ و مدینہ میں نماز پوری پڑھنے اور روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر ایک نماز بھی پڑھو تو پوری پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار، قرب الاسناد)

۱۷۔ ابراہیم بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں حرمین شریفین میں پوری نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تھا۔ امام علیہ السلام نے مجھے جواباً لکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرمین میں بکثرت نماز پڑھنے کو پسند کرتے تھے۔ پس تم بھی وہاں زیادہ نماز پڑھو اور پوری پڑھو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۱۸۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مکہ میں نماز قصر پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تمام پڑھ۔ مگر ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن میں تمہارے لیے وہ کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۱۹۔ ابراہیم بن ابو البلاد بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین مقامات پر پوری نماز پڑھو: (۱) مسجد الحرام۔ (۲) مسجد نبوی۔ (۳) امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس۔ (الفروع)

۲۰۔ حذیفہ بن منصور بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد الحرام، مسجد رسولؐ، مسجد کوفہ اور حرم امام حسینؑ میں نماز پوری پڑھو۔

(الفروع، المصباح للطوسی، التہذیب والاستبصار، کذا عن ابی بصیر عن الصادق علیہ السلام)

۲۱۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: (۱) حرم اللہ۔ (۲) حرم رسول اللہؐ۔ (۳) حرم امیر المومنینؑ۔ (۴) حرم الحسینؑ۔ (المصباح)

۲۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: چار مقامات پر پوری نماز پڑھنا (خدا کے) مذخور (مخفی) امور میں سے ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں: (۱) مکہ۔ (۲) مدینہ۔ (۳) مسجد کوفہ۔ (۴) اور حائر حسینیؑ۔ (الفقیہ، کتاب المزار لابن قولویہ)

۲۳۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا مکہ اور مدینہ بھی عام شہروں کی مانند ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا کہ ہمارے بعض اصحاب نے آپؑ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے ان سے فرمایا کہ مدینہ میں پانچ روزہ قیام بھی ہو تو نماز پوری پڑھو؟ فرمایا: تمہارے یہ اصحاب آتے تھے اور نماز کے وقت مسجد سے نکل جاتے تھے۔ اس لیے میں نے ان سے یہ کہا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مکہ و مدینہ کے دوسرے شہروں کے ساتھ برابری سے بعض احکام میں برابر کے ہے اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب دس روزہ قیام کا ارادہ ہو تو پھر حتمی طور پر نماز پوری پڑھی جاتی ہے۔ اور صرف پنج روزہ قیام سے لازماً پوری پڑھنا تقیہ پر محمول ہے۔ بنابریں مسافر کے لیے ان دو شہروں میں قصر و اتمام میں جو اختیار ہے یہ روایت اس کے منافی نہیں ہے۔

۲۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود صالح بن عبداللہ خثعمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا جس میں دو مساجد (مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ) میں قصر و اتمام کے بارے میں سوال کیا تھا؟ امامؑ نے مجھے جواب میں لکھا: جس طرح کرو۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے بالمشافہ یہی مسئلہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بھی اپنے والد ماجد کی طرح جواب دیا۔ مگر نماز کے بارے میں فرمایا: قصر کرو۔ (قرب الاسناد)

۲۵۔ جناب شیخ جعفر بن قولویہؒ باسناد خود عمرو بن مرزوق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حرمین میں اور قبر امام حسینؑ کے پاس نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ان میں نماز پوری پڑھو۔ (کتاب المزار)

۲۶۔ قائد حناط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حرمین میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پوری پڑھو۔ اگرچہ وہاں سے گزر ہی رہے ہو۔ (ایضاً)

۲۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا مکہ اور مدینہ میں نماز قصر ہے یا تمام؟ فرمایا: جب تک دس روزہ قیام کا عزم نہ ہو تب تک قصر پڑھو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ واجب مخیّر (قصر و اتمام) میں سے ایک فرد کے اختیار کرنے سے اس کے دوسرے فرد کی نفی نہیں ہوتی۔ جس کی دوسری حدیثوں میں تصریح موجود ہے۔

۲۸۔ علی بن حدید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارے اصحاب کے درمیان حرمین نماز پڑھنے کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض قصر پڑھتے ہیں اور بعض تمام! اور میں بھی منجملہ ان لوگوں میں سے ایک ہوں جو اس روایت کی بنا پر جسے ہمارے اصحاب نے نقل کیا ہے۔ پوری پڑھتے ہیں۔ اور میں نے یہ بھی ذکر کیا کہ عبداللہ بن جندب بھی پوری پڑھتے تھے؟ فرمایا: خدا فرزند جندب پر رحم فرمائے۔ پھر مجھ سے فرمایا: تمام صرف وہاں پڑھی جاتی ہے جہاں دس دن قیام کرنے کا پروگرام ہو۔ ہاں نوافل جس قدر جی چاہے پڑھو۔ ابن حدید کہتے ہیں کہ میری خواہش یہ تھی کہ امامؑ مجھے پوری پڑھنے کا حکم دیں! (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور بعض دیگر علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ امامؑ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بطور واجب عینی پوری وہاں پڑھی جاتی ہے جہاں دس دن کے قیام کا ارادہ ہو۔ (لہٰذا اس سے قصر و تمام میں اختیار کی نفی نہیں ہوتی)۔

۲۹۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حرمین میں نماز قصر پڑھنی چاہیے یا تمام؟ فرمایا: جب تک دس دن قیام کا ارادہ نہ ہو تب تک پوری نہ پڑھ! راوی نے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب آپؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان کو (یہاں) پوری نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: آپ کے یہ اصحاب مسجد میں داخل ہوتے اور (جلدی جلدی قصر) نماز پڑھ کر اور جوتے ہاتھ میں لے کر نکل رہے ہوتے تھے جبکہ اور لوگ ہنوز (نماز پڑھنے کے لیے) مسجد میں آ رہے ہوتے تھے۔ اس لیے میں نے ان کو حکم دیا کہ پوری

پڑھیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے کئی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے یہاں پوری نماز پڑھنے کا حکم تقیۃً نہیں دیا۔ (جیسا اس روایت سے مترشح ہوتا ہے) بلکہ ان مقامات مقدسہ کی ذاتی عزت و کرامت کی وجہ سے دیا ہے۔ اسی لیے اس حکم کو خدا کے مخزون و مذخور علم میں سے قرار دیا گیا ہے۔ البتہ جو روایت اس تخییر کے خلاف وارد ہوگی اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ مخالفین میں سے اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

علاوہ بریں تخییر والا قول اور تمام کی ترجیح تمام امامیہ کا نظریہ ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ شاذ و نادر ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا مطلب بھی (سابقہ حدیث کی طرح) یہ ہوگا کہ بطور واجب عینی تمام تب پڑھی جاتی ہے کہ جب دس دن کے قیام کا عزم ہو۔ مخفی نہ رہے کہ بعض احادیث میں جو چار مساجد کا تذکرہ ہے وہ (بطور مثال ہے) ورنہ یہ بات صرف مساجد اربعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ اکثر حدیثوں میں چار شہروں کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسا کہ جناب شیخ طوسیؒ اور علماء کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے۔[1]

باب ۲۶

مسافر وغیرہ کے لیے (مذکورہ بالا) چار مقامات پر اور دیگر مشاہد مقدسہ میں رات دن مستحبی نماز پڑھنا اور وہ بھی بکثرت مستحب ہے۔ اگرچہ نماز فریضہ قصر ہی پڑھیں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن قولویہؒ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی زیارت کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں تمہارے لیے اس کا ترک کرنا پسند نہیں کرتا! راوی نے عرض کیا! کہ جب میری نماز قصر ہو تو آپؑ وہاں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: مسجد الحرام میں، مسجد نبویؐ میں اور امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس جس قدر چاہو مستحبی

---

[1] اشہر و اظہر یہی ہے کہ وہ چار مقامات یہ ہیں: (۱) مکہ مکرمہ۔ (۲) مدینہ منورہ۔ (۳) کوفہ۔ (۴) اور حائر حسینیؑ۔ ہاں البتہ بعض اخبار و آثار کی بنا پر یہ خصوصیت تمام مکہ و مدینہ اور کوفہ کو حاصل نہیں ہے بلکہ صرف مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد کوفہ تک محدود ہے اور یہی بات احوط ہے اسی طرح حائر حسینیؑ کی تعیین اور اس کی حد بندی میں سخت اختلاف ہے۔ احوط یہ ہے کہ صرف اسی جگہ پر اکتفا کی جائے جس پر قبر شریفہ مشتمل ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نماز پڑھو کیونکہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں۔ راوی نے پھر سوال کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر اور نبیؐ کے مزار اور حرمین شریفین میں دن کے وقت نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جبکہ ہماری نماز قصر ہو؟ فرمایا: جس قدر ہو سکے پڑھ۔ (کتاب المزار)

۲۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر، مکہ اور مدینہ میں مستحبی نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ جبکہ میری نماز قصر ہو؟ فرمایا: اگر تمہاری نماز قصر بھی ہو تو قبر حسینؑ کے پاس اور مسجد الحرام و مسجد نبویؐ میں اور مشہد نبیؐ کے پاس مستحبی نماز پڑھ کیونکہ یہ کام خیر وخوبی کا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حائر (حسینی) میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نماز صرف فرضی ہے اور وہ بھی قصر۔ اور نوافل نہ پڑھ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات نماز ظہرین کے نوافل سے مخصوص ہے کہ جو وہاں نماز ظہرین قصر پڑھے۔ وہ ان کے نوافل نہیں پڑھے گا۔

۴۔ صفوان (اور دوسری روایت میں اسحاق بن عمار ساباطی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اور حرمین شریفین میں مستحبی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: جس قدر طاقت وقدرت ہے اتنی پڑھ کہ یہ نیکی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ اور مساجد کے سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد زیارات کے ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

جب قصر کے شرائط پائے جائیں تو بمقام منیٰ مسافر پر قصر پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کیا تو تین دن منیٰ میں رہے اور وہ (چار رکعتی نماز) دو رکعت پڑھتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کوئی آدمی اور اس کے ساتھ بمقام منیٰ کس طرح نماز پڑھیں؟ (قصر یا تمام؟)